جلیس الناصحین

اردو ترجمہ

انیس الواعظین

اس کتاب میں اوامر و نواہی، عبادات، تصوف اور حقوق العباد، سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل پر خاطر خواہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ علم دین کا ایک ایسا خزانہ ہے جس میں اسلام کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ ایک انوکھی اور قابل قدر کتاب

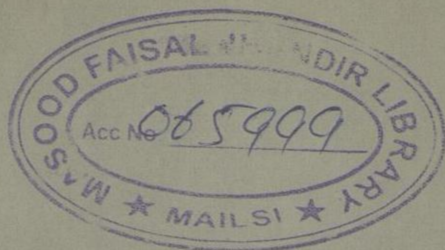
تصنیف ○ مولانا ابوبکر بن محمد علی القرشی رح

ترجمہ ○ مولانا محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک

کراچی


M. SOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No 065999
MAILSI


TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

جلیس الناصحین

اردو ترجمہ

انیس الواعظین

تصنیف

مولانا ابوبکر بن محمد علی القرشی

ترجمہ :- مولانا محمد برکت اللہ صاحب لکھنوی فرنگی محلی

باھتمام

نیازمند حاجی محمد زکی ابن عالی جناب حاجی محمد شفیع صاحب غفراللہ لہ

سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عرضِ مترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا ط

امابعد راجی رحمۃ اللہ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی ابن مولانا حافظ محمد احمد صاحب مدظلہٗ ابن مقدام المحققین امام المرتاضین مولانا مفتی محمد نعمت اللہ بن بحر العلوم والجاہ مولانا مفتی محمد نور اللہ بن واقف علوم خفی وجلی حضرت مولانا مفتی محمد ولی ابن ناصب الویہ ہدیٰ مولانا قاضی غلام مصطفیٰ ابن فاضل ارشد مولانا محمد اسعد بن حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی ادخلہم اللہ فی اعلیٰ علیین وافاض علینا من برکاتہم وبرکات مشائخہم الکاملین ارباب دانش کی خدمت میں عرض پیرا ہے کہ کتاب "انیس الواعظین" مصنفہ مولانا ابوبکر بن محمد علی القرشی رح فارسی زبان میں وعظ کی بے مثل کتاب ہے، اب تک اس کے کئی ترجمے ہوئے مگر بعض کی زبان بے ربط اور بعض زائد طویل ہونے کی وجہ سے مقبول عام نہ ہوئے اسی لیے میرے ایک کرم فرما جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵۸ ومالک مطبع مجیدی کانپور نے مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ اس کا ترجمہ بامحاورہ کردوں جس میں نہ بہت طول ہو نہ بیجا اختصار، پس خدا کا شکر ہے کہ باوجود عدیم الفرصتی کے میں نے اس ترجمہ کو ختم کیا اور "جلیس الناصحین" نام رکھا۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میری اس تالیف کو پسند فرماکر مسلمانوں کو اس سے نفع دے اور میرے لیے ذریعۂ نجات اُخروی کردے چونکہ اس کتاب میں موضوع روایتیں بہت تھیں اس لیے میں نے بعض کو ترک کیا اور بعض مقام پر اس کی تفصیل اپنا قول لکھ کر کردی ہے، علاوہ اس کے واقعۂ معراج اور واقعۂ شہادت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما میں اکثر مفید باتیں زائد کردی ہیں۔ پس تاجران دیار ومالکانِ مطابع امصار کو لازم ہے کہ اس ترجمہ کو بغیر حاجی صاحب موصوف کی اجازت کے نہ چھاپیں، کیونکہ میں نے حقِ اشاعت حاجی صاحب کو دے دیا ہے۔ (وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

(مولانا) محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

مولانا مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ "اولیاء اللہ کی زیارت و صحبت جس طرح انسان کی عملی و اخلاقی اصلاح کے لیے نسخہ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجے میں ان کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سُننا بھی بے حد مفید و مجرّب ہے۔" اسی لیے تزکیۂ نفس اور صفائی قلب کے لیے یا تو کسی بزرگ کی صحبت نصیب ہو یا پھر اُن کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔ فی زمانہ ایسے بزرگوں کی تعداد بہت ہی محدود ہے جن کی صُحبت سے زندگیاں بدل جایا کرتی تھیں۔ البتہ بزرگانِ سلف کا اسوۂ حسنہ اور ان کی رُوحانی کتب آج بھی ہمارے لیے تنویرِ قلب و اصلاحِ حال کا سامان فراہم کرتی ہیں۔

مولانا ابو بکر بن محمد علی قریشیؒ کا شمار بھی اولیاء اللہ میں ہوتا ہے نہ صرف یہ کہ وہ ایک بلند پایہ صُوفی تھے بلکہ ایک جلیل القدر عالم دین بھی تھے "انیس الواعظین" آپ کی ایک شہرہ آفاق تصنیف ہے جو موصوف نے فارسی زبان میں تحریر فرمائی اور جس کا نہایت سلیس اور عام فہم اُردو ترجمہ مولانا برکت اللہ صاحب لکھنوی فرنگی محلیؒ نے کیا اور اسکا نام "جلیس الناصحین" رکھا۔

اس کتاب میں چالیس عنوانات ہیں اور ہر عنوان مختلف موضوع پر مشتمل ہے۔ جملہ عنوانات کی ابتداء اُسی موضوع کے حسبِ حال حدیث شریف سے کی گئی ہے جس کی تشریح مصنف رحمہ اللہ نے عالمانہ تقریر کی صورت میں کی ہے۔ کتاب ہٰذا میں عبادات، اوامر و نواہی، تصوف اور حقوق العباد وغیرہ مذہبی اُمور کے علاوہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل پر بھی خاطر خواہ روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں خاص خاص مہینوں کے خصوصی اعمال اور ان کے فضائل کا ذکر بھی بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کیا گیا ہے الغرض یہ کتاب اپنے طرز کی انوکھی، قابلِ قدر تصنیف ہے اور علمِ دین کا ایک ایسا خزانہ ہے جس میں اسلام کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر محققانہ بحث کی گئی ہے جس کے مطالعہ سے عقائد درست ہوتے ہیں اور نیک اعمال کرنے کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب ایک صُوفی و فقیر مَنش بزرگ کی تالیف

ہے اس لیے اخلاص و روحانیت سے پوری طرح مزین ہے۔ یہی اس کی عوام و خواص میں مقبولیت کی بڑی وجہ ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ جناب حاجی محمد سعیدؒ، تاجر کتب، کلکتہ اور مالک مشہور و معروف مطبع مجیدی، کانپور نے مولانا برکت اللہ صاحب فرنگی محلیؒ سے کروا کر شائع کیا۔ یہ ترجمہ ہندوستان میں اتنا مقبول ہوا کہ وہاں اس کے متعدد اڈیشن شائع ہوتے اور چونکہ ہندوستان کی مطبوعہ کتب کی فراہمی پاکستان میں بہت دشوار تھی، لہٰذا ہم نے یہاں سب سے پہلے اس مقبولِ عام تصنیف کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کتاب کے پاکستان میں شائع ہونے کے بعد یہاں بھی اس کو وہی مقبولیت حاصل ہوتی جو ہندوستان میں حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ ادارہ ہٰذا کو بھی اس کے متعدد اڈیشن شائع کرنے پڑے۔ اور اب اس کا جدید اڈیشن جس کی ازسرِ نو کتابت کروائی گئی ہے ہدیۂ ناظرین ہے اس اڈیشن کو کتابت کی اغلاط سے پاک و صاف رکھنے کے لیے خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اور کتاب کی باطنی خوبیوں کے شایانِ شان اس کی ظاہری خوبیوں پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کرام اس کو پسند فرمائیں گے۔

ناشر

خادمُ العلماء، حاجی محمد زکی

ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین "جلیس الناصحین" (ترجمہ انیس الواعظین)



نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المجلس الاوّل

فی فضیلۃ التسمیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ عَشْرَۃَ اٰلَافِ حَسَنَۃٍ وَمُحِیَ عَنْہُ عَشْرَۃَ اٰلَافِ سَیِّئَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَۃَ اٰلَافِ دَرَجَۃٍ بروایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے دس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس ہزار برائیاں مٹاتا ہے اور اُس کے دس ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ ایسا ہی خلاصۃ الاخبار میں ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ ایسے بزرگ ہیں جن کی شان میں حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی اللہ کی قسم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی ایسے شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہیں ہوا جو مرتبے میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو اور آپ کو صدیق اس لیے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی نبوت کی تصدیق کی ہے اس کے بعد حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مجلس کی ابتداء

تسمیہ سے دو وجہوں سے کی ہے (۱) اتباعِ قرآن کی وجہ سے، کیونکہ قرآن کی ہر سورۃ بسم اللہ سے شروع ہے (۲) جو کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ انجام کو نہیں پہنچتا۔ جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ ہر ذی شان کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے ابتر ہے یعنی ناتمام رہے گا۔ جاننا چاہیئے کہ پہلے کتب وصحائف منزلہ کی دو سورتوں میں فصل کے لیے کوئی شئی مقرر نہ تھی بلکہ بعض میں بِاسْمِ الْمَلِكِ الْغَفَّارِ سے اور بعض میں بِاسْمِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ سے اور بعض میں بِاسْمِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سے ابتداء تھی۔ جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں اور حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھ کر بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یہ دو سورتیں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان میں فصل کیونکر معلوم ہوگا۔ اُس وقت جبریل بحکم ربِّ جلیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نور کے کاغذ پر لکھ کر دونوں ہاتھوں میں لیے ہُوئے اس طرح پر کہ ستر ہزار فرشتے ان کے جلو میں طَرَقُوْا طَرَقُوْا کہتے تھے، حاضرِ خدمت ہُوئے اور عرض کی کہ آپ کو اور آپ کی تمام امت کو بشارت ہو کہ میں سوا آپ کے کسی نبی پر اس کو لے کر نہیں آیا۔ یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایسی متبرک شے ہے کہ توریت میں ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت یہود نہ ہوتی اور اگر انجیل میں ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت نصاریٰ نہ ہوتی آگاہ ہو جائیے کہ جس نے ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لی وہ بےخوف ہوا۔ یعنی اس کے پڑھنے کا یہ اثر ہے کہ خوف دُور ہو جاتا ہے اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور جان لیجیئے کہ تسمیہ میں انیس حروف ہیں اور اسی قدر دوزخ کے طبقے ہیں جو شخص ایک بار اس کو پڑھ لے گا وہ ان سب طبقوں سے نجات پائے گا۔

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَمْ یَبْقَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ذَرَّۃٌ یعنی جس نے ایک بار اس کو پڑھا اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہتا اور آپ نے فرمایا ہے اِذَا قَالَ الْعَبْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَذُوْبُ الشَّیْطَانُ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ فِی النَّارِ، یعنی جب بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو شیطان اس طرح پگھلتا ہے جیسے آگ میں رانگا پگھلتا ہے اور کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میری امت پر عذاب کرنا منظور ہوتا تو ان پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ اتارتا۔ اور تفسیر زاہدی میں زیرِ تحت قول وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ یعنی اپنی جانوں کے لیے کچھ تحفہ آگے بھیجو لکھا ہے کہ بعض کے نزدیک قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ سے اللہ تعالیٰ کی مراد تسمیہ ہے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا

کرو یہی تحفہ ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مرد اپنی زوجہ یا خادمہ کے پاس جائے تو اس کو بسم اللہ کہہ لینا چاہیئے تاکہ ہر پانی کے قطرہ کے عوض میں اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاویں اور جب اُس مرد کے اُس وقت کے نطفہ سے بیٹا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس بیٹے کی ہر سانس اور پوتے کی ہر سانس کے عوض میں دس دس نیکیاں قیامت تک اس مرد کو جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی ہے عطا فرمائے گا۔ نکتہ:۔ جاننا چاہیے کہ عربی میں کھیتی کو حرث کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں عورتوں کو بھی حرث سے تعبیر فرمایا ہے نِسَاءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ عورتیں کھیتیاں ہیں اور قاعدہ مقرر ہے کہ کھیتی میں دسواں حصّہ سرکاری محصول ہے پس مجامعت کے وقت دس مرتبہ بسم اللہ کہنا ہوا اور اگر بسم اللہ نہ کہے تو حالت مجامعت میں شیطان بھی اس مرد کے ساتھ شریک رہے گا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی بسم اللہ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کہے تو جس دن اُس نے یہ دعا پڑھی اُس دن کوئی چیز اس کو نقصان نہ کرے گی اور یہی دُعا فالج کے لیے بھی نافع ہے مترجم کہتا ہے کہ اکثر حضرات صوفیہ کرام سے یہ دعا کچھ زیادتی کے ساتھ مذکور ہے لہٰذا درج ذیل ہے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔جو شخص اس پوری دُعا کو کھانے سے پہلے پڑھ لیا کرے اس کو زہر بھی اثر نہیں کرتا۔ انتہیٰ۔ اور حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا باعثِ برکت ہے اور اس کے ساتھ سورۂ اخلاص شامل کرنے سے غنی ہو جاتا ہے۔کفایہ شعبی میں مذکور ہے کہ زمانہ سابق میں کسی شخص نے اپنے بیٹے کو وصیّت کی کہ میرے مرنے اور غسل دینے کے بعد میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دینا۔ لڑکے نے موافق وصیت کے عمل کیا دفن کے بعد جب عذاب کے فرشتے اس قبر میں آئے اور بسم اللہ اس کی پیشانی اور سینہ پر لکھی دیکھی تو یہ کہہ کر چلے گئے کہ تو عذاب سے بیخوف ہوگیا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دفن کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اس مردے کو اللہ کے نام پر اور اُس کے رسول کے مذہب پر دفن کرتے ہیں اس کے کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس مردے کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ کشتی پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا خدا کے نام پر ہے بیشک میرا رب مغفرت کرنے والا مہربان ہے) کہنے سے کشتی ڈوبنے سے بیخوف ہو جاتی ہے۔ اور بھی آپؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام عمر میں ایک لاکھ بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر ہفت اندام پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ فائدہ۔ ہفت اندام سے سر اور سینہ اور پیٹھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مراد ہیں۔ ترمذی اور اسباب المغفرت میں مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص گھر سے باہر نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔ (اللہ کے نام پر نکلتا ہوں اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں نہیں ہے قوت گناہ سے بچنے کی اور نہیں ہے طاقت عبادت کرنے کی مگر اللہ کی مدد سے) تو شیطان کہتا ہے مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ حکایت ہے کہ ایک فاسق کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا اللہ نے مجھے اس لیے بخش دیا کہ میں ایک دن مکتب کی طرف سے نکلا اور ایک پڑھنے والے نے بسم اللہ پڑھی اُسے سُن کر میرے دل میں اللہ کے نام کی شیرینی نے اثر کیا اور اسی وقت میں نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ہم دو چیز کو جمع نہ کریں گے (۱) اللہ کے نام کی شیرینی (۲) جان کنی کی تلخی۔ اور حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ جو کوئی ایک بار بِسْمِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پانچ برس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور اگر زیادہ کہے تو گناہ زیادہ بخشے جائیں گے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس کاغذ کو جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہو گرا پڑا دیکھے اور اللہ کے نام کی عظمت کے خیال سے اُٹھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو صدیقوں میں لکھتا ہے اور اس کے والدین سے عذاب کم کر دیتا ہے اگرچہ وہ حد سے بڑھتے والوں میں ہوں۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے اور اللہ کی ہ اور تینوں میموں کو صاف صاف لکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ہزار ہا برائیاں دُور کرتا ہے اور بہشت میں اس کے لیے ہزار ہا درجے بلند کرتا ہے۔ خلاصۃ القرآن میں ہے کہ قرآن مجید میں سوا فقد صعقت کے کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کوئی حرف نہ ہو اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ کے نام کی تعظیم کی غرض سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو خوبصورت لکھتا ہے اللہ تعالیٰ

اس لکھنے والے کو بخش دیتا ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزانہ سو بار بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔ اسّی حاجتیں عقبیٰ کی اور بیس حاجتیں دنیا کی۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جس شے کے کھاتے پیتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہی جاتی وہ شے کھانے والے کے پیٹ میں لگی رہتی ہے اور یہ بھی قول ہے کہ قرآن شریف میں لفظ اللہ کا ایک ہزار پانچ سو باسٹھ مقام پر آیا ہے۔ صلوٰۃ مسعودی میں ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک مستحب اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک فرض اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک سنت ہے۔ تفسیر زاہدی میں ہے کہ اس امر پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو فصل سُور کے لیے نازل ہوئی ہے۔ کشاف میں ہے کہ قراء و فقہاء مدینہ منورہ و بصرہ و شام کا قول ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے اور دوسری سورتوں کی آیت نہیں ہے بلکہ دو صورتوں کے فصل کے لیے ہر سورت کے اوّل میں لکھی جاتی ہے۔ اسی مذہب کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور اُن کے تابعین نے اختیار کیا ہے۔ اسی سبب سے نماز میں اس کو آہستہ پڑھتے ہیں اور فقہاء اور قراء مکہ معظمہ و کوفہ کا قول ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ اور ہر سورۃ کی ایک آیت ہے اسی مذہب کو امام شافعی رحمۃ اللہ اور اُن کے تابعین نے اختیار کیا ہے اسی سبب سے نماز میں امام شافعی کے مذہب میں بسم اللہ کو آواز سے پڑھتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ شب معراج میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بہشت میں جو چار نہریں جاری ہیں ان کی اصل کہاں سے ہے حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کو اپنی براق پر سوار کیا اور خود آگے آگے چلے۔ پانچ سو برس کی راہ پر ایک نور کا قبہ ملا جس کے چار دروازے تھے اور ہر دروازے سے ایک نہر بہتی تھی۔ اس قبہ کا دروازہ کھول کر بیس برس کی راہ چل کر صدر قبہ میں ایک نور کا تختہ نظر آیا تو دیکھا کہ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہے اور بسم کی میم سے ایک نہر اور اللہ کی ہ سے دوسری نہر اور رحمٰن کی میم سے تیسری نہر اور رحیم کی میم سے چوتھی نہر جاری ہے۔ اُسی وقت آپؐ کو حکم الٰہی پہنچا کہ آگاہ ہو جائیے آپؐ کی اُمت میں سے جو شخص ایک مرتبہ اس کو پڑھے گا میں اُسے ان چاروں نہروں سے سیراب کروں گا معنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کے یہ ہیں کہ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے یعنی جو کام میں شروع کرتا ہوں خواہ وہ کام زبان سے ہو یا اور اعضاء سے ہو اُس کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرتا ہوں اور جو کام بسم اللہ سے شروع کیے جائیں نیک انجام ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کھانا کھانے سے میرا پیٹ نہیں بھرتا آپؐ نے فرمایا شاید تو بسم اللہ نہیں کہتا ہے اُس نے آپؐ کے قول کی تصدیق کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ بسم اللہ مشکل کاموں میں عقدہ کشائی کرتی ہے اور تمام رنج و غم کو دُور کرتی ہے اور دشوار کام کو آسان کرتی ہے اور دلوں کو روشن کرتی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رح کا قول ہے کہ تمام کلاموں پر بسم اللہ کو ایسی بزرگی ہے جیسی بندوں پر خدا کو۔ بعض علماء کے نزدیک لفظ اللہ اسم اعظم ہے کیونکہ یہ اسم ذات ہے اور بے نقطہ ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے منزہ ہے اسی طرح اسم ذات بھی نقطے سے مبرّا ہے اگر اللہ سے الف دُور کریں تو للہ بھی اپنے معنی پر باقی رہتا ہے۔ جیسے لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے) اور اگر لام دور کریں تو بھی اپنے معنے اصلی پر دلالت کرتا ہے جیسے لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اسی کے لیے پادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہے) اور اگر دونوں لام دُور کردیں اور آخر کی ہ کو واؤ کے ساتھ ضم کریں تب بھی معنی اصلی باقی رہتے ہیں جیسے ھوالخالق (وہی پیدا کرنے والا ہے) لفظ اللہ کی خاصیت یہ ہے کہ دل کو روشن کرتا ہے حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص خلوت میں بقدر تین ہزار بار کے یا اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مخزنِ اسرار کردیتا ہے اور اگر چالیس دن تک پڑھے تو سب اسرار اس پر ظاہر ہو جائیں اس کے معنی یہ ہیں اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُو (اللہ ہی ہے کوئی سوا اس کے اس لائق نہیں کہ اُس کی بندگی کی جائے) اور اگر سوا اللہ کے کسی کی بندگی کی تو پشیمانی اور ذلت ہوگی۔ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ چند روز تک اپنے مکان میں تشریف فرما رہے اور برابر رویا کیے۔ جب یہ خبر لوگوں نے حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کو پہنچائی تو آپؐ تشریف لائے دیکھا کہ روتے روتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ زرد ہو گئے ہیں اور آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں۔ آپؐ نے از رُوئے شفقت ان کو اپنی بغل میں لے کر فرمایا یا فاروق مَالِیَ اَرَاکَ محزونًا و مغمومًا اے فاروق کیا بات ہے کہ میں تمہیں غمگین اور پریشان دیکھتا ہوں اُنہوں

نے جواب دیا حضرت مجھے ایک اندیشہ ہے۔ آپ نے کہا بیان کرو انہوں نے عرض کی مجھے اندیشہ یہ ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے کہ باوجود عقل ودانش کے تو نے بتوں کو کیوں سجدہ کیا تو میں کیا جواب دوں گا۔ امیدوار ہوں کہ آپ مجھے اس کا جواب بتا دیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حالتِ اضطراب میں ایک نعرہ مارا اور بے قراری کے ساتھ زار زار روتے تھے اور کہتے تھے جب ہم کو جواب بتانے والا یوں خاموش ہو جائے تو پھر ہم لوگوں کا وہاں کیا حال ہو گا۔ تمام صحابہ خوفِ الٰہی سے بے قرار ہو کر رونے لگے اس وقت حضرت جبریلؑ آئے اور کہا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرما دیں نحن اذا اصلحنا مع عبدلم نسأل منہ شیئاً (جب ہم اپنے کسی بندے سے صلح کر لیتے ہیں تو پھر اس سے کچھ نہیں پوچھتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مژدۂ فرحت افزا کو سُن کر نہایت خوش ہوتے اور وہ غم خوشی میں بدل گیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آ کر ایک غلام آزاد کیا۔ جاننا چاہیئے کہ بسم اللہ میں اللہ کے بعد رحمٰن ہے یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہیئے کہ رحمٰن اسم صفات ہے اور صفات ذات کے بعد ہوتے ہیں اور ذات سے قائم ہوتے ہیں یعنی جس طرح عرض جسم کے ساتھ قائم ہوتا ہے اسی طرح صفات ذات کے ساتھ قائم ہیں اسی لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اللہ مقدم ہے اور رحمٰن موخر۔ رحمٰن ایسی صفت ہے کہ ذات باری کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتی اور چونکہ رحیم غیر خدا کو بھی کہہ سکتے ہیں لہٰذا رحمٰن کو مقدم کیا اور رحیم کو موخر۔ رحمٰن کے یہ معنی ہیں، مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ تفسیر زاہدی میں ہے اَلرَّحْمٰنُ الَّذِیْ یَرْحَمُ الْعِبَادَ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ (رحمٰن وہ ہے جو بندوں پر ہر حال میں رحم کرے) من البدایۃ والنھایۃ (ابتدا سے انتہا تک) یعنی رحمٰن وہ ہے جو انسان کے پیدا ہونے سے جنت میں جانے تک ہر وقت رحم کرے۔ سب سے پہلے انسان کو ماں کے پیٹ میں جو نہایت تنگ و تاریک مقام ہے پیدا کیا اور کئی مہینے وہاں پر پرورش کی پھر باہر لایا اور بڑا کیا پھر مارا پھر قبر میں رکھا اور اپنی رحمت کو وہاں اس کا مونس بنایا۔ پھر قیامت کو زندہ کرے گا۔ حساب میں آسانی کرے گا پلہ میزان کو بھاری کرے گا۔ پل صراط کا راستہ آسان کرے گا۔ چنانچہ تیس ہزار سال کی راہ کو چشم زدن میں طے کرائے گا۔ دوزخ سے امن میں رکھے گا۔ جنت میں رہنے کو جگہ دے گا۔ اللہ کو بڑا رحم کرنے والا اسلیے کہتے ہیں کہ قلیل عبادت پر کثیر ثواب دیتا ہے بمجرد نیت عملِ خیر کے ساتھ ثواب عطا کرتا ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن

عصر سے مغرب تک یا اللہ یا رحمٰن کہتا ہے اور کسی کلام اور فعل کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تو وہ شخص جو حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے پاتا ہے رحیم ایسا نام ہے جو خدا اور بندوں میں مشترک ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کی شان میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (آپ ایمان والوں پر نرمی اور رحم کرنے والے ہیں) فرمایا ہے۔ رحیم بہت بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ اپنے بندوں پر بے حد بخشش کرتا ہے۔ انسان کو خاک سے پیدا کر کے کسی کو حبیب اور کسی کو خلیل کرتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ رحیم وُہ ہے جو قلیل قبول کرے اور کثیر دے۔ مثلاً ایک نیکی کے عوض میں نو سو اور ہزار اور چار لاکھ تک نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رحیم وُہ ہے جو چھوٹے کام سے ہزاروں درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ منقول ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرا رہے تھے۔ بکریاں چرنے میں، اور آپ عبادتِ الٰہی میں مشغول تھے۔ اتفاقاً ایک بکری بھاگی اور آپ کا کثیر وقت اس کی تلاش میں صرف ہو گیا آپ کو غصہ آگیا اور بہت تیز اس کے پیچھے دوڑے بکری خوف کھا کر کھڑی ہو گئی آپ نے اُسے پکڑ لیا۔ اللہ نے آپ کے دل میں رحم ڈال دیا آپ نے بہت آسانی سے اُسے گلہ میں چھوڑ دیا۔ حکم الٰہی ہوا کہ اے موسیٰ تم نے ہماری پیدا کی ہوئی جان پر رحم کیا اس کے صلہ میں ہم نے رحمت کی اور تمہیں پیغمبری کے لیے قبول کیا اور تمہاری نبوت کا خطبہ ملکوتِ اعلیٰ میں پڑھواتے ہیں۔ جو کوئی اس نام کا وِرد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نرم کر دیتا ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

المجلس الثانی

فِی الْاِیْمَانِ وَالصَّلٰوۃِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

ایمان اور نماز اور روزہ ماہِ رمضان کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ عَلَی اللّٰہِ حَقٌّ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ ھَاجَرَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْجَلَسَ فِی الْاَرْضِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا۔ یعنی بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاوے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اسکو جنت میں داخل کرے برابر ہے کہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا جہاں پیدا ہوا ہے وہیں رہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے اس کے راوی یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اجلّہ صحابہ سے ہیں۔ اُن کی شان میں حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے اَبُوْھُرَیْرَۃَ رض بَیْنَنَا کَعِیْسٰی بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ (ابوہریرہؓ ہم میں ایسے ہیں جیسے انبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام) یعنی جس طرح حضرت عیسیٰؑ متاع دنیا میں زاہد تھے ویسے ہی یہ بھی ہیں حدیث میں مَنْ اٰمَنَ فرمایا ہے اس من کو من عام کہتے ہیں یعنی کسی کی تخصیص نہیں ہے۔ حبشی، قریشی ترکی، رومی وغیرہم جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے عمل کرے اس کے لیے بہشت ہے اگرچہ وہ غلام حبشی ہو اور جو کوئی نافرمانی کرے اس کے لیے دوزخ ہے اگرچہ وُہ قریشی ہو۔ جیسا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْجَنَّۃَ لِمَنْ اَطَاعَہٗ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاہُ وَاِنْ کَانَ حُرًّا قُرَیْشِیًّا۔ دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی غلام تھے اللہ کی اطاعت سے جنتی ہوئے اور ابوجہل قریشی تھا اللہ کی نافرمانی سے دوزخی ہُوا چونکہ ایمان اصل عمل اور تقویٰ کی جڑ ہے اسی لیے ایمان تمام احکام پر مقدم ہُوا اور ایمان لانے کا حکم پہلے کیا گیا اور باقی احکام کی بنیاد ایمان کے بعد ثابت ہوئی۔ قرآن شریف میں ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (قرآن پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) یہاں بھی ایمان کو ذکر میں مقدم کیا بِاللّٰہِ (اللہ پر ایمان لاوے) یعنی اس بات پر ایمان لاوے کہ وہ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ وہی اول ہے اس کی کوئی بدایت نہیں ہے وہی آخر ہے اس کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ تمام مخلوق کو اسی نے پیدا کیا اُسی کا وجود واجب ہے ابتداء سے انتہا تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہوگا جس میں اس کا وجود نہ ہو اس کی ہستی بالذات ہے کسی کے بھروسے پر نہیں ہے کسی کے ساتھ اُسے احتیاج نہیں ہے۔ کوئی چیز اس سے بے نیاز نہیں ہے وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور سب چیزیں اسی کی وجہ سے قائم ہیں یہی معنی قیوم کے ہیں وہ اپنی ذات میں نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جسم۔ کسی صورت میں وہ نیچے نہیں آتا۔ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔ اس کی کوئی صورت نہیں۔ چونی اور چگونگی کو اس کے یہاں دخل نہیں ہے جو چیز نظر سے خیال میں آوے وہ خدا نہیں بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہے۔ چھوٹائی اور بڑائی اور مقدار کو اس میں گنجائش نہیں کیونکہ یہ وہ صفتیں ہیں جن کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ اس کا استوی علی العرش بلا کیف ہے وہ سب پر قادر ہے۔ اس کو پوری قدرت ہے۔ جہاں عاجزی اور نقصان دخیل نہیں جو اس نے چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔ سب کی ہستی اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ عالم کی پیدائش میں اس کا کوئی شریک نہیں وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وُہ دانا ہے اس کا علم ہر شئی کو محیط ہے کوئی چیز تھوڑی یا بہت چھوٹی یا بڑی، بھلائی یا بُرائی، طاعت یا نافرمانی، کفر یا ایمان، نفع یا نقصان، راحت یا رنج بغیر اس کی تقدیر کے نہیں ہوتی اگر ہیژدہ ہزار عالم مل کر کسی کو نقصان پہنچانا چاہیں تو جب تک وہ نہ چاہے کچھ نہیں کر سکتے۔ جو چیزیں سماع کے قابل ہیں وہ ان کو سنتا ہے اُس کے لیے دُوری اور نزدیکی یکساں ہے وہ چیونٹی کے پاؤں کی آواز سنتا ہے اور مثل سُننے کے دیکھتا بھی ہے۔ روشنی اور تاریکی اُس ذات کے لیے یکساں ہے وہ بغیر کان کے سنتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ وہ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بولنے والا ہے۔ توریت انجیل زبور قرآن سب اس کے کلام ہیں۔ اُس نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا لیکن وہ کلام لب اور زبان سے نہ تھا۔ شعر از مترجم۔

وہ بات کرتا لیکن دہن سے کام نہیں　　کلیم کو بھی تو اس بات میں کلام نہیں

اس کے کلام میں حرف اور آواز نہیں اس کا کلام قدیم ہے حادث نہیں۔ جاننا چاہیئے کہ ایمان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تجھے ایمان کی قدر معلوم نہیں ہے کیونکہ تیرا ایمان تقلیدی اور موروثی ہے۔ ایمان کی قدر عمر جانتا ہے جو ایک زمانہ تک بادیۂ کفر وضلالت وصحرائے شرک وجہالت میں سرگرداں رہا مسلمانو یقین کر لو کہ تم اشرف المخلوقات ہو دنیا اور عقبیٰ تمہارے ہی لیے ہے کافر اور مشرک تمہارے مالگذار اور تابعدار ہیں اگر تم ان کی اولاد کو جہاد کر کے گرفتار کر لو تو وہ تمہارے لونڈی غلام ہیں ان کا مال تمہارے لیے غنیمت ہے زمین تمہارے لیے فرش اور آسمان چھت ہے۔ آفتاب تمہارے لیے باورچی چاند رنگریز اور ہوا تمہارے لیے فراش ہے ؎

ابر وماہ وخورشید وفلک در کار اند تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

یعنی بدلی اور ہوا اور ماہتاب اور آفتاب اور آسمان سب کے سب کام میں ہیں اس لیے کہ تو رزق حاصل کر کے غفلت کے ساتھ نہ کھاوے۔ دیکھ یہ سب تیرے لیے سرگشتہ ہیں اور تیرے مطیع ہیں یہ عظمت تجھے اللہ نے دی ہے تجھے اس کے شکریہ میں ہمہ تن یادِ الٰہی میں مصروف ہو کر اس کا فرماں بردار بندہ بننا چاہیئے اور یہ بڑی بے انصافی ہے کہ ایسے منعم کے انعام کا تو شکریہ نہ ادا کرے اور اس کی نافرمانی کرے تو ولایت محبت کا بادشاہ ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے) تو ہی دوستی کے قابل ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں) تو ہی معزز ابدی ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے عزت ہے) تو ہی مہمان سرائے بہشت کا مدعو ہے وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ (اللہ جنت کی طرف بلاتا ہے) تو ہی ایمان کے خطاب سے مخاطب ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے وہ لوگو جو ایمان لاتے ہو) تو ہی بہشت کا مالک ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا (بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے انہیں کے لیے جنت فردوس ہے مہمانی میں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) تو ہی تخت نشین ومسند آرائے بہشت ہے ھُمْ وَاَزْوَاجُھُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَائِکِ مُتَّکِئُوْنَ (ایمان والے اور ان کی بیبیاں درختوں کے سائے میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے

تو ہی ملک کبیر کا مالک ہے وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (اور جب دیکھے گا تو وہاں تو دیکھے گا نعمتیں اور بڑا ملک) تو ہی محرم دیدار پروردگار ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (اس دن ایمان والوں کے چہرے روشن ہوں گے اور اپنے پروردگار کے دیدار سے مسرور ہوں گے) ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ جانے کہ دونوں جہان کا پیدا کرنے والا وُہی وحدہٗ لاشریک ہے جاننا چاہیئے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں (۱) ایمان مجمل (۲) ایمان مفصل۔ ایمان مجمل یہ ہے کہ کہے میں نے دین اسلام اور اس کے کل احکام کو قبول کیا اور کفر اور اس کے متعلقات سے بیزار ہوا۔ اور ایمان مفصل یہ ہے کہ کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ (میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر کہ اچھائی اور بُرائی سب اسی کی جانب سے ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لایا) اب ہم ایمان مفصل کے متعلق چند باتیں بیان کرتے ہیں۔ اللہ پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ ایمان لانے والا خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا دل میں یقین واثق کرلے اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے یہ معنی ہیں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور زن و فرزند سے مبرا ہے۔ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اس کو نیند اور اونگھ نہیں آتی یہی اُس کی صفت ہے۔ اکل و شرب سے مبرا ہے وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ وُہ کھانے کو دیتا ہے مگر خود نہیں کھاتا اس کے لیے قیام گاہ نہیں ہے اگر کوئی کہے خدا اُوپر ہے یا عرش کے اُوپر ہے یا نیچے ہے تو کافر ہو جائے گا کسی شاعر کا قول ہے۔

نہ تو در ہیچ مکانے نہ مکانے ز تو خالی

یعنی تو کہیں نہیں ہے اور کوئی جگہ تجھ سے خالی نہیں ہے۔ ذخیرہ نے اس کا ذکر کر کے کہا ہے کہ کوئی جگہ تجھ سے خالی نہیں ہے یعنی تیرے حکم سے خالی نہیں اور نہ تو کسی مکان میں ہے۔ جس طرح اس کی ذات قدیم ہے اسی طرح اُس کے صفات بھی قدیم ہیں وُہ باقی ہے کبھی اس کے لیے فنا نہیں ہے اور جس کو خدا چاہے گا اس کے لیے بھی فنا نہیں ہے۔ فتاوی ظہیریہ میں ہے اگر کوئی شخص کہے کہ خدا رہے گا اور کوئی چیز نہ رہے گی یا کہے کہ خدا ہی رہے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جنت اور دوزخ کے لیے بھی فنا نہیں ہے اور ان کے لیے فنا کا قائل ہونا نص قرآنی کا انکار کرنا ہے۔ شرح امالی میں ہے کہ سات چیزوں کے لیے

فنا نہیں ہے وُہ یہ ہیں (۱) جنت (۲) دوزخ (۳) عرش (۴) کرسی (۵) لوح (۶) قلم (۷) روحیں۔ بندوں کو اللہ کی نعمتوں میں فکر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی ذات میں۔ جیسا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَفَکَّرُوْا فِی الْآءِ وَلَا تَتَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ۔ اللہ کے نام سُننے پر موقوف ہیں۔ یعنی اللہ کو ان ناموں سے پکارنا چاہیئے جن ناموں سے اُس نے اپنے آپ کو نامزد کیا ہے اس کو طبیب عاشق محبوب وغیرہ نہ کہیں۔ مسلمانوں کے لیے جنت میں داخل ہونے کے بعد خدا کا دیدار حق ہے اور وُہ بے چون وچگوں و بے مشابہ و بے نمونہ و بے جہت اور سر کی آنکھ سے ہوگا۔ دیدار الٰہی کا منکر کافر ہے۔ جب بندے دیدار الٰہی سے نعمت پائیں گے تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے۔ قصیدۂ امالی میں ہے فَیَنْسَوْنَ النَّعِیْمَ اِذَا رَاَوْہُ ٭ فَیَا خُسْرَانَ اَھْلَ الْاِعْتِزَالِ۔ یعنی بندے دیدار الٰہی کی نعمت پا کر تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے پس خرابی ہو معتزلہ کے لیے جو دیدار الٰہی کے منکر ہیں۔ یہ امر ممکن ہے کہ بندہ اللہ کو اس قدر پہچان لے جو پہچاننے کا حق ہے لیکن یہ محال ہے کہ اس کی اس قدر عبادت کر سکے جو اس کی بارگاہِ کبریائی کے لائق ہو۔ فرشتے باوجود کثرت عبادت کے سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ (تو پاک ہے ہم سے تیری عبادت کا حق واقعی ادا نہیں ہو سکتا) کہتے ہیں فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے اللہ کے بندے ہیں اور ہر وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت میں کاہلی کو راہ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ۔ (فرشتے رات دن اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور تھکتے نہیں) وہ نہ عورت ہیں نہ مرد۔ نُور سے پیدا کیے گئے ہیں وُہ صغیرہ اور کبیرہ تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ ابتدائے تخلیق سے بعض کھڑے ہیں، بعض رکوع میں، بعض سجود میں ہیں۔ حضرت جبریل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل حضرت عزرائیل علیہم السلام یہ چاروں فرشتے مقرب بارگاہ حضرت الوہیت ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام تمام فرشتوں سے بزرگ ہیں۔ حضرت سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد ہے جِبْرَائِیْلُ بَیْنَ الْمَلَائِکَۃِ کَاَنِّی الْقَاسِمِ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ یعنی جس طرح میرا رتبہ تمام انبیاء سے زائد ہے اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام کا رتبہ تمام ملائکہ سے افزوں ہے۔ کتاب شمائل میں مذکور ہے کہ ایک دن حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما ہوئے اور صحن مکان میں کھڑے ہوئے بُوندیاں پڑ رہی تھیں آپ کے فرقِ اقدس پر سیاہ کملی تھی۔ حضرت فاطمہ و حضرت علی و حضرات حسنین رضی اللہ عنہم استقبال کے لیے آئے اور دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے پاس تشریف لائیں گے

یا ہم حضور کے پاس حاضر ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم سب میرے پاس آؤ یہ حضرات حاضر خدمت ہو کر آپ کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے آپ صحن میں بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے داہنے سمت اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بائیں سمت اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے داہنے زانو پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں زانو پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنے بازو دراز فرما کر چاروں کو اپنے قریب کر لیا اور سب پر وہ کملی ڈال کر ذکر لاالٰہ الا اللہ میں مشغول ہوتے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ملائکہ کو ہمارے حبیب کی اس ہیئتِ خاص سے تعریف کرنے سے آگاہ کر دو۔ پس واقف ہو کہ تمام فرشتے اس حالتِ خاص کو دیکھنے لگے اور حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوتے بعد سلام وجواب کے آپ نے ان سے پوچھا کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میری یہ آرزو ہے کہ اپنی اس کملی میں تھوڑی جگہ مجھ کو بھی دیدیجئے کیونکہ اس کا نور ساتوں آسمانوں سے گزر کر کنارۂ عرش تک پہنچا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کملی فقیرانہ لباس ہے اور تمہارا مقام سدرۃ المنتہی اور جنت الماویٰ ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض پیرا ہوتے کہ آپ پر جو میرا حق ہے اس کے تصدق میں مجھ کو تھوڑی جگہ مرحمت فرمایئے آپ نے پوچھا مجھ پر تمہارا کیا حق ہے انہوں نے کہا جب نمرود نے آپ کے جد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں پھینکا تھا تو میں نے انہیں ہوا میں روکا تھا اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں گرے تو میں نے انہیں تھام لیا تھا اور اکثر میں نے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چکی چلائی ہے اور قلعۂ خیبر اکھاڑنے میں آپ کے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدد کی ہے اور حضرات حسنینؓ کا گہوارہ ہلایا ہے۔ اس وقت آپ نے ان کو اپنی پشت کی طرف جگہ دی۔ جب وہ آپ کے پسِ پشت آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے تھے وہ گویا ہوئے آج حضور کی یہ کملی تمام اشیاء عرش و فرش پر شرف رکھتی ہے کہ حضوری کی جلوہ گاہ سے تمام ملائکہ عرش و کرسی و ہفت آسمان نظارہ کناں ہیں یہاں میرا حاضر ہونا اقران و امثال میں باعث فخر ہے یہ کہہ کر ایک ساعت قیام کر کے آسمان پر چلے گئے۔ فرشتوں کو حکم رب العزت ہوا کہ سب جا کر اپنے سردار سے مصافحہ کرو اور اس کے سینہ کو بوسہ دو کیونکہ وہ ہمارے حبیبؐ کی پشت سے مس ہوا ہے اور پہچان لو کہ وہ تمہارا افسر ہے ملائکہ حکم الٰہی بجا لاتے۔ اور اس بات پر ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے انسانی صورت میں ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ جیسے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم بنت عمران علیہا الرحمۃ والرضوان پر نازل ہوتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں حضرت مریمؑ

علیہما السلام کے پاس حاضر ہوئے) اور کئی بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بصورت دحیہ کلبی حاضر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بصورتِ انسان انہیں افطارِ صوم کرانے کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں حضرت جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام جوانوں کی صورت میں حاضر ہوتے تھے اور اللہ نے فرشتوں کو اس قدر قوت عطا کی ہے کہ وہ اپنے پروں پر ساتوں زمینوں کو اٹھالیں اور حضرت لوط علیہ السلام کے تیرہ گاؤں مع اُن کے باشندوں اور سامان کے حضرت جبرئیل اپنے ایک پَر پر اس طرح اُٹھا کر آسمان تک لے گئے کہ ایک چراغ بھی گُل نہ ہوا۔ جب ان میں سے کوئی تائب نہ ہوا تو بحکم الٰہی سب کو اوندھا کر دیا کہ ہلاک ہوگئے قرآن شریف میں ہے فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا (ہم نے ان گاؤں کو زیر وزبر کر دیا) ملائکہ سے عداوت رکھنا کفر ہے پیغمبر تمام ملائکہ سے اور خاص ملائکہ اولیاء اور اتقیا سے اور اولیا اور اتقیا عام ملائکہ سے اور عام ملائکہ عوام الناس سے افضل ہیں۔ اور ہم کراماً کاتبین پر ایمان لاتے ہیں قرآن شریف میں ہے اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (تم پر فرشتے جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں نگہبانی کے لیے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتے ہیں) فرشتے بھی جنت میں داخل ہوں گے مگر سوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہ وہ ایک مرتبہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے اور کسی کو دیدار کی دولت نہ ملے گی ایسا ہی اصول الصفار میں ہے اور مسلمان اجنہ کے دخولِ جنت میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس میں توقف فرمایا ہے اور صاحبینؒ[1] کے نزدیک مثل اور مسلمانوں کے وہ بھی جنت میں داخل ہوں گے۔

کُتبِ سماویہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا یقین کرے کہ جو کتب اور صحائف انبیاء پر نازل ہوئی حق ہیں اور بے شک وہ سب اللہ کا کلام ہے اور قرآن پر عمل کرنا فرض ہے اور دوسری کتابیں نزولِ قرآن کے بعد منسوخ ہوگئیں۔ منجملہ اُن کے توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں، اور انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یونانی زبان میں، اور زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر سریانی زبان میں، اور قرآن شریف جو حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء پر عربی زبان میں نازل ہوئیں، مشہور ہیں۔ کتابوں پر ایمان لانے میں شمار کی ضرورت نہیں بلکہ تمام پر ایمان لانا چاہیے کیونکہ اگر واقعی میں کمی زیادتی ہوگی تو کفر لازم آوے گا۔ مشہور ہے کہ صحف اور کتابیں ایک سو چودہ ۱۱۴ ہیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں لیکن دلیل قطعی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ایسا ہی عمدۃ الدین میں ہے۔ کتب منزلہ کلام قدیم ہیں

[1] امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ ۱۲ مترجم

مخلوق نہیں، ان کو مخلوق کہنے والا کافر ہے اور اگر ان حروف و اصوات کو جو کاغذ پر لکھے جاتے ہیں مخلوق کہے تو کافر نہ ہوگا کیونکہ یہ فعل کاتب ہے اور کاتب اور کتابت مخلوق ہیں۔ قرآن شریف تئیس ۲۳ برس میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا اوّل آیت اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ اور آخر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ہے ایسا ہی عمدة الدین میں ہے۔

پیغمبروں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ سب پیغمبر اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور حق ہیں۔ ان کا ہر قول سچا اور ان کا قول اللہ کا قول ہے۔ ان کی کوئی بات خواہش نفسانی سے نہیں ہے۔ پیغمبروں میں بعض رسول ہیں جن کے پاس حضرت جبرئیل آتے تھے وہ تین سو تیرہ ۳۱۳ ہیں اور بعض نبی ہیں جن کو الہام اور خواب سے تبلیغ احکام کا حکم ہوتا تھا۔ ہر پیغمبر اپنے زمانے میں افضل تھا اور اُن سے زائد کوئی عاقل نہ تھا۔ اپنی پیغمبری کا ثبوت معجزے سے دیتے تھے اور زمانہ پیغمبری میں پیغمبری بغیر معجزہ کے ثابت نہیں ہوتی تھی کوئی پیغمبر غلام اور دروغ گو نہ تھا۔ کوئی عورت پیغمبر نہیں ہوئی ذوالقرنین اور لقمان کی پیغمبری میں اختلاف ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے باب میں امام زاہدی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے صحیح یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہیں۔ پیغمبر وحی کے قبل اور بعد بھی گناہ کبیرہ سے معصوم ہیں البتہ ممکن ہے کہ کبھی اُن سے گناہ صغیرہ ہو جائے یہ بھی اس وقت کہ ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوا ہو۔ اور اس گناہ صغیرہ کو پیغمبر کے حق میں لغزش سے تعبیر کرتے ہیں۔ پیغمبروں کی بیبیوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک دامن پیدا کیا تھا۔ اُن سے کبھی زنا صادر نہیں ہوا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَازَنَتْ اِمْرَأَةُ نَبِيٍّ قَطُّ ایسا ہی عقیدة النجاح میں ہے۔ پیغمبروں کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوتے۔ لیکن دلیل قطعی سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔ جیسے کتب سماویہ کی تعداد ثابت نہیں۔

اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف حق ہیں اور آپ تمام پیغمبروں سے افضل اور خاتم پیغمبراں ہیں۔ آپ کے بعد پیغمبری کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے آپ تمام عالم سے زائد عقلمند اور خوبصورت تھے آپ کے سامنے ماہ شب چہاردہ ماند تھا۔ آپ بلند بینی فراخ چشم، کشادہ پیشانی، پیوستہ ابرو تھے۔ آپ کی پتلی بہت سیاہ اور سفیدی بہت صاف تھی۔ دست مبارک کی ہتھیلی پُر گوشت مخمل اور حریر سے زائد نرم تھا۔ لعاب دہن ایسا شیریں تھا کہ کھاری کنویں میں پڑ کر اس کو شیریں کر دیتا تھا۔ پسینہ ایسا خوشبودار تھا کہ زیادتی خوشبو کے لیے عطریات

میں ملایا جاتا تھا۔ آپ ہزار آدمیوں میں بلند معلوم ہوتے تھے۔ انتہائی وجیہہ تھے آپ کے جسم اور لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی نہ آپ کے سر پر سے گذرتی تھی اگر بلند ہو کر گذرنے کا قصد کرتی تو جل کر خاک ہو جاتی۔ آپ کو احتلام کبھی نہیں ہوا۔ ابتدائے عالم سے انتہائے عالم تک آپ سے زائد کوئی سخی نہیں ہوا۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میں بڑی امید لے کر حاضر خدمت ہوا ہوں آپ نے اس کی امید دریافت کی۔ اس نے کہا مجھے بکری کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا بس یہی بڑی امید تھی۔ وُہ عرض پیرا ہُوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی ملک میں ایک مرغی نہ ہو اس کے لیے تو بکری بڑی چیز ہے آپؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا تو فلاں میدان میں جا وہاں اسّی ہزار بکریوں کو تین سو غلام چرا رہے ہیں اُن کو لیلے۔ میں نے وہ سب تجھ کو دیدیں۔ تمام کو سخاوت کا حکم ہوا اور آپ کو کثرت سخاوت کی وجہ سے ہاتھ روکنے کیلئے ارشاد ہوا وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (اپنا ہاتھ ایسا فراخ نہ کیجیے کہ خود عاجز و درماندہ ہو جایئے) تمام پیغمبر کسی قوم یا قبیلے کی طرف بھیجے گئے مگر آپ جن وانس سب کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ آپ کی اطاعت جس طرح اہل زمین پر فرض ہے اسی طرح اہلِ آسمان پر بھی فرض ہے۔ ایسا ہی عقیدۃ النجاح میں ہے آپ کے معجزے اس قدر ہیں کہ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے ولادت سے وفات تک اسی ہزار معجزے آپ سے ظاہر ہُوئے۔ ایسا ہی مجمع الاخبار میں ہے آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ شعر از مترجم

اشارے سے قمر کے مثل دو ٹکڑے کیا دِل کو وہاں زخم دیتے ہیں دُعا انگشت قاتل کو

زہر آلودہ بکری کے بچے کے بھُنے ہُوئے گوشت نے آپ سے باتیں کیں اور کہا لَا تَاكُلْ مِنِّيْ فَاِنِّيْ مَسْمُوْمَةٌ (آپ مجھے تناول نہ فرمائیں کیونکہ میں زہر آلود ہوں) ہرن نے آپ سے کلام کیا۔ اونٹ نے آپ سے ایک دشمن کے نماز نہ پڑھنے کی شکایت کی۔ آپ کا بول وبراز زمین نگل جاتی تھی کوئی اُسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ابر آپ پر سایہ افگن رہتا تھا۔ باقی معجزے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر بیان ہوں گے

قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یقین کرے کہ قیامت آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا۔ اللہ تعالیٰ سب کو مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ آدمی، پری جانور اس حکم میں یکساں ہیں۔ بغیر دس علامتوں کے ظہور کے قیامت قائم نہ ہو گی (۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) خروج دجال (۳) خروج یاجوج وماجوج (۴) نزول عیسیٰ علیہ السلام (۵) پورب میں ایک شہر کا دھنسنا (۶) جزیرۂ عرب میں ایک شہر کا دھنسنا (۷) ظہور دابۃ الارض (۸) دھوئیں کا پھیلنا (۹) عدن

داہنے ہاتھ میں اور بد بندوں کا نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس طرح کہ بدوں کا بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کھنچا ہوگا۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ میزان حق ہے اور اس میں نیک اور بد عمل تولے جائیں گے جس کا نیکی کا پلّہ بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا اور جس کی نیکی کا پلّہ ہلکا ہوگا اس کا مقام ہاویہ ہے جو دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے قرآن شریف میں ہے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ اور بھی ہے وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ (اس دن اعمال کا تولا جانا حق ہے) اور حوضِ کوثر حق ہے کہ قیامت کے دن پیاسوں کو اس سے پانی ملے گا۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اٰنِيَتُهٗ بِعَدَدِ النُّجُوْمِ (اس کے آبخورے اتنے ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں) اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قیامت میں اعضائے جسم باتیں کریں گے اور افعالِ خیر و شر کی گواہی دیں گے قرآن شریف میں ہے يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (اس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے اس کی گواہی دیں گے) اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ سوالِ قبر حق ہے۔ مومن، کافر، صغیر، کبیر جب دفن ہوتے ہیں تو قبر میں منکر نکیر آکر انہیں بٹھلاتے ہیں۔ حیات کے ہونے میں اتفاق اور جسم کے اندر جان پڑنے میں اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں اِدْخَالُ الرُّوْحِ فِي الْجَسَدِ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ (قبر کے اندر جسم میں روح کا داخل ہونا حق ہے) قبر میں وحدانیت اور رسالت کا سوال کیا جائے گا۔ نیک بخت کہتا ہے اللہ میرا رب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں یہ سن کر فرشتے کہتے ہیں نَمْ كَنَوْمِ الْعُرُوْسِ (نو دلہن کی نیند سو) اور بدبخت جواب سے عاجز رہتا ہے اور ہائے ہائے کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا فرشتے کہتے ہیں لَا دَرَيْتَ (افسوس کہ تو کچھ نہ سمجھا) اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے فرشتے اس کو لوہے کے گرزوں سے سزا دیتے ہیں اور صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیاء سے سوالِ قبر نہیں ہوتا ہے۔ مسلمانوں اور کافروں کے بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے لیکن اُن سے روزِ میثاق کا جواب پوچھا جائے گا۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ کفار اور بعض فساق کے لیے عذابِ قبر حق ہے

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یقین جان لے کہ بندہ جو کچھ نیکی یا بدی کرتا ہے وہ اللہ کی حاصل کی ہوئی ہے لیکن نیکی اس کے حکم اور مشیئت اور تقدیر سے ہے مگر اس نے اس کا حکم نہیں کیا

نہ وُہ اس سے خوش ہوتا ہے تقدیر پر کامل اعتقاد رکھنا چاہیئے اور بحث کرنا ناروا ہے کیونکہ
تقدیر کے فہم اور اوراک سے عقولِ بشری عاری ہیں۔ صاحب تمہید نے کہا ہے، اَلتَّقْدِیْرُ بَحْرٌ
عَمِیْقٌ مَنْ غَمَسَ فِیْہِ حَتّٰی (تقدیر ایک گہرا دریا ہے جس نے اس میں غوطہ لگایا وُہ بہ گیا اور گمراہ
ہو گیا) اہل تسنن کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ پھر حضرت عمر فاروقؓ
پھر حضرت عثمان ذوالنورینؓ پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم افضل ہیں بہ ترتیب خلافت اور حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چار خلیفہ برحق ہیں۔ ان کی خلافت کا زمانہ تیس برس میں تمام ہُوا
حدیث میں وارد ہے اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً (خلافت میرے بعد تیس۳۰ برس رہے گی)
مترجم کہتا ھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی شہادت کے بعد خلافتِ جامعہ میں چھ مہینے کچھ کم و
بیش باقی تھے اس کو امام حسنؓ نے کامل کر کے حضرت امیر معاویہؓ کو حاکم مستقل مقرر فرمایا انتہٰی۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سب سے
افضل ہیں اور آپ کی صاحبزادیوں میں بعض فضائل خاصہ کی وجہ سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سب سے
افضل ہیں۔ عقیدۃ النجاح میں ہے کہ ایمان کے لیے کئی شرطیں ہیں جب تک وُہ پائی نہ جائیں ایمان
کامل نہیں ہوتا (۱) ایمان بالغیب یعنی بے دیکھی چیزوں پر ایمان لانا جیسے کہ ہم خدا اور جنت و دوزخ
کے ہونے پر ایمان لاتے۔ یعنی دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرتے ہیں اور نزع میں زندگی سے
نااُمیدی کے وقت خدا اور آتش دوزخ کے خوف سے ایمان لانا درست نہیں ہے اور اس کو ایمان یاس
کہتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت احوال آخرت و بہشت و دوزخ کا مشاہدہ ہوتا ہے اور توبہ یاس بھی مقبول
نہیں ہے یعنی اگر مرتے وقت کوئی کافر اپنا مقام دوزخ میں دیکھ کر توبہ کرے تو وُہ توبہ قبول نہ ہوگی اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد
ایمان لانا سُود مند نہ ہوگا) اور حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْبَلُ تَوْبَۃَ
عَبْدٍ مَالَمْ یُغَرْغِرْ (اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک حلق میں
رُوح نہ آجاوے) (۲) اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنا اور
اس پر اعتقاد رکھنا۔ اور اس کے عکس کا یقین کرنا کافر کر دیتا ہے۔ (۳) اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونا
قرآن شریف میں ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ (تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو) (۴) اللہ

کے عذاب سے بے خوف نہ ہونا (۵) زبان کو کلمۂ کفر سے روکنا اور ہر وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِہٖ پڑھنا (اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ کسی کو میں تیرا شریک جان بوجھ کر گردانوں اور توبہ کرتا ہوں اس سے جو لاعلمی سے کروں، اس کے بعد پھر ہم حدیث سابق کے معانی بیان کرتے ہیں۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص لاکھ بار بھی صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہے تو ہر گز مسلمان نہ ہوگا۔ یعنی جب تک اقرار توحید کے ساتھ اقرار رسالت نہ کرے گا کامل مسلمان نہیں ہو سکتا ہر مومن پر لازم ہے کہ فرمان رسالت کو بسر وچشم قبول کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا رسول تم کو جو حکم دے اس کو مانو اور جس بات سے منع کرے اس سے بچو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر گزرے سب نے آپؐ کی پیغمبری کا اقرار کیا اور تمام ملائکہ نے آپؐ کی رسالت کی تصدیق کی۔ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا پیغمبر بھیجا جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور اسی کے طفیل سے امت مرحومہ کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ (تم بہتر ین امت ہو) سے مخاطب کیا۔ قیامت میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم زیر عرش نور کے ممبر پر تشریف فرما ہوں گے اور باقی انبیاءؑ کرسیوں پر جلوہ گر ہوں گے۔ انبیاءؑ کے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے گو اس مجلس میں طول ہو گیا مگر صرف فائدہ سامعین کی غرض سے چند باتیں آیت ذیل کی تفسیر کے متعلق لکھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ تمہارا معبود ایک ہے۔ اپنی الوہیت کو تمہاری طرف مضاف کر کے اِلٰھُکُمْ ارشاد فرمایا ہے اِلٰہُ الْخَلْقِ نہیں فرمایا اس لیے کہ انسان کے سوا کسی مخلوق نے خدا کا کوئی شریک نہیں ٹھہرایا۔ دنیا کی ہر چیز خدا کو جانتی ہے۔ کیا تمہیں ہُدہُد کا قصہ یاد نہیں ہے کہ جب اس نے بلقیس کا ملک اور اس کا مال واسباب دیکھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے جاہ وحشم کے مقابلہ میں اس کو حقیر تصوّر کیا اور یہ بھی ارادہ نہ کیا کہ اس واقعہ کو چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے بیان کروں۔ لیکن جب اس نے بلقیس کو آفتاب کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو نہایت غصہ میں وہاں سے اُڑا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے آکر اپنے آپ کو گرا دیا اور کہنے لگا کہ بڑا تعجب ہے کہ آپ کے زمانہ حکومت میں میں نے ایک عورت وارث تاج وتخت کو مع اس کی قوم کے آفتاب کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا۔ قرآن شریف میں ہے وَجَدْتُّھَا وَ قَوْمَھَا

یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (میں نے اس کو اور اس کی قوم کو پایا کہ خدا کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں) فرشتے دیو پری، وحوش وطیور سب اس کی وحدانیت کے قائل ہیں لیکن انسان کس قدر بیباک اور گستاخ ہے کہ کوئی دو خدا کا کوئی تین خدا کا قائل ہے کوئی آفتاب کو پوجتا ہے، کوئی ماہتاب کی پرستش میں اپنا وقت کھوتا ہے کوئی پتھر کو اپنا خدا جانتا ہے کوئی لکڑی کے معبود ہونے کا قائل ہے۔ ایسے لوگوں کے سر پر خاک پڑے کہ ایسا کرتے ہیں اور اس کو اچھا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی لیے از رُوئے شفقت فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی امت سے فرما دیجیے اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے) **مترجم کہتا ہے** باپ اپنے بیٹے پر یا استاد اپنے شاگرد پر ایسی شفقت نہ کرے گا جیسا ہمارا مالک گناہگاروں پر شفقت کرتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم پھر بھی اس کی شکر گذاری نہیں کرتے اور اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہیں آتے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ اے اللہ ہم کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما۔ ہمارا خاتمہ دین ایمان پر کرنا اپنے جوارِ رحمت میں ہم کو جگہ دینا۔ ہمارے گناہوں کو معاف کرنا۔ **انتھٰی**۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (سوا اس کے کوئی معبود نہیں ہے) اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وہ مومن کے لیے رحمٰن اور مشرکین کے لیے رحیم ہے کہ ان پر فی الحال عذاب نہیں ہے۔ اِلٰھُکُمْ الخ تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا دل اور تمہاری زبان بھی ایک ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ دل سے اس کو ایک جانو اور زبان سے اس کو ایک کہو۔ بعض نے اس کی یوں تفسیر کی ہے کہ یہ اللہ کی بے انتہا رحمت ہے جو اس نے الوہیت کی اضافت مومنین کی طرف کر کے اِلٰھُکُمْ فرمایا۔ اور مومنوں کو ترغیب دلاتا ہے اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سے کہ تمہارا خدا ایک ہے اگر تم اس کی وحدانیت کا پورے طور سے اقرار کرو تو وہ دنیا میں تمہارے لیے رحمٰن اور تنگی وتاریکی قبر میں تمہارے لیے رحیم ہے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے تو آپ خوفِ الٰہی سے کانپ جاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا اور بعض وقت اسی سلام کے پیام سے خوش ہو جاتے۔ پس مسلمانو خوش ہو کہ مالکِ حقیقی تمہیں مخاطب کر کے فرماتا ہے وَاِلٰھُکُمْ اور دوسری جگہ فرماتا ہے وَاِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ یہاں دو حرفِ تاکید سے الوہیت کو موکد فرماتا ہے۔ ایک حرف اِنَّ دوسرے لَوَاحِدٌ کے لام تاکید سے۔ اور اوپر کی آیت میں دو تاکید ارشاد ہوئیں ایک اِلٰہٌ واحد دوسری تاکید

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ تمہارا خدا خالق تمہارا رازق ایک ہے وُہ دنیا میں رحمٰن اور عقبیٰ میں رحیم ہے تاریکی شکم مادر میں تمہیں کس نے رزق دیا۔ دُنیا میں تمہیں کس نے پالا اُسی رحمٰن نے رزق دیا اور پرورش کیا۔ اضطرار کے وقت مضطر کی پکار کون سُنتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وُہی رحمٰن سنتا ہے۔ طلبِ مغفرت کے وقت کون بخشتا ہے۔ رحمٰن بخشتا ہے۔ تمہارے عیوب کون چھپاتا ہے۔ رحمٰن چھپاتا ہے۔ عاجزی کے وقت کون تمہاری دستگیری کرتا ہے رحمٰن کرتا ہے۔ جانکنی کی سختی کون آسان کرتا ہے۔ رحمٰن ہی کرتا ہے۔ تاریکیٔ قبر میں کون فریادرس ہوتا ہے۔ رحیم ہوتا ہے۔ دفن کر کے جب عزیز واقارب پلٹتے ہیں تو مردہ اپنے آپ کو تنہا دیکھ کر گھبراتا ہے اور اپنے عزیز واقربا۔ کو پکارتا ہے لیکن مردے کی آواز زندوں کو سُنائی نہیں دیتی۔ اس لیے کوئی جواب اس کو نہیں ملتا۔ اس وقت فرشتے اس کو یارحیم کہنا سکھاتے ہیں تب بندہ یا رحیم کہتا ہے جواب میں حضرت الوہیت سے ارشاد ہوتا ہے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ یعنی اے میرے بندے میں تیری فریادرسی کو موجود ہوں تو نے مجھے پہلے سے کیوں نہ پکارا کہ میں اسی وقت سے تیری فریاد کو پہنچتا۔ قبر اور قیامت اور دوزخ میں رحیم ہی تیری فریاد کو پہنچے گا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے غرائب میں تحریر کیا ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے جب گنہگار بندہ دوزخ میں ڈالا جائے گا تو انواع واقسام کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ سانپ بچھو اس سے آکر لپٹیں گے وُہ پریشان ہوکر ہر طرف دیکھے گا اور مالکِ دوزخ کا نام لے کر ستر مرتبہ فریاد کرے گا وہ جواب دے گا کہ مجھ سے فریاد نہ کر بلکہ اپنے رب سے فریاد کر اور یارحیم کہہ، بندہ یارحیم کہے گا۔ ہنوز رحیم کا میم اس کی زبان سے ادا نہ ہوگا کہ غیبی آواز اس کو سُنائی دے گی لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ اے میرے بندے مضطر نہ ہو میں تیری فریادرسی کے لیے موجود ہوں اور اسی وقت دوزخ سے نکل کر اللہ کی رحمت سے بندہ جنت میں داخل ہوجاوے گا۔ اب پھر ہم حدیثِ سابق کا ٹکڑا بیان کرتے ہیں وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ۔ (جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاوے اس کو نماز پڑھنا چاہیئے) یعنی دخولِ جنت کے لیے صرف ایمان کافی نہ ہوگا جب تک نماز نہ پڑھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (مومن بے دیکھی چیز پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ (بے شک ان ایمان والوں نے فلاح پائی جو نماز میں عاجزی کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں) اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا نماز کا یہی حال ہے۔ یعنی پنج وقتہ نماز پڑھنے والے کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ مصابیح میں حدیث مذکور ہے کہ تکبیر کہتے وقت بندہ اس طرح گناہوں سے پاک وصاف ہوتا ہے جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتا ہے تو اس کے ہر روئیں کے عوض میں اللہ تعالیٰ ایسی ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کو دیتا ہے جس میں دن کو روزہ رکھا ہو اور شب کو عبادت کی ہو۔ اور جب اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں چار ہزار نیکیاں لکھواتا ہے اور چار ہزار برائیاں دُور کرتا ہے اور جنت میں اُس کے لیے چار ہزار درجے بلند کرتا ہے اور جب بندہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں حج اور عمرے کا ثواب درج کرتا ہے اور جب بندہ رکوع میں جاتا ہے تو گویا خدا کی راہ میں اپنے برابر سونا دیتا ہے۔ اور جب رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین مرتبہ پڑھتا ہے تو گویا تمام کتبِ منزلہ کی تلاوت کرتا ہے اور جب رکوع سے سر اُٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور جب سجدہ میں جاتا ہے تو گویا ہر آیۂ قرآنی پر ایک بردہ آزاد کرتا ہے اور جب سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہتا ہے تو دیو اور پریوں کے شمار کے برابر نیکیاں اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھواتا ہے۔ اسی قدر برائیاں اس کی دُور کرتا ہے۔ اور جنت میں اسی قدر درجے اس کے لیے بلند کرتا ہے اور جب جلسہ کرتا ہے اور تشہد پڑھتا ہے تو صبر کرنے والوں کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے اور جب سلام پھیرتا ہے تو بہشت کے آٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیتے جاتے ہیں اور اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلٰوةِ الْفَرْدِ بِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ۲۹ درجہ فضیلت میں زائد ہے) بعض علماء کے نزدیک بے عذرِ شرعی تنہا نماز پڑھنا اور جماعت ترک کرنا جائز نہیں ہے اور حدیث میں ہے مَنْ صَلَّى صَلٰوةَ الْخَمْسِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِي الْجَمَاعَةِ لَا يَفُوْتُهٗ مِنْهَا تَكْبِيْرَةُ التَّحْرِيْمِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بَرَاءَتَيْنِ بَرَاءَةً مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ جو کوئی پنج وقتہ نماز چالیس دن تک برابر جماعت کے ساتھ پڑھے اس طرح پر کہ تکبیر تحریمہ جانے نہ پائے تو اللہ اس کو دو آزادنامے دیتا ہے (۱) نفاق سے (۲) آتش دوزخ سے۔ اور دوسری حدیث میں

نماز باجماعت کی فضیلت

ہے۔ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْخَمْسِ فِی الْجَمَاعَۃِ حَیْثُ کَانَ وَاَیْنَ کَانَ یَمُرُّ عَلَی الصِّرَاطِ کَالْبَرْقِ اللَّامِعِ فِیْ زُمْرَۃِ الْاَوَّلِ مِنَ السَّابِقِیْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَلَہٗ بِکُلِّ یَوْمٍ حَافَظَ عَلَیْھَا ثَوَابُ اَلْفِ شَھِیْدٍ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (جس نے پانچ وقتہ نماز جماعت سے ادا کی جیسے رہا اور جہاں کہیں رہا ہو وہ پلصراط سے کوندنے والی بجلی کی طرح اول گروہ کے ساتھ جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے گذرے گا اور اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کے مانند روشن ہوگا اور ہر اس دن کے عوض میں جس میں اس نے نماز کی نگہبانی کی ہے ہزار شہید کا جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہوں ثواب ملے گا) ایسا ہی خلاصۃ الاخبار میں ہے (فائدہ) یہ ثواب نو آدمیوں کی جماعت کا ہے لیکن دس یا اس سے زائد ہو جائیں تو اس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تم میں سے جس کی آمین ان کی آمین کے ساتھ ہوگی وہ بخشا جائے گا ایسا ہی صحیح مسلم میں ہے اور آپ نے فرمایا کہ نمازوں میں بہتر نماز جماعت کی نماز ہے اور بدتر نماز تنہا ہے۔ اور مروی ہے کہ ایک بار حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والتحیات کی خدمت بابرکت میں غمگین حاضر ہوئے آپ نے سبب پوچھا انہوں نے کہا میرے دس اونٹ جو مال سے بھرے تھے چورلے گئے۔ آپ نے فرمایا میں سمجھا تھا کہ تمہاری تکبیر اولیٰ جاتی رہی اسلیے تم غمگین ہو۔ انہوں نے پوچھا کیا تکبیر اولیٰ ایسے دس اونٹوں سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: تَکْبِیْرَۃُ الْاُوْلٰی خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (تکبیر اولیٰ میں امام کے ساتھ شریک ہونا دنیا سے اور اس سے جو اس میں ہے بہتر ہے) اور آپ نے فرمایا کہ قبر میں تارک جماعت کا منہ قبلے کی طرف سے پھیر دیا جائے گا اور فرمایا۔ تَارِکُ الْجَمَاعَۃِ مَلْعُوْنٌ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ وَتَارِکُ الْجَمَاعَۃِ یَمْشِیْ فِی الْاَرْضِ وَالْاَرْضُ تَلْعَنُہٗ وَیَنْظُرُ اِلَی السَّمَآءِ وَالسَّمَآءُ تَلْعَنُہٗ۔ (تارکِ جماعت پر توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن شریف میں لعنت کی گئی ہے اور تارکِ جماعت زمین پر چلتا ہے اور زمین اس پر لعنت کرتی ہے اور جب آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو آسمان اس پر لعنت کرتا ہے) ایسا ہی مصابیح میں ہے اور آپ نے فرمایا۔ لَوْ اَنَّ رَجُلًا صَلّٰی صَلٰوۃَ جَمِیْعِ اُمَّتِیْ وَصَامَ صِیَامَ جَمِیْعِ اُمَّتِیْ وَحَجَّ حَجَّ جَمِیْعِ اُمَّتِیْ وَاَتٰی بِجَمِیْعِ الطَّاعَاتِ وَعَمِلَ جَمِیْعَ الْخَیْرَاتِ وَلَا یَحْضُرُ الْجُمُعَۃَ وَالْجَمَاعَۃَ اِلَّا یُدْخِلُہُ النَّارَ وَلَا یَسْاَلُہٗ اَیْنَ کَانَ وَمَا اَعْمَلَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْہِ بِالرَّحْمَۃِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَدَقَۃً

(لا عذر لہ) اگر میری امت کی نماز کے بقدر کوئی شخص نماز پڑھے اور میری تمام امت کے روزوں کے بقدر کوئی شخص روزہ رکھے اور میری تمام اُمت کے حج کے بقدر کوئی شخص حج کرے اور تمام طاعات بجالاوے اور سب بھلائیاں کرے لیکن جمعہ اور جماعت میں نہ حاضر ہو تو اللہ اس کو دوزخ میں بھیجے گا اور اس سے کچھ نہ پوچھے گا کہ تو کہاں تھا اور کیا عمل کرتا تھا اور اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور اس سے فرض ونفل قبول نہ کرے گا) جاننا چاہیئے کہ لفظِ صلوٰۃ میں فرض اور سنت اور نفل سب داخل ہیں مگر قیام صلوٰۃ سے مراد نماز فریضہ ہے۔ نماز سے زیادہ کسی فرض کی تاکید نہیں ہے۔ زکوٰۃ غنی اور مالدار اور آزاد پر بشرطِ وجوب شرائط واجب ہے۔ حج بھی استطاعت و امن راہ وغیرہ شرائط پر فرض ہے۔ مگر نماز غلام، آزاد، توانگر، فقیر، مقیم، مسافر، مریض سب پر فرض ہے جس طرح اُن سے ادا ہو سکے ادا کریں۔ قیامت میں سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بَعْدَ التَّوْحِیْدِ الصَّلٰوۃُ (قیامت کے دن توحید کے بعد سب سے پہلے بندوں سے نماز کا محاسبہ کیا جائے گا) پہلے فرض نماز کا شمار ہوگا اس میں کمی ہوگی تو واجبات مِلالی جاویں گی اور اگر اس سے جبرِ نقصان نہ ہوگا تو سنتیں شامل کی جاویں گی۔ اگر سنتیں بھی کافی نہ ہوں گی تو نوافل شامل ہوں گے۔ عمدۃ الدین میں ہے کہ سنتیں و نوافل پڑھنے والے کو یہ نیت کرنا چاہیئے کہ فرائض پورا کرنے کے لیے پڑھتا ہوں تاکہ قیامت کے دن اس کے فرض پورے ہو جائیں۔ اسی طرح نفل روزے میں فرض روزوں کے پورا کرنے کی نیت کرے کیونکہ قیامت میں فرض روزے بھی نفل روزے سے پورے کیے جائیں گے۔ حدیث میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا ثواب نیت کے اعتبار سے دیا جاتا ہے) ذخیرہ میں ہے اگر کوئی شخص نوافل ہی پڑھا کرے اور فرائض ادا نہ کرے تو اس کو نوافل کا بھی ثواب نہ ملے گا۔ کیونکہ فرض اصل اور نفل فرع ہے۔ تارکِ اصل کو ثواب فرع نہیں مل سکتا۔ جیسا کہ اسباب الامثال میں ہے کہ حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کا ارشاد ہے مَثَلُ الْمُصَلِّیْ کَمَثَلِ التَّاجِرِ لَا یَرْبَحُ شَیْئًا حَتّٰی یَاْخُذَ بِرَأْسِ الْمَالِ کَذَالِکَ الْمُصَلِّیْ لَا یُقْبَلُ نَافِلَتُہٗ حَتّٰی یُؤَدِّیَ الْفَرِیْضَۃَ (مثال نمازی کی تاجر کے مثل ہے کیونکہ تاجر جب تک اصل مال نہ آجاوے نفع کا شمار نہیں کرتا ہے اسی طرح نمازی کے نوافل جب تک وہ فرائض ادا نہ کرے قبول نہیں ہوتے) اگر کسی شخص نے صبح کی نماز پڑھی اور غلل واقع ہو جانے کی وجہ سے وہ عند اللہ قبولیت

فرض نماز کی تاکید

کے قابل ہوئی تو اُسے چاہیئے کہ سنت پڑھتے وقت تکمیلاً للفرائض کی نیت کر لے تاکہ وہ سنت فرض کے عوض میں ہو جائے۔ اور وہ شخص عہدہ فرضیت سے بری الذمہ ہو کر آتش دوزخ سے نجات پائے اور روزے کا بھی یہی حال ہے۔ نماز عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خٰشِعُوْنَ (بے شک ان لوگوں نے رستگاری پائی جو اپنی نماز میں خشوع اور خضوع کرتے ہیں) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (بیشک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے) اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَکْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ وَرِعٍ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَکْعَۃٍ مِنْ مُخَلِّطٍ (متقی پرہیزگار کی دو رکعت نماز مخلط[1] کی ہزار رکعتوں سے افضل ہیں) خشوع کی تین قسمیں ہیں (۱) اعضاو جوارح کو ساکن رکھنا۔ حالت قیام میں مقام سجدہ پر اور حالت رکوع میں پشت پا پر حالت سجدہ میں اپنی بینی پر تشہد کے وقت پہلو پر نگاہ رکھے اس کو خشوع شریعت کہتے ہیں اور اس سے نماز جائز ہو جاتی ہے (۲) نماز میں ماسوی اللہ سے قطع تعلق کر لینا جو پڑھے اُس کے معانی پر غور کرنا۔ بہشت و دوزخ کا بھی خیال دل میں آنے نہ دینا اس کو خشوع حقیقت کہتے ہیں اور یہ قبولیت کا صالح ہے (۳) یوں عبادت کرنا کہ کسی سے خبر نہ ہو تن بساط قرب پر اور چشم دل دیدار الٰہی میں مشغول ہو۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ (مجھے بارگاہِ الٰہی میں ایسا وقت حاصل ہے کہ نہ اس میں ملائکہ مقربین کو دخل ہے اور نہ انبیائے مرسلین کو گنجائش) یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی پاؤں کی ایڑی میں تیر گڑ گیا تھا۔ جو نماز کی حالت میں کھینچ لیا گیا اور آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی اور حالت سجدہ میں ایک بار حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ کی آنکھ میں نے چبھ گئی لیکن اُنہیں کچھ بھی نہیں معلوم ہوا۔ یہ خشوع خاص اللہ والوں کے لیے ہے رحمتہ اللہ علیہم وافاض علینا من برکاتہم۔ نبی رب جلیل حضرت خلیل علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو آپ کے دل کی دھڑکن کی آواز ایک میل تک لوگ سنتے تھے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے نماز شروع کرنے کا قصد فرمایا۔ ہنوز تکبیر تحریمہ نہ کہی تھی کہ خوف الٰہی سے کانپ کر

---

[1] مخلط اس کو کہتے ہیں جس کو نماز میں وساوس اور اندیشہائے باطل زائد حائل ہوں اور دل ان کی طرف مائل ہو جائے۔ (مترجم)

زمین پر گر پڑے اور پیشانی مبارک سے خون جاری ہوگیا۔ یہاں تک فرائض کا بیان تھا۔

اب سنن کا بیان شروع ہوتا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شبانہ روز میں بارہ رکعتیں سنت ادا کرے گا اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ وہ بارہ رکعتیں یہ ہیں نماز فجر کے قبل دو رکعت نماز ظہر کے قبل چار رکعت اور بعد دو رکعت اور نماز مغرب کے بعد دو رکعت اور نماز عشا کے بعد دو رکعت۔ ان کو فرائض کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیئے۔ ایسا ہی مشارق میں ہے اور شرح سلمی میں لکھا ہے کہ ان سنتوں کو ادا نہ کرنے والا میدانِ حشر میں سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے رُوبرو شرمندہ اور محروم شفاعت ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ شبانہ روز میں بتیس[۳۲] رکعت ادا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور اپنے دیدار کی نعمت عطا کرے گا۔ وہ بتیس رکعت یہ ہیں۔ سترہ[۱۷] رکعتیں فرض دن رات کی اور تین وتر اور بارہ[۱۲] سنت۔ کتاب الالمح میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ صراط کیا ہے آپ نے فرمایا دوزخ کا پل ہے اُس نے پوچھا وہ کس قدر فراخ ہے آپ نے فرمایا اس کی فراخی نہ پوچھ کیونکہ وُہ ناپا نہیں جا سکتا البتہ اسکی لمبائی پوچھ اُس نے اس کا سوال کیا آپ نے فرمایا تیس ہزار برس کی راہ ہے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے اس نے فرمایا ایسے پل پر سے گزرنا عقل میں نہیں آتا آپ نے فرمایا مَنْ وَاظَبَ عَلٰی اِثْنَیْ عَشَرَ رَکْعَۃً بِطَوْعَۃٍ بِکُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ سَھَّلَ اللّٰہُ مُرُوْرَھَا (جو بارہ رکعت سنت پر مداومت کرتا ہے اللہ اس پر اس پل پر سے گزرنا آسان کر دے گا) ایک شخص نے آپ سے پوچھا جو فرائض پڑھے اور سنتیں نہ پڑھے اس کے حق میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا وَاللّٰہِ مَنْ تَرَکَ مِنْھَا لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ صَلّٰھَا وَوَاظَبَ عَلَیْھَا اَنَا ضَامِنٌ لَّہٗ بِالْجَنَّۃِ وَلَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ بِکُلِّ رَکْعَۃٍ مَدِیْنَۃٌ مِثْلَ الدُّنْیَا سَبْعَ مَرَّاتٍ فِیْ کُلِّ مَدِیْنَۃٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ بَیْتٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ سَرِیْرٍ عَلٰی کُلِّ سَرِیْرٍ اِثْنَیْ عَشَرَ حُوْرًا وَلَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ وَعِنْدِیْ لَہٗ شَفَاعَۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ۔ (اللہ کی قسم ہے کہ جو کوئی ان بارہ رکعتوں سے ترک کرے گا وہ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہے گا اور جو کوئی ان بارہ رکعتوں کو پڑھتا ہے گا اس کے لیے اللہ کے پاس ہر رکعت کے عوض میں مثل دنیا کے سات گنا ایک شہر ہے ہر شہر میں ستر ہزار کوٹھیاں ہیں ہر کوٹھڑی میں ستر ہزار تخت ہیں ہر تخت پر بارہ حوریں ہیں اور خدا اس کی دُعا قبول کرتا ہے اور میری شفاعت اس کے لیے مقبول ہے) خلاصۃ الاخبار میں ہے کہ

جب آپ نے فرضوں پر یہ بارہ رکعتیں سنت کی زیادہ کیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہونچایا کہ جو کوئی ان پر مواظبت کرے گا بس اس پر جنت حلال اور دوزخ حرام کر دوں گا۔ یہاں تک سنتوں کا بیان تھا۔

اب نوافل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ نوافل بھی نماز میں داخل ہیں ان کے پڑھنے والے کو بیحد ثواب ہے۔ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا۔ مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ بَعَّدَہُ اللہُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا (جس نے دو رکعت نماز پڑھی اللہ اس کو دوزخ سے بقدر چالیس برس کی راہ کے دور کر دے گا) اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس کی نفل نماز زیادہ ہو گی اس کے اچھے کام بہت اور برے کام تھوڑے سے ہوں گے اس کا درجہ بلند ہو گا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنا وقت ضائع نہ کریں اور چاشت کی نماز ضرور پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں ہے جو شخص چار رکعت نفل جب آفتاب سر کے مقابل ہو پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ہزار فرشتوں کو شام تک اس کے نیک کام لکھنے کے لیے بھیجتا ہے اور اگر اس دن وہ مر جاتا ہے تو شہید ہوتا ہے یہ امام مالکؒ سے مروی ہے اور نماز ظہر کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھنا چاہیئے۔ امام ابوبکر طسانی اپنے صحیح میں لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَ اَرْبَعًا بَعْدَ الظُّھْرِ حَرَّمَ اللہُ عَلَیْہِ النَّارَ (جو شخص فرض سے پہلے چار رکعت اور بعد چار رکعت پڑھے گا اللہ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے) بعض کے نزدیک فرض سے پہلے چار رکعت پڑھنے سے سنتیں مراد ہیں اور بعض کے نزدیک نفل مراد ہیں۔ اکثر محدثین کا یہ قول ہے کہ سنتیں مراد ہیں اور فرض عصر سے پہلے چار رکعت سنت پر مداومت کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہے مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ کَتَبَ اللہُ لَہٗ بَرَاءَۃً مِنَ النَّارِ (جو شخص فرض عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ دوزخ سے برأت لکھ دے گا) اور ایک روایت میں ہے حَرَّمَ اللہُ عَلٰی جَسَدِہِ النَّارَ (اللہ اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیتا ہے) اور ایک روایت میں ہے اَنَا ضَامِنٌ بِالْجَنَّۃِ (میں اس کے لیے دخول جنت کا ضامن ہوں) مسلمانو! غور کا مقام ہے کہ جس نماز کے پڑھنے والے کے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم دخول جنت کے ضامن ہوں اس کو ترک کرنا کس قدر ظلم اور ناانصافی ہے۔ نماز مغرب کے بعد نماز اوابین کی بیس رکعتیں ہیں جن کا ثواب احاطۂ تحریر سے باہر ہے اگر بیس ادا نہ ہو سکیں تو چھ رکعت پڑھے اور دو

رکعت تحفہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پڑھے اوّل رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد والضحیٰ دوسری رکعت میں الم نشرح پڑھے اس پر ہمیشگی کرنے والے کے لیے آپ کی شفاعت واجب ہے اور رات کے شکر کی دو رکعتیں پڑھے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون پانچ مرتبہ۔ اس پر مواظبت کرنے والا تمام رات کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ اور دو رکعت بہ نیت حفظِ ایمان ادا کرے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص چھ مرتبہ اور معوذتین ایک مرتبہ، اس کے پڑھنے والے کا ایمان اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رکھے گا۔ عشاء کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کا ارشاد ہے مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ فَکَاَنَّمَا اَدْرَکَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (جو شخص نمازِ عشا کے بعد کلام کرنے سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے تو وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے شب قدر مسجدِ حرام میں پائی ہو) نصف شب کو چار رکعت نماز پڑھے۔ حدیث میں ہے رَکْعَتَانِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُھُمَا رَکَعَاتٍ (مجھے وسطِ شب میں دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ دیکھتا تو میں ان دو رکعت کو کئی دوگانہ فرض کرتا) محدثین نے اس کو نمازِ زوال پر قیاس کیا ہے۔ اور آفتاب نکلنے کے بعد دن کے شکریہ میں دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے۔ ان دو رکعتوں کا پڑھنے والا مثل اس کے ہے جو تمام دن عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے۔ دوپہر کو چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد والشمس دوسری میں واللیل تیسری میں والضحیٰ چوتھی میں الم نشرح جو شخص اس نماز کو پڑھے گا کبھی محتاج نہ ہوگا اور قیامت کے دن اس کا چہرہ روشن ہوگا۔ مسلمانو! تم کو لازم ہے کہ حق تعالیٰ کی عبادت میں دل و جان سے مشغول رہو اور سعادتِ دارین حاصل کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ تفسیر اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ تم اپنی پانچ وقتہ نمازوں کی حفاظت کرو کوئی نماز فوت نہ ہونے دو خاص کر بیچ والی نماز کی حفاظت کرو اور قیام کرو اللہ کے لیے عاجزی اور فروتنی سے اللہ تعالیٰ نے امر محافظت کا فرمایا تاکہ تاکید ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا ہے یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ (اپنی شرمگاہوں کو چھپاؤ) اب جاننا چاہیئے کہ جس طرح شرمگاہ کی حفاظت ہر وقت لازم ہے اسی طرح نماز کے وقتوں کی محافظت ضروری ہے۔ حَافِظُوْا سے مراد یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آ جاوے تو

اس کی حفاظت کرو جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِسْتَعِدُّوْا لَهَا قَبْلَ وَقْتِهَا وَ لَا تُؤَخِّرُوْهَا بِوَقْتِهَا (نماز کے وقت سے پہلے نماز کے لیے مستعد ہو جاؤ اور اس کے وقت سے اُسے مؤخر نہ کرو) اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نکاح اور شہوت کا بیان کیا ہے اس آیت کو اُن آیتوں سے موخر کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نکاح اور طلاق کے معاملات میں اس قدر مصروف ہو کہ نماز کو بھول جاؤ اور ایسا کرنے والوں کی خود ہی مذمت بھی کر دی ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (نیکوں کے بعد ان کے قائم مقام ایسے ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہش نفسانی کی اتباع کرنے لگے) حدیث قدسی میں ہے عَبْدِیْ اِحْفَظِ الصَّلٰوةَ اَحْفَظْكَ عَنِ الْمَكَارِهِ وَالْبَلِيَّاتِ (اے میرے بندے تو نماز کی حفاظت کر میں تجھے تمام آفات سے بچاؤں گا) اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کی طرف خطاب کر کے فرمایا يَحْفَظُكَ اللّٰهُ بِحِفْظِكَ الصَّلٰوةَ (اگر تو نماز کی حفاظت کرے گا تو اللہ تیری حفاظت کرے گا) صلوٰۃ وسطیٰ میں اختلاف ہے حضرت علی و حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت ابو سعید خدری و حضرت ابو ایوب انصاری و حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ و حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے صلوٰۃ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد لی ہے اور جنگ خندق میں جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں فوت ہو گئیں تو آپ نے فرمایا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى اَیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلُوْبَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا (کفار کی مشغولی نے ہمیں نماز وسطیٰ سے کہ وہ خاص عصر کی نماز ہے روکا، اللہ ان کے دلوں اور قبروں میں آگ بھر دے) اور آپ نے فرمایا مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ (جس کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا اس کا مال اور اس کے گھر والے فوت ہو گئے) بعض علماء کے نزدیک وسطیٰ سے نماز مغرب مراد ہے اور قبیصہ بن ذویب اسی کے قائل ہیں اور دلیل لاتے ہیں کہ نماز فرض تین طرح کی ہوتی ہے۔ چار رکعت، دو رکعت، تین رکعت اور تین رکعتیں دو اور چار کے درمیان ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ نماز مغرب کی رات اور دن کے وسط میں ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک وسطیٰ سے عشا کی نماز مراد ہے کیونکہ عشا کے پہلے مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کے بعد فجر کی دو رکعتیں فرض ہیں ان دونوں کے درمیان عشا کی چار رکعتیں ہیں پس وہی وسطیٰ ہوئیں اور بعض کے نزدیک فجر کی نماز وسطیٰ ہے۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو رجاء غفاری اور حضرت جابر

ابن عبید اللہ اور حضرت عکرمہ اور حضرت مجاہد اور حضرت ربیع اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ان کی دلیل یہ ہے وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی کے بعد اللہ تعالیٰ نے وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ فرمایا ہے اور قنوت نماز فجر ہے اور اسی کے قائل حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں دلیل اُن کی یہ ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّھْرَ بِالْھَاجِرَۃِ وَلَمْ یَکُنْ صَلٰوۃٌ اَشَدَّ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھَا فَنَزَلَ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز زوال کے بعد پڑھتے تھے اور کوئی نماز صحابہ پر اس سے زائد سخت نہ تھی بسبب حرارت آفتاب اور ترک راحت و آرام کے اور اس کے فوت ہونے کا خوف تھا پس یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر بیچ والی نماز کی یعنی ظہر کی کہ اُس کے پہلے فجر کی نماز اور اس کے بعد عصر کی نماز ہے پس دن میں بیچ والی نماز ظہر ہوئی اور مغرب کی نماز رات میں داخل ہے مترجم کہتا ہے اس مقام پر صاحب نافع المسلمین نے بغیر اصل پر غور کیئے ہوئے ترجمہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے اصل کتاب کا مطلب فوت ہو جاتا ہے اور ترجمہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے حالانکہ یہاں پر وسطیٰ سے ظہر کی نماز مراد ہے جس پر اُوپر ذکر کی ہوئی حدیث شاہد ہے۔ نافع المسلمین کی عبارت یہ ہے حقیقت میں وسطیٰ کے معنی تو یہی ہیں کہ درمیانی یعنی درمیان دن اور رات کے۔ اور یہ تعریف نماز عصر ہی پر صادق آتی ہے اس لیے نماز مغرب و فجر تو راتوں کی نمازیں ہیں انتہیٰ۔ فجر کو رات کی نماز کہنا اس پر بھی طرہ ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ قرآن و حدیث میں غور و فکر سے کام لیا کریں انتھیٰ۔ قتادہ اور ربیعہ اور ہیثم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نہیں بتا سکتے کہ نماز وسطیٰ سے کون نماز مراد ہے یہ حکم تاکید محافظت کے لیے ہے کیونکہ پنج وقتہ نماز میں ہر نماز وسطیٰ ہو سکتی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے کیونکہ وہ وقت خرید و فروخت اور آنے جانے کا ہوتا ہے اکثر یہی نماز فوت ہو جاتی ہے اور قانتین سے خشوع خضوع کرنے والے اور ڈرنے والے مراد ہیں اور بعض کے نزدیک قانت محافظت کرنے والے کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک چُپ کھڑے رہنے والے کو کہتے ہیں اور یہ معنی اس حدیث کے مطابق ہیں کہ جناب رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے پوچھا گیا کہ تمام نمازوں میں اچھی نماز کون ہے آپ نے فرمایا طول القنوت (جس نماز میں طول قیام ہو وُہ اچھی ہے) اور بعض کے نزدیک قانت نماز میں چپ رہنے والوں کو کہتے ہیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل

بیان غلطی نافع المسلمین

ہونے سے پہلے جب ہم نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی ہم سے پوچھتا کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو ہم بتا دیا کرتے تھے کہ ہم نے اتنی رکعتیں پڑھی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس بات سے منع کر دیا۔ یہاں تک نماز کا بیان تھا۔

اب روزہ کا بیان کیا جاتا ہے حدیث سابق میں ہے وَصِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ یعنی ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے اوپر رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا فرض کیا ہے جس طرح دخولِ جنت کے لیے نماز شرط ہے اسی طرح رمضان کے روزے بھی شرط ہیں۔ سب عبادتوں سے بہتر عبادت روزہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب منسوب کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا) روزہ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پانچ سبب سے کی ہے (۱) اللہ کھانے پینے سے مبرا ہے اور روزے سے بندے کو بھی یہ صفت حاصل ہوتی ہے یہی ثواب عظیم کا سبب ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے۔ مَنْ کَانَ لَہٗ خُلُقٌ مِنْ اَخْلَاقِ اللہِ تَعَالٰی فَھُوَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ جس میں اللہ کی کوئی عادت ہو وہ جنتی ہے (۲) روزہ باطنی عبادت ہے اور اللہ باطنی عبادت کو زائد پسند کرتا ہے خود فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً (اپنے رب کو پوشیدہ رو کر پکارو) اور حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں پوشیدہ ایک پیسہ دینا ان سات سو پیسوں سے اچھا ہے جو ظاہر میں دیئے جائیں۔ (۳) روزے سے نفس مغلوب ہوتا ہے اور نفس کو مغلوب کرنا بڑی عبادت ہے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے روزہ دار کا سونا اس شخص کے جاگنے اور تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے جو روزہ نہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا یَا دَاوٗدُ عَادِ نَفْسَکَ فَاِنَّ مُحَبَّتِیْ فِیْ عَدَاوَتِھَا (اے داؤد اپنے نفس سے دشمنی کرو کیونکہ نفس سے دشمنی کرنے سے میری دوستی حاصل ہوتی ہے) قاعدہ ہے کہ جب دشمن کو حسب خواہش کھانا پانی ملتا ہے تو وہ قوی ہوتا ہے اور قوی دشمن دشمنی زیادہ کر سکتا ہے نفس انسان کا دشمن ہے غیر رمضان میں اس کو دن رات برابر کھانا پانی پہنچتا ہے جس کی وجہ سے قوت پا کر انسان کو گناہ کی طرف راغب کرتا ہے اور عبادت سے ہٹاتا ہے اور رمضان میں خلاف عادت تمام دن اُسے کچھ نہیں ملتا جس کی وجہ سے وہ خود ضعیف ہو جاتا ہے اور گناہ کی طرف راغب کرنے سے باز رہتا ہے (۴) روزہ شیطان پر قہر کرتا ہے اس لیے کہ شیطان روزے دار پر قابو نہیں

پاتا ہے۔ حدیث میں ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مَجْرَی الدَّمِ فَضَیِّقُوْھَا بِالصَّوْمِ (شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے تم اس کی راہ کو روزہ سے تنگ کر دو جب شیطان تمہارے جسم میں داخل نہ ہو سکے گا تو تم اس کے فریب سے بچے رہو گے (۵) روزہ میں فرشتوں کی موافقت ہوتی ہے اور نیکیوں کے ساتھ موافقت کرنے سے ثواب عظیم ملتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص صلحاء کی خصائل کی موافقت کرتا ہے وہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھے گا۔ روزہ دار دوزخ سے ستر برس کی راہ کے بقدر دور ہوتا ہے۔ صحیح مسلم و بخاری میں بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا (جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ (نفل) رکھا اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ کے بقدر دور کر دے گا) اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا (مَنْ صَامَ یَوْمًا سِوَی الْفَرِیْضَۃِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا بَرَّدَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ (جس نے فرض رمضان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک نفل روزہ رکھا از روئے ایمان کے اور ثواب کی نیت کے اللہ اس پر دوزخ کی آگ ٹھنڈی کر دے گا) اب تک مطلق روزے کا بیان تھا۔ کسی دن میں ہو پس بہتر دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب اس سے بدرجہا زائد ہے انشاء اللہ اپنے موقع پر ان کا ذکر آوے گا۔ مسلمانوں پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ وَسَنَنْتُ عَلَیْکُمْ قِیَامَہٗ (اللہ نے تم پر رمضان میں دن کو روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تم پر رمضان کی رات میں تراویح سنت کی) اور بھی آپ نے فرمایا ہے (نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَۃٌ وَنَفَسُہٗ تَسْبِیْحٌ وَدُعَاؤُہٗ مُسْتَجَابٌ وَعَمَلُہٗ مُضَاعَفٌ (روزیدار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح ہے اور دعا مقبول ہے اور روزیدار کے اعمال کا ثواب دوچند ہے) اور آپ نے فرمایا ہے لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ الْمَلِکِ الْجَبَّارِ (روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں (۱) افطار کے وقت (۲) دیدارِ الٰہی کے وقت۔ افطار کے وقت کی خوشی کی کئی قسمیں ہیں (۱) بھوک پر سیری ہونے کی خوشی (۲) روزہ کی نیت اور تراویح کی قوت کی خوشی (۳) اللہ نے تمام دن کھانے پینے جماع وغیرہ پر

امساک کی توفیق دی اس کی خوشی (۴) نزول رحمت باری کی خوشی جیسے حدیث میں ہے اِنَّ اللہَ تَعَالٰی اَنْزَلَ عَلَی الصَّائِمِ عِنْدَ اِفْطَارِہٖ رَحْمَۃً جَمَّۃً (روزے دار پر افطار کے وقت اللہ اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے جس کا شمار نہیں ہو سکتا) پس افطار کے وقت جس قدر خوشی کی جائے زیبا ہے اور آپ نے فرمایا ہے خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ (روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ کو مشک سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے) اور آپ نے فرمایا اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ (روزہ سپر ہے دوزخ سے یعنی جس طرح سپر تلوار کو روکتی ہے اسی طرح روزہ شرارۂ دوزخ سے روکتا ہے۔ قیامت میں جب دوزخ گنہگار پر حملہ آور ہوگی تو حکم ہوگا جو لوگ روزہ دار مرے ہیں کہاں ہیں وہ سامنے جاویں گے دوزخ ان کی بو پہچان کر چالیس برس کے فاصلہ پر ان سے ہٹ جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک گنہگار دوزخ میں ڈالا جائے گا آگ اس سے بھاگے گی۔ مالک دوزخ آگ سے کہے گا تو اسے کیوں نہیں پکڑتی آگ کہے گی میں اسے کیونکر پکڑوں اس کے منہ سے روزے کی بو آتی ہے۔ مالک اس گنہگار سے پوچھے گا کیا تو روزہ دار مرا تھا وہ کہے گا ہاں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ داروں سے خطاب کرے گا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ (جنت میں جو تمہارا دل چاہے کھاؤ اور پیو یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے ایام گذشتہ میں کیا یعنی روزہ رکھا) روزے کی تین قسمیں ہیں (۱) صوم شریعت (۲) صوم طریقت (۳) صوم حقیقت۔ تمام دن کھانے اور پینے اور جماع سے باز رہنے کو صوم شریعت کہتے ہیں۔ روزے میں غیبت کرنا جھوٹ بولنا چغلی کھانا اہل طریقت کے نزدیک مفسد صوم ہے۔ حدیث میں ہے اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ مِّنَ النَّارِ مَالَمْ تَخْرِقْہُ الْغِیْبَۃُ (روزہ دوزخ سے سپر ہے جب تک اس کو غیبت سے نہ توڑے) اور دوسری حدیث میں ہے کَمْ مِّنْ صَائِمٍ یَصُوْمُ وَلَیْسَ مِنْ صَوْمِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ (بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوا اس کے کہ بھوکے پیاسے رہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا) مسلمانوں کو لازم ہے کہ روزہ کی حالت میں تمام ممنوعات سے احتراز کر کے اپنے روزے کو کامل کریں۔ افطار اکل حلال سے کریں۔ حدیث میں ہے مال مشکوک سے روزہ افطار کرنے والے پر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔ تمام گناہوں سے اجتناب کرنے کو صوم حقیقت کہتے ہیں اور صوم حقیقت میں دل کو علائق دنیا سے خالی اور یاد الٰہی سے پُر رکھنا لازمی ہے یہ روزہ سب سے زائد مشکل ہے اللہ کے خاص بندوں

آداب صوم

کو نصیب ہوتا ہے۔ روزہ کے آداب تیرہ ہیں (۱) گوشہ نشینی اختیار کرنا تاکہ نامشروع اور نامحرم پر نظر نہ پڑے (۲) بد صحبت سے دُور رہنا کہ دل مشوش نہ ہو (۳) لوگوں میں نشست و برخاست کم کرنا تاکہ فضول باتوں سے محفوظ رہے (۴) خرمے سے افطار کرنا۔ شرعۃ الاسلام میں ہے کہ خرما سے افطار کرنا سنت ہے اگر خرما میسر نہ آوے تو پانی سے افطار کرے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَفْطَرَ عَلَی الْمَاءِ کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ عَلٰی جَسَدِہٖ عَشْرَۃَ حَسَنَۃٍ وَمَحٰی عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ عَشْرَ دَرَجَاتٍ یعنی جو شخص پانی سے روزہ افطار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر روئیں کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ مٹاتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے (۵) حلال روزی کھانا۔ حدیث میں ہے جو شخص حلال روزی سے افطار کرتا ہے ہر لقمہ پر ایک روزے کا ثواب پاتا ہے اور اگر روزی میں شبہ ہو تو قرض لے کر اُس سے افطار کرے (۶) افطار میں عادت سے زیادہ نہ کھائے (۷) اکیلا نہ کھائے بلکہ اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرنا چاہیئے حدیث میں ہے اِذَا صُمْتُمْ فَافْطِرُوْا مَعَ اَھْلِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ فَاِنَّ مَنْ اَفْطَرَ مَعَ اَوْلَادِہٖ فَلَہٗ بِکُلِّ لُقْمَۃٍ ثَوَابُ عِتْقِ رَقَبَۃٍ روزہ دار کو اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرنا چاہیئے اس لیے کہ جو اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرے گا اس کو ہر لقمہ پر ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا (۸) نماز عشا اور تراویح سے فارغ ہونے کے بعد کھانا کھانا اور افطار کے وقت سیر ہو کر نہ کھانا چاہیئے کیونکہ سیر ہو کر کھانے سے نیند غالب ہوتی ہے اور طبیعت میں کاہلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے قیامِ لیل اور ادائے تراویح سے محروم رہ جانے کا خوف ہے (۹) جس قدر کھاوے اُسی قدر صدقہ دینا تاکہ روزے اور صدقے کا ثواب پاوے (۱۰) سحر کے وقت کچھ کھا لینا۔ حدیث میں ہے تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ لَکُمْ بِکُلِّ لُقْمَۃٍ مِنْھَا ثَوَابَ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً (سحر کھایا کرو کیونکہ سحر کھانے میں ہر لقمہ کے بدلے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب ہے (۱۱) افطار میں جلدی اور سحر کھانے میں دیر کرنا۔ حدیث میں ہے ثَلٰثَۃٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِیْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ (تین چیزیں انبیاء و مرسلین کی سنت ہیں (۱) افطار میں جلدی کرنا (۲) سحری میں دیر کرنا (۳) نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھنا (۱۲) افطار کے وقت یہ دُعا پڑھنا یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اِغْفِرْلِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (اے کشادہ بخشش والے میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ بڑے گناہوں کو

سوائے رب عرش عظیم کے کوئی نہیں بخشتا ہے) حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ افطار کے وقت یہ دُعا پڑھا کرتے تھے (۱۳) سحری کے وقت سات مرتبہ یہ دُعا پڑھنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ (کوئی معبود برحق سوا اللہ کے نہیں ہے جو زندہ اور قائم ہے وہ ہر نفس پر جو اس نے کمایا ہے حاضر ہے) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دُعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ بہ شمار ہر ستارے کے ہزار نیکیاں دیتا ہے اور اسی قدر اس کی بُرائیاں مٹاتا ہے اور اسی قدر اس کے مدارج بلند کرتا ہے روزہ ایسی عبادت ہے جو حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک سب پر فرض رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم متقی ہو جاؤ) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یا حرفِ ندا ہے اور ندا کی کئی قسمیں ہیں (۱) ندائے مدحت جیسے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۲) ندائے مذمت جیسے یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ (۳) ندائے رحمت جیسے یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (۴) ندائے وحشت جیسے وَ نَادٰھُمَا رَبُّھُمَا اَلَمْ اَنْھَکُمَا (۵) ندائے نسبت جیسے یَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ندائے جنسیت جیسے یَا اَیُّھَا الْاِنْسَانُ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں ندا کے تین حروف ہیں (۱) یا (۲) ای (۳) ہا، یا سے ندائے نفس اور ای سے ندائے جان اور ہا سے ندائے قلب مقصود ہے اور الذین اشارت اور اٰمَنُوْا بشارت ہے پس معنی یہ ہوتے کہ اے تن خدمت میں حاضر ہو اور اے جان قربت میں سرفرازی حاصل کر اور اے قلب مشاہدۂ جمال خداوندی کے نزدیک ہو۔ بعض کا قول ہے کہ ندا کی دو قسمیں ہیں (۱) ندائے علامت جیسے یَا اٰدَمُ یَا اِبْرَاھِیْمُ (۲) ندائے کرامت جیسے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کو کو ندائے علامت سے اور اپنے حبیب کو ندائے کرامت سے یاد کیا ہے اور آپ کے طفیل میں آپ کی اُمت کو بھی اللہ تعالیٰ نے ندائے کرامت سے سرفراز فرمایا ہے اور یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ان کو مخاطب کیا کُتِبَ معنی میں فُرِضَ کے ہے جیسے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ وارد ہے چونکہ روزے میں سختی بھی ہے اس لیے ایمانداروں کی تسلی کے لیے فرمایا کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ فرما دیا یعنی ہم نے روزہ صرف تمہارے اُوپر فرض نہیں کیا بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا تھا جاننا چاہیے

کہ اُمم سابقہ میں بعض پر دسویں محرم کا روزہ فرض تھا اور بعض پر ایام بیض کے اور بعض پر تین مہینے کے روزے فرض تھے اور تم پر تو فقط ایک ہی مہینہ کے روزے فرض ہیں اس امساکِ نفس سے غرض یہ ہے کہ شاید تم اس کی برکت سے متقی ہو جاؤ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اسی جانب اشارہ ہے تتقون کے معنی تنجون من عذاب النار کے ہیں یعنی عذابِ دوزخ سے نجات پا جاؤ۔ ابتداءً جب رمضان کے روزے فرض کیئے گئے تھے تو فدیہ دینے کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (جو لوگ طاقت رکھتے ہیں روزہ رکھنے کی اور روزہ نہ رکھیں تو فدیہ دیں بقدر خوراک ایک مسکین کے) پھر حکم فرمایا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ (روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے) اس حکم سے اوّل حکم منسوخ ہو گیا پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم غروب آفتاب سے عشاء تک افطار کیا کرتے تھے اور عشا کے بعد تمام رات اور تمام دن غروب آفتاب تک روزہ رکھا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ (اللہ نے جان لیا جو تمہارے نفوس خیانت کرتے ہیں پس اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تم سے عفو اور درگذر کیا) پس صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ کا وقت مقرر ہو گیا اور رات کو کھانے پینے جماع کرنے کی اجازت ہو گئی اور یہی حکم ہمیشہ کے لیے جاری ہو گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یہ عبادت ہمیشہ کے لیے تم پر فرض نہیں کی گئی ہے بلکہ گنتی کے چند دن ہیں جو نہ زائد تیس اور کم سے کم اُنتیس دن ہیں مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ اوّل تو اللہ تعالیٰ نے سال بھر میں صرف ایک مہینہ کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اور اس میں بھی یہ آسانی کر دی ہے کہ معذور کو مستثنٰے کر کے غیر معذور کے لیے حکم فرمایا یعنی اگر تم میں سے کوئی ایسا بیمار ہو جائے جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا کم بیمار ہو مگر خوف قوی ہو کہ روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جائے گا یا ایسے سفر میں ہو جس میں نماز قصر کی جاتی ہے تو رمضان میں روزہ نہ رکھے اور جب یہ موانع دُور ہو جائیں تو جس قدر روزے رمضان کے چھوٹ گئے ہیں اس وقت رکھ لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہ رکھیں تو وہ ہر روزے کے عوض میں ایک فقیر کو نصف

صاع گیہوں دیں۔ پس اگر نصف صاع سے زیادہ دے گا تو زیادتی کے بقدر ثواب بھی زائد پائے گا اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے فدیہ دینے سے کیونکہ روزہ سے تو تصفیۂ باطن اور تزکیۂ قلب مقصود ہے وُہ فدیہ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتا اگر عقل رکھتے ہو تو خود اس کو سمجھو۔ مترجم کہتا ہے بعض جہلا کہتے ہیں کہ رمضان میں ہر مومن کو بصورتِ صحت وسلامتی اختیار ہے کہ روزہ رکھے یا فدیہ دیکر فرضیتِ صوم سے سبکدوشی حاصل کرے کیونکہ فرضیت صوم کتب الصیام سے اور روزے کے عوض میں فدیہ دے کر سبکدوش ہونے کا حکم وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ سے ظاہر ہے اس کے جواب میں اوّلاً چند قواعد عربیہ کا جاننا ضروری ہے (۱) کلمۂ مَن مقام شرط میں استغراق کو مفید ہوتا ہے (۲) احکامِ شرع میں مکلفین مخاطب ہیں (۳) امر غائب کا حکم بھی وجوب سے ہے جیسے امر حاضر کا سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یہاں مَن مفید استغراق کو ہے بحکم مقدمۂ اولیٰ پس مراد کل افراد انسان ہیں جو ماہِ رمضان کو پائیں قولہ مِنْكُمْ سے معلوم ہوا کہ غیر مکلفین مستثنےٰ ہیں بحکم مقدمۂ ثانیہ قولہ فَلْيَصُمْهُ صیغۂ امر غائب مفید ہے وجوب کو بحکم مقدمۂ ثالثہ پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ جتنے افراد انسان کے مکلفین ماہِ رمضان کو پائیں ان پر روزہ رکھنا فرض ہے پس جو شخص بصحت وسلامتی روزہ نہ رکھے گا تارک فرض ہوگا اور تارک فرض کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ روزہ رکھنا فرض ہے مکلف سے کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتا اور عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ سے ثابت ہوتا ہے کہ فدیہ دینے سے روزہ ساقط ہو جائے۔ پس دونوں آیتوں میں تعارض ہوا۔ دفع تعارض میں مفسرین نے مختلف تقریریں کی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یہ آیت شیخ فانی کے حکم کو ثابت کرتی ہے جو شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو وُہ فدیہ دے۔ اس تقدیر پر چند طور سے آیت کی تفسیر کی گئی ہے (۱) یطیقونہ کے معنی لا یطیقونہ کے ہیں بحذفِ لا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یبین اللہ لکم ان تَضِلُّوا اَے ان لا تضلوا (۲) یطیقونہ باب افعال سے ہے اور اس میں ہمزہ سلب کے لیے ہے۔ جیسا کہ عرب کا قول ہے شکی فاشکیتہ (۳) یطیقونہ سے مراد کانوا یطیقونہ فی الزمان السّابق واٰلآن عجزوا عنہ ہے۔ بہر حال اس آیت سے صحیح وسالم کے لیے روزہ نہ رکھنا اور فدیہ دے کر فرضیتِ صوم سے چھٹکارا پا جانا ثابت نہیں ہے۔ اکثر کا مذہب

ہے کہ یہ آیت ابتدائے اسلام میں معمول بہ تھی اور ہر شخص کو اختیار تھا خواہ روزہ رکھے خواہ فدیہ دے لیکن آیۂ فمن شهد الخ سے منسوخ ہوگئی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ عادتِ الٰہی یوں جاری ہے کہ اللہ ہر شخص کو بقدر اس کی وسعت کے تکلیف دیتا ہے۔ مشیّتِ الٰہی مقتضی ہوئی کہ مسلمان ایک مہینہ کے روزے رکھیں اور یکایک آدمی کو تیس روزے رکھنے میں تکلیف ہوتی ہے پس پہلے اللہ نے ایک روزہ فرض کیا پھر اُسے منسوخ کر کے ماہ رمضان کے روزے فرض کیے اور اختیار دیا کہ چاہے فدیہ دو۔ پھر فرمایا اگر روزہ رکھو تو بہتر ہے۔ یہی مضمون وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهٗ کا ہے پھر اس کو منسوخ کر کے علی العموم حکم دیا کہ رمضان کے روزے رکھو اور فدیہ نہ دو یہی مضمون فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح و سالم کو ہرگز اختیار درمیان روزہ رکھنے اور فدیہ دینے کے نہیں ہے روزہ ہی رکھنا فرض ہے انتہٰی یہاں تک روزہ کی فضیلت تھی۔ اب ماہ رمضان کی فضیلت بیان کی جاتی ہے۔ رمضان ایک بزرگ مہینہ ہے اللہ نے اس کو بزرگی عطا فرمائی ہے قرآن اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا ہے۔ شب قدر اس میں ہے۔ روزہ اس میں فرض ہے۔ رات کو تراویح اس میں سنت ہیں۔ دعا اس میں مقبول ہوتی ہے۔ اعمال نیک کا ثواب اس میں دو چند ہوتا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى زَيَّنَ الشُّهُوْرَ بِشَهْرِ رَمَضَانَ وَزَيَّنَ الْكُتُبَ بِالْقُرْاٰنِ (اللہ نے مہینوں کو رمضان سے اور کتابوں کو قرآن سے زینت دی ہے) اور بھی فرمایا ہے اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النِّيْرَانِ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ (جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں۔ اور بھی حدیث میں ہے کہ جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت رب العزت سے حکم ہوتا ہے کو حورانِ بہشت کو زینت کا حکم دو اور ندا کر دو کہ اے اہل آسمان اور اے اہل زمین ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جو شخص اس کی تعظیم کرے گا بخشا جائے گا اور شیطان کو قید کر دو تاکہ روزہ دار گناہ کرنے سے محفوظ رہیں فتحت ابواب الجنان کی تفسیر میں حضرات محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں مرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے پس گویا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ بند

کرائے گا تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے بقدر پوری زمین کے غیر رمضان میں اللہ کی راہ میں سونا خیرات کیا ہو) خلاصۃ الاخبار میں ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جو کوئی رمضان میں روزے دار کو پانی پلائے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتے گا گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا کہ یہ حکم گھر پر ہے یا سفر میں یا اس جگہ جہاں پانی نہ ملتا ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ حکم عام ہے اگرچہ فرات کے کنارے پر بھی پانی پلاوے اور آپ نے فرمایا ہے کہ مسافر کا روزہ کھلوانے والا پلصراط سے چمکتی بجلی کی طرح گذرے گا اور آپ نے فرمایا ہے مَنِ اَنْعَلَ حَافِیًا فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَعْطَاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بُرَاقًا مِّنَ النُّوْرِ یَمُرُّ عَلَی الصِّرَاطِ کَالْبَرْقِ اللَّامِعِ (رمضان میں برہنہ پا کو جوتا پہنانے والے کو اللہ قیامت میں نور کا براق عطا کرے گا۔ جس پر وہ سوار ہو کر پل صراط سے چمکتی بجلی کی طرح گذرے گا) اور آپ نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَغْفَرَ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَعِزْرَائِیْلَ وَحَمَلَةِ الْعَرْشِ وَمَحَی ذُنُوْبَهٗ (جو کوئی رمضان کے دن رات میں دس بار استغفار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور حاملان عرش علیہم السلام کا ثواب دے گا اور اس کے گناہ بخش دے گا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ استغفار کیونکر پڑھا کریں آپ نے فرمایا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ کہا کرو۔ کتاب الاملح میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء سے دریافت کیا کہ رمضان میں میں کس کام میں مشغول رہا کروں آپ نے فرمایا قرآن میں مَنْ قَرَءَ اٰیَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَهٗ بِکُلِّ حَرْفٍ مِّنْهَا اَجْرُ شَهِیْدٍ کیونکہ جو کوئی رمضان کے دن اور رات میں ایک آیت قرآن شریف کی پڑھے گا اللہ اس کو ہر حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔ ایک اعرابی اس حدیث کو سن کر رونے لگا آپ نے سبب پوچھا اس نے کہا میں قرآن شریف پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ یہ ثواب جو آپ نے فرمایا اس کے لیے ہے جو قرآن شریف پڑھ سکتا ہو آپ نے فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ قَرَءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّةً وَّاحِدَةً اِلَّا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ فِی الْجَنَّةِ سِتًّا وَّخَمْسِیْنَ مَدِیْنَةً فِیْ کُلِّ مَدِیْنَةٍ مِّثْلُهَا قَصْرًا فِیْ کُلِّ قَصْرٍ مِّثْلُهَا بَیْتًا فِیْ کُلِّ بَیْتٍ مِّثْلُهَا سَرِیْرًا عَلٰی کُلِّ سَرِیْرٍ حُوْرٌ مِّنَ الْعِیْنِ وَکَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ سِتًّا وَّخَمْسِیْنَ اَلْفَ

حَسَنَۃً وَمُحِیَ عَنْہُ مِثْلُھَا سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ مِثْلُھَا دَرَجَۃً فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ کَرَّمَکَ اللّٰہُ بِاللِّقَاءِ کَمَا بَشَّرْتَنِیْ بِالْجَزَاءِ (یعنی کوئی بندہ نہیں جو رمضان میں ایک بار قل ھو اللّٰہ احد پڑھے مگر یہ کہ بنا دیتا ہے اللّٰہ تعالیٰ اس کے لیے گھر جنت میں چھپن ۵۶ شہر اور ہر شہر میں چھپن ۵۶ محل ہیں اور ہر محل میں چھپن ۵۶ کوٹھریاں ہیں اور ہر کوٹھری میں چھپن ۵۶ تخت ہیں اور ہر تخت پر ایک بڑی آنکھ والی حور بیٹھی ہے اور اللّٰہ اُس پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں چھپن ۵۶ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چھپن ہزار بُرائیاں دُور کر دیتا ہے اور چھپن ہزار درجے اس کے بلند کرتا ہے **مترجم** کہتا ہے اس مقام پر صاحب نافع المسلمین نے ترجمہ غلط کیا ہے ان کی عبارت یہ ہے ہر شہر میں بقدر اس کے ایک محل ہے اور ہر محل میں بقدر اس کے ایک کوٹھری ہے اور ہر کوٹھری میں بقدر اس کے تخت ہے انتہٰی۔ حالانکہ لکھنا چاہیئے تھا ہر شہر میں بقدر اس کے محل ہیں اور ہر محل میں بقدر اس کے کوٹھریاں ہیں اور ہر کوٹھری میں بقدر اس کے تخت ہیں انتھٰی۔ یہ سن کر ایک اعرابی نے کہا اللّٰہ آپ کو اپنے لقاء سے سرفراز کرے جیسے آپ نے مجھ کو جزا کی خوشخبری دی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی رمضان کے رات دن میں تین سو تریسٹھ بار قل ھو اللّٰہ احد مع تسمیہ پڑھے اللّٰہ تعالیٰ اس کے گوشت و پوست رگ و پے مغز و استخواں پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور بھی آپ نے فرمایا مَنْ قَرَءَ سُوْرَۃَ الْعَنْکَبُوْتِ وَسُوْرَۃَ الرُّوْمِ فِی اللَّیْلَۃِ الثَّالِثَۃِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (جو کوئی سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم رمضان کی تیئیسویں ۲۳ رات کو پڑھے گا وُہ قطعی جنتی ہے) شیخ المشائخ رکن الحق والدین ابو الفتح فیض اللّٰہ قدس اللّٰہ سرہ العزیز نے ملک بہرام سراج الدین سے فرمایا کہ تم قطعی جنتی ہونا چاہتے ہو تو سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم کو رمضان کی تیئیسویں ۲۳ رات کو پڑھا کرو اور امام دو رکعت نماز میں ان دونوں سورتوں کو پڑھے جنتی ہوگا اور اس کے مقتدی بھی جنتی ہوں گے۔ کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اور اُمی کو سننے سے یہی مرتبہ حاصل ہوگا۔ انتھٰی کلام الشیخ۔ اب پھر تفسیر کلام الٰہی کا بیان ہوتا ہے اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا ہے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ رمضان وُہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اور وُہ قرآن ہادی ہے آدمیوں کے لیے اور کھلی نشانیاں میں

ہدایت اور فرقان کی (ہدی اور فرقان یہ دونوں قرآن مجید کے نام ہیں) پس جس پر رمضان شریف کا مہینہ آوے اُسے چاہیئے کہ روزہ رکھے اور اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھے اس کے بدلے دوسرے دنوں میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ نے رمضان کو خالی ذکر نہیں کیا بلکہ لفظ شہر کو اس کے ساتھ ملا کر شہر رمضان فرمایا اسی لیے حدیث میں وارد ہے لَا تَقُوْلُوْا جَاءَ رَمَضَانُ وَفِي رِوَايَةٍ عَظِّمُوْهُ كَمَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ رمضان کو رمضان آیا نہ کہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان کی عظمت کرو جیسے اللہ نے عظمت کی ہے اور شَهْرُ رَمَضَانَ الخ فرمایا ہے۔ اسی پر مجاہد رضی اللہ عنہ کا عمل ہے بلکہ رمضان آیا کہنے کو وہ مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں شاید رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک رمضان آیا یا رمضان گیا کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجِنَانِ (جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں) رمضان رمضاء سے مشتق ہے اس مہینے کو رمضان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ حضرت.... ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی جانب خطاب کر کے فرمایا اَتَدْرُوْنَ لِمَ سُمِّيَ رَمَضَانَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ لِاَنَّهٗ يَرْمِضُ الذُّنُوْبَ اَيْ يُحْرِقُهَا وَلٰكِنْ اِنَّمَا يَرْمِضُ ذُنُوْبَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا (کیا تم جانتے ہو کہ رمضان کا نام کیوں رکھا گیا ہے صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے ہم اس سے واقف نہیں۔ آپ نے فرمایا اس لیے کہ رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے جو رمضان میں از روئے ایمان کے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے روزہ رکھے) اور ایک حدیث میں ہے کہ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے یہ معنی ہیں کہ نازل کیا گیا اس رمضان میں قرآن۔ یعنی اس مہینے کے لیلۃ القدر میں آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا اور فرشتوں پر جو سفرہ اور بررہ میں ہیں اکٹھا پھر آسمان دنیا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سورۃ سورۃ یا آیۃ آیۃ کر کے نازل ہوا) اس قدر کہ جس کی اس وقت ضرورت تھی پھر اس کی صفت بیان کی هُدًى لِّلنَّاسِ یعنی هَادِيًا لِّلنَّاسِ آدمیوں کا راہنما ہے وَبَيِّنٰتٍ اور یہ بھی اس کی صفت ہے کہ اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ وہ اوامر و نواہی کہاں سے ہیں ہدی اور فرقان سے ہیں۔ یہ دونوں نام ہیں قرآن شریف کے۔ الفاظ دو اور معنی دونوں کے ایک ہیں فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ پس جو کوئی تم میں سے رمضان کو پاوے اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے یہ حکم واجب ہے اور یہ ناسخ ہے حکم اختیاری صوم کا وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ تاویل مذکور پر فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یہ حکم مریض اور مسافر کا ہے یہاں اس آیت کو دوبارہ ارشاد کیا باوجودیکہ پہلی آیت میں آچکا تھا۔ اس لیے کہ پہلی آیت سے دو امر معلوم ہوئے تھے روزہ رکھنا خواہ فدیہ دینا وہ اختیار منسوخ ہوا اور حکم ہوا کہ جو رمضان پاوے روزہ رکھے تو اس حکم میں مریض اور مسافر بھی داخل ہوئے لہٰذا اللہ نے ان کو علیحدہ بیان کر دیا یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ یعنی اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا اور تمام کرو اس شمار کو جو سفر میں روزے تم نے چھوڑے تھے یعنی حضر میں اس قدر روزے رکھ لو تاکہ خدا کی بڑائی کرو اس امر پر کہ اس نے احکام کے ادا کرنے کے لیے تم کو مقرر کیا اور یہ اس لیے ارشاد ہوا کہ تم ان کو ادا کرو اور حکم خداوندی پر شکر بجالاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے میرے بندے میرا حال پوچھیں تو میں اُن سے قریب ہوں جب کوئی دُعا مانگنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں یعنی حاجت مانگنے والے کی حاجت برآری کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں شاید وہ راہِ راست پر آجاویں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابتدائے فرضیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سہو واقع ہوا کیونکہ پہلے یہ حکم تھا کہ شب کو عشا کی نماز کے بعد سے کھانا پینا جماع کرنا دوسرے دن شام تک حرام ہو جاتا تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شب کو اپنی زوجہ سے ہمبستری کا ارادہ کیا۔ انہوں نے شرعی عذر پیش کیا کہ میں عشا کی نماز پڑھ چکی ہوں آپ نے ان کا عذر پذیر نہ فرمایا اور اس خیال سے کہ عورتوں کی عادت میں حیلہ کرنا داخل ہے ان سے زائد اصرار کیا وہ آپ کے اصرار سے سمجھیں کہ شاید حکمِ سابق منسوخ ہو گیا ہے خاموش ہو گئیں اور تعمیل ارشاد کے بعد بی بی نے آپ سے پوچھا کیا حکمِ سابق منسوخ ہو گیا آپ نے تامّل کے بعد فرمایا کہ حکم تو منسوخ نہیں ہوا بی بی نے کہا پھر آپ نے حکمِ الٰہی کے خلاف کیوں کیا آپ نے خوفِ الٰہی سے نعرہ مارا اور فرمایا کہ میں خود ہلاک ہوا اور دوسرے کو بھی ہلاک کیا اور تمام رات نماز اور زاری میں بسر کی یہاں تک کہ آنکھیں سوج گئیں ہر دفعہ

اپنے آپ کو زمین پر دے ٹپکتے تھے صبح کو نہایت افسردہ بارگاہ حضرت رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر استفسار حال کیا انہوں نے پورا واقعہ بیان کر دیا آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ تم نے حکم الٰہی کا ذرہ خیال نہ کیا اور اپنا یہ حال کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بھی غمناک و خوف زدہ ہوئے۔ اس کے بعد اور جن لوگوں سے یہی واقعہ سرزد ہوا تھا اُٹھے اور اپنا اپنا حال بے کم و کاست بیان کر دیا آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ ابھی تو میں تم میں موجود ہوں تم میری زیارت سے مشرف اور میرے کلام سے مستفیض ہوتے ہو معجزوں کا مشاہدہ کرتے ہو پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتے ہو پورے طور سے اس کی تابعداری نہیں کرتے ہو۔ وائے برحال ان لوگوں کے جو میرے بعد آویں گے اور میری زیارت سے مشرف نہ ہوں گے آپ کے اس فرمانے سے تمام مسجد میں کہرام مچ گیا ہر ایک خوف الٰہی سے زار زار روتا تھا اپنے گناہوں کو آنسوؤں سے دھوتا تھا پس اس معبود حقیقی کو اپنے بندوں پر رحمت آئی حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے اور اللہ نے ان کی توبہ قبول کی وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بندے آپ سے مجھ کو پوچھیں یعنی میرے عفو اور میرے درگذر کرنے کو کہ ہمارے قصور کو معاف کرے گا اور یہ خاص خطا جو ہوئی ہے اس سے درگذر کر دے گا فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تو میں ان سے قریب ہوں اور دعا قبول کرنے میں اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لوگ ایک خاص حاجت اور خاص گناہ کی بخشش کے طالب تھے اللہ نے اپنی شان رحیمی ظاہر فرما کر عام حاجتوں اور دُعاؤں کی قبولیت کی خبر دے دی فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ یعنی میرے احکام مانو وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ یعنی ایمان پر ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ فرمایا اور قُلْ اِنِّیْ قَرِیْبٌ نہ فرمایا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بندے آپ سے میرے غیر کا حال پوچھیں تو آپ اس کا جواب دیجیے اور جب میری ذات کا سوال کریں تو میں خود ان کا جواب دیتا ہوں چنانچہ دوسرے مقامات پر وارد ہوا ہے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰی قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ (پوچھتے ہیں تم سے حال مال غنیمت کا تم اُس کے جواب میں کہہ دو کہ مال غنیمت خدا اور اس کے رسولؐ کے لیے ہے اور

پوچھتے ہیں تم سے ماہِ حرام میں قتال کرنے کو تم اس کے جواب میں کہہ دو ماہِ حرام میں قتال کرنا کبیرہ ہے اور پوچھتے ہیں تم سے چاند نکلنے کی حالت کو کہ کیا سبب ہے جو پہلے بڑھتا ہے پھر گھٹتا ہے اور پھر محاق کے بعد نکلتا ہے۔ تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ اس سے اوقات معینہ اور زمانہ مقررہ معلوم ہوتا ہے انسانوں کے لیے اور اسی سے حج کا زمانہ معلوم ہوتا ہے اور پوچھتے ہیں تجھ سے کہ یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ جس میں ان کی بہتری ہو اور پوچھتے ہیں تم سے رُوح کیا چیز ہے تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ یہ میرے رب کے حکم سے ہے اور پوچھتے ہیں تم سے پہاڑوں کا حال تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ قیامت کے دن میرا پروردگار اُن کو اُکھاڑ دے گا) چونکہ ان آیتوں میں غیر خدا کے حال سے سوال ہے پس ارشاد ہوا کہ تم اُن سے یہ جواب کہہ دو اور اگر میرے فضل سے سوال کریں تو میں خود اس کا جواب دیتا ہوں اِنِّیْ قَرِیْبٌ (میں اُن سے نزدیک ہوں) اس آیت کے بعد فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (روزے کی راتوں میں تمہارے لیے عورتوں سے صحبت کرنا حلال کر دیا وہ تمہاری پوشاک اور تم اُن کی پوشاک ہو۔ اللہ کو تمہاری خیانت کرنا یعنی راتوں کو اپنی بیبیوں سے چھپا کر صحبت کرنا معلوم ہے۔ پس اُس نے معاف کیا تم کو اور درگذر کیا اب تم اپنی عورتوں سے صحبت کرو جو کچھ اللہ نے لکھ دیا ہے اُسے طلب کرو یعنی اولاد جو تمہاری قسمت میں لکھ دی گئی ہے اِلٰى نِسَآئِكُمْ میں الیٰ معنی میں مَعَ کے ہے جیسے اِلَى الْمَرَافِقِ میں اور لباس سے ستر مراد ہے کیونکہ لباس ساترِ بدن ہوتا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لِلْمَرْأَةِ سِتْرَانِ الْقَبْرُ وَالزَّوْجُ (عورت کے لیے دو پردے ہیں (۱) قبر (۲) شوہر اور حضرت ابن عباس رضی کا ارشاد ہے کہ لباس سکن کے معنی میں ہے یعنی تم اُن کے لیے اور وہ تمہارے لیے آرام ہیں اور یہ تفسیر آیۂ قرآنی وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا کے مطابق ہے اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجَعَلْنَا الَّيْلَ سَكَنًا اس سے معلوم ہوا کہ لباس کے معنی سکن کے ہیں تَخْتَانُوْنَ کے معنی تَخُوْنُوْنَ کے ہیں یعنی اللہ تمہارے خیانت کرنے کو جانتا ہے عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ یعنی اس نے جانا کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے پس اس نے تم پر توبہ بھیجی فَتَابَ عَلَيْكُمْ کے معنی ہیں

تجاوز کیا تم سے یہ آیت فضلِ امتِ محمدی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے عذر کو اپنے علمِ ازلی میں
میں رکھا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں اگر یہ حکم باقی رہتا تو بندے میرے نافرمانی کرتے پس میں نے اس
حکم کو اُٹھا لیا تا کہ میرے بندے خلوت میں گناہ نہ کریں یہ بزرگی اور کسی اُمت کو عطا نہیں ہوئی فَالْئٰنَ
بَاشِرُوْھُنَّ یہ مباح کرنے کا حکم ہے مباشرت لغت میں جلد مرد کا عورت کے جلد سے ملنے کو کہتے ہیں۔
اور اس سے جماع مراد ہے وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ یعنی جماع اس قصد سے کرو کہ اللہ اولاد دے
حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَنَاکَحُوْا وَتَوَالَدُوْا نکاح کرو اور اولاد چاہو) کُلُوْا
وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (اس وقت تک کھاؤ
اور پیو کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے جُدا نظر آوے) یہ آیت حضرت صرمہ بن عنوی رضی اللہ عنہ
کی شان میں نازل ہوئی ہے جو ایک مزدور تھے اور دریا سے باغ سینچا کرتے تھے اس محنتِ شاقہ
کی وجہ سے تھک گئے تھے رمضان کا مہینہ تھا اور روزہ سے تھے پانی سے انہوں نے افطار کیا کھانا
جو اُن کی بی بی نے پکایا تھا وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا جب تک وہ گرم کریں یہ سو گئے اُن کی بی بی نے یہ خیال
کیا کہ یہ تھکے ہوئے ہیں ایک نیند سو لیں تو جگاؤں۔ ان کو نہ جگایا جب وہ بیدار ہوتے تو کھانے
پینے کا وقت نہ تھا انہوں نے بغیر کھائے روزہ کی نیت کی اور روزے پر روزہ رکھا صبح کو جب بارگاہِ
رسالت میں پہنچے تو آپ نے ان کو نہایت نحیف دیکھ کر سبب پوچھا انہوں نے پورا واقعہ بیان
کر دیا آپ کو ان کے حال پر افسوس ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کی وجہ سے کھانا
پینا حلال ہو گیا۔ جیسے شب کو اپنی زوجہ سے صحبت کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توبہ کی وجہ سے
مباح ہو گیا اور خیطِ ابیض سے صبحِ صادق اور خیطِ اسود سے صبحِ کاذب مراد ہے پھر انتہا روزے
کی ارشاد ہوئی ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (روزے کو غروبِ آفتاب پر تمام کرو) وَلَا
تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ (عورت سے دن اور رات میں کسی وقت مباشرت
نہ کرو جب تک تم اعتکاف میں رہو) اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حدودِ الٰہی کی مخالفت نہ کرنی چاہیے
اسی طرح اس کے احکام کے خلاف کرنا بھی روا نہیں ہے۔ برابر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو یعنی امر و نہی
حلال و حرام وعد و وعید کو بیان فرماتا ہے تا کہ حذر کرنے والی چیزوں سے پرہیز کریں اور کرنے والی
چیزوں کو کریں اس آیت میں اللہ نے اعتکاف کا ذکر روزے سے متصل فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ بیٹھنے

کے اعتکاف جائز نہیں ہے اور حالتِ اعتکاف میں رات کو یا دن کو صحبت کرنا جائز نہیں ہے ۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (تاکہ تم گناہوں سے بچو) یہاں تک رمضان کی فضیلت تھی ۔

فوائلِ رمضان

اب نوافل کا بیان جو اس مہینے میں احادیث سے ثابت ہیں، کیا جاتا ہے ۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کر کے اپنی عقبیٰ درست کرنی چاہیئے ۔ جو کوئی رمضان کی رات میں دس رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد دو مرتبہ سورۂ قدر پڑھے تو فرمان ذی شان حضرت نبی الرحمٰن علیہ الرحمتہ والرضوان کے مطابق اُس کو ستّر رات کی بیداری اور ستّر دینار کی خیرات اور ستّر بردے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے ستّر ہزار گناہ معاف کرے گا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ محشور ہوگا ۔ یہ روایت فضائل شہور میں ہے ۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ اِنَّا فَتَحْنَا پڑھے تو تمام سال اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور قیامت میں اس پر آسانی ہوگی اور جو شخص رمضان المبارک کی ہر رات میں دو رکعت نماز اس طرح پر ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر رکعت کے بدلے میں ستّر لاکھ فرشتے بھیجتا ہے اُن کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بندے کی نیکیاں لکھیں اور بُرائیاں دُور کریں اور مدارج بلند کریں اور جنت میں اس کے لیے شہر اور محل بنائیں اور باغات کی پرورش کریں اس کے علاوہ ہر رکعت کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے اور جو ہر شب کو سحر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچیس ۲۵ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو رات کے ثواب کا جو اوپر ذکر ہوا دُونا ثواب پائے گا ۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان دو رکعتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور قیامت میں شرمندگی حاصل نہ کریں ۔ رمضان کے ہر دن میں چار رکعت ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے اور رمضان کے ہر جمعہ کو دس رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے ۔ شمائل میں ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے لیے دس ہزار شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا اور گویا اس نے دس ہزار بردے آزاد کیے اور سات سو برس اس طرح اللہ کی عبادت کی کہ دن کو صائم اور شب کو قائم رہا ۔ رمضان المبارک کی آخر رات میں دس رکعت نماز اس طرح پر پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھے اللہ اس کے تمام مہینہ کی عبادت قبول کرے گا اور تین ہزار

سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج کرا دے گا۔ رمضان کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرنا چاہیئے حدیث میں ہے مَنْ فَرِحَ بِدُخُولِہٖ وَاغْتَمَّ بِخُرُوجِہٖ فَلَہُ الْجَنَّۃُ وَکَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ۔ (جو شخص رمضان المبارک کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرے اس کے لیے جنت ہے اور اللہ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے) جاننا چاہیئے کہ خالق پر مخلوق کا کوئی حق نہیں ہے پس جہاں کہیں حق کا لفظ آتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کریم کا کرم کسی کی محنت رائیگاں کرنا نہیں چاہتا جیسا کہ قرآن شریف میں موجود ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (بیشک اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا) اور ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا (بیشک وہ لوگوں پر ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا) سابق حدیث میں ہے مَنْ هَاجَرَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ حَبَسَ فِی الْاَرْضِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْہَا (وہ شخص اپنے گھر سے اللہ کی راہ میں نکلا ہو یا جہاں پیدا ہوا ہے وہیں ہو) جاننا چاہیے کہ جب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آکر سکونت اختیار فرمائی تو صحابہ نے بھی آپ کی اتباع میں یہیں رہنا پسند کیا اس وقت مدینہ میں جانا فرض تھا چند ماہ تک یہ معاملہ رہا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں مرجاتا تو اس کی اُس اولاد کو جو مکہ میں ہوتی ترکہ نہ ملتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرماتا ہے کہ جس وقت وہ پوشیدہ مکہ سے مدینہ کی طرف چلے اور راہ میں کفار نے ان کو پکڑا تو انہوں نے کہا میں بڈھا ہوا لڑائی کی قوت نہیں رکھتا مجھے چھوڑ دو اور یہ ہزار دینار میرے پاس ہیں اسے لے لو اور مجھے مدینہ میں حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت بابرکت میں شرف اندوز ہونے دو کفار نے دینار لے کر انہیں چھوڑ دیا جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ آیت لے کر حاضر ہوتے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی خوشی کے لیے اپنے نفس کو خریدتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے) اور فتح مکہ کے بعد یہ حکم اُٹھ گیا۔ حدیث میں ہے لَا هِجْرَۃَ بَعْدَ فَتْحِ مَکَّۃَ (فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے) اور پھر آپ نے فرمایا ایک ہجرت اُٹھ گئی اور ایک باقی ہے صحابہ نے استفسار کیا کہ کونسی ہجرت باقی ہے آپ نے فرمایا وہ گناہ سے ہجرت ہے نیک کاموں کی طرف یعنی گناہ سے ہجرت کر کے نیک کام کرنا اختیار کرو۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

☆

المجلس الثالث
فِی فضَائِلِ الزَّکوٰۃِ
فضائل زکوٰۃ کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا زَکوٰۃَ لَہٗ (بروایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو صاحبِ زکوٰۃ، زکوٰۃ ادا نہ کرے اسکی نماز قبول نہیں ہوتی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ایسے با عظمت ہیں جن کا لقب ذوالنورین ہے اس لیے کہ ان کے نکاح میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی دو صاحبزادیاں تھیں اس طرح پر کہ پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح ہوا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ عُثْمَانَ بَرِئَ مِنَ النِّیْرَانِ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دوست رکھنے والا دوزخ سے بری ہوگا) حدیث مذکور میں ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز مقبول نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی زکوٰۃ کا ذکر نماز سے متصل کیا ہے اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکوٰۃَ (نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی) پس یہ دونوں عبادتیں لازم و ملزوم ہوئیں اور بھی جابجا یونہی ارشاد ہوا ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکوٰۃَ اور وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ اور وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکوٰۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عَاھَدُوْا اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکوٰۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اور اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکوٰۃَ اور وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکوٰۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ اور یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکوٰۃَ اگر یہ دونوں

عبادتیں لازم وملزوم نہ ہوتیں تو اس طرح پر ان کا ذکر بھی نہ کیا جاتا۔ حدیث میں ہے صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَحُجُّوْا
بَیْتَ رَبِّکُمْ وَصُوْمُوْا شَہْرَکُمْ وَاغْتَسِلُوْا مِنْ جَنَابَتِکُمْ وَاٰتُوْا زَکوٰۃَ مَالِکُمْ طَیِّبَۃً بِہَا اَنْفُسُکُمْ
وَادْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ (پنج وقتہ نماز پڑھو اور حج بیت اللہ کرو اور جنابت سے غسل کرو اور خوشی سے
اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو اور اللہ کی جنت میں داخل ہو) دوسری حدیث میں ہے حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ
بِالزَّکوٰۃِ (ادائے زکوٰۃ سے اپنے مالوں کی حفاظت کرو) یعنی زکوٰۃ دینے والے کے مال کو اللہ تمام
آفتوں سے بچاتا ہے۔ یہ حدیث سُن کر ایک نصرانی نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی لوگوں نے کہا تمہارے
مذہب میں زکوٰۃ نہیں ہے اُس نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آزماتا ہوں کیونکہ میرا مال تجارت میں
لگا ہوا ہے اور راہ خطرناک ہے میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی ہے اگر میرا مال صحیح وسلامت مجھ تک
پہنچا تو خیر ورنہ تلوار کے زور سے میں اپنا مال ان سے لوں گا اس کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ قافلہ لُٹ
گیا وہ نصرانی مکہ کا رہنے والا تھا یہ خبر سُن کر اپنی قوم کو اُس نے ساتھ لیا اور سب کے سب تلواریں کھینچ نصرانی کا زکوٰۃ دینا
کر آپ سے لڑنے کو مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے ہنوز یہ سب راہ میں تھے کہ اس کے شریک کا خط
پہنچا کہ میرا اونٹ لنگڑا ہو گیا تھا اس مجبوری کی وجہ سے شب کو میں فلاں مقام پر رہ گیا اور سب قافلے
والے آگے روانہ ہوئے وہ لُوٹے گئے میں بچ گیا۔ نصرانی یہ خط پڑھ کر خوش ہوا اور تلوار پھینک کر
کہنے لگا واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سچا ہے اور حاضر خدمت ہو کر اسلام لایا اور تمام عمر زکوٰۃ دیتا رہا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (چھٹکارا پایا جس نے زکوٰۃ دی) اور حدیث میں ہے مَنْ
اَدّٰی زَکوٰۃَ مَالِہٖ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُلِّ دِرْہَمٍ مَدِیْنَۃً فِی الْجَنَّۃِ وَفِیْ کُلِّ مَدِیْنَۃٍ سَبْعُوْنَ قَصْرًا
وَفِیْ کُلِّ قَصْرٍ سَبْعُوْنَ سَرِیْرًا وَعَلٰی کُلِّ سَرِیْرٍ سَبْعُوْنَ فِرَاشًا غِلَظُ کُلِّ فِرَاشٍ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا
وَعَلَیْہَا حُوْرٌ مِنَ الْعِیْنِ (جو اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہر رتی کے بدلے ایک شہر جنت
میں ستر محل کا اور ہر محل میں ستر کوٹھریاں اور ہر کوٹھری میں ستر تخت اور ہر تخت پر ستر فرش اور ہر فرش
کی موٹائی ستر گز کی ہے اور اس پر ایک حور بڑی آنکھ والی بیٹھی ہے) جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ بڑی عبادت
ہے کیونکہ اس سے صاحب حاجت کو فائدہ ہوتا ہے مگر اس عبادت کا ادا کرنا دشوار ہے گو اللہ نے زکوٰۃ
بہت کم مقدار فرض کی ہے یہ عبادت وہ ہے جس کے ذریعہ سے اللہ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے کہ
دیکھیں دوستی کے دم بھرنے والوں میں کون دوستی کا پورا حق ادا کرتا ہے پس دوستوں کے لیے کوئی نشان

چاہیئے اور ظاہر ہے کہ مال انسان کو محبوب ہوتا ہے اسے بندو! اگر اللہ کے دوست بننا چاہتے ہو تو اپنے محبوب یعنی مال سے ہاتھ اُٹھاؤ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اس باریکی کو تین گروہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک صدیق جو اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دو سو روپیہ میں پانچ روپیہ اللہ کی راہ میں دینا کنجوسی ہے۔ جیسے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (صرف مجاہدین کے لیے) حاضر کر دیا آپؐ نے پوچھا تم نے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا انہوں نے کہا رازقِ مطلق کو۔ دُوسرے وُہ گروہ جو اپنا آدھا مال اللہ کے راستہ میں دیتے ہیں جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال خدمت شریف میں حاضر کیا آپ نے اُن سے بھی وہی سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر میں نے حاضر کیا ہے اسی قدر اہل و عیال کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا فُرِقَ بَيْنَكُمَا مَا بَيْنَ كَلِمَتِكُمَا تم دونوں کے مدارج میں مثل تم دونوں کے کلاموں کے فرق ہے۔ تیسرے ضعیف دل جو دو سو روپے میں پانچ روپے دیتے ہیں اور زیادہ نہیں دیتے اور دینے کی وجہ سے بھی فقراء پر احسان رکھتے ہیں یہ کم مرتبہ لوگ ہیں اور جو اتنا بھی نہ دے اُسے اللہ کی دوستی سے کچھ حصّہ نہیں ملا اور کبھی وہ اللہ کا دوست نہ ہوگا۔ زکوٰۃ کے آداب یہ ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ اس کی عبادت زندہ رہے اور طاعت بے روح نہ ہو اور ثواب دوچند ہو اس کو لازم ہے کہ ان سات باتوں کا لحاظ رکھے (۱) سال تمام ہونے سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دے اس میں تین فائدے ہیں ایک تو خوشی اور رغبت زکوٰۃ دینے والے کی پائی جاتی ہے کیونکہ سال تمام ہونے پر تو عذابِ الٰہی کے ڈر سے زکوٰۃ دینا ہی پڑے گی محبتِ الٰہی کی وجہ باقی نہ رہے گی دوسرے مستحقین زکوٰۃ کو انتظار سے پہلے زکوٰۃ ملے گی اور ان کی حاجت برآری ہوگی اور وہ زکوٰۃ دینے والے کے لیے دُعائے خیر کریں گے اور ان کی دُعا کو اللہ قبول کرے گا۔ تیسرے زمانے کی بلاؤں سے محفوظ اور بے خوف ہوگا ممکن ہے کہ سال تمام ہونے پر کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے جس کی وجہ سے زکوٰۃ دینا رک جائے اور اس خیر و برکت سے محروم رہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک دن وہ غسل خانہ میں تشریف لے گئے اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں کُرتہ فقیر کو دُوں گا اس خیال کے ساتھ ہی اُنھوں نے کُرتہ اُتار کر اپنے خادم کو دیا اور فرمایا کہ کسی فقیر کو دے دو۔ لوگوں نے ان بزرگ سے اس قدر جلدی کرنے کا سبب

دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں شیطان وسوسہ پیدا کر کے مجھے اس خیال سے باز نہ رکھے۔ (۲) زکوٰۃ محرم میں دے کیونکہ وُہ ماہ حرام ہے اور اسی سے سال شروع ہوتا ہے یا ماہِ رمضان میں کیونکہ اس میں ثواب دونا ملتا ہے ادا کیا کرے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کسی کو سخی نہیں پیدا کیا آپ کا یہ حال تھا کہ ہر زمانے میں خیرات کیا کرتے تھے پھر بھی ماہِ رمضان میں اپنی عادت سے بہت زائد خیرات دیتے تھے۔ (۳) زکوٰۃ پوشیدہ دے تاکہ ریا نہ ہو اور اگر خلق کی بدگمانی کا خیال ہو تو ظاہر میں دے مگر پوشیدہ دینے والا عرش کے سایہ میں ہوگا (۴) مستحقین پر احسان رکھنے اور ایذا دینے سے زکوٰۃ کا ثواب ضائع نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (تم اپنے صدقے کو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر باطل نہ کرو) (۵) حلال مال سے زکوٰۃ ادا کرے قرآن شریف میں ہے وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ یعنی بُرا مال تم بھی نہیں لیتے ہو پس اللہ کیونکر اس کو قبول کرے گا (۶) خوشی سے دے حدیث میں ہے جو ایک درہم خوشی سے دیا جائے وہ بہتر ہزار درہم سے سبقت لے جاتا ہے اور جو درہم ناخوشی سے دیا جائے وہ قبول نہیں ہوتا (۷) جسے زکوٰۃ دے اُس کو حقارت سے نہ دیکھے اور اس کا امیدوار نہ رہے کہ وُہ اس سے پہلے سلام کرے زکوٰۃ لینے والے کے بھی سات آداب ہیں (۱) بے حاجت نہ لینا (۲) جو کچھ لے اُسے خدا کی طرف سے سمجھے اور دینے والے کو فقط ذریعہ جانے اگر اللہ اس کے دل میں نہ ڈالتا تو وہ اس کو کیوں دیتا مگر شکر اس کا بھی کرے مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ (لوگوں کا شکر نہ کرنے والا اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا) دیکھو اللہ نے بندوں کو اور ان کے اعمال کو پیدا کیا ہے پھر اپنے بندوں کی تعریف کرتا ہے۔ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ (ایوب اچھا بندہ ہے رجوع کرنے والا) اور اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (بیشک ادریس سچے نبی تھے) مترجم کہتا ہے اس مقام پر صاحب نافع المسلمین نے انہ کی ضمیر حضرت اسماعیل کی طرف صرف اپنے خیال سے پھیر کر ترجمہ میں اسمٰعیل سچے نبی تھے لکھ دیا حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ سورۂ مریم میں ہے وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا پس اِنَّهٗ کی ضمیر حضرت ادریس علیہ السلام کی شان میں ہے اس آیت کے اوپر کی دو آیتیں ہیں وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آیت قرآنی کی قلم برداشتہ تفسیر کرنے سے بچائے آمین انتھیٰ۔ (۳) دینے والے کے حق میں دعا کرے اور کہے طَهَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ فِي قُلُوبِ الْأَبْرَارِ وَزَكّٰى عَمَلَكَ فِي أَعْمَالِ الْأَخْيَارِ وَصَلَّى اللّٰهُ رُوحَكَ فِي أَرْوَاحِ الشُّهَدَاءِ اللہ تیرے دل کو نیکوں کے دلوں کے ساتھ پاک کرے اور تیرے عمل کو اچھے لوگوں کے اعمال کے ساتھ اچھا کرے اور تیری روح کو شہیدوں کی روح کے ساتھ ملا دے (۴) مال حرام نہ لے جیسے سود اور ظالم کا مال (۵) ضرورت سے زائد نہ لے (۶) اگر کسی کو اپنے سے زائد محتاج دیکھے تو دینے والے کو بتا دے کہ فلاں شخص کو دے دو اور خود نہ لے تاکہ اس آیت کے تحت میں داخل ہو جائے وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ (اپنے اوپر اوروں کو ترجیح دیتے ہیں) (۷) سوال نہ کرے تاکہ سائلوں کی وعید میں شامل نہ ہو جائے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے سخت وعید ہے اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو بشارت دے دیں عذاب دردناک کی جس دن وہ سونا چاندی گرم کیا جائے گا دوزخ کی آگ میں اور اُس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور عذاب کے فرشتے اُن سے کہیں گے یہ وہی ہے جس کو تم نے اپنی ذاتوں کے لیے جمع کیا تھا پس اس کا مزہ چکھو جو تم نے جمع کیا تھا) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلو اور پیشانی اور پیٹھ داغنے کا اس لیے بیان کیا ہے کہ جب سائل دکھائی دیتا تھا تو وہ تیوری چڑھاتے تھے اور یہ علامت غصہ اور خفگی کی ہے اور جب برابر کھڑا ہوتا تھا تو پہلو پھیر کر اس کی طرف سے پھر جاتے تھے اور جب سوال کرتا تھا تو اس کی طرف پیٹھ کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان اعضا کا عذاب بھی صراحۃً بیان فرما دیا اور حدیث میں ہے مَانِعُ الزَّكٰوةِ فِي النَّارِ (دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے منع کرنے والا بھی دوزخ کے عذاب میں زکوٰۃ نہ دینے والے کا شریک ہوگا) **مترجم** کہتا ہے اس حدیث کے ترجمہ میں صاحب نافع المسلمین نے مَانِعُ الزَّكٰوةِ کا ترجمہ زکوٰۃ نہ دینے والا کیا ہے حالانکہ مانع اسم فاعل ہے پس ترجمہ زکوٰۃ دینے سے منع کرنے والا ہوا انتھیٰ۔ حدیث میں ہے جو کوئی

بیان غلطی نافع المسلمین

چار پائے یعنی اونٹ گائے بھینس بکری وغیرہ رکھتا ہو اور ان کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اللہ ان چارپایوں کو اس شخص پر مسلط کر دے گا کہ وُہ اپنے سینگوں سے اُسے ماریں گے اور سُم اور کھُر سے روندیں گے جب تک تمام خلق کا حساب کتاب ہو گا وُہ اس دردناک عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہ حدیثیں صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ زکوٰۃ ہر مسلمان عاقل بالغ صاحبِ نصاب پر فرض عین ہے اور وُہ نصاب بڑھنے والا دَین سے خالی حاجت اصلی سے زائد ہو اور اس پر ایک سال قمری گذر گیا ہو نہ سال شمسی اور زکوٰۃ کافر اور صغیر اور مجنوں اور قرضدار پر واجب نہیں عورت کے سونے چاندی کے زیور پر زکوٰۃ واجب ہے اگر عورت اس زیور کی مالک ہو تو عورت پر اور اگر مرد مالک ہو تو مرد پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اگر کسی مرد کے پاس دو سو روپیہ ہوں اور اسی قدر اس کو اپنی زوجہ کا مہر دینا ہو برابر ہے کہ مہر موجل ہو یا معجل تو اس مرد پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ سونے میں نصاب زکوٰۃ بیس مثقال ہیں ان میں سے نصف مثقال نکالنا واجب ہے **فائدہ:** مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے پس بیس مثقال کے نوے ماشے ہوئے اور نوے ماشے کے ساڑھے سات تولے ہوتے پس اس میں سے سوا دو ماشے نکالنا چاہیئے اور دو سو روپیہ کی چاندی میں سے پانچ روپیہ نکالنا واجب ہے اور ہر اسباب پر کہ جس میں تجارت کی نیت ہو اُس کی قیمت جس نصاب پر پہنچے گی وہی دینا لازم ہے۔ تیس گائے یا بیل میں تبیعہ یعنی ایک برس کا بچہ واجب ہوتا ہے اور چالیس سے مُسِنّہ یعنی دو سالہ بچہ اُنسٹھ تک جب ساٹھ ہو جاویں تو دو تبیعہ واجب ہیں **مترجم** کہتا ہے پھر ہر تیس میں ایک تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مُسِنّہ لازم ہے اور ہر ساٹھ میں دو تبیعہ اور ستر میں ایک تبیعہ اور ایک مُسِنّہ اور اسی میں دو مُسِنّہ اور نوے میں تین تبیعہ اور سو میں دو تبیعہ اور ایک مُسِنّہ اور ایک سو دس میں ایک تبیعہ اور دو مُسِنّہ اور ایک سو بیس میں چار تبیعہ یا تین مُسِنّہ واجب ہیں کذا فی شرح الوقایہ۔ صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے اور چالیس گائے دو برس کا پچاس گائے تک اس میں تو معاف ہیں یعنی ۴۱ سے ۴۹ تک معاف جب ساٹھ ہو جاویں تو دو تبیعہ ہوتے ہیں انتہیٰ۔ شرعی مسائل میں اس قدر غلطی کرنا اور بغیر سمجھے ہوئے لکھ دینا بہت ہی نازیبا ہے ۴۹ کے بعد ساٹھ کا عدد بغیر درمیانی اعداد کے کیوں کر ممکن ہے ماشاء اللہ حساب میں بھی زائد دخل ہے انتہیٰ۔ پس تیس گائے سے ایک تبیعہ اور ہر چالیس سے ایک مُسِنّہ واجب ہے۔ مُسِنّہ

اس کو کہتے ہیں جو پورا دو برس کا ہو گیا ہو اور تیسرا برس شروع ہوا ہو۔ بھینس گائے کے حکم میں ہے اور بکریوں کا نصاب چالیس ہے۔ چالیس بکریوں میں ایک بکری واجب ہو گی۔ پھر ایک سو اکیس میں دو۔ پھر دو سو ایک میں تین۔ پھر چار سو ایک میں چار اس کے جنس کے واجب ہوں گے پھر ہر سیکڑے میں ایک زیادہ واجب ہو گا۔ نصاب اونٹ کا پانچ ہے پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو بکریاں اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکریاں واجب ہیں اور جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ایک بنتِ مخاض واجب ہے بنت مخاض اس سال بھر کی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے دوسرا سال شروع ہو گیا ہو۔ مترجم کہتا ہے اور جب چھتیس اونٹ ہو جائیں تو ایک بنتِ لبون اور بنت لبون اُس دو برس کی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے تیسرا سال شروع ہو گیا ہو اور جب چھیالیس اونٹ ہو جائیں تو ایک حقہ واجب ہے۔ حقہ اس تین برس کی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے چوتھا سال شروع ہو گیا ہو۔ اور جب اکسٹھ اونٹ ہو جائیں تو ایک جذعہ واجب ہے جذعہ اس چار سالہ اونٹنی کو کہتے ہیں جسے پانچواں سال شروع ہو گیا ہو اور جب چھہتر اونٹ ہو جائیں دو بنت لبون واجب ہیں اور جب اکانوے ۹۱ ہوں تو ایک سو بیس تک دو حقہ واجب ہیں پھر اسی طرح ہر پانچ پر ایک بکری واجب ہے اور درمیانی اعداد پر زکوٰۃ معاف ہے کذافی شرح الوقایہ انتھٰی۔ اور مصرف زکوٰۃ کے جن کو زکوٰۃ دینا چاہیئے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (صدقات اور زکوٰۃ ان کو دینا چاہیئے جو فقیر اور مسکین اور زکوٰۃ حاصل کرنے والے اور مؤلفہ قلوب اور مکاتب اور قرضدار ہیں اور خدا کی راہ میں ہیں اور مسافر ہیں یہ حکم اللہ ہی کی طرف سے واجب کیا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے) فقیر اُسے کہتے ہیں جس کے پاس تھوڑا سا کھانے کو ہو۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کے عکس کے قائل ہیں اور عاملین وہ لوگ ہیں جو صدقہ اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مامور ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافروں کا ایک گروہ تھا جو مسلمانوں کے ساتھ کفار سے مقابلہ کرتے تھے ان کو مؤلفہ قلوب کہتے تھے اور آپؐ ان کو صدقات سے حصہ عطا فرماتے تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ صاحب نافع المسلمین مؤلفہ قلوب کی تعریف میں لکھتے ہیں جو مسلمانوں کی طرف سے مسلمانوں

سے لڑتے تھے۔ انتہیٰ۔ شاید یہ غلطی تصحیح سے رہ گئی ہو کہ دوسرے مقام پر کافروں سے کی جگہ مسلمانوں سے لکھا ہوا ہے۔ انتہیٰ۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بمشورۂ حضرت عمرؓ ان کو دینا موقوف کر دیا گیا کیونکہ تالیفِ قلوب ضعفِ اسلام کے سبب سے تھی اور جب اسلام قوی ہو گیا تو اس کی ضرورت باقی نہ رہی۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے مالک نے کہا ہو اگر تو اس قدر مجھے دیدے تو تو آزاد ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایک درہم دیکر مکاتب کی گردن چھڑادے اس کو ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور بھی آپ نے فرمایا ہے مَنْ یَسَّرَ مُعْسِرًا یَسَّرَ اللّٰہُ لَہٗ (جو کوئی تنگی والے کی آسانی کرے اللہ اس کے لیے آسانی کرے گا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے استفسار کیا کہ غلام کو کیونکر آزاد کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا قرض ادا کرنا ہے جو لوگ خدا کی راہ میں ہوں۔ بعض علماء نے اس سے غازی مراد لیے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان تصدق کرتے ہیں اور حدیث میں ہے مَنْ اَعَانَ غَازِیًا وَلَوْ بِسَوْطٍ فَکَاَنَّمَا بَنَی الْکَعْبَۃَ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔ (جس نے غازی کی مدد کی اگرچہ ایک تازیانہ ہی سے کیوں نہ ہو پس گویا اس نے ستر مرتبہ کعبہ بنایا) اور بعض کے نزدیک اس سے علماء مراد ہیں کیونکہ ان کا علم باعث قیام دنیا ہے بقول مشہور لَوْلَا الْعُلَمَاءُ ھَلَکَ الْجُھَلَاءُ (اگر علماء نہ ہوتے تو جاہل ہلاک ہو جاتے) اور حدیث میں ہے قِوَامُ الدُّنْیَا بِعِلْمِ الْعُلَمَاءِ علماء کے علم سے دنیا قائم ہے اس لیے علماء کا خرچ سب پر واجب ہے۔ صاحبِ ذخیرہ کا قول ہے کہ علماء اور طالب علم کا بقدر کافی ہونے ان کے خرچ کے بیت المال سے دینا فرض ہے اور بعض کے نزدیک اس سے اہلِ قرآن (یعنی حفاظ یا قرآن خوان) مراد ہیں حدیث میں ہے اَھْلُ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ (اہلِ قرآن اہل اللہ ہیں) کفایہ شعبی میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہر قاری قرآن کے لیے سال بھر میں دو سو دینار یا ہزار درہم بیت المال سے ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حج کو جاویں۔ ایک شخص نے حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے کہا میں حج کو نہیں جاسکتا ہوں آپ نے اس سے دریافت کیا تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا تین درہم ہیں آپ نے فرمایا جو شخص حج کو جاتا ہو اُسے دیدے تجھے حج مقبول کا ثواب ملے گا مسافر سے وہ مسافر مراد ہے جو کمی خرچ کی وجہ سے راہ میں پڑا ہو اُسے اس قدر دینا چاہیے کہ وہ اپنے وطن تک پہنچ جاوے۔ بنی ہاشم کو جیسے آلِ حارث و ابی طالب و عباس اور اُن کے غلاموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اور اپنی زوجہ اور اپنے غلام اور تونگر اور کافر

کو بھی زکوٰۃ نہ دینا چاہیئے۔ زکوٰۃ کے مال سے میت کو کفن دینا اور مسجد بنانا درست نہیں ہے (۱) زکوٰۃ پارسا کو دینا چاہیئے کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے اَطْعِمُوْا طَعَامَکُمُ الْاَتْقِیَاءَ (اپنے کھانے پرہیزگاروں کو کھلاؤ) اس لیے کہ متقی کو اس کے دینے کی وجہ سے طاعت میں قوت ہوگی جس کی وجہ سے یہ بھی اس میں شریک ہوگا۔ ایک بزرگ کا دستور تھا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ صُوفیاء کے سوا کسی کو نہیں دیتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ ایسے با ہمت ہیں کہ خدا کے سوا کچھ طلب نہیں کرتے اگر انہیں حاجت ہوگی تو اپنے ارادے میں پریشان ہوں گے اور میں ایسے ایک دل کو جو طالب حق ہو خدا کی درگاہ میں لے جانا ویسے سو دل سے بہتر جانتا ہوں جو طالب دنیا ہوں۔ یہ بات جب حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز نے سنی تو فرمایا وہ شخص خود ولیوں میں سے ایک ولی ہے (۲) اہل علم اور طالب علم کو زکوٰۃ دینا چاہیئے کیونکہ جب طالب علم طلب علم سے فارغ ہوگا تو اس کو دینے والا بھی اس کے ساتھ تحصیل علم میں شریک ہوگا (۳) زکوٰۃ اس شخص کو دے جو غیرت کی وجہ سے اپنی حاجت بیان نہ کر سکتا ہو یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ۔ یعنی جاہل سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں دولت مند جانتے ہیں (۴) عیالدار کو دینا چاہیئے تاکہ وہ فکر معاش سے فارغ ہو اور اس کا درجہ بلند ہو (۵) بیمار کو دینا چاہیئے تاکہ وہ اپنے علاج میں صرف کرے (۶) عزیز و اقرباء کو دینا چاہیئے کہ صلہ رحم اور صدقہ دونوں کا ثواب پائے اور دوست بھی اقرباء کے حکم میں داخل ہیں۔ یہ سب کیمیائے سعادت میں لکھا ہے۔ اور ایک درہم صرف کرنے کا ثواب سات سو درہم کے برابر نص قرآنی سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ (جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سات سو دانے ہوں اور جس کے لیے اللہ چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ عطا کرتا ہے) یعنی ایک درہم کا ثواب چودہ سو درہم کے برابر ملتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کو محل تلاش کر کے زکوٰۃ دینا چاہیئے۔ پھر بھی عنایات باری اس قدر ہیں کہ اگر بغیر تفحص کے دیدے گا تو سات سو کا ثواب اور اگر تفحص کر کے دے گا تو چودہ سو کا ثواب پائے گا۔ نَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ (اللہ ہمیں اور تمہیں نفع دے)

❁

المجلس الرَّابعُ
فِی البُکَاءِ وَقِیَامِ اللَّیْلِ وَغَضِّ الْبَصَرِ
رونے اور قیامِ لیل اور آنکھ نیچی رکھنے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَعْیُنٍ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ سَھَرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ (حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دوزخ تین آنکھوں پر حرام کردی گئی ہے (۱) جو خدا کے خوف سے روئی (۲) جو اللہ کی راہ میں جاگی (۳) جو محرمات سے بچی۔ حدیث میں حُرِّمَتْ بصیغۂ ماضی مجہول وارد ہے جس سے مراد یہ ہے کہ تخلیق چشم سے پہلے ہی دوزخ اس پر حرام کردی گئی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ (جن کے لیے ہمارے پاس پہلے ہی نیکی لکھی گئی ہے وہ دوزخ سے دور ہیں) اور حدیث میں ہے اَلسَّعِیْدُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ یعنی نیک بخت اور بد بخت پیدا ہونے سے پہلے ہی لکھ دیئے جاتے ہیں پس وجود کے بعد اگر سعید ازلی سے گناہ سرزد ہوں تو آخر میں اس کو توبہ کی توفیق عطا ہوتی ہے اسی طرح اگر کسی شقی ازلی سے نیک کام ہوں تو ریا اور سمعہ وغیرہ کی وجہ سے وہ درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتے۔ دیکھو شیطان نے چھ لاکھ برس عبادت کی مگر شقیٔ ازلی نکلا اُس کے نیک کاموں نے اُسے فائدہ نہ دیا اور حضرت آدم علیہ السلام سعید ازلی تھے ان کی لغزش نے اُنہیں نقصان نہ پہنچایا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں بہت سے نیک کار دوزخ میں اور بدکار جنت میں جائیں گے اصحابِ کہف کو بغیر کسی عمل کے اللہ نے قبول کیا اور بلعم اور برصیصا کو باوجود عبادت کثیرہ کے راندۂ درگاہ کردیا۔ شیوۂ عبودیت یہی ہے کہ عبادتِ معبود کرے اور نیک کاموں کو نہ چھوڑے کیونکہ نیک کام سعادت کا نشان ہیں اور بد کام شقاوت کی پہچان ہیں

اپنا کام کوشش کرنا ہے اس کو پورا کرے اور اس کا کام قبول کرنا ہے جب بندہ اپنا کام انجام دے گا تو غیر ممکن ہے کہ وُہ عادل مطلق اس کو قبول نہ کرے قرآن شریف میں ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہماری راہ ڈھونڈتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں اور انہیں کے حق میں یہ بشارت کامل ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے انہیں کے لیے جنّت الفردوس ہے کہ وُہ ہمیشہ اس میں رہیں گے / حدیث سابق میں حُرِّمَتْ کے بعد النّار ارشاد ہوا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ دوزخ کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے میں آگ ہے پس مراد یہ ہوئی کہ ان تین گروہ پر ساتوں طبقوں کی آگ حرام کی ہے اور دنیا کی آگ کو بھی عربی میں نار کہتے ہیں جیسا کہ آتش نمرود کے لیے حکم ہوا ہے قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا لیکن ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے حدیث میں ہے نَارُكُمْ هٰذِهٖ اِحْدٰى وَسَبْعُوْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ (یہ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے سامنے اکہتروآں حصّہ ہے) جب حضرت جبرئیل علیہ السلام دوزخ سے حضرت آدم علیہ السلام کے کھانا پکانے کے لیے ذرہ برابر آگ لائے اور اس کو زمین پر رکھ دیا تو وہ زمین کے ساتوں طبق توڑ کر اپنی جگہ پر چلی گئی۔ دوبارہ ستّر مرتبہ پانی میں سرد کر کے لائے پھر بھی وہ اپنے مرکز کی طرف چلی گئی اسی طرح پر سات مرتبہ اور ایک قول کے مطابق ستّر مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آگ لائے اور وُہ اپنے اصلی مقام پر چلی گئی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام عاجز ہوئے تو حکم الٰہی ہوا کہ ہم نے مخلوق کے کاموں کے لیے پتھر اور لکڑی اور لوہے میں آگ رکھی ہے اس کو نکالیں اور ایسا ہی کیا گیا حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو سات ہزار برس تک اس کو دھونکایا وُہ سُرخ ہو گئی پھر سات ہزار برس تک دھونکایا سفید ہو گئی پھر سات ہزار برس تک دھونکایا سیاہ ہو گئی اب اس کی سیاہی قیامت تک بڑھتی رہے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر دوزخ کی آگ کا ایک ذرّہ طلوع آفتاب کی جگہ رکھا جائے اور غروب آفتاب کی جگہ ایک آدمی کو کھڑا کیا جائے تو اس ذرّے کی حرارت سے وہ آدمی جل کر خاک ہو جائے اور حدیث میں ہے کہ دوزخ کا کمتر عذاب یہ ہے کہ آگ کی جوتیاں دوزخی کو پہنائی جائیں گی جن کی حرارت سے اس کا دماغ پک کر منہ اور ناک اور کان سے باہر آوے گا۔ دنیا کی آگ گنہگار اور بے گناہ سب کو برابر جلاتی ہے حضرت جرجیس

علیہ السلام کو دنیا میں آگ نے جلادیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان جل گئی اور اکثر اوکیا۔ آگ میں جل کر فنا ہو گئے لیکن دوزخ کی آگ فقط گنہگار کو جلائے گی۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ کی آگ بے گناہ کے لیے ایسی ہے جیسے پانی مچھلی کے لیے۔ دنیا کی آگ پانی سے بجھتی ہے اور دوزخ کی مومن کے نور اور گنہگار کے آنسو سے بجھتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بعض مومن دوزخیوں کو دوزخ میں جا کر دیکھنے کی خواہش کریں گے اُنہیں اجازت ہو گی جب وہ وہاں جا کر دوزخیوں کا حال دیکھنے میں مشغول ہوں گے تو دوزخ کا ہر ذرہ فریاد کرے گا اے مومن تیرے نورِ ایمان سے ہمارے شعلے سرد ہو گئے اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں کو حکم ہو گا کہ دوزخ کو اپنے مقام سے باہر لاؤ پس ستر ہزار طوق و زنجیر کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے محشر میں لاویں گے وہ ایک ہیبت ناک چیخ مارے گی جس کی دہشت سے تمام عالم زانو کے بل گر پڑیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے مگر ایسی مصیبت کے وقت میں بھی حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اُمتی اُمتی فرمائیں گے ہر شخص اپنی ذات کی نجات چاہے گا اور اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ نَفْسِیْ مِنَ النَّارِ کہے گا۔ یعنی اے اللہ مجھ کو آگ سے بچا۔ شدت خوف کی وجہ سے اوّل آخر کے دو کلمے بھول جائیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے پس شعلۂ آتشیں دوزخ سے نکل کر عرصاتِ حشر میں پھیلیں گے اور جن وانس کو اپنی طرف کھینچیں گے اس وقت سب لوگ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی لے لے کر پکاریں گے اور فریاد کریں گے :

وا احمدا وا محمدا آپؐ یہ حال ملاحظہ فرما کر گنہگاروں کی شفاعت کریں گے اور مناجات کے لیے ہاتھ اُٹھائیں گے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر ایک مشک پانی سے بھری ہوئی آپ کو دے کر عرض کریں گے کہ آپ اس میں سے چند قطرے دوزخ کی طرف ڈال دیں اور عجائبات ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اس میں سے تھوڑا سا پانی دوزخ کی طرف پھینکیں گے فوراً دوزخ کی آگ بقدر پانچ سو برس کی راہ کے بھاگ جائے گی۔ آپ دریافت کریں گے الٰہی یہ کیسا پانی ہے حکم ہو گا کہ یہ ہمارے گنہگار بندوں کے آنسو ہیں جو دنیا میں ہمارے خوف سے روتے تھے اس کا ایک قطرہ دوزخ کی تمام آگ کو بجھانے والا ہے بجز اس کے کوئی اس آگ کو نہیں بجھا سکتا۔ جاننا چاہیے کہ اللہ نے دوزخ کے سات طبقے پیدا کیے ہیں ہر نیچے والے طبقے میں اوپر والے طبقے سے

زیادہ عذاب ہے۔ جس طرح بہشت کے سات طبقے ہیں اور ہر اُوپر والے طبقے میں نیچے والے طبقے سے زائد نعمتیں ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گناہگار دوزخ کے ساتویں طبقے سے نکال کر چھٹے طبقہ میں ڈالا جائے تو اس کو بے حد آرام ہو اور غایت سکون کی وجہ سے خوب نیند آوے اور اللہ تعالیٰ نے ہر طبقے کے لیے ایک گروہ پیدا کیا ہے۔ ایک بار حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دوزخ کے طبقوں میں کون کون گروہ رہے گا انہوں نے جواب دیا کہ ہاویہ جو دوزخ کا ساتواں طبقہ ہے اس میں منافق رہیں گے اور جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے ان کا بھی یہی مقام ہے اور جحیم جو دوزخ کا چھٹا طبقہ ہے اس میں مشرک رہیں گے اور سقر جو دوزخ کا پانچواں طبقہ ہے اس میں صابئین یعنی اچھا دین ترک کر کے بُرا دین اختیار کرنے والے رہیں گے اور حُطمہ جو دوزخ کا تیسرا طبقہ ہے اس میں یہود رہیں گے اور سعیر جو دوزخ کا دوسرا طبقہ ہے اس میں نصاریٰ رہیں گے اور جہنم جو دوزخ کا پہلا طبقہ ہے اس پر سب کا گذر ہو گا اور پل صراط اسی پر ہے وُہ اہلِ کبائر کے لیے جو بغیر توبہ کیے ہوئے مر گئے ہوں اس قدر کہہ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام خاموش ہو گئے آپ نے کہا آگے کیوں نہیں کہتے کہ اس طبقہ میں کون لوگ ہوں گے آپ کے بیحد اصرار پر وہ زار و زار رونے لگے۔ آپ نے ایک نعرہ مار کر پوچھا اے جبرئیل کیا اس میں میری امت کے گنہگار ہوں گے انہوں نے دبی زبان سے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی گرمی کا حال پوچھا انہوں نے کہا اگر ان دوزخ والوں کے پسینہ کا ایک قطرہ اس اُحد کے پہاڑ پر ڈال دیا جائے تو یہ پگھل کر پانی پانی ہو جائے آپ نے دوبارہ نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے تمام صحابہ میں کہرام مچ گیا حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کا اور آپ کے یاروں کا اضطراب دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کر کے فوراً حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سلام کے بعد پیغام بھیجا ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں میں ارحم الراحمین ہوں جو کوئی آپ کی امت میں سے نماز مغرب کی سنتوں کے بعد کلام سے پہلے سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ (اے اللہ مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا لے اے بچانے والے) پڑھے گا پھر اس رات یا دن میں مر جائے گا تو میں اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دوں گا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دعا کی مداومت کریں یہ روایت صحیح ابن ماجہ اور ترمذی میں ہے رحدیث سابق میں عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَعْیُنٍ مذکور ہے

اور آنکھوں سے تمام جسم مراد ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میری آنکھ رونے والی ہے آپ نے فرمایا وُہ آنکھ آتش دوزخ سے آزاد ہو گئی اس نے کہا آزادی تمام جسم کی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا جب میں نے آنکھ کہا تو جان لے کہ تمام جسم آزاد ہوا۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں دوزخ کی حرارت سے ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا اُسے آنسوؤں سے ٹھنڈا کر کیونکہ جس کی آنکھ تر رہتی ہے اس کا جسم دوزخ میں نہیں جلتا آنکھ کو عربی زبان میں عین کہتے ہیں پس جس طرح بغیر پانی کے چشمہ بیکار ہے ویسے ہی جس آنکھ سے آنسو نہ بہیں وہ بھی فضول ہے اس کے بعد حدیث مذکور میں عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ہے جاننا چاہیئے کہ چشمہ کے پانی سے دنیا میں باغ وغیرہ سیراب ہو کر بڑھتے ہیں اسی طرح آنسوؤں سے بہشت کے درخت اور محل زیادہ ہوتے ہیں آنسو چشمہ کے پانی سے افضل ہیں چشمہ کے پانی سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے فنا ہونے والا اور آنسوؤں سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے ہمیشہ زیادہ ہونے والا ہے چشمہ کے پانی سے ظاہری نجاست اور آنسوؤں سے باطنی نجاست دور ہوتی ہے۔ چشمہ کے پانی سے وضو کیا جاتا ہے اور یا وضو کی زبان پر اگر اللہ کا نام جاری رہے تو جسم تمام گناہوں سے پاک ہوتا ہے صحیح مسلم میں ہے کہ چشمہ کا پانی میزان میں شامل نہ ہوگا اور آنسو دوسرے اعمال کے ساتھ تولے جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت میں ایک بندے کے اعمال تولے جائیں گے نیکیاں کم ہوں گی وُہ مایوس ہو کر دوزخ کی طرف چلے گا حکم ہوگا اس کو واپس لاؤ اور جو آنسو اُس کے ہمارے خوف سے بہے ہیں ان میں سے ایک قطرہ اس کے میزان میں رکھو جب وُہ قطرہ رکھا جائے گا تو ساتوں آسمان اور زمین سے گراں ہوگا اور وہی آنسو اس پر دوزخ حرام کر دیں گے جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ (جو کوئی اللہ کے خوف سے روئے گا اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا) رونے کی کئی قسمیں ہیں (۱) مصیبت یا نقصانِ عضو یا درد و غم یا فراق یا مردے پر رونا اس میں اگر ممنوعات سے بچے اور صرف آنسوؤں پر کفایت کرے تو گنہگار نہ ہوگا چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر آبدیدہ ہوئے تھے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی روتے ہیں آپ نے فرمایا اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ لَا اَقُوْلُ مَا یُسْخِطُ بِہِ الرَّبُّ (میری آنکھ روتی ہے اور میرا دل محزون ہے

لیکن میری زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے، اس قسم کی بھی دو قسمیں ہیں ایک خود بخود رونا اس میں رونے والا گنہگار نہیں ہوتا دوسرے بہ تکلف دکھاوے کے لیے رونا۔ اس صورت میں گنہگار ہوتا ہے اگر کوئی کہنے والا کہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام روتے تھے اور یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ (ہائے افسوس اے یوسف) فرماتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اپنی ضعیفی کی وجہ سے موت کے منتظر تھے پس آداب دین اور علم نبوت کی تعلیم کرنے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کرکے روتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں حضرت یوسف علیہ السلام کوئی اور مذہب نہ اختیار کرلیں اور اس جواب کا ثبوت اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جب بشیر حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشخبری لائے تو سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ تم نے ان کو کس دین پر پایا بشیر نے جواب دیا دین اسلام پر۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے درگاہِ الٰہی میں شکر ادا کیا اور فرمایا اَلْاٰنَ تَمَّتْ نِعْمَتُہٗ یعنی اب اس کی نعمت پوری ہوئی (۲) تلاوت قرآن میں تکلف رونا روا بلکہ موجب اجر و ثواب ہے حدیث میں ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت روؤ اور اگر رونا نہ آوے تو بہ تکلف اور زبردستی روؤ اگر اس طرح بھی رونا نہ آئے تو اس سنگ دلی اور غلیظ القلبی پر روؤ اور حدیث میں ہے کہ تلاوت قرآن میں رونے والے کے لیے جنت واجب ہے۔ غرائب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ میں ایسا ہی لکھا ہے (۳) اپنی خطا اور اپنے گناہ کو یاد کرکے رونا بہ محمود اور موجب ثواب ہے حدیث میں ہے۔ مَنْ تَذَکَّرَ خَطَایَاہُ وَبَکٰی عَیْنَاہُ رَضِیَ مِنْہُ اِلٰہُ (جو کوئی اپنے گناہوں کو یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اس سے خدا راضی ہوا) دوسری حدیث میں ہے جو کوئی اپنے گناہوں کو یاد کرے اور آنکھ سے آنسا روئے کہ اس کی پلک تر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے اور جس قدر اس کے تن پر بال ہیں اس قدر توبہ کرنے والوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ جامع الحکایات میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں کوفہ میں ایک فاسق مرا حضرت علیؓ اس کے جنازہ پر تشریف لائے اور دفن میں بھی شریک ہوئے دفن کے بعد اس کی ماں روتی چیختی آئی اور حضرت کا دامن پکڑ کر کہنے لگی کہ میں نے اپنے بیٹے کی صورت نہیں دیکھی مجھے صورت دکھا دیجیے جب اُس نے بہت غل شور مچایا تو آپ نے اجازت دی جب

اس کی قبر کھولی گئی تو اس کا چہرہ ایسا منور تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں۔ آپ متحیر ہوئے اور لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا کسی نے بُرائی کے سوا اس کی اچھائی نہ بتائی شب کو آپ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس فاسق کو بھی آپ کی خدمت میں اسی قدر تاباں پایا آپ نے اُن سے فرمایا اے علی اس کے دونوں رخساروں کا نور اُن آنسوؤں کی برکت سے ہے جو گناہ کرنے کے بعد اس کی آنکھ سے خوف الٰہی کی وجہ سے نکلتے تھے اور اس کے دونوں رخسارے تر ہو جاتے تھے اسی رونے کی وجہ سے اللہ نے اس کو بخش دیا ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ حضرت آدم علیہ السلام تین سو برس تک اپنے قصور کی ندامت میں رویا کیئے اور اس عرصہ میں کبھی انہوں نے آسمان کی طرف شرمندگی گناہ کی وجہ سے آنکھ نہیں اُٹھائی۔ فرشتے ان کے دیدار کے طالب ہوئے سب درگاہِ الٰہی میں متمنی ہوئے کہ حضرت آدمؑ کو حکم ہو کہ وہ آسمان کی طرف دیکھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام پیامِ الٰہی لائے اور اُن سے آسمان کی طرف نگاہ نہ کرنے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا میں گناہ کی شرم کے مارے نظر نہیں اٹھاتا ہوں۔ مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (قیامت میں بندے اپنے رب کے سامنے سر نیچا کیئے ہوں گے) حضرت داؤد علیہ السلام چالیس سال تک اپنی لغزش پر گریاں رہے اور توبہ قبول ہونے کے بعد بھی آپ منہ چھپاتے تھے لوگوں نے جمال باکمال دیکھنے کی تمنا ظاہر کی آپ نے فرمایا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔ مترجم کہتا ہے پورا قصہ یوں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیبیاں تھیں اور آپ کے لشکر میں ایک شخص کی ایک بی بی تھی آپ کا ارادہ ہوا کہ اس کی عورت سے نکاح کریں تاوقتیکہ وُہ طلاق نہ دیتا آپ نکاح کیونکر کر سکتے تھے پس آپ نے اس کو لڑائی پر بھیج دیا وہ وہاں کام آگیا۔ عدّت کے بعد آپ نے اس کی عورت سے نکاح کیا پس حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام بشری صورت میں آئے اور اپنا یہ مقدمہ آپ کے یہاں پیش کر کے فیصلہ کے متمنی ہوئے مدعی نے کہا کہ میرے پاس ایک بکری اور مدعا علیہ کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور یہ میرا بھائی ہے چاہتا ہے کہ میری ایک بکری چھین کر اپنی سو بکریاں کرے۔ آپ نے فرمایا یہ ظلم ہے اس کے بعد دونوں غائب ہو گئے۔ آپ کو خیال آیا کہ یہ مقدمہ تو بعینہٖ میرا ہی واقعہ تھا اور سمجھ گئے کہ دراصل یہ مقدمہ نہ تھا بلکہ اللہ کی طرف سے مجھے تنبیہ تھی سجدہ کیا اور روتے روتے دریا بہا دیئے توبہ استغفار کی اللہ نے توبہ قبول

کرلی اس کے بعد بھی آپ شرم کی وجہ سے ہر وقت اپنا منہ لپیٹے رہتے تھے ۔ انتھٰی ۔ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت حسن بصریؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آپ اپنے مکان کے کوٹھے پر خوفِ الٰہی سے اس قدر کثرت سے رو رہے تھے کہ پرنالے میں سے پانی کی طرح راستے میں آپ کے آنسو بہہ کر گرتے تھے۔ راہ میں ایک شخص پر اس پرنالے کی چھینٹیں پڑ گئیں اُس نے پکار کر پوچھا کہ یہ پانی پاک ہے یا نجس؟ آپ نے جواب دیا دھو ڈالو کیونکہ یہ گنہگار بندے کے آنسو ہیں اس نے آپ کی آواز پہچانی اور آپ کے اس کلام کو سُن کر نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو اس نے اس کپڑے کو متبرک جان کر باحتیاط تمام اپنے کفن کے لیے رکھ چھوڑا ۔ مترجم کہتا ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا سن جس وقت چار سال کا تھا تو کسی بزرگ نے آپ کو بازار میں بے قراری کے ساتھ روتے دیکھ کر سبب پوچھا تو آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ خاندانِ نبوی کی عظمت کے لحاظ سے اُن بزرگ نے خیال کیا کہ یہ صاحبزادے کم عمر ہیں شاید کسی چیز کے لیے روتے ہوں اگر یہ فرمادیں تو وہ چیز میں ان کی خدمت میں حاضر کردوں ۔ پھر باصرارِ تمام پوچھا اس وقت آپ اور زیادہ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا میں غضبِ الٰہی کے خوف سے اور دوزخ کی آگ کے خیال سے روتا ہوں ۔ اُن بزرگ نے کہا یا حضرت آپ ابھی کم عمر معصوم ہیں آپ کو اس کا خیال نہ کرنا چاہیئے ان کے اس کہنے پر وہ اور آبدیدہ ہوئے اور فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں جب آگ سلگانا ہوتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں سلگا کر اس کو تیز کرتے ہیں جب وہ خوب تیز ہو جاتی ہے تو بڑی لکڑیاں لگائی جاتی ہیں ۔ میں ڈرتا ہوں کہ قیامت میں چھوٹی لکڑیوں کے عوض مجھ ایسے بندے پہلے دوزخ میں نہ جھونک دیئے جائیں ۔ اے اللہ اپنے ان پاک بندوں کے طفیل میں ہم ایسے گناہ گاروں کو اپنے قہر و غضب اور آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھ اے اللہ ہم تیرے حبیب کی قرابت کو وسیلہ کر کے تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں اور تیری رحمت اور جنت کے طالب ہیں اے اللہ ہم کو احکامِ شرع کا پورا پابند کر دے ہمارا خاتمہ بخیر کر ۔ حج اور اپنے حبیب کے روضہ کی زیارت نصیب کر وہاں کی خاکِ پاک میں ہماری خاک ملا دے ۔ بحرمۃ سید المرسلین وآلہ الطاہرین واصحابہ المطہرین وازواجہ وذریاتہ اجمعین ۔ انتھٰی ۔

(۴) اشتیاقِ الٰہی میں رونا ۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ بَکٰی بِاشْتِیَاقِ الْمَوْلٰی فَلَہٗ جَنَّۃُ الْمَاوٰی (جو بندہ مولیٰ کے اشتیاق میں رویا اس کے لیے جنت ہے) حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے کہ آپ دس برس تک برابر رویا کیئے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہی پھر اللہ نے

ان کی آنکھیں روشن کیں اس کے بعد پھر آپ گیارہ برس تک رویا کیے۔ پھر آنکھیں جاتی رہیں پھر اللہ نے انہیں روشن کر دیا پھر آپ گیارہ برس تک رویا کیے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی تیسری مرتبہ جاتی رہی اور پھر اللہ نے روشنی عطا کی اور خطاب ہوا کہ اے شعیب اگر تم جنت کی طلب میں روتے ہو تو وہ تمہارے لیے ہے اور اگر دوزخ کے خوف سے روتے ہو تو وہ تم پر حرام ہے آپ نے جواب دیا اے پروردگار مجھے نہ جنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا خوف میں تو فقط تیرے اشتیاق میں روتا ہوں ارشاد ہوا کہ روتے رہو پھر آپ دس برس اور رویا کیے اور نابینا ہو گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الٰہی کی تمنا کی اور جواب میں ارشاد ہوا لَنْ تَرَانِی (تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) تو اس کے بعد کسی نے حضرت موسیٰ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے غمگین رہنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا جس کو حکم ہو کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا وہ غمگین نہ ہو تو کون غمگین ہوگا ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر مناجات میں مشغول تھے استفسار ہوا کہ تم بھوکے اور پیاسے اور غمناک کیوں رہتے ہو انہوں نے نعرہ مار کر عرض کیا تو بڑا جاننے والا ہے تجھے معلوم ہے کہ جب سے مجھے حکم لَنْ تَرَانِی ہوا ہے میری بھوک پیاس راحت سب جاتی رہی ارشاد ہوا اگر میرے دیدار کے متمنی ہو اور قیامت کے دن میرے لقاء سے شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو شکم کو گرسنہ اور جگر کو تشنہ اور چشم کو گریاں اور قلب کو بریاں رکھو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس قدر روئے تھے کہ رخسارۂ مبارک کا گوشت پوست سب آنسوؤں کے ساتھ بہہ گیا۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف فرما تھے اور آپؐ کا سر میرے بازو پر تھا اور میں ریش مبارک کو ہاتھ سے صاف کر رہی تھی اور میرے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھے جب آپ نے ان کی آواز سُنی تو اُٹھ بیٹھے میں اپنا سر آپ کی بغل میں رکھ کر لیٹ گئی جب انہوں نے یہ آیت پڑھی كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (وہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے) تو آپ رونے لگے اور مجھ پر آپ کے آنسو گرے میں اٹھی اور سر مبارک کو پکڑ لیا ایک گھڑی کے بعد میں نے پوچھا کیا آپ جنت کے لیے گریاں ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں نے پوچھا پھر کیا آپ دوزخ کے خوف سے گریاں ہیں آپ نے فرمایا ہاں اَنَا مُشْتَاقٌ وَبِیْ اِشْتِیَاقٌ اَنَا مُشْتَاقٌ وَبِیْ اِشْتِیَاقٌ (میں مشتاق ہوں اور مجھ کو سخت اشتیاق ہے) اسی کو آپ

بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔ اور بزرگانِ دین کا قول ہے کہ بہتر رونا وہ ہے جو اشتیاقِ مولیٰ کے لیے ہو اور بدتر رونا وہ ہے جو دنیا کے جاتے رہنے کے لیے ہو۔ اور حدیث میں ہے دُنیا میں خوفِ خدا سے رونے والا قیامت کے دن جنت میں ہنستا ہوا جائے گا اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن دوزخیوں کو جمع کریں گے اور کہیں گے کہ آج اپنے حال پر رو جس قدر روسکو کیونکہ دنیا میں خدا کے خوف سے تمہارا ایک آنسو بھی نہیں نکلا وَلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (چاہیے کہ خوب روئیں بدلے اس کے جو کچھ انہوں نے کمایا) کسی نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ولی کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا بیداری کی وجہ سے جن کے منہ زرد اور رونے کی وجہ سے آنکھیں ضعیف ہوں اور آپ نے فرمایا ہے خلوت میں اللہ کو یاد کرنے والا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا یہ سب مشارق میں مذکور ہے عَیْنٌ سَھِرَتْ دوسری وہ آنکھ جو بیدار رہے یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بیداری بڑی عبادت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں) یہ عمل اس گروہ کی دولت ہے وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (وہ رات گذار دیتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں) اور یہ آیت ان لوگوں کا طریقہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ابتدائے اسلام میں قیامِ شب فرض تھا اکثر صحابہ قیامِ شب کی وجہ سے زرد ہوگئے تھے اور ضعف کی وجہ سے حصولِ معاش میں دشواری اٹھاتے تھے پس اللہ نے حکم بھیجا کہ رات کا جاگنا تم پر شاق ہے ہم آسانی چاہتے ہیں نہ کہ دشواری جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ راتوں کو سوؤ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ہماری عبادت کیا کرو جیسا کہ اس آیت پاک سے ہویدا ہے وَاِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا آپ کو اس بات کا رنج ہوا کہ ایسی عمدہ عبادت سے میری امت محروم رہی حکم ہوا آپ غمگین نہ ہوں جو کوئی آپ کی امت میں سے آدھی رات کو ۲ رکعت نماز پڑھے گا اس کے نامۂ اعمال میں تمام جن وانس کی عبادت لکھی جائے گی اسی لیے آپ نے فرمایا رَکْعَتَانِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُھُمَا (دو رکعتیں آدھی رات کو پڑھنا اللہ کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اور اگر میری امت پر یہ دو رکعتیں آدھی رات کی شاق نہ ہوتیں تو میں انہیں فرض کر دیتا) جب سے قیامِ لیل کا حکم منسوخ ہوا تو خاصۂ حضرت

رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کو حکم ہوا قُمِ اللَّیْلَ (آپ قیام لیل کیا کریں) آپ تمام رات کھڑے ہو کر گذارتے یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر آتے اور چہرہ زرد ہو جاتا۔ کفار نے زبانِ طعن دراز کی اور کہنے لگے مَا اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی هٰذَا الرَّجُلِ اِلَّا لِلشَّقَاوَةِ (آپ پر قرآن نہیں نازل ہوا مگر بدبختی کے لیے) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی (قرآن تم پر ہم نے اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم شقاوت میں پڑ جاؤ) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر پوچھا کہ آپ تمام رات کیوں بیدار رہتے ہیں آپ نے فرمایا تم ہی آیۃ قُمِ اللَّیْلَ لائے ہو جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں یہ بھی حکم لایا ہوں اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ (قیام تو کیجیے مگر تھوڑا جس قدر تحمل ہو سکے نصف شب کا قیام اختیار کیجیے یا اس سے کچھ کم یا اس سے زائد) پس آپ کبھی نصف شب اول اور کبھی نصف شب آخر اور کبھی ثلث رات جاگتے اور قیام فرماتے پس حکم نازل ہوا وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور کسی قدر رات سے تہجد پڑھیے یہ صلوٰۃ نافلہ ہے آپ کے لیے فریضہ نہیں نَافِلَةً یعنی خَاصَّةً آپ ہی کے لیے خاص ہے امت کے لیے عفو ہے اگر پڑھیں ثواب پائیں گے نہ پڑھیں تو گناہ نہ ہوگا۔ اگر آپ کو اپنی امت کی شفاعت منظور ہے تو اس محنت کو گوارا فرما کر اس کا نتیجہ لیجیے۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود میں اٹھا دے گا) مقامِ محمود سے شفاعت مراد ہے اور بعض کے نزدیک مقامِ محمود ایک مقام ہے فردوسِ اعلیٰ میں جس طرح دنیا کے مقابلے میں بہشت محمود ہے ایسے ہی اوّل کے مقابلہ میں دوم مقامِ محمود ہے اور دوم کے مقابلہ میں سوم اور سوم کے مقابلہ میں چہارم اور چہارم کے مقابلہ میں پنجم اور پنجم کے مقابلہ میں ششم اور ششم کے مقابلہ میں ہفتم اور ہفتم کے مقابلہ میں ہشتم اور بعض کا قول ہے کہ مقام محمود دار الجلال میں ایک مقام کا نام ہے جو خاص حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ تہجد شب کو سونے کے بعد بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ تمام رات عبادت کرنے والا اپنی تمام رات کی عبادت کا ثواب پائے گا تہجد کا ثواب اس کو نہ ملے گا۔ اگر کسی نے تہجد پڑھنے سے قسم کھائی تو تمام رات جاگ کر اللہ کی عبادت کرنے سے اس کی قسم پوری نہ ہوگی۔ چونکہ اس کے فضائل بے شمار ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نماز حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء پر فرض کی ہے۔ اللہ ہم کو توفیق دے کہ اس نماز پر دل سے مواظبت کریں۔ ادائے تہجد کے لیے تمام وقتوں میں نصف شب کو ادا کرنا بہتر ہے۔ حضرت داؤدؑ نے

تہجد کی تعریف:

اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے پروردگار تمام رات میں کون وقت تجھے پسند ہے ہم کو بھی اس سے آگاہ کر دے
تاکہ ہم اسی وقت تیری عبادت کیا کریں جواب میں ارشاد ہوا کہ مجھے نصف شب پسند ہے اس وقت
کی دو رکعتیں مجھے تمام عالم سے زائد محبوب ہیں۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ
سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ قبر میں اللہ تعالیٰ تمہاری فریاد سُنے تو نصف شب کی عبادت اپنے اوپر
فرض کر لو اور آپ نے فرمایا ہے لِلْمُتَهَجِّدِيْنَ عِنْدَ اللهِ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (تہجد پڑھنے والوں کے لیے
اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے) اور آپ نے فرمایا کیا اچھی ہے زندگی اگر رات کی نماز میں گذارے اسلیے
کہ اس میں بھلائی ہے۔ **مترجم** کہتا ہے اس مقام پر صاحب نافع المسلمین نے عُمر کو عمرؓ پڑھا ہے اور
ترجمہ میں لکھا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں اچھے ہیں کہ نماز میں شب گذارتے ہیں کہ ان کی بھلائی نماز
شب میں ہے انتہٰی حالانکہ یہ محض غلط ہے عُمر سے یہاں زندگی مراد ہے نہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتہٰی
اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہے کہ اے عائشہ انسان کی زندگی آدھی رات اور آدھی
دن کی ہے پس تم کو چاہیئے کہ زندگی کی آدھی رات کو سو کر نہ کاٹو اور آپ نے ایک صحابی سے فرمایا
قُمِ اللَّيْلَ وَلَوْ بِقَدْرِ حَلْبَةِ شَاةٍ (اگر زیادہ نہ ہو سکے تو اتنی ہی دیر رات کو قیام کرو جتنی دیر میں بکری
کا دُودھ دوہا جاتا ہے مستحب وقت قیام شب کا چھٹا حصہ رات کا ہے اور کاہلوں کے لیے دودھ دوہنے
کے بقدر بھی قیام شب ثواب سے خالی نہیں ہے امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں لکھا ہے جو کوئی کسی
قدر رات سے بیدار ہو کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کا ورد کرے اللہ اس کے نامۂ اعمال میں
چوبیس ہزار نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اسی قدر بُرائیاں دُور کرتا ہے پس یہ آدمی اس سے بہتر ہے
جو صبح تک سویا کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ اَمَّنْ
هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ
يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آپ اپنی امت سے کہہ دیجیے کہ اپنے
کفر سے تھوڑا نفع اٹھا لو کیونکہ دنیا کی اصل تھوڑی ہے خاص کر انسان کی عمر اگرچہ بہت نفع حاصل کرے
مگر آخرت کے مقابلے میں تھوڑا ہی ہے یقیناً تو اصحاب نار سے ہے کیا وہ اس کے برابر ہے جو رات
کو عبادت کرتا ہے سجدہ کر کے اور کھڑے ہو کر اور آخرت سے ڈرتا ہے اور امیدوار رحمت الٰہی ہے کہ
کیا عالم اور جاہل برابر ہو جائیں گے ہر گز نہ ہو گا اور عقل والے لوگ نصیحت مانتے ہیں) حدیث میں ہے

کہ قیامت کے دن شب بیدار عبادت گذار براقوں پر سوار کیے جائیں گے اور اُن کا رنگ مثل یاقوت سُرخ کے ہوگا اہلِ حشر پوچھیں گے اے پروردگار یہ کون لوگ ہیں حکم ہوگا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب دنیا میں تم سوتے تھے تو یہ ہماری عبادت کرتے تھے نہ تھا ان کا کھڑا ہونا مگر خشوع کے ساتھ اور نہ تھا ان کا سونا مگر سجود کے ساتھ وَهُمْ اَحِبَّائِیْ وَهُمْ اَحِبَّائِیْ (وہ میرے دوست ہیں) اور دوسری حدیث میں ہے کہ شب بیدار سونے والوں میں ایسا ہے جیسے مُردوں میں زندہ۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں جس کو اللہ تعالیٰ تہجد کے لیے اُٹھنے کی توفیق دے اس کو لازم ہے کہ تحیۃ الوضو کے بعد دو رکعت بہ نیت قیام شکر شب ادا کرے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی خَالِدُوْن تک اور دوسری رکعت میں آمن الرسول آخر سورۃ تک پڑھے پھر چھ سلام بارہ رکعت دوگانہ میں رکعت اوّل سے زیادہ قرآت کرے۔ حدیث میں ہے مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ التَّهَجُّدِ اَنَا ضَامِنٌ بِالْجَنَّةِ (تہجد پڑھنے والے کے جنتی ہونے کا میں ضامن ہوں) ایسا ہی خلاصۃ الاخبار میں ہے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یہ حدیث کا ٹکڑا ہے یعنی راہ خدا کے جاگنے میں راہ خدا کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں نہ جاگے اس کا جاگنا اور سونا برابر ہے اور اس کی ایسی مثال ہوگی جیسے مشائخ کہا کرتے ہیں مَنْ لَّمْ یَکُنْ لِلْوِصَالِ اَهْلٌ فَکُلُّ اِحْسَانِهٖ ذُنُوْبٌ (جو وصال کے قابل نہیں اس کی ہر ایک نیکی بھی گناہ ہے) اور جو کام اللہ کے لیے نہ ہو وہ مثل پراگندہ خاک کے ہے۔ شب بیداری کی دو قسمیں ہیں (۱) اطاعت کے لیے (۲) معصیت کے لیے۔ اطاعت کے لیے شب بیداری کی آٹھ قسمیں ہیں (۱) صفاتِ الٰہی میں سے صفت بیداری اختیار کرنے کے لیے جاگنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (اس کو اونگھ اور نیند نہیں ستاتی) پس اخلاق الٰہی کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے والے کے لیے بیحد ثواب ہے حدیث میں ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِخُلُقٍ مِنْ اَخْلَاقِ اللّٰہِ فَهُوَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰہِ اَجْرٌ کَبِیْرٌ اور ایک روایت میں اَجْرٌ کَثِیْرٌ ہے یعنی جو شخص اللہ کی عادتوں میں سے کوئی عادت اختیار کرے وہ لوگوں میں سے بے خوف ہے اور اس کے لیے خدا کے پاس بڑا ثواب ہے (۲) نماز کے لیے جاگنا حدیث میں ہے کہ اندھیری رات میں دو رکعتیں ادا کرنا روشن دن میں سات سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہیں مگر فرض نماز کا اندھیرے میں ادا کرنا مکروہ ہے اور نفل تاریکی میں ادا کرنا مستحب ہے (۳) ذکر الٰہی کیلئے

جاگنا۔ حدیث میں ہے مَنْ ذَکَرَ اللّٰہَ فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ وَقَبْرَہٗ یعنی جو شخص اندھیری رات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ اس کے قلب اور قبر کو منور کر دیتا ہے (۴) تلاوت قرآن کے لیے جاگنا یہ بھی ایک سعادت ابدی ہے حدیث میں ہے مَنِ اسْتَظْھَرَ الْقُرْاٰنَ فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ نُوْدِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِثَلٰثَۃِ نِدَاءٍ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ یَا اَھْلَ اللّٰہِ یَا مُجَاھِدَ اللّٰہِ یعنی جس نے تاریک رات میں قرآن پڑھا قیامت کے دن تین لقبوں سے پکارا جائے گا اے خدا کے دوست اے اللہ کے کنبہ اور اہل بندگی اے رضائے الٰہی میں کوشش کرنے والے (۵) طلب علم کے لیے جاگنا اس کی جزاء بھی بے شمار ہے۔ جامع الفضائل میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یاد ہو جانے کی غرض سے رات کو تکرار سبق کرے اس کو ہر حرف کے بدلے حاجی اور غازی کا ثواب ملے گا (۶) رات کو سفر بیت اللہ کر کے جاگنا یہ بھی بڑی دولت ہے حدیث قدسی میں ہے یَا اَحْمَدُ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِیْ ظُلَمِ اللَّیْلِ اِلٰی بَیْتِیْ فَاِنِّیْ لَھُمْ قَائِدٌ اِلَی الْجَنَّۃِ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ اندھیری رات میں میرے گھر کی طرف جاتے ہیں ان کو بشارت دیدے کہ میں ان کو جنت کی طرف کھینچنے والا ہوں (۷) جہاد میں مقاتلہ کفار کے لیے جاگنا یہ بھی بہترین حسنات ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کھائی ہے فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا (قسم ہے ان کی جو رات کو قطع مسافت کرتے ہیں اور صبح ہوتے کافروں پر جا پڑتے ہیں) حدیث میں ہے کہ جو شخص رات کو گھر سے جہاد کے لیے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم پر ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے (۸) اپنی زوجہ کے پاس جاگنا یہ بھی داخل عبادت ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی ایک گھڑی شب کو اپنی بی بی کے پاس جاگا تو گویا اس نے مثل شب قدر کے عبادت کے ثواب کی عبادت کی۔ اور اسی طرح معصیت کے لیے شب بیداری کی بھی کئی قسمیں ہیں جیسے شب بیداری زنا کرنے شراب پینے چوری کرنے وغیرہ کی غرض سے ان سب میں ہر ایک موجب عذاب ہے۔ حدیث میں ہے ان کیلئے افسوس ہے جو گناہ کے لیے رات کو جاگتے ہیں۔ یہ شب بیداری معصیت ہے اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیئے اور طاعت کی بیداری کے لیے مستعد ہونا چاہیئے کہ یہ اللہ کی محبت کی نشانی ہے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے لوگوں نے دوستی کی علامت دریافت کی فرمایا سَھَرُ اللَّیَالِیْ وَاِرْسَالُ الدَّآلِیْ (رات کا جاگنا اور آنسو کا بہانا دوستی کی علامت ہے) لآلی کے معنی موتی

کے ہیں مگر یہاں آنسو مراد ہیں ؎ عَجَبٌ لِلْمُحِبِّ کَیْفَ یَنَامُ۔ کُلُّ نَوْمٍ عَلَی الْمُحِبِّ حَرَامٌ۔ تعجب ہے عاشق سے کہ وہ کیونکر سوتا ہے اس لیے کہ اس پر ہر نیند حرام ہے۔ بندگی۔ حضرت شیخ حمید الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

عجب از دوستی کہ خواب کند خواب از دوستاں شدست حرام

جو شخص شب بیداری کو اپنے اوپر آسان کرنا چاہے اُسے لازم ہے کہ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھائے نہ پوری پیاس پانی پیئے اور دن کو اس قدر کام نہ کرے کہ رات کو تکان ہو۔ منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت آیۂ فردوس (آخر سورۂ کہف کی تین آیتیں) پڑھ کر کہے اے اللہ مجھے بحرمت اس آیت کے فلاں وقت جگادے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کو جگادے گا۔ حدیث سابق میں ہے عَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ یعنی تیسری آنکھ جو ان چیزوں کو نہ دیکھے جنہیں اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنوں سے فرمادیں کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں) اور عورتوں کے حق میں ارشاد ہوا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنہ عورتوں سے فرمادیں کہ اپنی آنکھوں کو نامحرموں کے دیکھنے سے بچائے رہیں) اور حدیث میں ہے مَنْ نَّظَرَ اِلَی امْرَأَۃٍ اَجْنَبِیَّۃٍ صُبَّ فِیْ عَیْنِہٖ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بیگانی عورتوں کو دیکھنے والی آنکھ میں قیامت کے دن سیسا ڈالا جائے گا) حدیث میں ہے اَلنَّظْرُ بِالشَّھْوَۃِ سَھْمٌ مَّسْمُوْمَۃٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ (شہوت کی نظر سے دیکھنا ایک تیر زہر میں بجھا ہوا شیطان کے تیروں میں سے ہے) شہوت کے ساتھ نظر کو مقید کر دینے سے ظاہر ہوا کہ بغیر شہوت نظر کرنا گناہ نہیں ہے اور حدیث میں ہے مَنْ غَضَّ بَصَرَہٗ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ (جس نے اپنی نظر کو ان چیزوں کے دیکھنے سے بچایا جس کو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے تو اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا) اور بزرگوں کا قول ہے اَلْعَیْنُ عَیْنُ الْمَعَاصِیْ (آنکھ گناہ کا چشمہ ہے) جس طرح چشمے سے گھاس اُگتی ہے اسی طرح آنکھ سے گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اَلنَّظْرُ اَسَاسُ الذُّنُوْبِ (آنکھ گناہوں کی جڑ ہے) اگر حضرت آدم علیہ السلام گیہوں کی طرف نظر نہ فرماتے تو ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہوتے اور وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی[1] کے مورد نہ بنتے اگر حضرت

[1] حضرت آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی اپنے رب کی اور بہکے ۱۲ مترجم

حضرت داؤد علیہ السلام اوریا کی زوجہ کو نہ دیکھتے تو چالیس برس اپنی لغزش پر گریہ وزاری نہ کرتے۔ اگر ابوشحمہ مغبچہ کی لڑکی کو نہ دیکھتے تو کوڑے کھا کر جان نہ دے دیتے محارم کی کئی قسمیں ہیں ایک زن بیگانہ اس کا تمام بدن دیکھنا حرام ہے اور قرابت والی عورتیں جیسے ماں بہن وغیرہ ان کو ناف سے زانو تک دیکھنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ زیر ناف دیکھنے یا دکھانے والے کا وُہ مقام قیامت میں دوزخ کی آگ سے کاٹا جائے گا اور نابالغ عورتوں کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمہ اللہ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں سونا چاندی متاعِ دنیا کو ہوس سے دیکھنا حرام ہے کسی نے حضرت نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم سے پوچھا مَا النَّجَاۃُ (نجات کیا ہے) آپ نے فرمایا اِحْفِظْ عَیْنَكَ (اپنی آنکھ کی حفاظت کر) ایک شخص نے آپ سے کہا مجھے اپنی زوجہ پر اطمینان نہیں آپ نے فرمایا اپنی آنکھ کو دوسرے کی عورت سے بند کر۔ عورت کے لیے نہیں درست ہے کہ وُہ ناف سے زانو تک اپنی لونڈی کو دکھاوے اور مالک کو بھی جائز نہیں ہے کہ اپنی اس لونڈی کو جس کا نکاح کر دیا ہو ناف سے زانو تک دکھائے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حیوانات کے مقاماتِ غلیظہ کی طرف دیکھنا کیسا ہے انہوں نے فرمایا کہ شہوت سے دیکھنا حرام ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نامحرم کی طرف دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے بندے میں تیری طرف دیکھتا ہوں تو کس کی طرف دیکھتا ہے فقہاء کے نزدیک محارم سے چشم پوشی واجب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِكَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِّمَا یَصْنَعُوْنَ۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایمان والوں سے فرما دیں کہ وُہ اپنی آنکھوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے حق میں پاکیزگی کی بات ہے بیشک اللہ خبردار ہے اس سے جو وُہ کرتے ہیں) اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ قُلْ کے بعد یا محمدؐ محذوف ہے اسی طرح اکثر مقامات پر محذوفات ہیں جیسے قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ (کہہ دیجئے آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے) اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ (کہہ دیجئے آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے گروہ کافروں کے) اور احکام کا حکم بلاواسطہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ بعض علماء کے نزدیک اوامر بواسطہ اور بلاواسطہ میں کچھ فرق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ (جو ہمارا رسول تمہیں تبلیغ احکام کرے اس کی پابندی کرو) اور خود آپ نے فرمایا مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

اور بعض کے نزدیک فرق ہے احکام بواسطہ غضب پر دال ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جس سے کوئی ناراض ہوتا ہے اس کو دوسرے کے ذریعے پیام دیتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ بواسطہ نفاذ احکام میں آپ کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے یعنی آپ کہہ دیں کہ جو آپ کے حکم کو بعینہٖ میرا حکم نہ جانے گا وہ دوزخ کا مستحق ہوگا اور بعض کا قول ہے کہ خطاب بواسطہ اللہ تعالیٰ کا ایمانداروں پر کرم ہے یعنی آپ انہیں سمجھا دیں یقین ہے کہ آپ کی فہمائش مؤثر ہو اور وہ اس پر عمل کریں اور درصورت عدم عمل آپ سے شرمندہ ہوں کیونکہ اگر میں نے خود حکم کیا اور انہوں نے اسکے خلاف کیا تو مجھ سے شرمندہ ہوں گے اس کے بعد اللہ نے للمومنین فرمایا ہے لِبَنِیْ اٰدَمَ نہیں فرمایا یہ اس جانب اشارہ ہے کہ کفار مخاطب نہیں کیونکہ انہیں اللہ نے دوزخ ہی کے لیے پیدا کیا ہے، چاہے گناہ کریں یا نہ کریں لیکن تم تو بہشتی ہو تم ایسے فعل کے مرتکب نہ ہو جس سے دوزخی ہو جاؤ پس تمہیں محارم سے بچنا چاہیئے کیونکہ تمہارے نبیؐ نے فرمایا ہے مَنْ نَظَرَ نَظْرَۃً وَّاحِدَۃً مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ عُذِّبَ فِی النَّارِ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا (محارم کی طرف ایک بار نظر کرنے والا بھی چالیس برس دوزخ میں عذاب کیا جائے گا) ایسا ہی امام رازی نے اپنی صغیر میں لکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ فرمایا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مِنْ زائدہ ہے اور تقدیر کلام یوں ہے کہہ دیجیے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں سے کہ اپنی آنکھیں چھپائیں اور بعض کے نزدیک مِنْ تبعیضیہ ہے اور تقدیر کلام یوں ہے یَغُضُّوْا مِنْ بَعْضِ الْمَحَلِّ اَبْصَارَھُمْ بعض مواقع سے اپنی آنکھیں چھپائیں یعنی جن کے دیکھنے کی ممانعت ہے انہیں نہ دیکھیں اس میں اگر مِن نہ ہوتا تو تمام عالم سے چشم پوشی لازم ہو جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نظر کو مقدم اور شرمگاہ کو موخر کیا اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اصل معاصی کی آنکھ ہے یا یہ تقدیم و تاخیر اس لیے ہے کہ آنکھ اوپر اور شرمگاہ نیچے ہے پس اوپر سے نیچے آنا اچھا ہوتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے کلام میں آسمان کو مقدم اور زمین کو موخر کیا ہے حالانکہ تخلیق میں زمین آسمان پر مقدم ہے اور فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ پس اپنی شرمگاہوں کی حفاظت زنا اور دکھانے اور چھونے سے کریں حدیث میں ہے جو کوئی اپنی شرمگاہ کسی کو دکھاتا ہے اس پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ نگہداشت تمہاری پاکی کے لیے ہے اگر تم دنیا میں پاک رہو گے تو عقبیٰ میں تمہیں کچھ خوف نہ ہوگا حدیث میں ہے مَنْ ضَمِنَ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَتَیْہِ وَبَیْنَ رِجْلَیْہِ ضَمِنْتُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ۔

(جو کوئی ضمانت کرے گا اپنے دو جبڑوں کے بیچ سے یعنی زبان اور اپنی دونوں ٹانگوں کے بیچ سے یعنی شرمگاہ، تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت کروں گا) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ خبیر اور بصیر قریب قریب ہیں بعض کے نزدیک دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور بعض کے نزدیک خبیر اللہ کے خاص ناموں میں سے ایک نام اور بصیر مشترک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ بعض کا قول ہے کہ خبیر ظاہر کی چیز دیکھنے والے کو اور بصیر باطن کی چیز دیکھنے والے کو کہتے ہیں۔ بندگی حضرت شیخ حمید الدین حاکم رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ قطعہ

بَصیر است حبّہ را در ظلمتِ تحت الثریٰ بیند خَبیر است مرورا پیدا است مغز استخوانِ بق
عَلیم است اندک و بسیار داند ظاہر و باطن سَمیع است بشنود رازِ دل مورو دم طوق

وہ ایسا بینا ہے کہ تحت الثریٰ کے دانہ کو دیکھتا ہے اور ایسا خبردار ہے کہ مچھر کی ہڈی کے گودے سے واقف ہے۔ ایسا دانا ہے کہ کم اور زائد اور ظاہر اور باطن سب کو جانتا ہے سننے والا ایسا ہے کہ چیونٹی کے دل کے بھید اور طوق کی سانس سنتا ہے اور بعض کے نزدیک بصیر ہر چیز کے دیکھنے والے کو اور خبیر ہر چیز کے جاننے والے کو کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا بِمَا یَصْنَعُوْنَ لغت کے اعتبار سے فاعل اور صانع ایک ہی ہیں مگر معانی میں فرق ہے فاعل صانع سے عام ہے کیونکہ فعل ضرب کو اور صنع تراشنے کو کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ تھوڑا بہت ظاہر باطن جو کچھ تم کرتے ہو وہ ان سب کو بخوبی جانتا اور دیکھتا ہے۔ یہ حال اس وقت معلوم ہوگا جب قیامت میں نامۂ اعمال تمہارے ہاتھ میں دیا جائے گا اور اپنا دنیا کا کیا ہوا سب بے کم و کاست اس میں دیکھو گے اور تم تعجب سے کہو گے مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا کیا حال ہے اس کتاب (نامۂ اعمال) کا کہ نہ چھوٹے کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑے کو مگر سب کو گھیرے ہوئے ہے۔

المجلس الخامس

فِی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

قیامت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یُحَاسَبُ ابْنُ اٰدَمَ بِکُلِّ نِعْمَۃٍ اَنْعَمَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَیُسْأَلُ عَنْ شُکْرِہَا غَیْرَ اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ خُبْزٌ یَاکُلُہٗ وَمَاءٌ قُرَاحٌ یَشْرَبُہٗ وَثَوْبٌ یُوَارِیْ عَوْرَتَہٗ وَبَیْتٌ یَسْکُنُہٗ فِی الْحَرِّ وَالْبَرْدِ فَمَا اُعْطِیَ فَضْلًا عَنْ ھٰذِہٖ حُوْسِبَ عَلَیْہِ وَیُسْئَلُ عَنْ شُکْرِہٖ ھٰذَا فِی الْمَصَابِیْحِ۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حساب لیے جاویں گے اولادآدم ہر ایک نعمت سے جو اللہ نے ان پر انعام کی ہے اور سوال کیے جاویں گے ادائے شکر سے ہر نعمت کے سوا چار چیزوں کے کہ اُن سے سوال نہ کیے جائیں گے (۱) سوکھی روٹی جو بھوک کے وقت کھائی (۲) تازہ پانی جو پیاس کے وقت پیا ہے (۳) کپڑا جس سے ستر پوشی کی ہو (۴) مکان بقدر ضرورت جس میں سردی گرمی کی تکلیف سے محفوظ رہے۔ ان پر جو چیز زیادہ ہوگی اس سے حساب کیا جاتے گا۔ اور اس کے شکر سے سوال ہوگا یہ سب مصابیح میں ہے) اس حدیث کے راوی ایسے باہیبت بزرگ ہیں جن کی شان میں حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ (شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے) سب سے پہلے اس حدیث میں یُحَاسَبُ کا لفظ ہے اور حساب کے دن حساب کا ہونا حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ (چاہے تم اپنے دل کا حال ظاہر کرو چاہے چھپاؤ اس کا حساب اللہ لیگا) اور حدیث میں ہے حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (حساب کرلو تم اپنا قبل اس کے کہ تم سے حساب کیا جاوے) خدا کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو بے حساب و کتاب جنت میں جائیں گے حدیث میں

ہے يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قِيْلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَّذِيْنَ لَا يَتَقَاوُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَتَكَيَّبُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ (میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بے حساب کتاب جنت میں جائیں گے ۔ صحابہؓ نے دریافت کیا وہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا جو نہ فال لیتے ہیں نہ شگون کرتے ہیں نہ داغ دلواتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں) مسلمانو! اس صفت کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ توکل والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے اور حدیث میں ہے مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ خدا پر بھروسہ کرنے والوں کو خدا کافی ہے ۔ اور بعض کا حساب بہت آسانی سے ہوگا ان کی علامت یہ ہے ۔ کہ نامۂ اعمال اُن کے داہنے ہاتھ میں ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا (جن کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اُن سے حساب آسانی کے ساتھ ہوگا) اور آسانی حساب جنت میں خوش خوش جانا ہے جس پر یہ آیت شاہد ہے وَيَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا (اپنے گھر کی طرف خوش خوش چلا آوے گا) بعض کا حساب ایک ہی بات پر موقوف ہوگا اُن سے پوچھا جائے گا لِاَيِّ شَيْئٍ خَلَقْتُكَ (تمہیں دنیا میں کس لیے پیدا کیا گیا تھا) وُہ کہیں گے لِطَاعَتِكَ (تو نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تھا) حکم ہوگا يَا عَبْدِيْ اِصْطَفَيْتُكَ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ بَابٍ شِئْتَ (اے میرے بندے میں نے تجھے برگزیدہ کیا جس دروازہ سے تیرا دل چاہے جنت میں داخل ہو) اور بعض کا حساب تین باتوں سے ہوگا (۱) اس سے سوال ہوگا تو نے دنیا میں کیا کیا تھا وُہ جواب دے گا تیرے احکام بجا لایا (۲) سوال ہوگا کیا کھایا تھا جواب دیگا جو تو نے پہنچایا (۳) سوال ہوگا کیا پہنا تھا جواب دے گا جو کچھ تو نے پہنایا ۔ اس کے بعد اس کو بھی جنت میں جانے کی اجازت ملے گی ۔ شمائل میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن ایک فقیر گلی گلی بھیک مانگنے والا لایا جائے گا وُہ ایک کمل اوڑھے اور پشمینہ کی ٹوپی سر پر رکھے اور زنبیل بغل میں ڈالے اور لکڑی ہاتھ میں لیے ہوگا اہلِ محشر کو اُس کے استقبال کا حکم ہوگا اور کرسی رب العزت کے سامنے نہایت عظمت سے لایا جائے گا حکم ہوگا اے دوست میں نے تجھے فقیر اور فوائد دنیا سے مبرا کیا تھا تو نے میری عبادت پورے طور سے ادا کی میں تجھ سے خوش ہوں اب یہ بتا کہ تو بھی مجھ سے خوش ہے یا نہیں وُہ سجدے میں گر کر عرض کرے گا اے پروردگار تو معبود اور میں عبد ہوں مجھے تیری رضا درکار

ہے بندہ کی خوشی ہی کیا۔ سوال ہوگا دنیا میں تیری روزی کہاں سے تھی وہ جواب دے گا تو خوب جانتا ہے کہ ٹکڑے سے مانگ کر اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ حکم ہوگا اچھا بہشت میں جاؤ وہ کھڑا رہے گا اس سے پوچھا جائے گا تو کیوں کھڑا ہے وہ کہے گا اے میرے رب مجھے شرم آتی ہے کہ تنہا جنت میں چلا جاؤں اور جن لوگوں نے میرے ساتھ احسان کیا ہے ان کو چھوڑ دوں حکم ہوگا کہ جس نے دنیا میں تجھ کو ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک پارچہ کپڑے کا یا ایک قطرہ پانی کا دیا ہے اُن کو میں نے تیری شفاعت کی وجہ سے بخش دیا۔ پھر وہ فقیر براق پر سوار کیا جائے گا اور اس کی گدڑی پر نورِ نمایاں ہوگا اور تمام میدانِ حشر میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر کئی ہزار آدمی کو اپنے ساتھ لیکر جنت میں جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ اس دن تمام تو انگر تمنا کریں گے کہ کاش مثل اس کے ہم بھی فقیر ہوتے۔ اور جس کا حساب سخت ہوگا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔ حدیث میں ہے مَنْ نُوقِشَ فِی الْحِسَابِ فَقَدْ عُذِّبَ (جس کے حساب میں مناقشہ واقع ہوا وہ عذاب میں پھنسا) ایسے لوگوں کی علامت یہ ہے کہ اُن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا۔ جب اُس کے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا تو وہ کانپ جائے گا اور کہے گا یَا لَیْتَنِی لَمْ اُوْتَ کِتَابِیَہْ (کاش میں اپنا نامۂ اعمال نہ پاتا) بعض کا قول ہے کہ مومن صالح داہنے ہاتھ میں اور غیر صالح بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال پاتے گا اور کافر پیٹھ کے پیچھے سے اس طرح پر کہ سینہ چیر کر اس کا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے نکلے گا اور اس کا نامۂ اعمال اس کو دیا جائے گا۔ مسلمانو! حساب قیامت بہت سخت ہے اور اس کی ہیبت بیحد ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں جب ندا ہوگی میرے بندو جو کچھ تم نے دنیا میں کیا ہے اس کا حساب دو تو یہ ندا سن کر تمام میدان والوں پر لرزہ طاری ہوگا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے یَا اَبَانَا تَقَدَّمْ مَعَنَا آپ ہم سب کے باپ ہیں ہمارے آگے ہو جیئے وہ رو کر کہیں گے اے میرے بیٹو جس کی پیشانی پر وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی کا داغ ہو وہ خاک آگے چل سکتا ہے تم سب ہابیل کے پاس جاؤ لوگ حضرت ہابیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تمنا ظاہر کریں گے وہ فرمائیں گے میں دنیا میں کم رہا ہوں اور عبادت بھی کم ہے میں شفاعت نہیں کر سکتا تم حضرت شیث علیہ السلام کے پاس جاؤ سب اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کریں گے یہ فرمائیں گے میں نے دنیا میں ایک بے ادبی کی تھی آج بارگاہ قہار میں

حاضری کے لائق نہیں ہوں تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ حاضر ہو کر ان سے اپنا مطلب بیان کریں گے یہ کہیں گے میری بد دُعا سے ساری خلقت غرق ہو گئی تھی میں اسی کی ندامت میں ہوں تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وُہ کلیم اللہ ہیں اللہ تعالےٰ نے ان کو بڑا مرتبہ دیا ہے لوگ حاضر ہو کر دیکھیں گے کہ حضرت موسیٰؑ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے رب مجھ پر جلوہ فرما کہ میں تجھے دیکھوں، مصنفؒ فرما رہے ہیں وہاں سے واپس آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شفاعت کے خواہاں ہوں گے آپ فرمائیں گے کہ دنیا میں نے ایک بار ایک کافر کو اپنے دستر خوان پر سے اُٹھا دیا تھا اس پر مجھے عتاب ہو چکا ہے آج میں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ لوگ حاضر ہو کر اُن سے مقصد برآری کی تمنا کریں گے یہ کہیں گے مجھے کافروں نے تیسرا خدا بنایا تھا میں آج اللہ کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتا ہوں تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو۔ آج وہی باعظمت ہیں اور دربارِ کبریائی میں اُنہیں کی رسائی ہے سب لوگ یہاں حاضر ہو کر اپنا مدّعا بیان کریں گے آپ سب کو تسلّی دے کر آگے بڑھیں گے اور تمام مخلوق کو اپنے ساتھ لیں گے مقامِ شفاعت میں آگے پہنچ کر سجدہ کریں گے حکم ہو گا اے میرے حبیبؐ آج تمہاری ہی آبرو ہے سجدہ سے سر اُٹھاؤ اور جو مانگنا ہو مانگو تمہارا کام طلب کرنا ہے اور ہمارا کام بخشنا ہے، تمہارا کام ناز کرنا ہے اور ہمارا کام ناز اُٹھانا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی کا تمغہ تم کو دنیا ہی میں دے دیا تھا تم جس کو چاہو حساب کے لیے آگے بھیجو آپ پسِ پشت لوگوں کو دیکھیں گے کہ ہر شخص چھُپ رہا ہے اس وقت آپ دستِ مبارک دراز کر کے حضرت صدیق اکبرؓ کو پکڑ کے حساب گاہ میں کھینچیں گے۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ کہیں گے آپ پہلے مجھے نہ لے جائیں کیونکہ میں آخر عمر میں مسلمان ہوا ہوں اور اس درگاہ کے لائق نہیں ہوں میں نے کوئی کام پسندیدہ نہیں کیا ہے۔ پہلے آپ اُسے پیش کریں جو عبادت میں سب سے زائد ہو اہلِ قیامت میں یہ سُن کر ایک شور گریہ وزاری کا برپا ہو گا آپ فرمائیں گے اے صدیق رضؓ انبیاء کے بعد تم سب سے افضل ہو میں دوسرے کو کیونکر لے جاؤں۔ حکم الٰہی ہو گا اے میرے حبیبؐ تم پہلے اس شخص کو لائے ہو جس کے سفید بالوں سے مجھے شرم آتی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سجدے میں گر پڑیں گے حکم ہو گا اے ہمارے خلیل کے یارِ غار اے ہمارے حبیبؐ کے محب غمگسار سجدے سے سر اُٹھاؤ اور ہمارے سوال کا جواب دو دُنیا میں تم نے کیا کیا کون عبادت

کی کیا طاعت لائے ہو حضرت صدیق رضؓ ہیبتِ الٰہی سے نظر اکر خاموش رہیں گے مکرّر استفسار پر عرض کریں گے سوال اعمال سے ہے اور میں بندہ ضعیف بیکار تھا۔ حکم ہو گا تم ہمارے سامنے مفلس ہو کر آئے ہو پس ہم تمہاری عبادت کو فرشتوں کی طاعت پر فضل دیتے ہیں تم کو ہم نے بخش دیا جنت میں جاؤ۔ پھر آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حاضر کریں گے حکم ہو گا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عُمَرُ حدیث میں ہے اَوَّلُ مَنْ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ الرَّبُّ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ (اوّل جس پر اللہ سلام کرے گا وہ عمر ہوں گے) سلام سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سجدے میں گر پڑیں گے۔ حکم ہو گا اے میرے حبیبؐ کے مددگار تم نے دنیا میں کیا کیا جواب دیں گے اے پروردگار جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تیری بارگاہ کے لائق نہیں۔ حکم ہو گا جو کچھ تم نے کیا سب کو ہم نے قبول کیا اور تم کو بخشا جنت میں جاؤ پھر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کریں گے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حساب نہ ہو گا بلکہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اس دُعا کی برکت کی وجہ سے جو حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اُن کے لیے کی تھی اس دُعا کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں فاقہ تھا جب آپ عیدگاہ جانے لگے تو حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ آج آپ کی کسی بی بی کے یہاں کچھ کھانے کو نہیں ہے آپ نے تبسّم فرمایا اور غایت وسرور سے ارشاد فرمایا اَلْاٰنَ تَمَّ نِعْمَتِیْ وَالْاٰنَ اسْتَکْمَلَ فَقْرِیْ (یہ وہ وقت ہے کہ مجھ پر اتمام نعمت ہوا یہ وہ ساعت ہے کہ مجھ پر فقر کا اطلاق پورا ہوا) تم غمگین نہ ہو۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں خود اس سے خوش ہوں۔ مگر عادت کے موافق فقیر، بیوہ عورتیں یتیم سب آویں گے اُن سے شرمندگی ہو گی آپ نے فرمایا ہمیں اور اُنہیں خدا دے گا یہ کہ کر آپ عیدگاہ تشریف لے گئے جب واپس آئے تو دیکھا کہ آپ کے دروازہ سے فقراء پکا اور کچا کھانا لیے جاتے ہیں جب آپ مکان میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا لیجئے آکر کھانا کھالیں۔ آپ نے پوچھا یہ سب کہاں سے آگیا اُنہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساٹھ اونٹ آٹے کے اور دس اونٹ روغن کے اور دس اُونٹ شہد کے اور سو بکریاں اور پانچ سو دینار نقد بھیجے تھے آپ نے پوچھا سب بیبیوں کو حصّہ دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہر گھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی قدر بھیجا ہے آپ نے جوشِ شفقت ورحمت سے فرمایا یَا رَحْمٰنُ سَہِّلِ الْحِسَابَ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (اے اللہ عثمان بن عفان

پر حساب آسان کر دے) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر کہا اللہ نے آپ کی دعا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول کی اور اُن سے قیامت کے دن بالکل حساب نہ ہوگا۔ اس قدر دینے والے کے لیے تو آپ نے یہ دعا کی۔ اب ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی نہ دے اس کا کیا ابتر حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی عید کے دن بیوہ کی ہانڈی چڑھوا دے یعنی کچھ دے وہ پکا کر کھائے اللہ تعالیٰ اس سے ایک برس کا حساب نہ پوچھے گا۔ اب پھر قصہ سابق بیان ہوتا ہے کہ جب آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیش کریں گے تو اُن سے سوال ہوگا اے میرے شیر اور میرے حبیبؐ کے بھائی تم نے دنیا میں کیا کیا یہ عرض کریں گے تو خود جانتا ہے پھر اُن کا حساب بہت جلد ہوگا کیونکہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَسْرَعُ الْمُحَاسَبَۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حِسَابُ عَلِیٍّ وَّ اَیْسَرُ الْحِسَابِ حِسَابُ ابْنِ عَوْفٍ (قیامت میں سب سے جلد حساب علی رضی اللہ عنہ کا اور سب سے آسان حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کا حساب ہوگا) قیامت میں سب سے پہلے اُمت محمدی کا حساب ہوگا اور میزان میں پہلے انہیں کے اعمال تولے جائیں گے اور پل صراط پر پہلے اُنہیں کا گذر ہوگا اور بہشت میں پہلے یہی داخل ہوں گے یُحَاسَبُ ابْنُ اٰدَمَ یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے چونکہ تخلیق میں مقصود اصلی بنی آدم تھے اس لیے حساب بھی اُنہیں کے لیے ہے۔ حدیث میں ہے۔ یَالَیْتَ رَبُّ مُحَمَّدٍ لَّمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا (اے کاش محمدؐ کا رب محمدؐ کو پیدا نہ کرتا) ایک روز صدیق اکبرؓ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ اُڑ رہا ہے اس ڈال سے اس ڈال پر جاتا ہے آپ نے فرمایا طُوْبٰی لَکَ یَا طَائِرُ (اے طائر تیرے لیے خوشی ہے) جہاں تیرا دل چاہتا ہے بیٹھتا ہے جہاں دل چاہتا ہے جاتا ہے بیچارے ابو قحافہ سے تو بہتر ہے کیونکہ وہ جہاں بیٹھا لکھ لیا چپ رہا لکھ لیا کھڑا ہوا لکھ لیا۔ کاش میں تیرے قالب میں اور تو میرے قالب میں ہوتا۔ قیامت کے دن فرشتوں سے بھی حساب ہوگا مگر اُن کے لیے عبادتِ الٰہی میں مصروف رہنے کی وجہ سے عذاب نہیں پس گویا بمنزلہ حساب نہ ہونے کے سہی ہے۔ چارپایوں اور درندوں سے بھی پرسش ہوگی اور بدلہ ظلم اور زبردستی کا ایک دوسرے سے دلوایا جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ اگر بے سینگ والوں کو سینگ والوں نے دنیا میں مارا ہوگا تو بے سینگ والے کو ظلم کا حق دلایا جائے گا۔ چونکہ مرجع دواب خاک ہے صراط اور دوزخ سے محفوظ ہیں پس گویا ان پر حساب بھی نہیں۔ مسلمانانِ اُمتِ مرحومہ نجات پا جائیں گے اور جانور اور چارپائے

خاک میں مل جائیں گے تو کفار بھی تمنا کریں گے یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا (کاش ہم بھی مٹی ہو جاتے)
لیکن یہ آرزو بیکار ہو گی کچھ فائدہ نہ دے گی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرما چکا ہے فَمَنْ
یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (جو ذرے کے برابر نیکی
کرے گا وہ اس کو بھی دیکھے گا) بیشک حساب اسی انداز سے پر ہو گا جس نے نجات پائی وہ اپنی مراد
کو پہنچا فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا اسی پر دلیل ہے اور اگر دوزخ میں گیا تو کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا
مِنْهَآ اُعِیْدُوْا فِیْهَا (جب اس میں سے نکلنے کا قصد کریں گے تو اسی میں پلٹا دیئے جائیں گے) قیامت
میں اکثر بنی آدم وہ ہوں گے جن کی ہمرکابی فرشتے کریں گے مگر اُن کے بُراق کے سم برابر بھی نہ پہنچیں گے
اور وہ بہت ہوں گے جن کے گلے میں محنت کا طوق اور پیشانی پر لعنت کا داغ ہو گا لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا
یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ (نہ قیامت میں اللہ اُن سے کلام کرے گا نہ نظر کرے گا نہ
ان کو ستھرا کرے گا) انہیں کی شان میں ہے اور دوزخ میں اوندھے ہوں گے بِکُلِّ نِعْمَةٍ اَنْعَمَهَا
عَلَیْهِ (ہر وہ نعمت جو اللہ نے دی ہے اس پر حساب کیا جاتے گا) یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے ۔
نعمت کی دو قسمیں ہیں (۱) ذاتی (۲) غیر ذاتی ۔ اور ذاتی کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی نعمت باطنی دل
جگر، پھیپھڑا طحال اور اندرونی چیزیں ہیں جس سے ظاہر بدن قائم ہے اور نعمت ظاہری آنکھ کان ، ہاتھ
پاؤں ہیں بعض کے نزدیک نعمتِ ظاہری کا فائدہ بھی باطنی ہے۔ جیسے زبان ظاہری اس میں گویائی باطنی
نعمت ہے۔ دنیا میں بعض ایسے انسان بھی ہیں جو باوجود زبان ہونے کے گونگے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو
باوجود کان ہونے کے بہرے ہیں قرآن شریف میں ہے وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً
(اللہ نے تم پر ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں) غیر ذاتی نعمت میں گھوڑا، اُونٹ، عورت، مال، کھیتی
کپڑا وغیرہ داخل ہیں اِن سب کی تم سے پرسش ہو گی کہ تم نے ان کے کیا حقوق ادا کیے اور نعمت باطنی
سے کہ ذاتی ہے اوّل سوال دِل سے ہو گا کہ اے بندے ہم نے تجھے دل دیا اس میں عقل کو ودیعت کیا۔ تو
نے شکر اور محبت اور رضا اور شفقت کو اس میں کیوں جگہ نہ دی اور اس کو عجب اور ریا اور تکبّر اور حرص
اور حسد اور غضب کا گھر کیوں بنایا۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ....
(بیشک کان آنکھ دل سب کی ان میں سے پرسش ہر انسان سے کی جاتے گی) اسی طرح آنکھ کان سے
بھی پرسش ہو گی اور زبان سے بھی پوچھا جاتے گا اور یہ دشوار حساب ہے کیونکہ زبان کی وجہ سے اکثر گناہ

ہوتے ہیں جیسے جھوٹ۔ چغل خوری، غیبت جھوٹی گواہی قذفِ محصنہ فحش بکنا وغیرہ وغیرہ۔ کسی نے حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے دریافت کیا کیا کوئی شخص زبان کی وجہ سے بھی دوزخ میں جائے گا آپ نے اکثر خلقت زبان کی بدبختی کی وجہ سے دوزخ میں اوندھی ہوگی جس طرح ذاتی نعمت سے پرسش ہوگی اسی طرح غیر ذاتی سے بھی ہوگی۔ آفتاب ماہتاب کا نفع بھی نعمتوں میں شامل ہے ان نعمتوں کے ادائے شکر کی بھی پرسش ہوگی قرآن شریف میں ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اگر تم نعماتِ الٰہی شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے ۔) وَيُسْئَلُ عَنْ شُكْرِهَا یعنی بندوں پر تمام نعمتیں ظاہر کر کے پوچھا جائے گا تم کو ہماری یہ یہ نعمتیں ملیں ہر نعمت کے عوض میں تم نے کیا شکر کیا۔ شکر دل اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں سے ہوتا ہے۔ دل میں جان لے کہ یہ نعمت خدا کی دی ہوئی ہے اور اپنے کام کو اپنے درمیان سے نہ جانے اور نہ اپنے کو اس نعمت کا مستحق سمجھے یہ شکر دل کا ہے نعمت کا ذکر کرے اور الحمدللہ کہنے کی عادت ڈالے قرآن شریف میں ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کیا کرو) اور حدیث میں ہے اَلتَّحْدِيْثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ (نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے) یہ زبان کا شکر ہوا اور ہاتھ پاؤں سے گناہ نہ کرے نیک کام کرے یہ ہاتھ پاؤں کا شکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم دل سے شکر کرو گے تو میں زیادہ کروں گا) کیونکہ قیامت کے دن شکر کی پرسش دل زبان جوارح سب سے ہوگی غَيْرَ اَرْبَعَةِ اَشْيَاءٍ خُبْزًا يَا كُلُهٗ یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَكْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّهٗ اُنْزِلَ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ (روٹی کی بزرگی کرو کیونکہ وہ آسمان کی برکتوں میں سے اُتاری گئی ہے) تمام روٹیوں میں اعلیٰ روٹی بے چھنے گیہوں کی اور سب سے کم مرتبہ بے چھنے جو کی روٹی ہوتی ہے حدیثِ قدسی میں آیا ہے اَلْبُرُّ مِنْ بَهَائِيْ وَالشَّعِيْرُ مِنْ عَظَمَتِيْ (حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے گیہوں میری رونق میں سے اور جو میری عظمت میں سے ہے) جو ان کو گرامی کرے گا میں اُسے دین و دنیا میں گرامی کروں گا جو ان کی توہین کرے گا میں اس کی توہین کروں گا۔ روٹی سامنے آنے پر سالن کا انتظار کرنا روٹی کی توہین ہے۔ پس چاہیئے کہ جب روٹی سامنے آ جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر کھانا شروع کر دے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جیسا آٹا اب ہوتا ہے نہیں ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے زمانے میں چھلنی نہ تھی۔ آپ کی رُوپوشی کے بعد ہوئی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ آپ کے بعد سب سے

پہلے جو بدعت حادث ہوئی وہ چھلنی اور خوان ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعوت کی جب آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے تو وہاں چھلنی دیکھی پوچھا یہ کیا ہے اس نے بتایا کہ ہم اس میں آٹا چھانتے ہیں انہوں نے کہا میرے سامنے چھان تو میں بھی دیکھوں اس نے تھوڑا آٹا چھانا یہ نعرہ مار کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجدِ نبوی کی طرف چلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے صدیق اسلام چلا بدعت شروع ہوگئی مسلمان تمتع دنیا میں پڑھ گئے اور پیروی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا انہوں نے پورا ماجرا بیان کیا۔ حاضرینِ مسجد بے قرار ہو کر رونے لگے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض لوگ جَو کے آٹے میں پھونک مار دیا کرتے تھے جس سے کچھ بھوسی نکل جاتی تھی اور کچھ باقی رہتی تھی لیکن گیہوں کے آٹے میں یہ بھی نہیں کرتے تھے۔ بعض صحابہؓ نمک کو سالن بناتے تھے یعنی خالی نمک ہی کے ساتھ روٹی تناول فرما لیتے تھے اور صحابہ کا اکثر سالن سرکہ ہوتا تھا۔ اور حضرت سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰت تین دن برابر گیہوں کی روٹی تناول نہیں فرماتے تھے اور یہ نہ کھانا کسرِ نفس کے لیے نہ تھا نہ بخل اور تنگی کے سبب سے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پالودہ بنایا اور حاضرِ خدمتِ نبوی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ حضرت صفیہؓ کے ہاں ہیں یہ وہاں تشریف لے گئے اور پالودہ پیش کیا آپ نے تناول فرمایا۔ پھر بنانے کا طریقہ انہوں نے بیان کیا آپ نے فرمایا اچھی نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے۔ دوسرے دن پھر پالودہ تیار کر کے لائے اس دن آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے۔ اس روز بھی آپ نے تناول فرما لیا۔ تیسرے دن پھر لائے آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے۔ جب آپ نے انہیں دیکھا رونے لگے جب یہ قریب آئے تو آپ کو روتے دیکھا۔ آپ نے ان سے پوچھا شاید تم کل والی نعمت پھر لائے ہو انہوں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ اس کو دور کر دیں فرعون و نمرود نہیں ہوں۔ اللہ نے مجھے اس قسم کے طعام اور نعمتیں کھانے کو نہیں بھیجا ہے میں نے دو روز تمہاری خاطر سے کھا لیا اگر میں دنیا میں ایسے ہی کھانے کھایا کروں تو کل قیامت میں گنہگاروں کی شفاعت کیونکر کروں گا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کلام سنا تو وہ پالودہ تقسیم کر دیا۔ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں (۱) انسان کو زبان کے ذائقہ کا پابند نہ ہونا چاہیے (۲) برادر مسلمان کی دل شکنی نہ کرنا چاہیے (۳) تین دن متصل گیہوں نہ کھانا

چاہیئے (۴) امر جزئی میں بھی اقتدائے سنت کا لحاظ رکھنا چاہیئے (۵) جو تمتع دنیوی سے دستبردار ہو اُسے شفاعت کا مرتبہ ملتا ہے۔ اب پھر حدیثِ سابق کا بیان ہوتا ہے جو روٹی کھاتا ہے اس کا حساب نہ ہوگا اور یہ بات یَاکُلُہٗ کی قید سے معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کھلانے والا اگر دکھانے کے لیے کھلاتا ہے تو مستحق بحساب دینے کا اور عذاب کا ہوگا۔ اور اگر صرف اللہ کیلئے کھلاتا ہے تو ثواب اور حساب کا مستحق ہوگا۔ کئی قسم کے کھانے ایسے ہیں جن کا حساب نہیں ہوتا۔ (۱) جو کھانا بقدر کفاف غلبۂ اشتہار کے وقت بغیر سالن کے کھاتے (۲) جو افطار کے لیے مہیا کیا جائے اگر سالن سے ہو لیکن جب دو سالن سے ہوگا تو حساب دینا ہوگا (۳) سحر کا کھانا روزہ رکھنے کی نیت سے اگرچہ پُر تکلف ہو جو مہمان کے لیے مہیا کیا ہو اگرچہ انواع اقسام کا بھی ہو اور خود اُسی کے ساتھ کھاتے۔ نقل کیا ہے کہ جب دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے تو ان کی دعوت کی اور گیہوں کی روٹی اور پانچ قسم کے سالن پکوائے وہ پانچ سالن یہ تھے گوشت انڈا سرکہ دہی اونٹ کا دودھ اور خود بھی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ کسی نے کہا یا حضرت آپ تو کبھی دو سالن تناول نہیں فرماتے تھے اور آج آپ پانچ سالن کھا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو نعمت مہمان کے لیے تیار کرائی جائے اور اسی کے ساتھ کھائی جائے اس کا حساب نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار آپ کہیں سے تشریف لا رہے تھے گرمی کا وقت تھا ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے قریب ایک گاؤں تھا۔ وہاں سے ایک شخص روٹی اور گوشت اور پنیر لایا آپ پنیر سے اور صحابہ سالن سے روٹی تناول فرماتے تھے اس شخص نے کہا یا حضرت یہ کھانا حلال کمائی کا ہے آپ نے فرمایا مجھے ایک ہی سالن کافی ہے کیونکہ اس کا حساب دینا آسان ہے اور دو سالنوں میں حساب سخت ہوگا۔ اس کو امام غزالی نے سنن الابرار میں لکھا ہے۔ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ملک شام پر امیر کر کے بھیجا۔ ایک سال کے بعد اُنہوں نے مال بھیجا اور مال لے جانے والے سے کہہ دیا کہ تو دیکھتا آنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عادات جادۂ سنت پر ہیں یا نہیں جب وہ شخص امیر المومنین کے یہاں سے مال دے کر واپس گیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو نعرہ مار کر اس نے اپنی پگڑی پھینک دی اور کہا دین جاتا رہا اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عادتیں چھوڑ دیں ایک دوہرے فرش پر بیٹھنے لگے دوسرے اُن کے

دستر خوان پر میں نے دو سالن دیکھے۔ حضرت سلمان یہ حال سن کر روئے اور امور حکومت ترک کر کے جامۂ فقر پہنا اور مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے جب وُہ قریب مدینہ پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُن کے آنے کی خبر معلوم ہوئی استقبال کیا جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا نعرہ مار کر کہا آپ دوزخی ہو گئے کیونکہ آپ دین سے دُور ہو گئے اور آپ نے سنتِ نبوی کو ترک کر دیا۔ حضرت عمر پریشان ہوئے اور فوراً غش کھا کر گر پڑے۔ آپ کے منہ پر پانی چھڑکا گیا ہوش آیا آپ نے رو کر پوچھا اے سلمان سچ کہو میں نے کیا کیا۔ اُنہوں نے کہا آپ نے دو سالن کھائے اور دوہرے فرش پر بیٹھے آپ نے پوچھا تم سے کس نے کہا انہوں نے بتایا وہ بُلائے گئے اور دریافت کیا اُنہوں نے کہا میں نے آپ کے دستر خوان پر دو سالن دیکھے اور آپ کو دُوہرے فرش پر بیٹھے دیکھا آپ نے تبسم فرما کر کہا اے سلمان میں اس زمانہ میں بیمار تھا طبیب نے علاج بتایا تھا روٹی انڈے کی زردی سے کھاؤ اور جہاں پر میں بیٹھا تھا اکہرا فرش تھا فقط آگے سے دوہرا دیا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور آپ سے بغلگیر ہوئے۔ پھر کہا میں بغیر آپ کی اجازت کے اپنے کار منصبی کو چھوڑ کر حاضر ہوا ہوں اب اگر حکم ہو تو فوراً واپس جاؤں اور اگر اجازت ہو تو زیارت روضۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کروں آپ نے فرمایا تم دو ایک دن یہاں قیام کرو۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ ہر مومن کو ذرّہ برابر بھی مخالفت سنتِ نبوی کرنا زیبا نہیں ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شِرَارُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَةِ (میری اُمت میں شر بر تر وُہ لوگ ہیں کہ گیہوں کا مغز (میدہ) کھاتے ہیں) جاننا چاہیے کہ میدہ کھانا حرام نہیں ہے بلکہ اس کا دوام کرنا تنعّم کی علامت ہے اور یہ اچھی عادت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے: شِرَارُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ عَیْشُهُمْ فِی التَّنَعُّمِ (میری امت میں شر بر تر وُہ لوگ ہیں جن کی زندگی عیش میں بسر ہو) گوشت سے جتنے سالن پکتے ہیں جیسے قورمہ وغیرہ ان کا شمار عمدہ ترین سالنوں میں ہے اور سرکہ اور نمک کمترین سالنوں میں ہیں۔ آخرت کو اختیار کرنے والے سالن سے پرہیز اور نفس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہر مومن کو دُنیا اور حیاتِ دنیا کو دوست نہ رکھنا چاہیے بلکہ آخرت کو دوست صادق جانے۔ حدیث میں ہے مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ کَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ کَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ (جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرے گا اللہ اس سے ملنے کو پسند کرے گا اور جو اللہ سے ملنے کو

بُرا جانے گا اللہ اس سے ملنے کو بُرا جانے گا) اور ملنے سے موت مراد ہے کیونکہ بغیر موت کے دیدارِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک انسان دنیا کو محبس نہ جانے عقبیٰ پر مائل نہیں ہو سکتا اور عیش میں بسر کرنے والا دنیا کو محبس نہیں جانتا بلکہ باغ سمجھتا ہے ایک شخص حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ جس میں شہد ملا تھا لے کر حاضر ہوا آپ نے اُسے نہ پیا اور فرمایا دنیا کے قید خانہ میں ایک ساتھ دو شربت نہ پینا چاہیئے۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں چار سالن تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک ایک سالن پسند کر لو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے شہد اور حضرت امام حسین رضؓ نے روغن اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دُودھ پسند کیا۔ گوشت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے باقی رہا۔ یہ چاروں ایک دسترخوان پر بیٹھے ہوئے اپنا اپنا سالن کھا رہے تھے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ایک جگہ پر چار سالن دیکھ کر آپ کو تکدر ہوا اور فرمایا اَنْتُمْ اَهْلُ بَيْتِي اَمْ اٰلُ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ (تم میرے اہل بیت ہو یا فرعون اور ہامان کے) یہ چاروں رونے تھرانے لگے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر ایک کا سالن اُس کے سامنے ہے کوئی ایک دوسرے کا شریک نہیں ہے آپ خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے بھی کھانا تناول فرمایا۔ وَمَاءٌ قُرَاحٌ يَشْرَبُهٗ یہ حدیث مسبوق الذکر کا ٹکڑا ہے یعنی دوسری وہ چیز جس کا حساب نہ ہوگا تازہ پانی ہے جو غلبۂ تشنگی کے وقت پیا جاتا ہے۔ لیکن آبِ سرد کا حساب دینا ہو گا۔ اس حدیث میں پینے کی قید ہے پس بغیر ضرورت جو پانی صرف حظِ نفس کے لیے صرف کیا جائے اس کا بھی حساب دینا ہو گا۔ پیاسے کو پانی پلانا باعث مزید ثواب ہے۔ حدیث میں ہے مَنْ سَقٰى مُؤْمِنًا شُرْبَةَ مَاءٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُلِّ قَطْرَةٍ ثَوَابَ اَلْفِ حَسَنَةٍ (جو کوئی کسی مومن کو ایک گھونٹ پانی پلائے اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے پلانے والے کو ایک ہزار نیکی کا ثواب دے گا) پانی بڑی نعمت ہے اللہ نے پانی پر زندگی کو منحصر کیا ہے قرآن شریف میں ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (ہم نے پانی سے ہر شی کو زندہ کیا) اور حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ اَحْيٰى جَمِيْعَ الْاَشْيَاءِ بِالْمَاءِ لَوْ لَا الْمَاءُ لَخَرِبَتِ الدُّنْيَا (اللہ نے تمام چیزوں کو پانی سے زندہ کیا اگر پانی نہ ہوتا تو دُنیا خراب ہو جاتی) پانی کی قدر پیاسے جانتے ہیں جو پانی سے تر سے نہ ہوں وُہ پیاسوں کا حال کیا جان سکتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ عذاب دوزخ کے دس حصہ ہیں تو حصّے بھوک اور پیاس اور ایک حصّہ دوسرے عذاب ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دوزخی جنتیوں کے نام لے لے کر کہیں گے اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ اے ہمارے باپ اور اے بھائی اور اے بہن اور اے شوہر اور اے دوست ہم بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو گئے جو نعمتیں کھانے اور پینے کی اللہ نے تم کو دی ہیں ان میں سے ہم کو بھی دو وہ جواب دیں گے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ (اللہ نے کفار پر یہ نعمتیں حرام کر دی ہیں) دوزخیوں کو کھانے پینے کو زقوم اور پیپ ملے گا۔ چونکہ آبِ سرد نعمتِ عظیم ہے اسی لیے اس کا حساب دینا ہوگا۔ حدیث میں ہے اَلْمَآءُ الْبَارِدُ نِعْمَۃٌ یُسْأَلُ عَنْھَا (ٹھنڈا پانی نعمت ہے اس سے سوال کیا جائے گا) مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء تپش آفتاب کی وجہ سے ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پانی مانگا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فوراً گرم روٹیاں لاکر حاضر کیں آپ نے صحابہ کے ساتھ اُسے تناول فرمایا اور ٹھنڈا پانی پیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے ایک مقام پر تین نعمتوں سے حظ اُٹھایا (۱) سایہ (۲) روٹی گرم (۳) پانی سرد۔ قیامت میں اُن کی آپ سے پرسش ہوگی ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ اس پر شاہد ہے آپ اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی اس کے بعد سے آپ نے کبھی گرم روٹی کو سرد پانی کے ساتھ تناول نہیں کیا اسی لیے بزرگانِ دین بھی گرم روٹی اور سرد پانی پینے سے احتیاط کرتے ہیں افسوس ہے ہم ایسے سیہ کاروں پر کہ شربت اور برف پیتے ہیں اور حساب سے نہیں ڈرتے اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں ادا کرتے۔ حدیث میں ہے کُلُّ شَرْبَۃٍ یَشْرَبُھَا الصَّائِمُ لَا یُسْأَلُ عَنْھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ (ہر وہ شربت کہ روزہ دار پیتا ہے اس سے سوال نہیں ہے) جاننا چاہیے کہ کل میں وہ شربت داخل نہیں ہیں جو منشی ہوں بلکہ کل سے بعض شربت یعنی جو حلال ہیں مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (سوا خدا کی ذات کے ہر شئی ہلاک ہوگی) حالانکہ جنت دوزخ اور ان کے رہنے والوں کے لیے فنا نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کل کہنا اور بعض مراد لینا جائز ہے۔ جس طرح ٹھنڈا پانی گرمی میں نعمت ہے اسی طرح گرم پانی جاڑے میں بھی نعمت ہے۔ حدیث میں ہے اَلْمَآءُ الْحَارُّ فِی الشِّتَآءِ نِعْمَۃٌ (گرم پانی جاڑوں میں نعمت ہے) پس جاڑوں میں ٹھنڈے پانی سے غسل اور وضو کرنا مزید ثواب کا باعث ہے حدیث میں ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ بِالْمَآءِ الْبَارِدِ فِی الشِّتَآءِ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ بِکُلِّ قَطْرَۃٍ مِائَۃَ اَلْفَ

حَسَنَۃٍ وَمَحٰی عَنْہُ مِثْلَہَا سَیِّئَۃً وَرَفَعَ لَہٗ مِثْلَہَا دَرَجَۃً وَلَوِ اغْتَسَلَ فَکَاَنَّمَا غَمَسَ فِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَلَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ عَلٰی بَدَنِہٖ مَدِیْنَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ کُلُّ مَدِیْنَۃٍ مِثْلُ الدُّنْیَا خَمْسِیْنَ مَرَّۃً ھٰکَذَا فِیْ تُحْفَۃِ الْاَخْیَارِ (کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جاڑے میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرے مگر لکھتا ہے اللہ اس کے لیے بدلے ہر قطرے پانی کے ایک لاکھ نیکیاں اور دُور کرتا ہے اس کی ایک لاکھ برائیاں اور بلند کرتا ہے اس کے ایک لاکھ درجے اور اگر غسل کرے ٹھنڈے پانی سے جاڑے میں تو گویا رحمتِ الٰہی کے دریا میں نہایا اور اس کے لیے ہر بال کے بدلے جو اُس کے بدن پر ہیں ایک شہر ہے جنت میں دُنیا سے پچاس حصہ زائد ایسا ہی تحفۃ الاخیار میں ہے) اور ایک حدیث میں ہے کہ جاڑے کے زمانے میں اگر کوئی شخص جاگے اور پانی گرم کرنے کے لیے اپنی بیوی یا لونڈی کو نہ جگائے اور سرد پانی سے وضو کرے تو اس وضو سے جو نماز پڑھے گا اس کی ہر رکعت کے بدلے . . . ثواب ایک حج مقبول اور عمرہ مبرور اور غازی اور شہید کا اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دریافت کیا اگر غسل کرے آپ نے فرمایا اس کا ثواب مَیں نہیں جانتا اللہ ہی کو علم ہے۔ ایسا ہی کتاب الاملح میں ہے وَثَوْبٌ یُوَارِیْ عَوْرَتَہٗ (اور کپڑا جو شرمگاہ کو چھپاتا ہے۔ اس سے بھی حساب نہ ہوگا) یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے جیسے طعام خوردنی و آب نوشیدنی بقدرِ حیات سے حساب نہ ہوگا ویسے ہی لباس پوشیدنی بقدرِ ضرورت و سترِ عورت و جوازِ نماز سے حساب نہ ہوگا اور وُہ جامہ مرد کے لیے زیرِ ناف سے زیرِ زانو تک اور عورت کے لیے تمام بدن کا ستر ہے کہ نامحرم سے اس کا چھپانا فرض ہے کہ کپڑا موٹا ساتر ہونا چاہیئے نہ کہ ایسا باریک جو ساتر نہ ہو۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اس پر حساب نہ ہوگا اور اس سے زیادہ پر بعض کے نزدیک نہ ہوگا ازار اور دستار اور زیرپوش و کرتہ وغیرہ سے حساب ہوگا اور جو طاعت کے لیے پہنا جائے وُہ نیک ہے جیسے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جمعہ اور اعیاد کے لیے کپڑے الگ رکھتے تھے۔ اور جس کپڑے سے فقر کا اظہار ہو وُہ سب سے بہتر ہے اور جو کپڑا شہرت کے لیے ہو وُہ سب سے بدتر ہے یہاں تک کہ کمل یا سخت گدڑی اس خیال سے پہنا کہ لوگ نیک اور ریاضت کرنے والا جانیں بُرا ہے اور اس پر سخت حساب ہوگا اور جب تک جسم پر ایسا کپڑا رہے گا اس پر لعنت ہوگی۔ حدیث میں ہے مَنْ لَبِسَ لِبَاسَ الشُّھْرَۃِ فَھُوَ مَلْعُوْنٌ مَادَامَ عَلٰی بَدَنِہٖ (جو شخص شہرت کے لیے کپڑا پہنے وہ ملعون ہے جب تک وُہ کپڑا اس کے جسم پر ہے) ایسے

کپڑے ترک کرنا باعثِ اجر ہے حدیث میں ہے۔ مَنْ تَرَكَ لِبَاسَ الشُّهْرَةِ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ (شہرت کا لباس ترک کرنے والا نفاق سے بری ہوگا) مسلمانو! تم کو لازم ہے کہ میانہ لباس اختیار کرو کہ یہ بہترین لباس ہے اور زینت کے لباس سے بچو۔ حدیث میں ہے جو کوئی باوجود قدرت کے قیمتی کپڑا پہننا ترک کرے اللہ اس کے گناہوں کو بخشتا ہے۔ لباس ریشمی میں حساب اور عذاب دونوں ہیں۔ مردوں کے لیے ان کی ممانعت ہے حدیث میں ہے مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوْبًا مِنَ النَّارِ (جو مرد دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو آگ کا کپڑا پہنائے گا)۔ بزرگوں کا قول ہے کہ صوف پیغمبروں کا لباس اور روئی مومنوں کا لباس اور ریشم عورتوں کا لباس ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا تو ان کے بدن پر کملی اور سر پر صوف کی ٹوپی اور پاؤں میں کچے چمڑے کی جوتی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اکثر کملی استعمال فرماتے تھے اور حضرت خاتم الانبیأ علیہ التحیۃ والثنا بھی سیاہ کملی زیبِ جسم فرماتے تھے ایک بار سائل نے سوال کیا۔ سوا اس کملی کے آپ کے پاس کچھ نہ تھا آپ نے وُہ کملی اُسے دیدی۔ کسی نے پوچھا آپ نے کملی کیا کی۔ فرمایا فقیر کو دیدی۔ پوچھنے والے نے کہا میں نے آپ کے جسمِ اطہر کی سفیدی اس سیاہ کملی میں ایسی دیکھی جیسے آفتاب نیلگوں آسمان پر ہے۔ اور اکثر آپ لباس سفید پہنا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ زندوں اور مُردوں دونوں کے لیے یہی رنگ لباس کا اچھا ہے اور سبز کپڑا بھی آپ کو پسند تھا اور پہنتے تھے وَبَيْتٍ يَسْكُنُهُ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ تیسری وُہ چیز جس سے حساب نہ ہوگا مکان ہے جس میں گرمی اور سردی میں بسر کرتا ہے) یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ گھر بقدرِ سکونت انبیاء اور اولیاء کا بھی تھا اور ہر انسان کو اس سے چارہ نہیں ہے۔ انبیاء میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اولیاء میں حضرت لقمان علیہ السلام کے گھر نہ تھا۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحرا میں عبادت فرما رہے تھے بارش ہونے لگی۔ قریب ایک خیمہ آپ کو نظر آیا اس میں جانے کا ارادہ کیا لیکن اس میں ایک عورت کو دیکھ کر آپ فوراً پلٹ آئے اور ایک غار کی طرف چلے غار میں سانپ دیکھا وہاں سے بھی پلٹے ایک درخت کی طرف چلے وہاں شیر کو دیکھا اس وقت اُنھوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی اے پروردگار تو نے ہر ایک کے لیے ٹھکانا مقرر کیا لیکن میرے لیے کچھ نہیں کیا۔ حکم ہوا جس کا کوئی ٹھکانا نہیں مَیں اس کا ٹھکانا ہوں اگر تم کہو تو میں تمام جہان کو تمہارے لیے مسکن کردوں۔ اے عیسیٰ چونکہ تم نے دنیا میں گھر نہیں بنایا اسلیے قیامت

کے دن میں تمہیں ایسا گھر دوں گا کہ ساتوں زمینیں اس کے گوشہ میں آجائیں گی۔ چونکہ تم نے دنیا میں نکاح نہیں کیا پس میں قیامت میں تمہارا نکاح کر دوں گا اور انبیاء، اولیاء، زہاد کو مہمانداری کے لیے حاضر کروں گا۔ حضرت عیسیٰ یہ مژدہ سن کر خوش ہوئے اور اللہ کی تعریف کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ حضرت لقمان علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پوچھا تین ہزار برس کی عمر پا کر تم نے گھر کیوں نہ بنایا انہوں نے جواب دیا جس کے پیچھے تم ایسا فرشتہ لگا رہے وہ گھر بنا کر کیا کرے۔ شرعاً ہر شخص کو تین گھر بنانے کی اجازت ہے ایک اپنی بی بی کے لیے دوسرا اولاد کے لیے تیسرا مہمان کے لیے جب تک یہ تیسرا گھر قائم رہے گا روزانہ سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص مہمانداری کے لیے گھر بناتا ہے تو ہر ایک اینٹ لگانے کے عوض میں ایک مہینہ کی عبادت کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ ایسا ہی فضائل ناصری میں ہے۔ عمارت میں تکلف اور چھ ہاتھ سے زائد بلند نہ کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے چھ ہاتھ سے زائد عمارت بلند کرنے والے سے پکار کر فرشتے کہتے ہیں یَا عَدُوَّ اللّٰہِ اِلٰی اَیْنَ تَصْعَدُ (اے اللہ کے دشمن کہاں تک چڑھے گا) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دولت خانہ ایسا تھا کہ اگر کوئی دراز قامت ہوتا تو سر میں چھت لگ جاتی اور آپ نے فرمایا ہے مَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَمَلَکَانِ یُنَادِیَانِ یَا اَھْلَ الدُّنْیَا لِدُوْا لِلتُّرَابِ وَاجْمَعُوْا لِلذَّھَابِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ وَاَنْتُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ مُحَاسَبُوْنَ مُعَاقَبُوْنَ (کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ گذرتا ہو مگر دو فرشتے ندا کرتے ہیں اے دنیا کے لوگو جنو مٹی میں ملنے کے لیے اور مال جمع کرو جانے کے لیے اور عمارت بناؤ خراب ہونے کے لیے اور تم اس سے حساب کیے گئے عذاب کیے گئے ہو) حدیث میں ہے کہ رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کے دروازے کی اینٹیں ہل گئی تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجازت ہو تو ان اینٹوں کے نیچے مٹی لگا دوں آپ نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں ہم کو یہی کافی ہے۔ اگر تم اس کام میں مشغول ہو اور تمہارے پاس موت کا فرشتہ پہنچ جائے اور اس کام میں دیکھے تو شرمندگی ہو گی۔ ایک دن آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب تشریف لے گئے وہ اپنے بالاخانے پر کھڑکی بنوا رہے تھے آپ ان کی طرف دیکھتے تھے اور روتے تھے۔ پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اپنے باپ سے کہہ دو کہ یہ کام نہ کرو قبر کی عمارت میں مشغول ہو گھر کے بنانے سے کیا فائدہ ہے انہوں نے جا کر اپنے والد سے کہا وہ رونے لگے اور اس کو اسی طرح

پختہ اینٹ فرعون کی ایجاد ہے

چھوڑ دیا۔ بعض علماء کے نزدیک پختہ مکان بنانا مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک حرج نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے فرعون کے وقت تک پختہ اینٹ نہ تھی۔ سب سے پہلے فرعون ہی نے پکی اینٹ بنوائی ہے کہ آسان ترین گھروں کے حساب کے لیے نَے اور گھاس کا گھر ہے۔ مروی ہے کہ کہ بنی نضیر کا ایک شخص حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گاؤں میں مہمان لے گیا اور آپ کو نَے اور گھاس کے گھر میں اتارا اور معذرت کی کہ یہاں کوئی مکان پتھر یا اینٹ کا نہیں ہے جس میں آپ کو اتارتا آپ نے فرمایا تو خوش ہو کہ تیرے پاس پختہ مکان نہیں ہے۔ تجھ سے قیامت میں حساب بھی آسان ہوگا۔ بہت لوگ قیامت میں تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے گھر بھی نَے اور گھاس کے ہوتے۔ نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسن بصریؒ کو ایک شخص نے مہمان کیا۔ اس کے دو گھر تھے ایک پتھر کا دوسرا نَے کا اور دونوں میں اس نے آپ کی مہمانداری کا سامان کیا تھا اس نے پوچھا آپ کہاں قیام فرمائیں گے آپ نے نَے کے مکان کو اختیار کیا اور فرمایا یہ سایہ اس سایہ سے بہتر ہے جس کا حساب سخت ہو یعنی نَے کے مکان سے امن ہوتا ہے اور پختہ سے تکبر۔ نَے کے مکان سے تواضع زیادہ ہوتی ہے۔ عمارت کی دو قسمیں (۱) مٹی کی (۲) دل کی۔ دل کی عمارت مٹی کی عمارت سے افضل ہے۔ دل پر ایک درہم صرف کرنا مٹی پر ستر ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے دل کی عمارت میں کوشش کرو نہ مٹی کی عمارت میں۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است   از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است   دل گذرگاہ جلیل اکبر است

فَمَا اُعْطِیَ فَضْلًا عَلٰی هٰذَا حُوْسِبَ عَلَيْهِ وَيُسْأَلُ عَنْ شُكْرِهٖ (جو ان چار چیزوں سے زیادہ دیا گیا اس سے حساب کیا جاوے گا اور اُس کے شکر سے پرستش ہوگی) یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے اگر زیادتی اچھی ہوتی تو آپ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیَ الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ (اے اللہ مجھے حلال روزی بقدر کفایت عطا کر) نہ فرماتے اور یہ دعا نہ کرتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ فَقِيْرًا صَابِرًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ غَنِيًّا شَاكِرًا (اے اللہ مجھے صابر فقیر کر اور شاکر توانگر نہ کر) اور یہ دعا آپ کے وِرد میں نہ ہوتی اَللّٰهُمَّ مَنْ اَبْغَضَنِیْ فَاَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَارْزُقْهُ الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ (اے اللہ جو مجھ سے دشمنی رکھے تو اس کو مال اور اولاد زیادہ دے اور جو مجھ سے دوستی رکھے اس کو پرہیزگاری اور بقدر حاجت روزی دے) اصل اُصول نعمائے الٰہی کی یہی چار چیزیں ہیں جن کا حدیث سابق الذکر میں بیان ہے۔ کھانا۔ پانی گھر کپڑا

اللہ تعالیٰ کپڑا عطا کرنے کا احسان جتاتا ہے اور اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ (اے بنی آدم بیشک ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے عیوب چھپاتا ہے) اس کے بعد فرماتا ہے وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَیْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ۔ (اور ہم نے لباس کو تمہارے لیے زینت کر کے بھیجا اور لباس پرہیزگاری کا بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت مانیں) اس آیت کی مختصر تفسیر یہ ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خاص بنی آدم مخاطب کیے گئے کیونکہ انہی کو لباس کی حاجت ہے فرشتوں کے لیے حلّہ اور پرندوں کے لیے ان کے پشم۔ لباس میں مخصوص کپڑے کے ساتھ انسان ہی ہیں قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ یعنی اللہ نے عین لباس نازل نہیں کیا بلکہ سبب لباس نازل کیا وہ باران رحمت ہے جس سے روئی بنولے کے درختوں سے پیدا ہوتی ہے۔ گھانس کھا کر دنبے مینڈھے اور اونٹ وغیرہ فربہ ہوتے ہیں ان سے اون و پشم نکلتا ہے۔ ریشم کے کیڑے پلتے ہیں ان سے ریشم ملتا ہے۔ یہ لباس ہر فصل کے مطابق ہوتے ہیں۔ سبب مسبب کے معنی میں ہے جیسے قرآن شریف میں ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ (آسمان میں تمہارا رزق ہے) یعنی باران رحمت آسمان میں ہے جو روئیدگی و پیدائش رزق کا باعث ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے باران رحمت بھیجا اور ہم ہی نے روزی بھیجی اور ہمیں نے لباس بھیجا تاکہ تم بھوک کو دفع کرو۔ لباس سے اپنا ستر چھپاؤ اور ہماری اطاعت میں جان و دل سے مستعد رہو وَرِیْشًا بعض کے نزدیک جس سے شرمگاہ ڈھکے اسے لباس اور جس سے شرمگاہ کے علاوہ تمام جسم ڈھکے اسے ریش کہتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک لباس عام کپڑے کو کہتے ہیں اور ریش سے مراد ریشم کا کپڑا۔ عام کپڑا مردوں کے لیے اور ریشم عورتوں کے لیے اور بعض کے نزدیک لباس سے کپڑا اور ریش سے اسباب خانہ مراد ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے اَنَّهٗ اَعْطٰى رَجُلًا مِائَةَ نَاقَةٍ بِرِیْشِهَا۔ (حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سو اونٹ مع اس کے اسباب کے عطا فرمائے) پس حدیث میں ریش سے اسباب مراد ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى یعنی تمہارے عیوب جسمانی کی پوشش کے لیے ظاہری لباس اور عیوب روحانی کے لیے باطنی لباس دیا اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ پس تم ظاہر بدن کو لباس سے اور باطن بدن کو تقویٰ سے ڈھانکو۔ لباس اس لیے دیا کہ نامحرم کی تم پر نظر نہ پڑے تقویٰ اس لیے دیا ہے کہ شیطان کے مکر و فریب سے بچے رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ خَیْرٌ یعنی لباس تقویٰ بہترین

لباس ہے پھر ارشاد ہوتا ہے ذَالِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی ہم نے باران رحمت بھیجا اور اس کی وجہ سے بنولے اُگے رُوئی پیدا ہوئی پھر اس رُوئی سے تم نے اپنے لیے لباس بنایا یہ جتنی باتیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کہ پہلے پانی برستا ہے پھر زمین اس کو جذب کر لیتی ہے پھر درختوں کو نمو کی قوت دیکر بڑھاتی ہے پھر اس سے تم اپنے پہننے کے لیے طرح طرح کے لباس بناتے ہو۔ پھر ارشاد ہوتا ہے لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ شاید وہ نصیحت پذیر ہوں اور ہماری قدرت کاملہ کے مقر ہوں منکر نہ ہوں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ اے اللہ! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو قیامت کے دن بخش دینا اور اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا آمین بحرمۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

المجلس السّادس

فِی الشُّکرِ وَالذِّکرِ وَالصَّبرِ

شکر اور ذکر اور صبر کے بیان میں

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

عَن عَلِیّ بنِ اَبِی طَالِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَن حَضرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِعَبدٍ خَیرًا اَعطَاہُ قَلبًا شَاکِرًا وَلِسَانًا ذَاکِرًا وَبَدَنًا صَابِرًا فِی البَلَاءِ (بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو شکر کرنے والا دل اور ذکر کرنے والی زبان اور بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم عطا فرماتا ہے) اس حدیث کے راوی ایسے با عظمت ہیں جن کی شان میں حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہیں) اس حدیث میں اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبدٍ خَیرًا واقع ہے جب کسی بندے کے لیے اللہ تعالیٰ آسانی کا ارادہ کرتا ہے یعنی اس کی تقدیر میں نیکی لکھی گئی اور وہ سعید ازلی ہے اس سے نیک کام صادر ہوتے ہیں۔ آدمی کے تمام اعضا میں دل اور زبان بہترین اعضاء ہیں پس اللہ تعالیٰ دل کو شکر سے اور زبان کو ذکر سے اور تن کو صبر سے زینت دیتا ہے چونکہ دل بادشاہ اعضاء ہے اس لیے پہلے قَلبًا شَاکِرًا فرمایا۔ شکر مقام عظیم ہے اور عمل حسن اور موجب ازدیاد نعمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَلِیلٌ مِن عِبَادِیَ الشَّکُورُ (میرے شکر گذار بندے کم ہیں) اور بھی شیطان نے بنی آدم پر طعن کر کے کہا وَلَا تَجِدُ اَکثَرَھُم شَاکِرِینَ (تو ان میں بہتوں کو شکر گذار نہ پائے گا) اور اللہ تعالیٰ شکر کا حکم فرماتا ہے وَاشکُرُوا لِی وَلَا تَکفُرُونِ (میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو) اور مزید کرم سے شکر کے ساتھ زیادتی نعمت کا بھی وعدہ فرمایا ہے لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم (اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا) اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اَلنِّعْمَۃُ کَالتَّنَقُّصِ بِالشُّکْرِ (نعمت شکر بجالانے سے کم نہیں ہوتی) اور بھی فرمایا ہے اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ اَفْضَلُ مِنْ صَائِمِ الدَّھْرِ (کھانا کھانے والا شکر گزار ہمیشہ روزہ رکھنے والے سے بہتر ہے) بعض روایات میں اَلدَّھْرِ کے عوض میں اَلصَّابِرْ آیا ہے یعنی روزہ دار صبر کرنیوالوں سے بہتر ہے اور بھی آپ نے فرمایا ہے۔ قیامت میں ندا ہوگی اَیْنَ الْحَامِدُوْنَ فَلَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا الشَّاکِرُوْنَ لِلّٰہِ بِالسَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (حمد کرنے والے کہاں ہیں پس کوئی نہ اُٹھے گا مگر وُہ لوگ جو فراخی اور تنگی ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے تھے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ یَغْلِبُ فِی الْحَلَالِ شُکْرُہٗ وَفِی الْحَرَامِ صَبْرُہٗ (مومن وُہ ہے کہ حلال شئی میں اس پر شکر اور حرام شئی میں اُس پر صبر غالب ہو) دل میں نعمت کو اللہ کی طرف سے جان کر خوش ہونے کو شکر کہتے ہیں۔ دل کی خوشی یہ ہے کہ زبان پہ ہر وقت اللہ کی حمد جاری رہے اور ہمہ تن عبادتِ الٰہی میں مصروف رہنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا (اے داؤد کی اولاد شکر کرو) نعمت پانے کے وقت گناہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ نعمت کا بیان کرنا بھی شکر ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَۃِ شُکْرٌ۔ قرآن شریف میں نعمت کے ذکر کرنے کا صاف طور پر حکم ہے وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ

منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی اے پروردگار میں تیرے انعام پر کس طرح شکر کروں اس لیے کہ تو ہی نعمت دیتا ہے اور تو ہی شکر کرنے کی توفیق دیتا ہے پس نعمت اور شکر دونوں تجھ ہی سے ہوئے۔ میں کیونکر شکر کروں۔ حکم ہوُا اے داؤد اب تم نے پہچانا جو حق میرے پہچاننے کا تھا اور میرا شکر کیا جو حق میرے شکر کا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے رب میرے مجھے بتا دے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح تیری نعمتوں کا شکر ادا کیا تھا جس کی وجہ سے تو نے ان پر بہت رحم کیا۔ حکم ہوا کہ آدم سمجھ لیے کہ نعمت اور کرامت میرے ہی طرف سے ہے اور میری حمد کی اور میں نے اس حمد کو شکرِ نعمت قرار دیا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَۃٌ لَا یُشْکَرُ خَطِیْئَۃٌ لَا یُغْفَرُ (جس نعمت کا شکر نہ کیا جائے وُہ ایسا گناہ ہے جو بخشا نہ جائے گا) نقل کیا ہے کہ ملک دمشق میں ایک شخص عبدویہ نامی تھا ایک بار سفر کی حالت میں اس نے صحرا میں ایک شخص کو بوریا پہنے حمد و ثنا کرتے ہوئے دیکھا اُس نے پوچھا کس نعمت کا شکر کرتا ہے کیونکہ میں تجھ پر کوئی نعمت نہیں دیکھتا ہوں اُس نے کہا تمام نعمتیں اللہ نے مجھ کو دی ہیں۔ سُن! مسلمان ہوں نبی کریم علیہ التحیۃ

والتسلیم کی امت میں ہوں۔ تندرست ہوں زبان کو ذکرِ الٰہی کی قدرت حاصل ہے۔ مُردار دُنیا سے دُور ہوں مجھے اس کی تمنا نہیں ہے۔ عبد ویہ رویا اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کر کے یادِ الٰہی میں مصروف ہو گیا۔ حدیث میں ہے کہ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا تو حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام کو گرفتار کر کے لے گیا وہ برابر ان کو ایذا دیتا تھا اور یہ ہر ایذا پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (ہر حال میں خدا کا شکر ہے) فرماتے تھے۔ پھر اُس نے آپ کو دو شیروں کے سامنے ڈال دیا۔ ان دونوں نے اپنی گردنیں خم کر دیں اور آپ کی خدمت کی اور چپکے ایک کونے میں جا بیٹھے اُس نے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ آپ ہر بلا پر شکر کرتے تھے کیونکہ سب کو آپ نعمت جانتے تھے۔

ایک دن کھانا کھانے کو آپ کا دل چاہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیاہ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تم حضرت دانیال علیہ السلام کے لیے کھانا تیار کرو۔ انہوں نے کہا اے پروردگار میں اس ملک شام میں اور حضرت دانیال علیہ السلام بابل میں ہیں یہاں تک وُہ کیونکر آویں گے حکم ہوا کھانا پکانا تمہارا کام اور ان کو پہنچانا ہمارا کام ہے۔ تم اپنا کام کرو۔ حسب الحکم انہوں نے کھانا تیار کیا یکا یک ایک ابر کا ٹکڑا ان کے سامنے نیچے آگیا۔ یہ کھانا لے کر اس پر سوار ہوئے وُہ ابر اُڑا اور جس کنوئیں میں حضرت دانیال علیہ السلام تھے وہاں پہنچ کر رُکا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے اندر سے پوچھا کنوئیں پر کون ہے انہوں نے جواب دیا۔ میں آپ کا بھائی ارمیا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے پوچھا کیا مجھے اللہ نے یاد کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَنْسَانَا مَنْ ذَکَرَہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِہٖ کَفَاہُ وَلَمْ یَکِلْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُجَازِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَاۃً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَکْشِفُ الصَّبْرُ بَعْدَ الْکَرْبِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ رِجَاءُنَا حِیْنَ یَنْقَطِعُ الْحِیَلُ عَنَّا (اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو ہم کو اپنی یاد سے نہیں بھولا۔ اُس کے لیے حمد و ثنا ہے جو کوئی اس پر وثوق کرتا ہے وُہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو احسان کے مقابلہ میں احسان کرتا ہے۔ اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو صبر پر نجات کی جزا دیتا ہے اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو صبر سے تکلیف دُور کر دیتا ہے اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو اُس وقت ہماری امید ہے جب سب حیلے ہم سے منقطع ہو جاتے ہیں) چونکہ حضرت دانیال علیہ السلام ہمیشہ شکر کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو بخت نصر کی تکلیف دہی سے نجات دی۔ جو شخص احسن

دُعا کو روزانہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو تمام آفات سے محفوظ رکھے گا۔ عقلمند وُہ ہے جو چار چیزوں سے غافل نہ رہے (۱) احسان کے ذکر سے (۲) نعمت کے شکر سے (۳) خدمت سے (۴) خاتمہ کے خوف سے۔ حضرت ابُو حازم رضؓ نے فرمایا ہے کہ جو نعمت بندے کو اللہ سے نزدیک نہ کرے وُہ بلا ہے۔ اللہ سے نزدیک نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جس نعمت کا شکر بندہ ادا نہ کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک پارسا کو نہایت خشوع سے اللہ کی عبادت کرتے دیکھ کر کہا کچھ اللہ سے مانگ کر وُہ تجھے دے گا اس نے جواب نہ دیا۔ جب تیسری مرتبہ انہوں نے یہی کہا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے ایمان دیا اپنی عبادت بجالانے کی توفیق عطا کی یہی وہ نعمتیں ایسی ہیں جن کا شکر میں ادا نہیں کر سکتا۔ اب اس سے زیادہ مجھے مانگتے شرم آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ تیرے نزدیک سب سے افضل تیرا کون بندہ ہے حکم ہوا جو ہماری نعمت پر شکر اور بلا پر صبر کرے اور عفو قصور کرے اور حاجت سے زائد جو کچھ پاوے ہماری راہ میں خرچ کرے اور بیع میں آسانی کرے۔ اور بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء سے کہا کہ میں نے اللہ سے فاضل ترین عمل کی توفیق مانگی۔ انہوں نے پوچھا وُہ کون ہیں آپ نے فرمایا ذکر اور شکر۔ نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان دارانی رحمہ اللہ نے جو بصرہ کے حاکم تھے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد جنت میں مدارجِ اعلیٰ پر دیکھ کر پوچھا کہ تمہیں یہ مراتب کس عبادت کی وجہ سے ملے۔ انہوں نے کہا تین چیزوں کی وجہ سے۔ (سورۃ اخلاص کے وِرد سے (۲) صبر سے (۳) شکر سے۔ حکماء کا قول ہے کہ چار چیزوں کو اللہ دوست رکھتا ہے اور دوسری چار چیزیں ان چار چیزوں کی قیمت ہیں (۱) طاعت کو دوست رکھتا ہے اور اس کی قیمت جنت ہے (۲) توبہ اس کی قیمت مغفرت ہے (۳) بندہ کی دُعا اس کی قیمت قبولیت ہے (۴) شکر اس کی قیمت نعمت ہے۔ شکر میں تین حرف ہیں (شؔ) سے ہدایت پانے پر شاد ہونا اور (کؔ) سنّتِ نبوی پر کام کرنا (رؔ) سے حکم مولیٰ پر راضی ہونا مراد ہے۔ نعمت بے شکر کے شیطان کا حصہ اور بے صبری کرنے میں دونوں جہان کا عذاب ہے اور بے خلوص کام کرنے میں ایمان کا ضائع کرنا ہے۔ چار چیزوں کو چار چیزوں سے بند کرنا چاہیئے (۱) صحبت کو خدمت سے (۲) علم کو لکھنے سے (۳) ایمان کو نماز سے (۴) نعمت کو شکر سے۔ کیونکہ بے خدمتی صحبت کو اور بھول جانا علم کو اور نماز نہ ہونا ایمان کو اور ناشکری نعمت کو کھوتی ہے۔ مشائخ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ بلا پر بھی شکر کرنا

اللہ کے افضل بندے کی علامات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک پارسا کی گفتگو

چاہیئے۔ ممکن ہے کہ جو بلا تجھ پر نازل ہوئی ہے کم ہو اور دوسری بلا جو تجھ پر نازل نہیں ہوئی ہے سخت ہو۔ پس اس بات کا شکر کرنا لازم ہوگا کہ اللہ نے سخت بلا سے بچایا البتہ کفر اور معصیت پر شکر نہ کرنا چاہیئے۔ ایک بزرگ کو راہ میں قزاقوں نے گھیرا ایک قزاق نے کہا اس کو مار ڈالو دوسرے نے کہا نہیں بلکہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ان بزرگ نے کہا اللہ کا شکر ہے میں نے خلاصی پائی۔ انہوں نے کہا کس بات کا شکر کرتا ہے کہا کہ گردن مارنے سے ہاتھ کاٹنے پر صلح ہو گئی۔ ایک بزرگ کے مکان میں چور آئے اور اسباب لے گئے۔ جب گھر والوں نے اُن سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ چور آیا اور اسباب لے گیا شیطان نہیں آیا جو ایمان لے جاتا کوئی بلا ایسی نہیں ہے جس سے زائد بلا نہ ہو۔ پس اپنے سے بدتر حال والے کو دیکھ کر اللہ کا شکر کرنا چاہیئے۔ ایک بزرگ راہ میں جا رہے ہیں اوپر سے کوئی مٹی پھینک رہا تھا وہ آپ کے سر پر پڑی آپ نے فرمایا میں آگ کا مستحق تھا اللہ کا شکر ہے کہ خاک پر کفایت ہوئی۔ ہر بلا گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ ایک رات کی تپ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ پس ہر مسلمان کو شکر کرنا چاہیئے کہ تھوڑی تکلیف پر بہت سے گناہ مٹا دیئے۔ یہ تکلیف روزِ اول میں لکھ دی گئی تھی اس وقت تک انتظار میں تھی اب گذر گئی۔ اس لیے شکر لازم ہے۔ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ خچر پر سے گر پڑے آپ نے اللہ کا شکر کیا لوگوں نے پوچھا آپ نے کس بات پر شکر کیا آپ نے جواب دیا اس بات پر کہ گرنا جو میری تقدیر میں لکھا تھا گذر گیا تکلیف کے گذر جانے کا شکر کرنا چاہیئے۔ شکر نعمت پر کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ کی نعمتیں بے حساب ہیں وہ فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہیں گن سکتے بے شک انسان اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور ناشکرا ہے) بِسَانَا ذَاکِرًا یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے۔ تمام عبادتوں سے اللہ کا یاد کرنا مراد ہے اور وہ حالت نماز میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (نماز منع کرتی ہے بے حیائی کی باتوں اور بُرے کاموں سے البتہ خدا کا ذکر سب سے زیادہ بزرگ ہے) اور قرآن پڑھنا تمام عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ قرآن شریف کلامِ الٰہی ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی اللہ کے ذکر کا تازہ کرنے والا ہے اور روزہ رکھنے سے شہوتوں کا توڑنا مقصود ہے تاکہ دل شہوتوں سے پاک ہو کر اللہ کے سچے ذکر کے لائق بن جائے اور حج سے بھی ذکرِ الٰہی مقصود

ہے۔ اصل ایمان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اور یہ عین ذکر ہے باقی تمام عبادتیں ذکر کی قوت ہیں۔ تمہارے ذکر کی وجہ سے اللہ تمہارا ذکر کرتا ہے کیسے فخر کی بات ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں) اس کا ارشاد ہے۔ ذکر ہر لحظہ کرنا چاہیئے اگر اس طرح نہ کر سکے تو اوقات مقرر کر کے اللہ کا ذکر کرے اسی سے نجات معلق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ فلاح پا جاؤ) جو لوگ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے اس کا ذکر کرتے ہیں اللہ ان کی مدح فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (وہ لوگ کہ ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے بیٹھے، کروٹ پر) اور حدیث میں ہے طُوْبٰی لِمَنْ مَّاتَ وَلِسَانُہٗ رَطْبَۃٌ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی (بشارت ہے اس کے لیے جو مرے اور اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو) اور آپ نے صحابہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بہترین اعمال تم کو بتاؤں جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول اور سب سے زیادہ درجوں کا بلند کرنے والا ہے اور سونے چاندی کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے بہتر ہے اگر وہ تمہاری گردنیں ماریں اور تم ان کی گردنیں مارو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے آپ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے کو میرا ذکر دعا سے باز رکھے اس کے واسطے میرے سب سائلوں کی عطا سے زیادہ بزرگ اور افضل عطا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ غافلوں میں خدا کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے مُردوں میں زندہ اور سوکھی گھانس میں ہرے درخت اور بھاگنے والوں میں مثل اس کے جو لڑنے کے لیے کھڑا رہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جنتی لوگوں کو سوا اس ساعت کے جو بغیر اللہ کی یاد کے گذری ہو گی کسی چیز کی حسرت نہ ہو گی۔ اور حدیث میں ہے کہ ذکر دلوں کا زنگ دور کرتا ہے اور زیادہ ذکر کرنے والے کا دل بھی زیادہ روشن ہوتا ہے اور فرمایا کہ بہت ذکر کرنے والے کو قبر کے کیڑے ایذا نہ دیں گے اور فرمایا کہ زیادہ ذکر کرنے والے کے منہ سے قیامت میں نور کے شعلے نکلیں گے۔ صحابہ نے آپ سے پوچھا کون عمل تمام اعمال میں افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ کا ذکر۔ صحابہ نے کہا آپ جہاد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا وہ بھی ذکرِ الٰہی قائم رکھنے کی غرض سے ہے۔ صحابہ نے کہا آپ نماز کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نماز بھی اللہ کا ذکر ہے۔ صحابہ نے کہا آپ روزہ کے بارے میں

کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا پیٹ خالی کرنا اس غرض سے ہوتا ہے کہ اس میں اللہ کا ذکر جگہ پکڑے صحابہ نے کہا آپ حج کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا وہ سراسر ذکر ہے۔ مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ جب بندہ ذکرِ الٰہی میں رہتا ہے گویا نماز میں رہتا ہے۔ آپ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے خطاب کر کے فرمایا یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّكَ لَا تَزَالُ فِىْ صَلٰوةٍ مَّا ذَكَرْتَ رَبَّكَ (اے ابوذر جب تم خلوت میں ہو تو اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں ہلاؤ کیونکہ اس وقت تم اپنے رب کا ذکر کرتے رہو گے جب تک نماز میں رہو گے اور فرمایا ہے اِنَّ حُضُوْرَ مَجْلِسِ ذِكْرٍ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَلْفِ رَكْعَةٍ وَّشُهُوْدِ اَلْفِ جَنَازَةٍ وَّعِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيْضٍ (بیشک مجلسِ ذکر میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز ادا کرنے سے اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے اور ہزار مریض کی عیادت کرنے سے افضل ہے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے اَلَا اَنْ اَجْلِسَ مَعَ قَوْمٍ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ (آگاہ ہو کہ مجھے نمازِ عصر سے مغرب تک اس قوم کے ساتھ بیٹھنا جو خدا کا ذکر کرتی ہو اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ کی راہ میں حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے چار بردے آزاد کروں) اور ایک روایت میں اَجْلِسُ کی جگہ پر اَقْعُدُ واقع ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے اور تین سو برس تک گریہ وزاری کیا کیے تو استفسار ہوا اے آدم کیوں روتے ہو انہوں نے کہا الٰہی میرا رونا نہ بہشت کی خواہش کی وجہ سے ہے نہ دوزخ کے خوف سے ہے بلکہ میرا رونا ان فرشتوں کے اشتیاق میں ہے جو تیرے عرش کے گرد ستر ہزار صفیں باندھے بے داڑھی اور بے بال اور بے آنکھ میں سُرمہ ہونے کے تیرا ذکر کرتے ہیں اور ذوق و شوق میں ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑ کر باواز بلند کہتے ہیں وَمَنْ مِّثْلُنَا وَاَنْتَ حَبِيْبُنَا (مثل ہمارے کون ہے کہ تو ہمارا حبیب ہے) اور قیامت تک وُہ یوں ہی کہتے رہیں گے۔ حکم ہوا تم سر اُٹھاؤ انہوں نے سر اُٹھایا اللہ تعالیٰ نے تمام حجاب دور کر دیئے اُنہوں نے ان کو اسی حال میں دیکھا پس ان کی گریہ وزاری موقوف ہو گئی۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو دنیا میں سیر کرتے ہیں اور مجالس ذکر ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ جس قوم کو اللہ کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں اُن کے قریب آگر آسمان تک حلقہ کر لیتے ہیں۔ جب وُہ ذکر ختم کرتے ہیں تو فرشتے آسمان پر جاتے ہیں پوچھا جاتا ہے کہ تم

تم کہاں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس تھے جو تیرا ذکر کرتے ہیں پوچھا جاتا ہے اُن کا مقصد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تیری دوزخ سے ڈرتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے ہم نے اُن پر دوزخ حرام کی۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ وہ بہشت مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے ہم نے ان کو بہشت دی۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ ان میں فلاں شخص بھی تھا جو ذاکر نہیں تھا فقط ذاکروں کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا حکم ہوتا ہے کہ ذاکر کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا ہم نے اس کو بھی بخش دیا۔ حدیث میں ہے اِذْهَبُوا الطَّعَامَ بِذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى وَلَا تَنَامُوا عَلَيْهِ فَتَقْسَتْ قُلُوْبُكُمْ (کھا کر اللہ کے ذکر سے ہضم کرو اور کھانا کھانے کے بعد خواب نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے) یعنی ذکر کی حلاوت نہ پاؤ گے۔ ذکر چار طرح کا ہوتا ہے (۱) زبان سے ذکر ہو اور دل غافل ہو۔ یہ ضعیف ذکر ہے مگر اثر اس میں بھی ہے کیونکہ غافل زبان سے ہزار درجے یہ زبان افضل ہے (۲) دل سے ذکر ہو مگر دل میں قائم رہنے والا نہ ہو بلکہ بہ تکلف دل اس کی جانب متوجہ کیا جاتے (۳) دل میں جگہ پکڑے ہو اس طرح پر کہ کسی دوسری جانب دل کا التفات نہ ہو یہ ذکر کی بڑی صورت ہے (۴) اللہ اس کے دل پر غالب ہو اس طرح پر کہ ذاکر اور مذکور میں کچھ فرق نہ ہو ذاکر مذکور میں محو ہو جاتے یہاں تک کہ اگر کسی وقت ذکر بھول جائے تو اللہ باقی رہے۔ صوفیہ کے نزدیک اس کو مقام فنا کہتے ہیں اور یہی ذکر حقیقی ہے۔ اور پھر ذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) بلند آواز سے (۲) آہستہ سے۔ بعض علماء نے آہستہ ذکر کرنے کو بلند آواز سے ذکر کرنے پر فضیلت دی ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کا عکس ہے۔ لیکن دونوں طرح سے ذکر کرنا جائز ہے فقط فضیلت میں اختلاف ہے تفسیر توربشتی میں تحت تفسیر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کے لکھا ہے اپنے برتر رب کے ذکر سے اپنی آواز بلند کرو اور شرح اینفع میں ہے کہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے اور اس سے منع کرنے والا تعزیر کا مستحق ہے اور بستان نوری میں ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ بلند آواز سے ذکر اور تہلیل اور تسبیح فرماتے تھے۔ صحیح مسلم اور ابو داؤد اور نسائی میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے فرماتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (سوا خدا کے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے مُلک اور حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی ہر شئی پر قادر ہے اور نہیں ہے بازگشت گناہ سے اور نہیں ہے طاقت عبادت کی؛ مگر اللہ کی توفیق سے جو بزرگ و برتر ہے سوا اُس کے کوئی معبود نہیں ہم اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے اسی کے لیے نعمت اور اسی کے لیے نیک تعریف ہے سوا اس کے کوئی معبود نہیں یہ ثنا اس کی ہم اس حالت میں کرتے ہیں کہ خالص کرنے والے ہیں اس کے لیے دین کو گو یہ بات کفار کو ناگوار ہو) جامع الفتاویٰ میں ہے کہ ابراہیم بن یوسف رحمہما اللہ ذی الحجہ کی اوّل دس تاریخوں میں بلا ضرورت گلی کوچوں میں پھر پھر کر باواز بلند تکبیر کہتے تھے۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ جب انسان اپنے باپ دادا کے نام و نشان کو بلند آواز سے سُن کر اور کہہ کر خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند آواز سے نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لطائف قشیری میں تحت آیۃ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً کے لکھا ہے کہ تضرعًا سے علانیہ اور خفیۃً سے آہستہ پکار نا مراد ہے۔ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (یقینی اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی جو لوگ مسلمانوں کے حق میں بد دعا کرتے ہیں یا ان کو بُرا کہتے ہیں یا ان کی غیبت کرتے ہیں۔ اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا۔ تفسیر زاہدی میں تحت آیہ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ کے لکھا ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یعنی ہر حال ہر وقت میں رات اور دن میں صحراء اور دریا میں سفر اور حضر میں تو انگری اور فقیری میں پکار کر اور آہستہ سے۔ تفسیر درمنثور میں نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ کی تفسیر میں لکھا ہے ہم تسبیح اپنے رب کی اس کی حمد و ثنا سے پکار کر بلند آواز سے کرتے ہیں تاکہ دوسرے سُنیں اور اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ (ابراہیم اواہ اور بردبار ہے) اواہ اس کو کہتے ہیں جو اپنی آواز کو اللہ کے ذکر سے اور قرآن زیادہ پڑھنے سے بلند کرے اور روضۃ العلماء کے باب الثانی میں یہ حدیث درج ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَالَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَافِعًا بِھَا صَوْتَہٗ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ رِضْوَانَ لَہُ الْاَکْبَرَ وَ مَنْ یَکْتُبُ لَہٗ رِضْوَانَہُ الْاَکْبَرَ جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اِبْرٰھِیْمَ وَبَیْنَ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ فِیْ دَارِ

الْجَلَالِ وَکَانَ مِمَّنْ یَّنْظُرُ اِلٰی رَبِّہٖ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اللہ کی راہ میں یعنی حج کے جانے میں یا جہاد یا مسافرت میں بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی بڑی خوشی لکھتا ہے اور جس کے حق میں اس نے بڑی خوشی لکھ دی اس کو حضرت ابراہیم اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دارالجلال میں جو بزرگ مقام ہے جمع کر دیا اور وہ اس گروہ سے ہوتا ہے جو رات دن اللہ کو دیکھتے ہیں) فتاویٰ ناصری میں ہے کہ حمام میں قرآن شریف بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے اور آہستہ پڑھنا مکروہ نہیں اور تسبیح و تہلیل کا بھی یہی حکم ہے اور نوادر الاصول کی اصل دوسو ساٹھ میں انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت یوں مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ ذکر کرنا چلا کر ذکر کرنے سے افضل ہے اور جو مقتدا ہونا چاہے اس کو چلا کر ذکر کرنا چاہیے۔ اور تنبیہ ابواللیث میں مذکور ہے کہ تعظیم مسجد میں سے ایک یہ بھی تعظیم ہے کہ وہاں اللہ کا ذکر زیادہ کرے اور اس سے غافل نہ رہے اور سوائے ذکر الٰہی کے کسی دوسرے کام میں آواز بلند نہ کرے۔ شمالی میں لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام میں غلبہ کفار جب تک باقی رہا اذان اور قرأت نماز اور تلاوت قرآن اور ذکر اور تسبیح آہستگی سے ادا کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ حکم اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اور وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ اس پر شاہد ہیں مگر جب اسلام غالب ہوا تو حکم ہوا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے رب کے ذکر سے آواز بلند کرو) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا ذکر خفی سے دل میرا پریشان اور دوسری کی باتوں کی طرف ملتفت ہوتا ہے آپ نے فرمایا اِرْفَعِ الصَّوْتَ بِذِکْرِ مَوْلَاکَ (اپنے مولا کا ذکر پکار کر کرو) کیونکہ مجھ پر آیۂ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ نازل ہو چکی ہے۔ ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنے کو تسبیح کہتے ہیں۔ اب ذکر کرنے کے آداب کا بیان ہے۔ ذاکر کو چاہیئے کہ شکم سیری نہ کرے اور رو بقبلہ ہو کر مقام نرم پر چار زانو بیٹھے آنکھ کو سامنے اور دل خیالات فاسدہ سے پاک رکھے اور لَآ اِلٰہَ کہتے وقت داہنی جانب اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت بائیں جانب منہ کرے اس طرح پر کہ آواز دل پر پڑے اور تمام ذکروں سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کی سوائے ذکر کے حد مقرر کر دی ہے۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اللہ کا ذکر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اُذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو بہت ذکر کرنا) تفسیر اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر مومنوں کو اس لیے مخاطب کیا ہے کہ کفار اور منافق اللہ کو یاد نہیں کرتے کیونکہ یاد کرنا دوستوں کا شیوہ ہے اور کفار اور منافق اللہ کے دوست نہیں ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَهُمْ (کفار کا کوئی دوست نہیں ہے) اور فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اللہ ایمان والوں کا دوست ہے) حدیث میں ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ (جس چیز کو کوئی دوست رکھتا ہے اس کا اکثر ذکر کرتا ہے) اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کو یاد کریں صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا ہے . . . .

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر بندے اس سے غافل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آیت مذکور نازل نہ فرماتا کثیر کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ کھڑے بیٹھے ہر زمانہ میں آہستہ اور پکار کر آبادی اور جنگل میں ہر وقت ہر ساعت اللہ کا ذکر کرے مسلمانو! تم مینڈک سے زیادہ قبیح نہ ہو حدیث میں ہے کہ لَا تَقْتُلُوا الضِّفْدَعَ فَاِنَّهٗ یُکْثِرُ التَّسْبِیْحَ مینڈک کو نہ مارو کیونکہ وہ تسبیح زیادہ کرتا ہے) صحابہ نے پوچھا اس کی کیا تسبیح ہے آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدِ فِیْ لُجَجِ الْبِحَارِ (پاک ہے وہ معبود گہرے دریاؤں میں) منقول ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں ذکرِ الٰہی کرتے تھے انہیں خیال ہوا کہ اس جنگل میں میرے سوا کوئی اللہ کا ذکر نہ کرتا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحوش وطیور کو حکم دیا کہ ہمارے ذکر کی آواز بلند کرو اس قدر شور ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نادم ہو کر سر بسجدہ ہوتے اور عفوِ قصور کے خواستگار ہوئے اور کہا اے اللہ کیا زمین کے نیچے بھی تیرا ذکر ہوتا ہے۔ حکم ہوا اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْاَرْضَ (اپنا عصا زمین پر مارو) جب انہوں نے عصا مارا زمین شق ہوئی پانی جوش مارتا ہوا نمودار ہوا حکم ہوا اس پر عصا مارو انہوں نے اس پر عصا مارا ایک سیاہ پتھر نمودار ہوا حکم ہوا اس پر عصا مارو انہوں نے اس پر عصا مارا وہ پتھر شق ہوا اور ایک سبز جانور نکلا جو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تیری پیدائش کو کتنا زمانہ ہوا اس نے کہا تین سو ۳۰۰ برس انہوں نے پوچھا تیرا کام کیا ہے اس نے کہا اللہ کے ذکر سے بہتر کون کام ہے اے موسیٰ مجھے دن میں دو بار پانی دیا جاتا ہے مگر میں اس خوف سے نہیں پیتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پانی میں منہ ڈالوں اور موت کا فرشتہ آجائے یہ کہہ کر اندر غائب ہو گیا اور پتھر پانی کے نیچے چلا گیا زمین برابر ہو گئی۔ مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے رہنے والے بغیر ذکر

کے قرار نہیں پاتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (ہاں اللہ کے ذکر سے دلوں کو آرام ہوتا ہے وَیَدُنَا فِی الْبَلَاءِ صَابِرًا یہ حدیث سابق کا ایک ٹکڑا ہے۔ صبر بلند مقام ہے اور صبر کرنا ایمان والوں پر واجب ہے۔ صبر میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (سلامتی ہے تمہارے لیے بسبب تمہارے صبر کے اور اچھا ہے گھر عقبیٰ کا بوجہ دل پر جبر کرنے کے) جس طرح اللہ نے روزے کا حکم دیا ہے اسی طرح صبر کا بھی حکم دیا ہے ارشاد فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا (اے ایمان والو صبر کرو اور صبر کی ہدایت کرو) اور صبر پر فلاح کو لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ فرما کر معلق کیا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) توبہ بغیر صبر اور شکر کے درست نہیں بلکہ ادائے فرض اور ترکِ گناہ بھی بغیر صبر کے درست نہیں۔ یہی سبب ہے کہ جب لوگوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایمان کیا ہے آپؐ نے فرمایا صبر اس لیے کہ صبر نصف ایمان ہے اور ایک فضیلت صبر کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ستّر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر فرمایا ہے اور اچھے صبر پر جزا کا وعدہ فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (صبر کرنے والوں کو ہم نے امام کر دیا جو ہدایت کرتے ہیں) اور فرمایا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (صبر کرنے والے پورا دیئے جائیں گے اپنا اجر بے حساب) اور فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اور فرمایا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (صبر کرنے والوں پر اُن کے رب کی صلوٰۃ اور رحمت ہے اور وہ راہ پانے والے ہیں) حدیث میں ہے صبر بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا اگر صبر مرد ہوتا تو مرد کریم۔ اللہ صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ میرے ذاتی اخلاق اور صفاتی اخلاق کی پیروی کرو میری ایک صفت صبر کرنا ہے اور حدیث میں ہے مَا رُزِقَ الْعَبْدُ شَیْئًا اَوْسَعَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّبْرِ (بندے کو صبر سے زیادہ فراخ کوئی چیز نہیں دی گئی) یعنی روزیوں میں صبر وہ فراخ روزی ہے کہ جس نے اس کو اختیار کیا وہ ہر تکلیف سے بچ گیا کیونکہ صابر کو تکلیف کی حس ہی نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے اَلْاِیْمَانُ بِالْحَیَاءِ وَالصَّبْرِ (ایمان حیا

اور صبر سے ہے) اور حدیث میں ہے مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ جُرْعَتَیْنِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ جُرْعَۃِ الصَّبْرِ عَلٰی مَعْصِیَۃٍ مُحَرَّمَۃٍ رَدَّھَا بِصَبْرٍ وَجُرْعَۃِ غَیْظٍ رَدَّھَا بِحِلْمٍ (نہیں پیتے دو گھونٹ کسی بندہ نے کہ وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں ایک گھونٹ صبر کا حرام معصیت پر کہ اس کو صبر سے رد کرے اور دوسرا گھونٹ غیظ ہے کہ اس کو بردباری سے رد کرے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا جب تک تم صبر نہ کرو گے اپنے مقاصد نہ پاؤ گے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گروہ کو دیکھ کر ان سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا نشان رکھتے ہو انہوں نے کہا ہم نعمت پر شکر اور محنت پر صبر اور حکمِ الٰہی پر خوش ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اَنْتُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ (اللہ کی قسم تم سب مومن ہو) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ صبر ایمان میں ایسا ہے جیسے جسم میں سر جس کے سر نہیں اس کا جسم نہیں۔ اسی طرح جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک قبیلہ میں تشریف لے گئے میں آپ کے ہمراہ تھا۔ انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا قریب مرگ ہے آپ تشریف لے آویں آپ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں تشریف لے گئے اور اس لڑکے کو اپنی گود میں لٹایا وہ فوراً مر گیا آپ کی آنکھ سے آنسو بہے اور اس عورت سے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَا اَخَذَ مِنْ عِبَادِہٖ وَلَہٗ مَا بَقِیَ وَلِکُلٍّ اَجَلٍ کِتَابٌ فَاصْبِرِیْ وَاحْتَسِبِیْ فَاِنَّمَا الصَّبْرُ فِیْ اَوَّلِ الصَّدْمَۃِ (اللہ نے اپنے بندوں سے امانت لے لی اور اسی کے لیے ہے جو کچھ باقی ہے اور ہر امر کی مدت لکھی ہوتی ہے پس تو صبر کر اور طلبِ اجر کر کیونکہ صبر اول صدمہ میں ہے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے یُدْرِکُ الرَّجُلُ دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ لَا یُدْرِکُھَا بِصِیَامٍ وَلَا بِقِیَامٍ وَلَا بِحَجٍّ قِیْلَ فَبِمَ یُدْرِکُھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِبَلِیَّۃٍ اَتَتْ عَلَیْہِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ (آدمی جنت میں ایک درجہ پاوے گا اور وہ درجہ روزہ اور نماز اور حج کی وجہ سے نہ پائے گا لوگوں نے پوچھا پھر کس چیز سے پاتے گا آپ نے فرمایا بلا سے جو اس پر آتی ہو اور اس نے اس پر صبر اور طلب اجر کیا ہو) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضؓ کے ایک ہی لڑکا تھا اور وہ اسے بہت چاہتے تھے قضائے الٰہی سے وہ مر گیا ان کی بیوی حضرت ام سلمہ رضؓ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان نہیں کیا شام کو جب انہوں نے روزہ کھولا تو لڑکے کا حال پوچھا

حضرت ابو طلحہ اور ان کی بیوی کا صبر اور اس کا ثمرہ

ان کی بی بی نے غسل کیا اور کپڑے بدلے عطر لگایا اور اپنے شوہر کے پاس گئیں انھوں نے ان کے ساتھ خلوت کی صبح کو بی بی نے کہا اگر کسی نے امانت رکھائی ہو پھر مانگے اور امانتدار دینے میں ناراض ہو تو کیا اچھی بات ہے اُنہوں نے کہا یہ بات بہت بُری ہے۔ بی بی نے کہا پس تم بھی بُرا نہ مانو کہ تمہارا لڑکا میرے پاس خدا کی جانب سے امانتاً تھا اللہ نے اپنی امانت لے لی میں نے صبر کیا تم بھی صبر کرو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے صبر سے حیران رہ گئے اور خود بھی صبر کیا ابھی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمتِ نبوی صلعم نہ ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر تمام واقعہ کی خبر دی۔ جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آتے تو آپ نے لَقَدْ عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ صَنِیْعَتِکُمَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ لَیْلَتِکُمَا وَفِیْ نَاحِیَۃِ بَیْتِکُمَا (اللہ نے تم دونوں کے کام سے تعجب کیا اللہ برکت کرے تم دونوں کی رات میں یعنی ہمبستری میں اور تمہارے گھر کے کونے میں) آپ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے اسی شب کے حمل سے انہیں بیٹا دیا اور عبد اللہ اس کا نام رکھا گیا انہوں نے سات برس کی عمر میں قرآن شریف یاد کر لیا۔ حقیقتِ صبر یہ ہے کہ بندہ اپنے مال اور اولاد اپنے آپ کو امانت جانے اگر ایسا جانے تو جزع نہ کرے اور جو وعدہ اللہ نے صابروں سے کیا ہے اگر اس کو صدقِ دل سے سچ مان لے تو فزع سے باز رہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں (۱) طاعت پر صبر مثلاً نماز میں ادھر اُدھر نہ دیکھنا اور سب سے بیخوف ہونا اور نمود سے بچنا کیونکہ یہ اختیاری افعال ہیں (۲) گناہ پر صبر مثلاً کسی سے بدلہ نہ لینا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خطاب میں فرماتا ہے اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ (صبر کرو اس پر جو وہ کہتے ہیں) اور فرماتا ہے وَدَعْ اَذٰاھُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ (ان کی تکلیف کو چھوڑ اور اللہ پر بھروسہ کر) یہ صبر خاص صدیقوں کا ہے (۳) مصیبت پر صبر وہ غیر اختیاری ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن میں صبر تین قسم کا ہے (۱) صبر طاعت پر وہ تین سو درجہ پر ہے (۲) صبر حرام پر وہ چھ سو درجہ پر ہے (۳) صبر معصیت پر وہ نو سو درجہ پر ہے۔ بلا پر صبر کرنا صدیقوں کا کام ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی ہے اے اللہ ہمیں اتنا صبر عطا کر کہ دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس بندہ پر میں بلا بھیجوں اور وہ صبر کرے خلق سے شاکی نہ ہو پس اگر میں

اس کو تندرست کروں گا تو پہلے سے بہتر گوشت پوست دوں گا اور اگر موت دوں گا تو اپنی رحمت میں اس کو جگہ دوں گا اور اگر موت دوں گا تو اپنی رحمت میں اس کو جگہ دوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سوال کیا اے اللہ جو تیرے لیے مصیبت میں صبر کرے اس کی جزا کیا ہے ارشاد ہوا میں اس کو خلعتِ ایمان پہناؤں گا اور کبھی ایمان اُس سے جُدا نہ کروں گا۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کے جسم یا مال بچوں میں مصیبت بھیجوں اور وُہ صبر کرے تو مجھے اس سے حساب کرنے میں اور اعمال تولنے میں شرم آتی ہے یعنی اللہ اس کو بے حساب و کتاب بخش دے گا۔ اور حدیث میں ہے مَنْ اَصَابَ مُصِیْبَۃً فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ (جو مصیبت پانے والا صبر اور طلب ثواب کرے تو اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔) اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں جس کی بینائی کھو دیتا ہوں اُسے اپنے دیدار سے مکرم کروں گا۔ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحبِ مصیبت اسی طرح بشاش رہے جیسے بے مصیبت والے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ صبر جمیل کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ صحابہ نے صبر جمیل کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا مَنْ فَتَحَ عَیْنَہٗ وَکَلَّ لِسَانُہٗ آنکھ سے آنسو بہیں اور زبان گونگی ہو یعنی جزع فزع نہ کرے کلمات بیہودہ نہ بکے۔ اور حدیث میں ہے کہ صبر جمیل سے وُہ چیز جس پر صبر کیا ہے پھر مل جاتی ہے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے صبر جمیل کیا جس کی وجہ سے پھر حضرت یوسف علیہ السلام ان کو مل گئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بلا سے آزماتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْہُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مال کے نقصان سے اور جانوں کے مرنے سے اور میوے کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) اس آیت سے خاص صحابہ رضی اللہ عنہم مخاطب ہیں اور اُن کے بعد عامۂ مومنین قیامت تک مخاطب ہیں۔ اس آیت میں بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ ارشاد ہُوا ہے بِاَشْیَاءٍ نہیں ارشاد ہوا اس لیے کہ خوف کے بعد اور چیزیں بھی فرمائیں جن کو حرفِ واو سے عطف کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ دنیا بلا کا گھر ہے میں نے بندوں کو

صبرِ جمیل کا بیان

آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے اور انہیں صبر کا حکم دیا ہے اور صابرین کے لیے بشارت کا وعدہ کیا ہے بِشَیءٍ مِّنَ الْخَوفِ سے دشمن کا خوف اور جُوع سے قحط اور نقص اموال سے نقصان رزق اور انفس سے بیماری اور مرنا اور قتل اور ثمرات سے میوہ جو گرمی سردی ہوا آنڈی وغیرہ کی آفات سے کم ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک خوف سے کفار کی لڑائی اور جوع سے روزہ اور نقص اموال سے زکوٰۃ اور انفس سے بھائیوں کی موت اور ثمرات سے اولاد کی موت مراد ہے۔ لیکن معنی اوّل صحیح ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی تفسیر بعض کے نزدیک یوں ہے یعنی ہماری جانیں اسی طرح اللہ کے لیے ہیں جس طرح ہمارے مال اللہ کے لیے ہیں اور بعض کے نزدیک اس کی تفسیر یوں ہے کہ ہم اللہ کے لیے ہیں یعنی اس کے غلام ہیں اور غلام کی مِلک کا مالک مولیٰ ہوتا ہے۔ پھر اگر مولیٰ چاہے اُسے دنیا میں قائم رکھے اور اگر چاہے پھیر لے۔ کسی حالت میں بے صبری زیبا نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی ملک کو لے لیا۔ بلکہ تو صبر کر اس لیے کہ اگر ہم زندہ رہیں گے تو اس پر ہمارا رزق ہے اور اگر مر گئے تو اس کی طرف ہماری بازگشت ہے اور ثواب۔ غرض بندہ کو ہر حال میں صبر لازم ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قبل کی امتوں میں سے کسی پر اِسترجاع یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نازل نہیں ہوئی سوائے اس امتِ مرحومہ کے اور اگر یہ آیت قبل میں نازل ہوتی تو ضرور حضرت یعقوب علیہ السلام اس سے سرفراز کیے جاتے۔ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مہاجرت پر کلمۂ تأسف یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ فرمایا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت اسی امت کے لیے خاص ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (انہیں لوگوں پر اُن کے پروردگار کی رحمت اور عنایت ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں) یہاں صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے۔ اگر کہا جائے کہ جب صلوٰۃ بمعنی رحمت ہے تو دوبارہ رحمت کو ذکر کرنا کیا ضرور تھا اس کا جواب شافی یہ ہے کہ تکرار کے لیے دوبارہ اس کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی طرح تکرار کی غرض سے اکثر مقام پر اللہ تعالیٰ نے مکرر الفاظ قرآن میں ارشاد فرمائے ہیں۔ اجر صلوٰۃ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وُہ اجر مُراد ہے جو صبر کے عوض میں عطا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک صلوٰۃ سے دُنیا میں اللہ کا رحم کرنا اور رحمت

سے عقبیٰ میں کرم کرنا مراد ہے۔ مُہتَدُوْن سے مراد یہ ہے کہ دین حنفی کی ہدایت پاتے ہُوئے ہیں یعنی جس کو صبر دیتے ہیں اس کو ہدایت دیتے ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک دُوسرے کو لازم ہیں اس لیے کہ صبر بے ہدایت کے بیکار اور ہدایت بے صبر کے بے سُود ہے۔

المجلس السّابع

فِی الْکِبْرِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْحَسَدِ وَسُوْءِ الظَّنِّ

غرور اور غیبت اور شک اور بدگمانی کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ خَالِدِ بْنِ وَلِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ الْمُؤْمِنُ لَا یُنْجِیْ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی یَتْرُکَ اَرْبَعًا اَلْکِبْرَ وَالْغِیْبَۃَ وَالْحَسَدَ وَسُوْءَ الظَّنِّ بِاللّٰہِ ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے جب تک مومن ان چار چیزوں کو نہ چھوڑے گا عذابِ الٰہی سے نجات نہ پائے گا (۱) غرور کو (۲) غیبت کو (۳) شک کو (۴) بدگمانی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ) اس حدیث کے راوی وہ شیر بیشۂ شجاعت ہیں جن کی تعریف میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا خَالِدُ بْنُ وَلِیْدٍ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْاَرْضِ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ زمین پر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں) حدیث سابق الذکر میں اَلْمُؤْمِنُ ارشاد ہوا ہے۔ مومن اس کو کہتے ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور شرائط اسلام پر ایمان لاتے یہ تعریف عام مومن کی ہے لیکن مومن وہ ہیں جو گناہ سے دست بردار ہو جائیں چنانچہ جب لوگوں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا مَنِ اجْتَنَبَ الْمَعَاصِیَ (جو گناہوں سے بچے) دوسرے شخص نے یہی سوال کیا آپ نے فرمایا مَنْ لَّمْ یَکِلَّ لِسَانُہٗ مِنْ ذِکْرِ الْمُؤْمِنِ (جس کی زبان اللہ کے ذکر سے گونگی نہ ہو) یہاں پر مومن سے اللہ کا نام مراد ہے۔ ملک بغداد میں ایک یہودی زید نامی سخاوت میں یکتائے زمانہ تھا۔ اتفاقاً وہ بیمار ہوا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کہا کہ زید یہودی بیمار ہو گیا ہے اچھا ہوتا جو وہ اسلام لے آتا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کچھ لوگ ترغیب اسلام دینے کے لیے اس کے یہاں بھیجے۔ اُن

لوگوں نے اسے بہت کچھ جنت کی رغبت دلائی اور دوزخ سے ڈرایا لیکن اس نے کچھ جواب نہ دیا
ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم اسلام لے آئے تو تیری خیرات ضائع نہ ہو گی۔ جب بہت اصرار کیا
تو اس نے کہا مجھے پریشان نہ کرو کیونکہ اگر اسلام اس کا نام ہے جس کو امام ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے
تو وہ میری قدرت سے باہر ہے اور اگر اسلام ان اوصاف کا نام ہے جو تم میں پائے جاتے ہیں، تو
مجھے اس کے اختیار کرنے سے عار ہے۔ یہ لوگ زار زار روتے ہوئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام سوال جواب بالتفصیل کہہ سناتے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا
اس سے بوتے آشنائی پائی جاتی ہے اور خود اس کے یہاں تشریف لے گئے جیسے ہی اس نے
آپ کو دیکھا بلند آواز سے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
مسلمانو! جان لو کہ سخاوت موجب ہدایت ہے اور خاصانِ بارگاہِ الٰہی کا دامن ہاتھ سے مضبوط تھام
لو کہ یہ لوگ باعثِ نجات ہوتے ہیں اور ایسا اسلام نہ اختیار کرو جس پر غیر قومیں اعتراض کریں۔
لَا یُنْجِیْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی (آخرت میں عذاب دوزخ سے نجات نہ پاتے گا) یہ ٹکڑا حدیث
مذکورۃ الصدر کا ہے۔ عذاب دنیاوی چونکہ ہمیشہ نہیں ہے اس لیے اس کا اعتبار نہیں ہے اور دوزخ
کا عذاب فنا نہیں ہو گا۔ اس کی گرمی شدید اور درد جدید اور پانی صدید (پیپ) اور قعر بعید (وہ چھوٹا
ظرف ہے جو پشم کا بنا ہوا ہو اور اس میں چھوٹی چیزیں رکھی جائیں) اور کارکن عنید اور اس کی صدا
هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ہے۔ روزِ جزا دوزخی وہاں سے بھاگیں گے اور وہ پکڑے جائیں گے۔ خود اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا (دوزخی ارادہ کریں گے کہ ہم دوزخ سے کسی
طرح نکل جائیں، لوٹا دیتے جائیں گے پھر اس میں) اس کے بعد حدیث مذکور میں ہے حَتّٰى يَتْرُكَ
اَرْبَعًا اے ایمان والو اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو ان چار چیزوں کو ترک کرو کیونکہ اللہ
ایسا جبار اور قہار ہے جس کے خوف سے آسمان و زمین کانپتے ہیں۔ ایک دن حضرت جبریل گریاں
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے رونے کا سبب پوچھا انہوں
نے کہا جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے خوشی ہمارے دل سے جاتی رہی اور آنکھ سے آنسو نہیں رکتے۔
دیکھو! جو گناہ سے پاک ہیں وہ دوزخ سے اس قدر ڈرتے ہیں۔ اے گنہگارو! گناہ سے باز آ جاؤ درگاہِ
الٰہی میں ہر وقت توبہ کرتے رہو۔ اَلْكِبْرُ پہلی چیز غرور ہے۔ غرور اور عظمت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔

غرور کی اللہ نے بیحد مذمت کی ہے قرآن شریف میں کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ (اسی طرح اللہ غرور اور ظلم کرنے والوں کے دل پر مہر کرتا ہے) دوسرے مقام پر ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ہر سرکش ضد کرنے والا نامراد ہے) اور فرمایا ہے وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ (پناہ چاہتا ہوں میں اپنے اور تمہارے رب سے ہر تکبر کرنے والے سے جو قیامت پر ایمان نہیں لاتا) حدیث میں ہے مَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ (تکبر کرنے والے کو اللہ حقیر کرتا ہے اور بھی حدیث میں ہے مَنْ تَکَبَّرَ اَھَانَہُ اللّٰہُ (تکبر کرنے والے کی اللہ اہانت کرتا ہے) اور فرمایا ہے مَنْ تَکَبَّرَ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ (تکبر کرنے والے سے اللہ بغض رکھتا ہے) اور فرمایا ہے جو شخص اپنے کو بڑا ہیشہ جاننے کا اعلان کرے اس کا نام جریدۂ جباران میں درج ہوتا ہے اور جبارین کا عذاب اس پر ہوگا۔ منقول ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیو پری انسان حیوان سب کو ایک مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا جب سب جمع ہو گئے ان میں دو لاکھ انسان اور دو لاکھ پریاں تھیں اس وقت آپ اپنے ہوائی تخت پر سوار ہوئے اور اس قدر آسمان کے قریب اس تخت کو لے گئے کہ فرشتوں کی تسبیح آپ کو سنائی دی اس وقت آپ نے ندا سنی اگر سلیمان کے دل میں ذرہ برابر غرور ہوتا تو ابھی میں زمین میں دھنسا دیتا اس سے پہلے کہ اسکو ہوا پر چڑھاتا۔ حدیث میں ہے کہ غرور کرنے والوں کا حشر چیونٹی کی صورت میں ہوگا اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے ذلیل ہوں گے اور حدیث میں ہے کہ دوزخ کے ایک جنگل کا ہبہبؔ نام ہے اس کو اللہ نے متکبرین و جبارین کے لیے خاص کر دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ غرور ایسا گناہ ہے جس کے بعد عبادت مفید نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے جو لوگ فخر اور غرور سے مٹک کر چلنے کے لیے اپنے کپڑوں کو لمبا کرتے ہیں ان پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے گا۔ اور حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک شخص مٹک کر چلتا تھا اور فخر کا کپڑا پہنتا تھا اور اپنے کو تکبر کی راہ سے دیکھتا تھا اللہ نے اُسے زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی اپنے کو بزرگ جانے اور مٹک کر چلے اس کو اللہ تعالیٰ غصہ سے دیکھتا ہے ایک تواضع کرنے والے نے متکبر کو مٹک کر چلتے دیکھا تو متواضع نے کہا اے خدا کے بندے اسطرح چلنا اللہ کو پسند نہیں اُس نے کہا تو مجھے نہیں جانتا اُس نے کہا خوب جانتا ہوں کہ تو پہلے گندہ پانی

حقیقتِ کبر

تھا اور آخر میں مُردار ہو جائے گا اور اس وقت اپنے پیٹ میں ناپاکی بھرے پھرتا ہے۔ حقیقتِ کبر یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جانے اور اپنی تعریف پر خوش ہو۔ جو ہوا اس خوشی سے پیدا ہوتی ہے اسی کو کبر کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ نَفْخَۃِ الْکِبْرِ (پناہ چاہتا ہوں میں اللہ سے بادِ کبر و بُوئے غرور سے) جب یہ ہوا دل میں پیدا ہوتی ہے تو دُوسرے کو انسان اپنے سے کم اور خادم جانتا ہے بلکہ خدمت کے لائق بھی نہیں سمجھتا۔ سب سے پہلے جانے اور آگے بیٹھنے کو پسند کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت ہوتی ہے کہ نصیحت نہیں مانتا اور خود سختی سے نصیحت کرتا ہے اور لوگوں کو چوپاؤں سے بدتر تصوّر کرتا ہے۔ لوگوں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تکبّر کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے سامنے گردن نرم نہ کرنا اور لوگوں کو حقارت سے دیکھنا۔ یہ دونوں خصلتیں اللہ کی راہ میں حجاب ہیں ان کا ترک کرنا شرطِ ایمان ہے۔ غرور کی کئی قسمیں ہیں (۱) اللہ کے ساتھ غرور کرنا۔ جیسے نمرود و فرعون وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ کیا (۲) انبیاء سے غرور کرنا جیسے قریش نے کیا اور ایمان نہ لاتے اس غرور نے ان کو راہِ راست سے روک دیا۔ (۳) بندوں سے غرور کرنا یعنی ان کو حقیر سمجھنا اس میں دو کفر ہیں اور یہ گناہ سب سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْعَظْمَۃُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَاءِیْ وَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْھِمَا قَطَعْتُہٗ اَیْ ھَلَکْتُہٗ۔ (بزرگی میری تہبند اور بڑائی میری چادر ہے جو کوئی ان دونوں میں مجھ سے نزاع کرے گا وُہ ناہنجار ہے یعنی میں اس کو ہلاک کروں گا) غرور کے کئی اسباب ہیں (۱) علم، یعنی اپنے علم پر غرور کرنا اور دوسرے سے تعظیم کی اُمید رکھنا۔ حدیث میں ہے اٰفَۃُ الْعِلْمِ الْخُیَلَاءُ (اپنے کو بزرگ جاننا علم کی آفت ہے (۲) زہد یعنی اپنی عبادت پر غرور کرنا۔ دوسروں کو عبادت میں اپنے سے کم جاننا یہ بھی بُرا ہے۔ منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد پہاڑ پر اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا ابر اس پر سایہ افگن رہا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک بدکار اس کی زیارت کو گیا اور اس کے قریب بیٹھ گیا۔ زاہد کو خیال ہوا کہ بدکار کی بھی یہ مجال ہوئی کہ میرے قریب اور مجھ سے مل کر بیٹھے اور اس سے کہا تو میرے پاس سے ہٹ جا۔ وُہ بیچارا چپکا ہٹ گیا۔ اس وقت کے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ زاہد اور بدکار دونوں سے کہہ دو کہ نئے سرے سے اپنے کام کریں۔ میں نے بدکار کو اس کے اعتقاد کی وجہ سے بخش دیا اور زاہد کے تمام عمل اس کے غرور کی وجہ سے رائگاں کر دیئے (۳) نسب میں غرور کرنا اپنے کو

غرور کے اقسام

غرور کے اسباب

ذات والا اور دوسرے کو کم ذات جانے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے یہاں نسب کچھ کام نہ آئے گا
حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْجَنَّۃَ لِمَنْ اَطَاعَہٗ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاہُ وَلَوْ کَانَ حُرًّا قُرَیْشِیًّا[1] (۴) خوبصورتی میں غرور کرنا، یہ عورتوں میں اکثر ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ دوزخ میں اکثر رومی عورتیں حبشی ہو جائیں گی (۵) مال میں غرور کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ (بلکہ وہ برا ہے ان کے قریب ہے کہ وہ طوق پہنائے جائیں گے اس چیز کا جس سے انہوں نے بخل کیا) (۶) قوت میں غرور کرنا۔ حدیث میں ہے بہت سے کمزور بہشت میں زور آور اور بہت سے زور آور دوزخ میں کمزور ہو جائیں گے (۷) اولاد میں غرور کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (قیامت کے دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد سے نفع ہوگا مگر اس کو فائدہ ہوگا جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا)

غرور کا علاج

غرور کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو دوزخ سے آزاد اور جنتی نہ جانے اور عذابوں کو یاد کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (ایک گروہ جنت میں اور ایک دوزخ میں ہوگا) اس پر ہر وقت نظر کرے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا غرور کس کو کرنا چاہیئے آپ نے جواب دیا جس کے دونوں پاؤں بہشت میں ہوں۔ علماء کا قول ہے کہ کبر کی شامت متکبر کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی شیطان نے انکار کیا اور غرور کیا اسی کی وجہ سے کافروں میں ہو گیا۔ حدیث سابق میں ہے اَلْغِیْبَۃُ غیبت کو کبر کے بعد اس لیے ذکر کیا کہ کبر دل کا عمل اور غیبت زبان کا عمل ہے اس کا وبال بے حد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا (کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے) یعنی غیبت کرنا ایسا ہے جیسے مردے کا گوشت کھانا حدیث میں ہے اِیَّاکُمْ وَالْغِیْبَۃَ فَاِنَّ الْغِیْبَۃَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا اِنَّ الرَّجُلَ قَدْ یَزْنِیْ فَتَابَ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یَغْفِرُھَا لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَھَا لَہٗ (تم کو غیبت سے پرہیز کرنا

---

[1] اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنے تابعدار بندوں کے لیے پیدا کیا ہے چاہے وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہوں اور دوزخ کو گنہگاروں کے لیے خلق کیا ہے چاہے وہ آزاد قریشی النسل ہی کیوں نہ ہوں ۱۲

چاہیئے کیونکہ غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے اس لیے کہ زنا کا گناہ زانی کے توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کا گناہ اللہ اس وقت نہیں بخشتا جب تک وہ شخص نہ بخش دے جس کی غیبت کی گئی ہے) اور حدیث میں ہے مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ یَّخْدِشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ بِاَظَافِیْرِھِمْ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ ھٰٓؤُلَاۗءِ فَقَالَ ھٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِیْنَ یَغْتَابُوْنَ النَّاسَ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ (شب معراج میں میرا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے ناخنوں سے اپنے منہ نوچتی تھی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور اپنی غرض میں ان کو برا کہتے تھے) ایک بار حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھلائیے جو میری دستگیری کرائے آپ نے فرمایا نیک کام کو حقیر نہ جانو اگرچہ اپنے ڈول سے کسی کو آبخورے میں پانی ہی دو اور مسلمانوں سے بہ خندہ پیشانی ملو اور ان کی غیبت نہ کرو۔ ایک بار آپ نے اس قدر بلند آواز سے خطبہ پڑھا کہ عورتوں نے بھی بخوبی اپنے گھروں میں سنا وہ یہ ہے یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِقَلْبِہٖ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِھِمْ فَاِنَّ مَنْ یَّتَّبِعْ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ یَتَّبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَیَفْضَحُ اللّٰہُ فِیْ جَوْفِ بَیْتِہٖ (اے مسلمانوں کے گروہ جو زبان سے ایمان لاتے گو دل میں نہ ہو مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ پیچھا کرو ان کی عورات کا یعنی ان کے عیوب نہ ڈھونڈو۔ بیشک جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا اللہ اس کے عیوب کھول دے گا اور اس کے گھر کے بیچ میں فضیحت کر دے گا) اور حدیث میں ہے عَذَابُ الْقَبْرِ ثَلٰثَۃُ اَجْزَاۗءٍ جُزْءٌ مِّنَ النَّمِیْمَۃِ وَجُزْءٌ مِّنَ الْغِیْبَۃِ وَجُزْءٌ مِّنَ الْبَوْلِ (عذاب قبر کے تین اجزا ہیں (ان تین باتوں کے ارتکاب سے ہوگا) (۱) نمامی اور چغلخوری ہے (۲) غیبت اور بدگوئی ہے (۳) پیشاب کی پلیدی سے یعنی پیشاب کرنے کے بعد استنجا نہ کرنے کی پلیدی سے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو قبروں پر ہوا آپ نے فرمایا ان دونوں پہ عذاب ہوتا ہے ایک پر غیبت کی وجہ سے دوسرے پر اس وجہ سے کہ وہ پیشاب سے کپڑے کو محفوظ نہیں رکھتا تھا۔ پھر آپ نے چھوہارہ کے درخت سے دو ٹہنیاں توڑ کر دونوں قبروں کے سرہانے گاڑ دیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد فرمایا جب تک یہ ہری رہیں گی

آنکھ اور ہاتھ اور اشارے سے غیبت کا بیان

ان پر عذاب کی تخفیف ہو گی۔ حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ غیبت دل کی خرابی ہے۔ اور ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ غیبت کرنے والے کے عیوب ظاہر کر دیتا ہے اور دین و دنیا میں اس کو رسوا اور مردود کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے وہ گوشت قیامت کے دن فرشتے اس کے سامنے لاکر اس سے کہیں گے اس کو کھا جیسے تو دنیا میں کھاتا تھا۔ پس وہ غیبت کرنے والا اُسے کھاتے گا اور روتے گا اور منہ بگاڑے گا۔ منقول ہے کہ دو شخص مسجد کے سامنے بیٹھے تھے ایک مخنث آیا اور چلا گیا ان دونوں نے کہا اس کی آواز میں جو بات تھی وہ اب بھی باقی ہے پھر داخل مسجد ہو کر نماز پڑھی اور نماز کے بعد حضرت عطاء رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ اُنھوں نے فرمایا تم دونوں توبہ کرو اور نماز دہراؤ اور روزہ کی قضا ادا کرو۔ کیونکہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ اگلے لوگوں میں غیبت کم تھی۔ غیبت اسے کہتے ہیں جس سے سننے والے کو کراہت معلوم ہو۔ غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے اسی طرح ہاتھ آنکھ اور اشارے سے بھی ہوتی ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی۔ غیبت کرنے والے کو منع نہ کرنے والا اور دل میں بُرا نہ جاننے والا منافق ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک مقام پر تھے ایک نے کہا کہ فلاں شخص بہت سوتا ہے اس کے بعد حاضر خدمت نبوی ہو کر ان دونوں نے فرمایا آج ہمارے پاس روٹی کے ساتھ کھانے کو کچھ نہیں ہے اگر آپ کے یہاں ہو تو عطا فرمائیے۔ آپ نے جواب دیا تم دونوں گوشت کھا چکے ہو (غیبت کر چکے ہو) اب تمہیں سالن کی کیا ضرورت ہے۔ چونکہ ان دونوں میں ایک کہنے والا اور دوسرا سننے والا تھا اس لیے آپ نے دونوں کو برابر تنبیہ فرمائی۔ جس طرح غیبت زبان سے حرام ہے اسی طرح دل سے بھی حرام ہے۔ بغیر دیکھے سُنے کسی سے بدگمانی کرنا دل کی غیبت ہے۔ حدیث میں ہے جس طرح مسلمان کا خون اور مال حرام ہے اسی طرح اس سے بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔ سوا فاسق کے قول کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (اگر فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کر لو اور کسی قوم پر نادانی سے جا نہ پڑو تاکہ اپنے کیے پر پچھتانا نہ پڑے) یہ تمام مؤاخذے

اس وقت ہیں کہ جب بدگمانی دل میں جم جائے اور یقین کرے لیکن اگر سرسری طور پر خیال آوے تو وُہ فعل اختیاری نہیں ہے لہٰذا اس پر مواخذہ بھی نہیں۔ حدیث میں ہے کوئی مومن گمانِ بد سے خالی نہیں ہوتا اور سلامتی اس میں ہے کہ اس کی تحقیق کرے کہ مخبر عادل ہے یا فاسق اگر عادل ہو تو وُہ بھی یقین کرنے میں توقف کرے اور اگر عادل کو فاسق سمجھا تو بھی بدگمانی ہے اس کی سچائی پر اور یہ بھی ناجائز ہے۔ غیبت کا علاج یہ ہے کہ اس بات کا یقین کرلے کہ غیبت اسی طرح نیکیوں کو مٹا دیتی ہے جیسے آگ لکڑی کو خاک کر دیتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو باور نہ کرنا کفر ہے اور اگر آپ کے قول کو سچ جان لیا تو ظاہر ہے آپ نے فرمایا غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی اُس نے غیبت کی ہے اُسے دی جائیں گی اور کوئی عقلمند اسے پسند نہ کرے گا کہ اپنی نیکیاں دوسرے کو دیدے۔ پس غیبت سے احتراز کرنا لازمی ہے۔ غیبت چھ مقام پر درست ہے (۱) ظلمِ حکام کی شکایت حکامِ بالا سے کرنا تاکہ وُہ انسداد کر دیں لیکن اگر یہ مقصود نہ ہو تو یہ بھی ناجائز ہے (۲) فساد دفع کرنے کی قدرت رکھنے والے سے مفسدوں کی خبر کرنا (۳) فتویٰ پوچھنے میں امرِ واقعی لکھ دینا بہتر ہے کہ جس کی بُرائی کرنا ہے اس کا نام نہ لکھے اور زید عمرو بکر کر کے لکھے اور اگر نام بھی لکھ دے گا تو حرج نہیں ہے۔ (۴) خریدنے والے کو چیز کا عیب بتا دینا (۵) بیمار کی بیماری کی معالج کو اطلاع دینا (۶) فاسق علانیہ زنا کرنے والے شراب پینے والے کی مذمت کرنا تاکہ دوسرے متنبہ ہوں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ سلطانِ ظالم مبتدع فاسق مجاہر کے افعالِ قبیحہ کا بیان کرنا درست ہے۔ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرائے اور تواضع کرے اگر مر گیا ہو تو اس کے لیے دُعائے مغفرت کرے۔ اگر عفو قصور چاہنے پر اور تواضع کرنے پر جس کی غیبت کی ہے وُہ معاف کر دے تو خیر ورنہ یہ امور غیبت کرنے والے کے حسنہ ہوں گے اور ممکن ہے کہ یہی عفو قصور اور تواضع غیبت کے گناہ کا عوض ہو جائے۔ غیبت کا معاف کرانا اس طرح سے بہتر نہیں ہے کہ اس سے اپنے تمام قصور معاف کرالے بلکہ ایک ایک بیان کر کے معاف کرائے۔ غیبت گمان سے پیدا ہوتی ہے اور گمان تفحص حالات سے پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے ممانعت کی ہے جس پر یہ آیت شاہد ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ (اے ایمان والو بچو بہت بدگمانی سے یقینی بعض بدگمانیاں گناہ ہیں یہ آیت حضرت ابوبکر رضؓ اور

عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے واقعہ اس کا یہ ہے کہ جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کو تشریف لے جاتے تھے تو ایک فقیر کو دو مالداروں کے سپرد فرماتے تھے تاکہ اس کی خاطر داری معقول طور سے ہو۔ اس جہاد میں آپ نے حضرت سلمان رضہ کو ان دونوں کے سپرد فرمایا تھا تاکہ یہ ان کا کام کریں اور وُہ ان کے کفیل رہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ منزل پر پہنچ کر کھانا پکاتے اسباب سفر اتارتے۔ اونٹوں کو آب وخورد دیتے اور منزل پر پہلے سے پہنچ کر اشیائے ضروری مہیا کرتے تھے۔ ایک بار راہ میں حضرت سلمان بیمار ہو گئے اور ضعف کی وجہ سے منزل پر پہنچتے ہی سو گئے جب یہ حضرات وہاں پہنچے تو حسبِ عادت ضروریات کا انتظار کیا۔ شب کو اُنہیں حالتِ علالت میں خوابیدہ پاکر بیدار کر کے پوچھا تم نے کچھ کھانے کو بھی پکایا ہے انہوں نے کہا نہیں۔ کہا آہستہ آہستہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں جاؤ اگر وہاں کچھ کھانا بچا ہو لے آؤ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ وہاں گئے ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے حضرت سلمانؓ کی غیبت میں کہا لو بعث اِلیٰ بِئرِ سمیحۃ لَرَجَعَ لَمَاذَھَبَ اگر ہم سلمان کو بیر جسیمہ پر بھیجتے تو وُہ نہ جاتے یعنی ان کی کم ہمتی کی طرف اشارہ کیا۔ سمیحہ ایک کنواں ہے جس میں پانی بہجد تھا۔ ادھر حضرت سلمانؓ نے حاضر خدمتِ نبوی ہو کر پیام پہنچایا ارشاد ہوا کہ اسامہ سے دریافت کرو اگر کچھ ہو تو لے جاؤ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کچھ نہیں ہے یہ واپس آئے اور واقعہ بیان کر دیا ان حضرات نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں سوءِ ظن کیا۔ انہوں نے ٹال دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے اور تمام واقعہ سے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کو آگاہ کر دیا تاکہ آپ خصوصًا ان کو نصیحت فرمادیں اور عمومًا تمام مسلمانوں کے لیے پند ہو۔ آپ نے ان دونوں کو طلب فرما کر کہا تمہارے دانتوں میں گوشت کیسا ہے انہوں نے کہا یا حضرت ہم کو اسامہ نے کچھ نہیں دیا اور نہ ہم نے گوشت کھایا ہے آپ نے اُن سے کہا تھوکو۔ جب ان دونوں نے زمین پر تھوکا تو اس کا رنگ متغیر تھا اس وقت آپ نے یہ آیت ان کو سُنائی۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ الرَّحِیْمٌ اور کسی کا بھید نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ وُہ اپنے مرے ہُوئے بھائی کا

گوشت کھاوے ایسا نہیں ہے بلکہ تم کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور توبہ کرو بیشک اللہ قبول کرنے والا مہربان ہے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گمان تجسّس غیبت کو بیان فرمایا اور ابتدا گمان سے کی ہے اس لیے کہ گمان مقدمۂ تجسّس ہے اور تجسّس مقدمۂ غیبت ہے۔ سب سے پہلے سوءِ ظن ہوتا ہے پھر اس کی تلاش ہوتی ہے پھر غیبت کی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مزید رحمت کی وجہ سے ان تینوں امور کی ممانعت کردی اور مثالاً بیان کردیا کہ غیبت مثل مردار زشت کے ہے پھر فہمائش کے طریقہ سے توبہ کا حکم دیا اگر کوئی شخص حرام یا مشتبہ کام میں مبتلا ہو اور حلت وحرمت کی تحقیق نہ کرتا ہو اور وَلَا تَجَسَّسُوْا کو دلیل لاتا ہو تو وہ دوزخ میں جاتے گا۔ حدیث میں ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْیِهٖ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے) اللہ مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق دے اور بُری باتوں سے بچاتے آمین۔ غیبت کے بعد حدیث سابق میں حسد کا ذکر ہے وَالْحَسَدُ ارشاد ہوا ہے یعنی جب تک اہلِ ایمان حسد کو ترک نہ کریں گے عذاب سے رہائی نہ پائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے خطاب میں فرماتا ہے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ مجھ سے پناہ مانگو حسد کرنے والوں کے حسد سے۔ ایک شخص نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں دوزخ سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْسِدِ النَّاسَ تَكُنْ اٰمِنًا (لوگوں سے حسد مت کرتا کہ دوزخ سے بے خوف ہوجاتے) اور بھی فرمایا ہے اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم میں وہ چیزیں پیدا ہونے لگی ہیں جن کی وجہ سے اُمم سابقہ ہلاک ہوتی ہیں اور وہ دشمنی اور عداوت اور حسد ہے۔ اور بھی آپ کا ارشاد ہے کہ حاسد کو تنگی جان کنی زائد ہوتی ہے اور حاسد سوالِ قبر میں عاجز ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس کو یہ مقام کیوں ملا حکم ہوا کہ اس نے حسد اور والدین کی نافرمانی اور چغل خوری نہیں کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حسد کرنے والا میرا دشمن ہے اور میرے حکم پر غصہ کرنے والا اور میری تقسیم کو پسند نہیں کرتا۔ حدیث میں ہے کہ چھ قومیں اپنے چھ گناہوں کے باعث دوزخ میں جائیں گی (۱) حکام ظلم کی وجہ سے (۲) عرب غصہ کے سبب سے (۳) تونگر غرور کے باعث سے (۴) تجار چوری کی وجہ سے (۵) گنوار جہالت کے باعث سے (۶) عالم حسد کی وجہ سے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ

نے فرمایا ہے کہ حسد کے دس حصّے ہیں :۔۔۔۔ نو حصّے علماء میں ہیں اور ایک حصّہ تمام عالم میں ہے مروی ہے کہ ایک شخص حاضرِ خدمتِ نبوی ہو کر کہنے لگا کہ میں نے ایک تعجب خیز واقعہ یہ دیکھا ہے کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص مرا جب ہم نے اس کا جنازہ اُٹھایا تو وہ ہمارے کاندھوں سے جدا ہو کر خود چلتا تھا آپ نے فرمایا وہ مغرور اور حاسد نہ ہو گا اسی لیے فرشتے اس کا جنازہ اُٹھائے ہوں گے اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اگر تم جنت میں بے پوچھے جانا چاہتی ہو تو مسلمانوں سے حسد نہ کرنا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار سے حسد کرنا جائز ہے اور آپ نے کافروں پر حسد کیا ہے ۔

ایک بار آپ کے سامنے کافروں کے سات قافلے مال واسباب سے لادے ہوئے گذرے آپ نے فرمایا اگر یہ مال واسباب مسلمانوں کو ملتا تو وُہ فراغت میں بسر کر کے اللہ کی یاد کرتے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۃ فاتحہ لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ میں سات آیتیں ہیں جو کوئی آپ کی اُمت میں سے اس کو پڑھے گا اللہ اس کو سات قافلوں کے مال خیرات کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یاروں میں سے کوئی ایک مر گیا۔ تمام ملائکہ کو اُس کی رُوح کے استقبال کرنے کا حکم ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سبب پوچھا ارشاد ہوا کہ یہ کینہ نہیں رکھتا تھا۔ سخی تھا غیبت نہیں کرتا تھا۔ طامع نہیں تھا حسد سے دُور رہتا تھا۔ حدیث میں ہے اَلحَاسِدُ کَالمُجَاھِدِ مَعَ اللہِ (حسد کرنے والا مثل اس کے ہے جو اللہ سے لڑائی لڑتا ہے) اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اگر تم جنت میں مثل پیغمبروں کے درجہ کے ہونا چاہتے ہو تو حسد نہ کرو اور آپ نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں ایک وادی خاص حاسدوں کے لیے ہے اور اس میں عذاب زیادہ ہے۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کبھی اہلِ دنیا پر حسد نہیں کرتا اس لیے کہ اگر وُہ جنتی ہے تو اس نعمت کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے بے قدر ہے اور اگر دوزخی ہے تو اُسے دنیا کی نعمت سے کیا فائدہ ہو گا جب عقبیٰ میں دوزخ پائے گا۔ کسی نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ مومن بھی حاسد ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں جیسے برادرانِ یوسفؑ نے حسد کیا اس لیے کہ حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہما السلام کو زیادہ چاہتے تھے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ موت کو یاد کرنے والا کبھی خوش نہیں رہتا نہ حسد کرتا ہے۔ کسی کے زوالِ نعمت کے خواہشگار ہونے کو حسد کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم

حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (تم میں کوئی مومن نہ ہو گا جب تک اس چیز کو اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرو جسے اپنے لیے پسند کرتے ہو) حسد ایمان کو ضعیف کر دیتا ہے۔ اگر دوسرے کی زوالِ نعمت کا خواستگار نہ ہو بلکہ اپنے لیے بھی اس نعمت کا طالب ہو تو یہ حسد نہیں بلکہ غبطہ اور منافسہ ہے (رغبت کرنا) ہے اور یہ دینی کاموں میں احسن ہے عجب نہیں کہ غبطہ کرنا واجب ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ (اپنے رب کی مغفرت کی جانب پیشقدمی کرو) حدیث میں ہے دوسرے کا مال دیکھ کر خیال کرنا کہ اگر اتنا مال میرے پاس بھی ہوتا تو میں بھی اس کے مثل کام کرتا حسد نہیں ہے بشرطیکہ نیک کاموں کی آرزو ہو اور اگر گناہ میں ہے تو یہ بھی اس کے وبال میں شریک ہو گا حسد کا علاج یہ ہے کہ یقین کر لے کہ حسد سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہے دنیا میں غم سے نجات نہیں پاتا اور آخرت میں بھلائیاں جاتی رہیں گی اور قسمتِ الٰہی پر راضی نہ ہونے والا مثل شیطان کے ہو گا محسود کے لیے نعمت کی اور حاسد کے لیے غم کی ترقی ہوا کرتی ہے محسود مظلوم اور حاسد ظالم ہے۔ حدیث میں ہے کہ محسود حاسد کی بھلائیاں لے جاتا ہے اور اپنی برائیاں اس کے گلے منڈھتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام محسود ہیں اور شیطان حاسد وہ ہمیشہ کے لیے مسعود اور یہ مستحق لعنت ابدی ہوا۔ ہابیل محسود ہیں اور قابیل حاسد اُن کے لیے سعادت اور اس کے لیے شقاوت ہوئی وَسُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰہِ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے بدگمانی کی دو قسمیں ہیں (۱) اللہ سے (۲) مسلمان سے۔ بعض محدثین نے اس حدیث کے معنی یوں کہے ہیں کہ سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰہِ سے مراد یہ کہ اللہ کے بندوں سے بدگمانی کرنا قطعی کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مالِ غنیمت میں پانچواں حصہ رسول کا مقرر تھا اس آیت میں اللہ نے اپنی طرف نسبت فرمائی اور دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ اپنے بندہ سے کہے گا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا بندہ کہے گا تو اس سے بے پرواہ تھا میں تجھے کھانا کیونکر دیتا حکم ہو گا تو نے ہمارے بھوکے بندہ کو کھانا نہیں دیا پس گویا ہمیں نہیں دیا اگر اس کو دیتا تو ہمیں دیتا۔ ایک بار حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف تیر چلایا وہ تیر گیارہ صفوں سے گذر گیا اور گیارہ آدمی اور پانچ زرہ اور سات ڈھالوں کو توڑ کر زمین میں دھنس گیا آپ کو اس امر سے تعجب ہوا پس یہ آیت نازل ہوئی وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (تو نے تیر نہیں پھینکا جب پھینکا وہ تیر

خدا نے پھینکا) یہاں اللہ نے تیر کی اضافت اپنی جانب کی ایسی اضافتیں بہت ہیں اور جائز ہے۔ پس اللہ کے بندوں سے بدگمانی کرنا گویا اللہ سے بدگمانی کرنا ہے اور اللہ سے بدگمانی کرنے کی دو قسمیں ہیں (۱) ذات میں (۲) صفات میں۔ ذات میں بدگمانی یہ ہے کہ اللہ کے آنکھ ہے یا سر ہے یا تن اور جان ہے یا ہاتھ پاؤں ہیں جیسے آدمیوں کے ہیں اور یہ مثل کہنا جائز ہے۔ اور صفات میں بدگمانی یہ ہے کہ کہے وہ حلیم نہیں یا عادل نہیں یا سخی نہیں اور مثل اس کے یہ امور کفر ہیں یا اس سے ناامید ہو جائے اور کہے اللہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (اللہ کی رحمت سے گمراہوں کے سوا کوئی قوم ناامید نہیں ہوتی) اور حدیث قدسی میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ فَیَظُنَّ بِیْ مَا یَشَآءُ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں پس وہ جیسا چاہے میرے ساتھ گمان کرے) حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو گئے آپ نے اس سے پوچھا اللہ کے ساتھ تیرا کیسا گمان ہے اس نے کہا رحمت اور مغفرت کا آپ نے فرمایا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ بِظَنِّكَ الْحَسَنِ (تو اپنے نیک گمان کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا انہوں نے جواب دیا جب فرشتے میری روح کو اللہ کے سامنے لے گئے تو ارشاد ہوا اگر مجھے تمہارے سفید بالوں کی شرم نہ آتی تو دوزخ میں پھینک دیتا تم اس قدر کیوں روتے تھے کیا دنیا میں میری رحمت سے ناامید تھے۔ مومن کے ساتھ بدگمانی کرنے کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ذات میں (۲) صفات میں۔ حدیث میں ہے ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِیْنَ حَسَنًا (ایمان والوں کے ساتھ نیک گمان کرو) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ان کے ساتھ بدگمانی تھی کہ ان کے جسم پر سفید داغ ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نہایت شرمگین تھے کسی کے سامنے کپڑے نہیں اتارتے تھے لوگوں کی نظر سے غائب ہو کر نہاتے تھے۔ ایک دن آپ دریا کے کنارے ایک پتھر پر کپڑے رکھ کر دریا میں نہانے لگے اللہ نے ان کی قوم کی بدگمانی دفع کرنے کے لیے اس پتھر کو چلایا وہ دوڑنے لگا آپ برہنہ اس کے پیچھے دوڑے اور فرماتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے ہیں اے پتھر میرے کپڑے ہیں جب قوم نے آپ کو دیکھا تو کوئی داغ آپ پر نہ پایا سب نے توبہ کی اور استغفار کرنے میں مشغول ہوئے پس معلوم ہوا کہ دل میں گمان کرنے کو بھی ظن کہتے ہیں اور اگر

زبان سے بھی اُسے ادا کرے تو ظن اور غیبت دونوں کا گناہ ہوتا ہے اور بقدر گناہ کے عذاب کا مستحق ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ (جو لوگ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو فتنے میں ڈالتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے پس اُن کے لیے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کے لیے عذاب ہے جلنے کا) دوزخ کا عذاب گناہ کی وجہ سے اور جلنے کا عذاب توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور جھوٹ بات کی بدگمانی کرنا تہمت لگانا ہے یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ بہتان کرنے والے پر سخت عذاب ہوگا اور یہ بدترین درد والم دیکھے گا۔ اور مومن کی صفات میں بدگمانی یہ ہے کہ گمان کرے کہ فلاں شخص خائن یا جواری یا زانی یا مدمن الخمر یا جھوٹا بخیل ہے سب حرام ہیں ایک شخص نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ فلاں شخص خائن ہے آپ نے فرمایا اس گفتگو سے تیرے لیے خائنوں کا عذاب ثابت ہو گیا۔ اور منقول ہے کہ حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محفل میں تھے ایک سائل نے آکر سوال کیا حضرت عمرؓ نے اُسے کچھ دلوا دیا سائل کے جانے کے بعد حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شخص باوجود مقدرت کے سوال کرتا ہے آپ نے فرمایا بدگمانی سے توبہ کرو کیونکہ میں نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ مَنْ ظَنَّ بِالْمُؤْمِنِیْنَ سُوْءً حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (جو شخص مومنین کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دیتا ہے) حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں مومن کی بدگمانی نہ ہو وہ اللہ کے نزدیک جہاد کرنے والوں میں سے ہے اگرچہ بظاہر وہ اپنی بی بی کے ساتھ نرم بستر پر ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (اللہ تعالیٰ نے ان منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں پر عذاب کرے گا جو اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں بدگمانی کی بُرائی انہیں پر لوٹنے والی ہے اور ان پر اللہ کا غصہ اور لعنت ہے اور جہنم ان کے لیے تیار ہے اور وہ بُری جگہ ہے) اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ یعذب سے مراد یہ ہے کہ دین و دنیا دونوں میں اللہ ان پر عذاب کرے گا دنیاوی عذاب یہ ہے کہ مجاہدین ان سے قتال کریں گے اور اُنہیں اپنا غلام بنائیں گے ان سے جزیہ لیں گے

اور وہ ذلیل ہوں گے ۔ دین کا عذاب یہ ہے کہ قبر ان کو اس طرح پیسے گی کہ ان کی ہڈیاں آٹا ہو جائیں گی اور نکیرین ان کے پاس ہیبت ناک ہو کر آئیں گے اور وہ ان کے جواب سے عاجز ہو کر عذاب میں مبتلا ہوں گے اور قیامت میں سختی حساب اور حرارت آفتاب اور زمین کی تپش میں پھنسیں گے اور اپنے پسینہ کے گرم پانی کی ندی میں ڈوبیں گے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں پائیں گے اور پلصراط کی سختی میں مبتلا ہوں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہ کر طرح طرح کے عذاب سہیں گے اور دیدار الٰہی اور جنت کی نعمتوں سے دور رہیں گے اور رحمت الٰہی مددگار نہ ہوگی اَلْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ چونکہ منافقین پر پر زائد عذاب ہوگا اسلیے پہلے ان کو ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ منافق دوزخ کے نیچے کے درجہ میں ہوں گے (اوپر بیان ہو چکا ہے کہ دوزخ کے نیچے کے درجے میں تمام درجوں سے زیادہ عذاب اور سختی ہے۔ منافق اسے کہتے ہیں جو ظاہر میں اقرار اور دل میں انکار کرے اور ایسا ایمان مفید نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَکٰذِبُوْنَ (اے محمد جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بخوبی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ کہ منافق جھوٹے ہیں) چونکہ منافق دل میں تصدیق نہیں رکھتے اسلیے اللہ نے اُن کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی۔

نفاق کے اقسام

نفاق کی تین قسمیں ہیں (۱) زبان سے اقرار اور دل سے انکار کرنا یہ کفر ہے (۲) ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت رکھنا یہ تکذیب ہے (۳) سامنے خوشامد اور پیٹھ پیچھے غیبت و بدگوئی کرنا یہ گناہ ہے وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ

شرک اور کفر کا فرق اور اقسام

بظاہر مشرک اور کافر دونوں ایک ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے ان دونوں میں فرق ہے۔ مشرک وہ ہے جو دوسرے کو اللہ کا شریک جانے اس کو شرک اکبر کہتے ہیں اور شرک اصغر کی دو قسمیں ہیں ایک جلی اور دوسری خفی، جلی وہ ہے جو کھلا ہوا ہو جیسے اس کی صفات پر اعتماد نہ کرنا استعانت و اعتقاد بغیر حق کرنا شگون لینا فال دیکھنا سوا خدا کے قسم کھانا۔ حدیث میں ہے مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰهِ (جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی اُس نے اللہ کا شریک گردانا) خفی وہ ہے جو چھپا ہوا ہو اسی کو ریا اور سمعہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَوَيْلٌ[1] لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کو بھولے ہوئے ہیں اور سستی کرتے

[1] ویل کے معنی افسوس کے ہیں اور دوزخ کی ایک وادی کا بھی نام ہے ۱۲ مترجم

کرتے ہیں اور دکھانے کو نماز پڑھتے ہیں) یہ آیت ریاکاروں کے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا میں اپنی امت پر شرکِ اصغر سے ڈرتا ہوں صحابہ نے پوچھا شرک اصغر کیا ہے آپ نے فرمایا وہ ریا ہے۔ اَلظَّانِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اللہ سے بدگمانی کیا ہے آپ نے فرمایا اس کے حق میں ان باتوں کا اعتقاد کرنا جو اس کی شان کے خلاف ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاھِلِیَّۃِ (اللہ پر ناحق جاہلیت کا ایسا گمان کرتے ہیں) قرآن شریف میں گمان کے پانچ معنی ہیں۔ مترجم کہتا ہے اس مقام صاحب نافع المسلمین نے یہاں کے عوض نہیں لکھا ہے اور ظن کے معنی بدگمانی تحریر کیے ہیں انتھی۔

(۱) یقین، سورۃ الحاقہ میں ہے اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَہْ (مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں اور اسی کی مثل سورۃ بقر میں ہے اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ (وہ یقین کرتے ہیں کہ ہم اپنے رب سے ملنے والے ہیں) (۲) شک، سورۃ جاثیہ میں ہے اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا (ہم گمان نہیں کرتے مگر شک کا (۳) جاننا، سورۃ انشقت میں ہے اِنَّہٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ (اس نے جان لیا کہ وہ پھر اللہ کی طرف نہ جائے گا) اور حم سجدہ میں ہے وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (اور تم نے جان لیا کہ بے شک اللہ تمہارے بہت سے کاموں کو نہیں جانتا (۴) انکار، سورۃ ص میں ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلًا ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے بیکار نہیں پیدا کیا یہ انکار کافروں کا ہے) (۵) حجت، سورۃ یوسف میں ہے وَمَا ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ کیا حجت ہے کافروں کی جو جھوٹ بات کا اللہ پر افتراء کرتے ہیں) عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ (انہیں پر بدگمانی کا وبال ہے) وہ کل حوائج سے بری ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے بلکہ کھلاتا ہے وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ اور لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ اس پر شاہد عادل ہیں پس ایسی اضافتیں خود تمہاری طرف لوٹ آئیں گی وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔ جب مومن دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو دوزخ کی آگ اُن کے گرد اور درندے اُن کے پاس آدیں گے مالک کہے گا ان کو پکڑو مومن گھبرا کر یا غیاث المستغیثین کہیں گے آواز آئے گی لبیک لبیک یعنی کیا ہے میں تیرے پاس ہوں چونکہ مومن پر اللہ کا غصہ نہیں ہے اس لیے انہیں یہ جواب ملے گا اور کفار تین سو برس روئیں گے اور ربنا ربنا پکاریں گے آخر کو یہ جواب سنیں گے اِخْسَئُوْا فِیْھَا

نقل از نافع المسلمین

وَلَا تُکَلِّمُوْنِ (دور ہو اور مجھ سے بات نہ کرو) یہی غضب الٰہی کی علامت ہے وَلَعَنَہُمْ رحمت سے دور کر دینے کو لعنت کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک لعنت بمعنی قطعیت ہے یعنی ان کی امید قطع کر دی کہ کسی وقت میں دوزخ کے عذاب سے رہائی نہ پائیں گے وَاَعَدَّ لَہُمْ جَہَنَّمَ مومنوں کو بشارت ہے کہ دوزخ ان کے لیے نہیں تیار کی گئی ہے بلکہ یہ بقدر اپنے سزائے اعمال کی میعاد کاٹ کر جنت میں جائیں گے۔ دوزخ خاص کفار کے لیے مخلوق ہوئی ہے انہیں کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے وَسَاءَتْ مَصِیْرًا انسان مرض کے بعد اور تکلیف کے بعد راحت اور رنج کے بعد خوشی پاتا ہے جس کی وجہ سے تکلیف بھول جاتا ہے اسی سے امید ہوتی ہے کہ تکالیفِ دنیوی برداشت کرے ایمان سالم لے جائے۔ اللہ ہمارا اور جمیع مومنین کا انجام بخیر کرے۔ (آمین)

المجلس الثّامن

فی فضیلۃِ الحجِّ وزیارۃِ قبرِالنّبیّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم

حج اور زیارتِ روضۂ منوّرہ کی فضیلت کے بیان میں

بسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ وَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ (حضرت ابو ہریرہ رضی سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور جماع نہ کیا اور گناہ نہ کیا تو وُہ اس طرح گناہوں سے پاک لوٹے گا جیسے ابھی اس کی ماں نے جنا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے) اس حدیث کے راوی وہ بزرگ ہیں جو جنگل سے لکڑیاں لاکر بیچتے اور اسی قوتِ حلال سے بسر اوقات کیا کرتے تھے ایک دن لکڑی کا گٹھا بھاری ہوگیا اور یہ روزہ دار تھے کئی بار اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے ایک فرشتے کو حکم ہوا کہ تو جا اور ہمارے دوست کی مدد کر فرشتہ نے آکر وُہ گٹھا بآسانی آپ کے سر پر رکھ دیا۔ جان لو کہ منجملہ ارکان اسلام کے حج بھی ایک رُکن ہے اور اس میں بے حد ثواب ہے۔ حدیث میں ہے مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ یُرِیْدُ الْحَجَّ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ یَضَعُھَا وَیَرْفَعُھَا ثَوَابَ عِتْقِ رَقَبَۃٍ فَاِذَا اغْتَسَلَ وَاَرَادَ الْاِحْرَامَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَاِذَا لَبّٰی یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَبْدِیْ غَفَرْتُکَ بِمَغْفِرَتِیْ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ نَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اسْتَانِفِ الْعَمَلَ فَاِذَا اَخَذَ بِالطَّوَافِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ طَوَافٍ سَبْعِیْنَ حَسَنَۃً فَاِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ فَکَاَنَّمَا قَبَّلَ بَابَ الْجَنَّۃِ فَاِذَا سَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ یَکْتُبُوْنَ لَہُ الْحَسَنَاتِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فَاِذَا وَقَفَ بِالْعَرَفَاتِ اَعْتَقَہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ وَیُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہٖ بِالْحَسَنَاتِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ۔ (جو شخص اپنے گھر سے حج بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلا تو اللہ اس کے ہر قدم رکھنے اور اُٹھانے پر ایک ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے۔ پس

جب وہ غسل کرتا ہے اور احرام باندھنے کا ارادہ کرتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے اور جب لبیک کہتا ہے تو اللہ کہتا ہے میں نے تجھ کو اپنی مغفرت سے بخش دیا اور جب مسجدِ حرام میں داخل ہوتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے اللہ کے دوست کیا کر اس عمل کو اور جب طواف شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر طواف کے عوض میں ستر برس کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے اور جب وہ حجر اسود کو چومتا ہے تو گویا اس نے بابِ جنت کو چوما اور جب صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑتا ہے تو اس کے لیے ستر ہزار فرشتے نیکیاں لکھتے ہیں۔ پس عرفات پر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اس کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے) اور حدیث میں ہے جو شخص حج کرے بدوں اس کے کہ تن کو گناہ سے آلودہ کرے اور زبان کو بے ہودہ اور ناشائستہ باتوں سے روکے تو اس طرح گناہوں سے باہر آتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے اور بھی حدیث میں ہے کہ جس نے بہت گناہ کیے ہوں اس کا کچھ کفارہ نہیں ہے مگر عرفات میں کھڑا ہونا اور یہ بھی ایک حدیث میں ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ خوار اور حقیر زرد رو کبھی تم شیطان کو نہ دیکھو گے اس لیے کہ عرفہ کے دن اللہ اپنے بندوں پر اپنی بیحد رحمت نازل فرماتا ہے اور بڑے بڑے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور بھی حدیث میں ہے کہ جو شخص گھر سے حج کا قصد کر کے نکلے اور راہ میں مر جائے تو قیامت تک ہر سال اس کے لیے حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو شخص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہما میں مرے اس سے حساب کتاب نہ ہو گا۔ اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج جس میں کوئی گناہ نہ ہو دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور بہشت کے سوا اس کی کوئی جزا نہیں ہے اور بھی آپ کا ارشاد ہے کہ اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے کہ عرفات پر ہو اور خیال کرے کہ میرے گناہ نہیں بخشے گئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ حج کر کے ان ثوابوں کا مستحق ہو آپ نے فرمایا ہے مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ بِاَيِّ دِيْنٍ شَاءَ جو شخص مرے اور باوجود قدرت اور فرضیت کے حج نہ کرے پس چاہیئے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے) اور بھی آپ کا فرمان ہے مَنِ اسْتَطَاعَ وَلَمْ يَحُجَّ فَقَدْ كَفَرَ (جس کو قدرت ہو اور حج نہ کرے پس وہ کافر ہے)

اس کفر سے بعض کے نزدیک اصل کفر اور ہمارے نزدیک کفرانِ نعمت مراد ہے یعنی جس کو اللہ تعالیٰ استطاعت حج کی دے اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو اس نے کفرانِ نعمت کیا۔ اور بھی ارشاد ہے کہ جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے اللہ اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا اور اس کی دُعا قبول نہ کرے گا اور منکرینِ کعبہ کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ اور بھی فرمایا ہے کہ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے کہ ہر سال حج میں چھ لاکھ آدمی زیارت کریں گے جس سال انسانوں کی جماعت اس سے کم ہوگی اس سال بقدر بری تعداد کے اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر تعداد پوری کرائے گا اور بھی آپ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دلہن کی طرح کعبہ آراستہ اور منور ہوگا اور سب حاجی اس کے گرد ہوں گے اور پردہائے کعبہ میں ماریں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو جنت میں داخل کرے گا اور مصابیح میں مذکور ہے کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرنے آوے اور اس سال حج نہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ دوسرے سال ورنہ تیسرے سال حج کرے اگر نہ کرے گا اور مر جائے گا تو اس کی آنکھوں کے بیچ میں لکھا جائے گا یہ اپنے خدا سے منکر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ (جو کفر کرے تو اللہ سب جہانوں سے بے پرواہ ہے) اور آپ نے فرمایا ہے کہ چار شخصوں کا عذر قبول نہ ہوگا (۱) جو اذان سنے اور بلا عذر مسجد میں حاضر نہ ہو (۲) جس کے سامنے کھانا ہو اور دروازہ پر سائل کو نہ دے (۳) جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بجا نہ لاتے (۴) باوجود استطاعت کے حج نہ کرے اور بھی آپ کا ارشاد ہے مَنْ مَاتَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ مَجِيئًا أَوْ ذَاهِبًا كَتَبَ اللَّهُ فِي كُلِّ سَنَةٍ سَبْعِينَ حَجَّةً وَسَبْعِينَ عُمْرَةً (جو شخص مکہ معظمہ کے راستہ میں مر جائے آتا ہوا یا جاتا ہوا تو اللہ تعالیٰ ہر سال اس کے لیے ستر حج اور ستر عمرہ کا ثواب لکھتا ہے) اور آپ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ حَجَّ مِنْ مِصْرِهٖ مَاشِيًا (بیشک اللہ اور اس کے فرشتے ایسے شخص کے لیے استغفار کرتے ہیں جو اپنے گھر سے پیادہ پا سفر طے کر کے حج کرے) اور آپ نے فرمایا ہے کعبہ کا طواف نماز ہے فرق اتنا ہے کہ اس میں بات کرنا حلال ہے۔ لہٰذا ہر طواف کرنے والے کو حالت طواف میں لازم ہے کہ نیک ہی بات کرے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نصیحتاً فرمایا کہ حج کرنے کو پیادہ جاؤ اور پیادہ واپس آؤ کیونکہ میں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کو فرماتے سُنا ہے کہ سوار حج کرنے والے کو ہر قدم کے بدلے ستر نیکیاں ملتی ہیں اور پیادہ حج کرنے والے کو ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں ملتی ہیں اور نیکی کا ثواب مسجدِ حرام کی نیکی کا ہوتا ہے اور مسجدِ حرام میں ایک نیکی کرنے کا ثواب اس قدر ہے جو ایک لاکھ نیکیوں کا ہوتا ہے اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حج مقبول کی علامت یہ ہے کہ حاجی کا حال پہلے سے اچھا ہو جائے۔ اور بھی آپ نے فرمایا ہے کہ پاک وصاف حج کی مزدوری سوا بہشت کے کچھ نہیں۔ اور فرمایا ہے مَنْ مَّاتَ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ مُقْبِلًا اَوْ مُدْبِرًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ اَلْبَتَّۃَ وَیَشْفَعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ (جو شخص مکہ معظمہ کے راستے میں آتے ہوتے یا جاتے ہوئے مرجائے اللہ ضرور اس کی مغفرت کرے گا اور اپنے گھر والوں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا) اور بھی فرمایا ہے اَلْحَجُّ جِھَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ (حج ہر ضعیف کا جہاد ہے) اور فرمایا ہے مَنِ اشْتَاقَ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَفَاضَتْ عَیْنَاہُ نَادَی الْجَلِیْلُ جَلَّ جَلَالُہٗ یَا مَلَائِکَتِیْ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ کَیْفَ فَاضَتْ عَیْنَاہُ مِنِ اشْتِیَاقِ بَیْتِیْ اِشْھَدُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ وَسَتَرْتُ عَنْہُ عُیُوْبَہٗ (جس کو زیارتِ کعبہ کا شوق ہو اور اس اشتیاق میں آنکھیں اس کی روئیں تو اللہ تعالیٰ پکار کر فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندہ کو دیکھو میرے گھر کے شوق میں کیسی اس کی آنکھیں رو رہی ہیں تم گواہ رہو کہ میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور اُس کے عیوب کو چھپایا) اور فرمایا ہے کہ جب حاجی احرام باندھتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے میرے بندوں کو دیکھو کہ اُنھوں نے میرے گھر کے شوق میں لمبا سفر کیا ہے اور اپنا گھر بار چھوڑا ہے اُن کی تکبیر وتہلیل سے زمین پُر ہے تم گواہ رہو کہ میں ان سے خوش ہوں اور میں نے ان کی توبہ قبول کی اور اُن کے گناہ بخش دیئے اور بہشت ان پر حلال اور دوزخ حرام کردی یہ میرے دوست اور میں ان کا دوست ہوں یہ میری ملک اور میں ان کا مالک ہوں اور اُن سے حساب کتاب نہ کروں گا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور بھی آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو یوں گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اس کے لیے جب تک گھر سے واپس نہ آجائے ہر قدم کے عوض میں ستر برس کی عبادت کا ثواب ہے اور چالیس روز تک اُس کی دُعا قبول ہو گی اور چار سو آدمیوں کی شفاعت اس کے گھر والوں میں سے مقبول ہو گی اور آپ نے فرمایا

ہے کہ میری امت میں سے تین شخصوں کے لیے میری شفاعت لازمی ہے (۱) جو میری حیات میں میری طرف ہجرت کرے (۲) جو میری روپوشی کے بعد میری قبر کی زیارت کرے (۳) جس کے دو یا تین یا چار بیبیاں ہوں اور ان میں عدل کرے اور آپ نے فرمایا ہے جس نے میری روپوشی کے بعد میری زیارت کی گویا اُس نے حالتِ حیات میں زیارت کی اور آپ نے فرمایا ہے مکہ میں مرنے والا ایسا ہے جیسے آسمانِ دنیا پر مرنے والا اور زمزم پینے والا ہر درد سے صحت پائے گا اور حجرِ اسود کو چومنے والے کے وقار کی قیامت میں حجرِ اسود گواہی دے گا اور سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرنے والے کو اللہ دس بردوں کی آزادی کا جو اولاد حضرت اسماعیل سے ہوں ثواب دے گا اور صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑنے والا پل صراط پر ثابت قدم رہے گا اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْ قَبْرِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ وَمَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی تو اُس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے قیامت میں) اور فرمایا ہے مَنْ زَارَنِيْ فَلَهُ الْجَنَّةُ (میری زیارت کرنے والے کے لیے جنت ہے) حضرت عثمان رض کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرض موت میں حاضر ہوا تو اتفاقاً آپ تنہا تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا اور میں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا اُمت کے لیے روتا ہوں کیونکہ میری حیات میں وہ گناہ کرتے تھے میں شفاعت کرتا تھا اس قدر فرمانے کے بعد آپ یکایک بشاش ہو گئے میں نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا حضرت جبرئیل ع نے مجھے پیام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی روپوشی کے بعد آپ کی امت میں سے جو شخص آپ کی قبر کی زیارت کرے گا اُسے میں بخش دوں گا اگرچہ وہ مجھ سے بخشش نہ بھی طلب کرے اور نزع کے وقت اس پر آسانی کروں گا اگرچہ بدکار ہو قبر میں اس پر عذاب نہ کروں گا اس کی حاجتیں پوری کروں گا اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ اَيْسَرَ وَلَمْ يَحُجَّ وَمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ النَّارَ دَخَلَ النَّارَ دَخَلَ النَّارَ (جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے اور مر جائے تو دوزخ میں داخل ہو گا۔ تین مرتبہ) اور فرمایا ہے اَلْحَجُّ الْمَقْبُوْلُ كَفَّارَةٌ لِّذُنُوْبِ سَبْعِيْنَ سَنَةً (حج مقبول ستر برس کے گناہوں کا کفارہ ہے) اور فرمایا ہے اِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ مِنْ مَّنْزِلِهٖ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (جب حاجی اپنے گھر سے کعبہ کو

چلتا ہے تو اللہ اُس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے) اور فرمایا ہے مَنْ خَرَجَ حَاجًا اَوْ مُعْتَمِرًا فَلَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَتّٰى رَجَعَ اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمُحِيَ عَنْهُ اَلْفُ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرُفِعَ لَهٗ اَلْفُ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ يُنْفِقُهَا اَلْفُ اَلْفِ دِرْهَمٍ وَبِكُلِّ دِيْنَارٍ اَلْفُ اَلْفِ دِيْنَارٍ وَبِكُلِّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ وَهُوَ فِيْ ضَمَانِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنْ تَوَفَّاهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ وَاِذَا رَجَعَ رَجَعَ مَغْفُوْرًا لَهٗ وَدُعَاءُهٗ مُسْتَجَابٌ فَاغْتَنِمُوْا دَعْوَتَهٗ اِذَا قَدِمَ قَبْلَ اَنْ تُصِيْبَهُ الذُّنُوْبُ فَاِنَّهٗ يُشَفَّعُ فِيْ مِائَةِ اَلْفِ رَجُلٍ مِنْ بَيْتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے تو جب تک واپس نہ آئے ہر قدم کے عوض میں اُس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ بُرائیاں دُور کی جاتی ہیں اور دس لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں اور ہر درہم جو خرچ کرے گا اس کے بدلے میں دس لاکھ درہم اور ہر دینار کے بدلے میں دس لاکھ دینار ہیں اور ہر نیکی کے بدلے میں دس لاکھ نیکیاں اور تا واپسی اللہ کی امان میں ہے پس اگر مر گیا تو جنتی ہے اور اگر گھر واپس آیا اور اس کی دُعا مقبول ہے پس اس کی دُعا کو غنیمت جانو جب وہ واپس آوے قبل اس کے کہ اس سے گناہ صادر ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن اُس کی شفاعت اپنے گھر والوں میں سے ایک لاکھ آدمیوں کی مقبول ہو گی) اس کے بعد حضرت مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر و مرشد سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ المشائخ حضرت قطب الاولیاء رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ قدس سرہ سے سُنا ہے کہ حج میں دو حرف ہیں (۱) ح (۲) ج ح سے حکم باری تعالیٰ اور ج سے جرم بندگان مراد ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ اپنے حلم سے حاجیوں کے جرائم سے درگذر کرے گا اور میرے پیر نے فرمایا ہے کہ حج مقبول کی علامت یہ ہے کہ حاجی کا اشتیاق روز افزوں رہے۔ اور حدیث میں ہے اَلْقِيَامُ بِمَكَّةَ سَعَادَةٌ وَالْخُرُوْجُ مِنْهَا شَقَاوَةٌ (مکہ میں قیام سعادت اور وہاں سے خروج شقاوت ہے) اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ مَكَّةَ مِنْ نَهَارٍ تَبَاعَدَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِائَةِ عَامٍ اور فرمایا ہے مَنْ مَّرِضَ يَوْمًا دَاخِلًا بِمَكَّةَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْعَمَلِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ فِيْ غَيْرِهَا عِبَادَةَ سِتِّيْنَ سَنَةً (جو شخص مکہ میں داخل ہو کر ایک دن بیمار ہو تو اللہ اس کا وہ عمل جو غیر مکہ میں کرتا تھا ساٹھ برس کی

عبادت کے برابر لکھے گا) اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ نے مکہ میں ایک روزہ رکھنے کا ثواب ایک لاکھ روزہ کے برابر اور ایک درہم صدقہ کرنے کا ثواب ایک لاکھ درہم کے برابر اور ایک نیکی کے ثواب کو لاکھ نیکی کے برابر فرمایا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ پر ہر دن اور ہر رات کو ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس گرد کھڑے ہونے والوں کے لیے اور بیس کعبہ کے دیکھنے والوں کے لیے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ دو طواف ایسے ہیں جن کا کرنے والا اس طرح گناہ سے پاک ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے (۱) نماز فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک (۲) بعد عصر سے غروب آفتاب تک اور فرمایا جو سر منیٰ میں منڈے دوزخ میں نہ جلے گا اور فرمایا ہے تُرَابُ الْمَدِیْنَۃِ اَمَانٌ مِنْ جُذَامٍ (مدینہ کی مٹی جذام کے لیے امان ہے) جاننا چاہیئے کہ اللہ نے کعبہ کو بزرگی دی ہے اور بندوں کا قبلہ ہے خود فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا (اوّل گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ مکہ ہے برکت والا) جب اللہ نے زمین کو پیدا کر کے فرشتوں کا مسکن بنایا تو زمین میں سبز زمرد کا ایک گھر بنایا اسی مقام پر جہاں اب کعبہ ہے اسی قدر لمبا اور چوڑا اور وہ زمرد بے جوڑ تھا اس مکان کو فرشتوں کا قبلہ کیا۔ طوفان نوح علیہ السلام میں اللہ اُسے اُٹھا کر فلکِ چہارم پر رکھا جس طرح زمین پر اسی طرح آسمان پر قبلہ ہے اور نیچے کی ساتویں زمین تک اس کے مقابل میں قبلہ ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں اور حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں قبلہ ہی طرف نماز ادا کرتے تھے اور اس آیت میں بکہ سے مکہ مراد ہے۔ مکہ کی بزرگی اس وجہ سے ہے کہ یہیں کی مٹی سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوسِ خلافت یہیں ہوا تھا اور آپ کا تخت بھی کعبہ کی جگہ میں تھا اور تخت کی لمبائی چوڑائی بھی مکہ ہی کے برابر تھی یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ خانہ ہائے دنیا سے بہتر گھر یعنی کعبہ اس میں ہے یا اس لیئے مکہ برکت والا ہے کہ وہاں مرنے پر عذابِ قبر نہیں ہوتا یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ وہاں جانے والے کو جذام اور برص نہیں ہوتا۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ پہلے رحمت وہیں نازل ہوتی ہے پھر اطرافِ عالم میں پھیلتی ہے یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ پیدائش زمین کے وقت سے قیام تک ہزار ہا انبیاء، اولیاء، زہاد عباد اوتار کا ٹھکانا ہے

یا اس لیے مکّہ برکت والا ہے کہ اس میں سب طرف نماز پڑھنا درست ہے یا اس وجہ سے مکہ برکت والا ہے کہ وہاں کی عبادت کا ثواب زیادہ ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (تمام عالم کے لیے ہدایت کرنے والا ہے) اور جو کوئی اس کی کرامت وخرقِ عادت کو دیکھتا ہے ادیانِ باطلہ کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حالتِ جنابت میں کعبہ پر ہاتھ رکھے گا اس کا ہاتھ سوکھ جائے گا ایک کافر نے امتحاناً حالتِ جنابت میں آکر کعبہ کو چھوا فوراً ہاتھ سوکھ گیا۔ صبح کو حاضرِ خدمت ہو کر صدقِ دل سے مسلمان ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ (اس میں کھلی نشانیاں ہیں یعنی اس کے کرامات اور برکات ظاہر و باہر ہیں (۱) اگر پرندہ اس پر سے گذرنے کا قصد کرے تو جل جاتا ہے (اگر درندہ شکار کا پیچھا کیے ہو اور شکار حرم میں بھاگ آوے تو درندہ نہیں آسکتا اگر آنے کا قصد کرے ہلاک ہوتا ہے باز کا بھی یہی حال ہے اگر کبوتر کا پیچھا کرے (۳) صحرائی جانور جب بیمار ہوتے ہیں تو کعبہ کے سامنے آکر کھڑے ہوتے ہیں اللہ اُن کو صحت دیتا ہے (۴) کعبہ کو دیکھ کر کسی جانور کو شکار کرنے کی طاقت نہیں رہتی (۵) جو اُسے منہدم کرنے آوے خود ہلاک ہوتا ہے (۶) جنب اگر کعبہ کو چھوتے تو ہاتھ سوکھ جاتا ہے (۷) کوئی وقت طواف سے خالی نہیں ہوتا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ نے کہا کہ میں چالیس دن تک کعبہ میں معتکف رہا اور چاہتا تھا کہ کسی وقت کعبہ کو طواف سے خالی پاؤں مگر نہ پایا (۸) سب مسلمان اس کو دوست رکھتے ہیں اگرچہ سب نے اُسے دیکھا نہیں ہے (۹) اُسے دیکھنے والا کیسا ہی سنگ دل ہو رونے لگتا ہے (۱۰) اس کی زیارت کرنے والے میں صلاحیت اثر کرتی ہے (۱۱) ایک شخص نے زیارت بیت المقدس کے لیے دو تین ہزار دینار جمع کیے اور کعبہ میں اس لیے رکھ گیا کہ احتیاط سے رہیں تلف نہ ہونے پائیں چوروں نے یہ خبر پائی سرنگ کھودی اور سر باہر نکال کر مال کی طرف ہاتھ بڑھایا حکمِ الٰہی سے زمین اس قدر تنگ ہوئی کہ اس کا سر کٹ کر مال کے پاس گر پڑا اور غیبی آواز آئی جو کوئی ہمارے گھر میں چوری کرنے آتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ مجاورینِ کعبہ نے یہ آواز سُنی اندر جاکر دیکھا تو ایک سر کٹا ہوا ملا (۱۲) ایک شخص کعبہ کے اندر یادِ الٰہی میں مصروف تھا رات ہوگئی حسبِ عادت مجاوروں نے دروازہ بند کر کے مقفل کر دیا آدھی رات کو اُسے پاخانہ کی حاجت ہوئی ہر چند پکارا کسی نے نہ سُنا مجبوراً وہیں اُس نے

رفع حاجت کی صبح کو نکل کر بھاگ گیا مجاور جب اندر آئے تو انہوں نے دیکھا ایک تودہ مشک تیز
خوشبو کا رکھا ہے ہر چند مسلمانوں سے دریافت کیا گیا کہ کون بھول گیا ہے کسی نے جواب نہ دیا آخر
کار وہ شخص آیا اور اپنا ماجرا بیان کیا (۱۳) ایّام جاہلیت میں رخام ایک عورت پر عقیل نامی مرد عاشق
تھا ایک بار رات کو عقیل نے اپنی معشوقہ کو کعبہ میں پکڑا اور مشغول بکار ہوا اعضائے تناسل اندامِ نہانی
میں اسی طرح رہ گیا بہت کوشش کی مگر جدا نہ ہوا صبح کو سب کے سامنے دونوں ذلیل وخوار ہوئے
اور تین دن اسی حالت میں رہے پھر سور ہو کر چوتھے دن ذلیل مر گئے (۱۴) ایک مرد نے حالتِ طواف میں
کسی عورت کی طرف نظر بد کی فوراً اندھا ہو گیا (۱۵) ایک دن حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کعبہ میں
تشریف فرماتے تھے کہ سردارانِ مکہ حاضر ہوئے اور بہ نیت مکر آپ سے معاہدۂ اطاعت کرنے لگے
ایک گوشے سے آواز آئی ہمارے گھر میں ہمارے دوست سے مکر کرتے ہو یہ آواز سن کر سب بھاگ
کھڑے ہوئے (۱۶) ایک شخص چوری کی علت میں گرفتار ہوا۔ چور نے چوری سے انکار کیا اور کعبہ
کی قسم اٹھانے کو ہاتھ اٹھایا فوراً ہاتھ خشک ہو گیا (۱۷) جتنے لوگ آتے ہیں سب اس میں سما جاتے
ہیں (۱۸) حدیث میں ہے کہ کعبہ کی طرف دیکھنے والی آنکھ کی بصارت زائد ہو جاتی ہے (۱۹) مس کعبہ
سے بیماری دور ہو جاتی ہے (۲۰) ایک بار ابوجہل اپنے غلام پر خفا ہوا اور پیچھے دوڑا غلام نے کعبہ
میں جا کر پناہ لی یہ بھی اندر چلا گیا فوراً اندھا ہو گیا پھر خاکِ کعبہ آنکھ میں ڈالی بینا ہو گیا (۲۱) نوشیرواں
بزرجمہر پر خفا ہوا اور اسے مکہ میں قید کیا ایک رات کو بزرجمہر مجلس کی چھت پر چڑھا نصف شب گذر
چکی تھی رحمتِ الٰہی کے نازل ہونے کا وقت تھا بزرجمہر نے دیکھا کہ آسمان سے سقف کعبہ تک ایک
نور تاباں ہے اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ اپنے اس گھر کی برکت سے مجھے قید سے رہائی دلا
دے اللہ نے اس کی دعا قبول کی۔ صبح کو خود نوشیرواں نے آکر اسے رہا کر دیا بزرجمہر بہ بیّن کرامت دیکھ
کر ایمان لایا۔ کراماتِ کعبہ لاتحصٰے ہیں نہ زبان کو بیان کی قوت نہ قلم کو تحریر کی طاقت، عاقلاں را اشارہ
کافی است۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ (کعبہ کیا ہی مقام ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کا بنایا ہوا) چونکہ آخر عمارت اس کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائی ہے اسی لیے ان
کی طرف اللہ نے نسبت کی۔ مشہور ہے کہ تعمیر کعبہ سات بار ہوئی ہے پہلی بار بیت المعمور بنا دوسری
مرتبہ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے بعد بنایا۔ تیسری مرتبہ یلذرہ کافر نے بت خانہ بنایا چند

اینٹیں اس میں حرام جگہ سے لگا دی تھیں اللہ نے زمین کو ملا کر کعبہ کو خراب کر دیا۔ چوتھی مرتبہ سمعون بن یلذر نے بنایا۔ پانچویں مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کچھ بنایا تھا۔ چھٹی مرتبہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بھی کچھ عمارت بنائی تھی۔ ساتویں مرتبہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت بی بی سارہ اور حضرت بی بی ہاجرہ علیہم السلام نے بنایا۔ جب عمارت تمام ہو چکی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم پکارو وا اے بندگانِ خدا میں نے بیت اللہ بنا دیا آؤ اور زیارت کرو انہوں نے پکارا اللہ نے اُن کی آواز کو باپوں کی پیٹھوں اور ماؤں کے پیٹوں میں پہنچا دیا جس نے ایک بار لبیک کہا ایک حج پایا جس نے دوبارہ کہا دو حج پاتے جو خاموش رہا وہ حج سے محروم ہُوا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی اس کی بزرگی یہ ہے کہ اگر قاتل اور سارق وہاں داخل ہو تو جب تک اس میں رہے قتل اور قطع ید سے بے خوف ہے اس پر قتل اور قطع ید کا حکم نہ کیا جائے گا۔ اور علمائے حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں اس کا کھانا پانی روکا جائے گا تاکہ باہر نکل آوے اور اس کو سزا دی جائے اور بعض کے نزدیک جذام اور برص سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ دوزخ سے نڈر ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے مَنْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ اٰمِنَ مِنَ الْهَاوِيَةِ (کعبہ میں داخل ہونے والا دوزخ سے بےخوف ہوا) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ (لوگوں پر اللہ کے لیے کعبہ کا حج کرنا ہے) اور حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنائ نے فرمایا ہے تم سفر کا قصد نہ کرو مگر تین مقام کے لیے (۱) مسجد حرام (۲) میری مسجد (۳) مسجدِ اقصیٰ۔ یہ سفر تمام سفروں سے بہتر ہیں اور آپ نے فرمایا ہے جو کوئی خانہ کعبہ کے سفر میں تھک جائے اور دلگیر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فخریہ ملائکہ سے کہتا ہے میرے بندہ کو دیکھو کہ اس نے گھر بار اولاد سب کو چھوڑ کر میرے گھر کا ارادہ کیا ہے اور راہ میں تھک گیا مگر اس سے رنجیدہ نہیں ہے اور اشتیاق اسی طرح باقی ہے تم گواہ رہو کہ میں اس سے خوش ہوں اس کو جنت میں پہنچاؤں گا۔ کعبہ کا قصد خالصۃً لوجہ اللہ کرنا چاہیے کیونکہ حدیث میں مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ وارد ہے اگر تجارت کی غرض سے جاوے اور حج کرے تو بھی فرضیت ساقط ہو جائے گی مگر اس حج سے ثواب کم ملے گا ریا اور سمعہ کو حج میں داخل نہ ہونا چاہیے راہ میں فسق و فجور سے بچے اور خالص توبہ کرے احرام باندھنے کے بعد عورت سے دُور رہے کیونکہ حدیث میں ہے لَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ

وارد ہے۔ رفث جماع اور چھونے اور بوسہ لینے کو اور فسق آشکارا گناہ کو کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (جو شخص راہ کے خرچ کی طاقت رکھے) حج کی شرط یہ ہے کہ توشہ اور سواری ہو اور اہل وعیال کے لیے اس قدر چھوڑ جائے کہ اس کی واپسی تک کافی ہو اور راہ میں امن ہو جب یہ شرائط حج پائے جائیں حج واجب ہو جاتا ہے اگر حج نہ کرے اور پھر شرائط جاتے رہیں تو حج اس پر باقی رہے گا ہمارے نزدیک اور امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک جسم کا صحیح وسالم ہونا شرط ہے وبس۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ جو کفرانِ نعمت کرے یعنی باوجود قدرت کے حج نہ کرے وُہ اپنی ہی عقبیٰ بگاڑے گا اور اللہ تو تمام عالم سے بے پرواہ ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ اللہ کا فرمان ہے یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دُوں گا اور اگر کفر کرو گے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔ یہاں بھی کُفر سے کُفرانِ نعمت مُراد ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جب اللہ ان کو قدرت دے تو اس کی نعمت کا شکر کریں حج ادا کر کے مستحق ثواب ہوں احکامِ الٰہی کی پابندی کر کے جنت کے قابل بنیں۔ اللہ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عطا کرے۔

(آمین ثم آمین)

المجلس التّاسع

فی العدل وَالشباب والعبادۃ والمشی الی المسجد والحُبّ فی اللہِ وَالصّیانۃ عن الزّنا والتّصدّق بالسّرّ وذکر اللہِ تعالیٰ خالیاً

انصاف اور جوانی اور عبادت اور مسجد کی طرف جانے اور اللہ کے لیے محبّت رکھنے اور زنا سے بچنے اور پوشیدہ خیرات کرنے اور خلوت میں ذکرِ الٰہی کرنے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ نَفَرٍ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّھِمْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ اِمْرَأَۃٌ ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا یَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا یُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِیُّ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمیوں کو اللہ قیامت کے دن اپنے سایہ میں رکھے گا (۱) بادشاہ عادل (۲) جس نیک بخت جوان نے اللہ کی عبادت میں نشوونما پائی ہے (۳) جس کا دل مسجدوں میں معلّق ہے یعنی ایک وقت کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کر آیا اب دوسرے وقت کے آنے کا منتظر ہے کہ پھر جاکر جماعت سے نماز پڑھے (۴) جو آدمی آپس میں صرف اللہ ہی کے لیے محبّت رکھیں ملیں بھی اللہ کے لیے اور جدا

بھی ہوں اللہ کے لیے (۵) وہ مرد جس کو حسین اور صاحب نسب عورت اپنے پاس حرامکاری کو بلا لے اور وہ انکار کرے اور کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) داہنے ہاتھ سے اس طرح خیرات کرے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو یعنی بالکل چھپا کر خیرات کرے (۷) جو شخص تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کے خوف سے روئے اس حدیث کو مسلم اور بخاری نے روایت کیا ہے) سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ قیامت کے دن آفتاب ایک میل پر ہوگا اور اس کا رُخ لوگوں کی طرف ہوگا لوگ عرق میں غرق ہوں گے اور میل مسافتِ ارضی سے ایک کوس اور ثلث فرسنگ کا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن آفتاب اس قدر نزدیک ہوگا اور اس وقت دنیا میں زمین سے آفتاب تک چار ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بہشت اس کی جانب ہے اور چوتھے آسمان پر ہے اور درمیان میں بیحد حجاب ہیں محیط آسمان میں ایک دریا ہے اور باوجود ان حجابوں کے اُس کی حرارت برداشت نہیں ہوتی آفتاب کی گرمی کہاں سے ہے اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اللہ نے اسے گرم ہی پیدا کیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ شب کو آفتاب دوزخ میں ڈوبتا ہے اور اس کی تپش اس میں اثر کرتی ہے اور اس کا عکس اور دھوپ کے ذریعہ سے زمین پر پڑتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ روزانہ طلوعِ آفتاب کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام دوزخ سے کچھ آگ لاکر اس کے جرم کو دہکاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے گرمی اور سردی سے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اور کوہ قاف اس کا مقام ہے آفتاب اس کی پشت پر ہو کر نکلتا ہے اس کی گرمی آفتاب میں اثر کرتی ہے اور تمام دن باقی رہتی ہے قیامت کے دن اللہ کے حکم سے آفتاب زمین کے قریب آجائے گا اور قعرِ زمین سے اس قدر دوزخ بلند کی جائے گی کہ اس کی لپک اور شعلے میدانِ قیامت میں پھیلیں گے اور جلتے توے کی طرح زمیں گرم ہو جائے گی اور سر پر آفتاب کی حرارت ہوگی پس اس دن کی گرمی کا کون اندازہ کر سکتا ہے اگر اس دن مرنا اختیار میں ہوتا تو کوئی شخص زندہ نہ رہتا اس دن آدمی کے جسم سے اتنا پسینہ بہے گا کہ ایک شخص کے پسینہ میں تمام جہان کی کشتیاں ڈال دی جائیں تو سب بہنے لگیں اور ایک حدیث میں ستر کشتیوں کا بیان ہے اور ایک حدیث میں تمام کشتیاں مذکور ہیں۔ یہ پسینہ شاید مسلمانوں گنہگاروں کا ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ ہر شخص بقدر اپنے گناہ کے پسینے میں غرق ہوگا بعض پنڈلی تک اور بعض

زانو تک بعض کمر تک بعض حلق تک اور بعض بالکل غرق ہوں گے اور وہ پسینہ ایسا گرم ہو گا کہ ایک گھڑی میں ستر مرتبہ ہر شخص کی جلد کو جدا کرے گا اور ہر مرتبہ اللہ جلد کو پیدا کرے گا خود اس نے فرمایا ہے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا (جب ان کی جلدیں جل جائیں گی تو ہم اور جلدیں بدل دیں گے) گو یہ آیت دوزخیوں کے حق میں ہے مگر مسلمانوں کے لیے میدانِ قیامت دوزخ سے کم نہیں ہے۔ حدیث میں ہے اگر اس کا پسینہ کا ایک قطرہ اُحد پہاڑ پر ڈالا جائے تو فوراً جل کر خاک ہو جائے ہر شخص کا پسینہ بھی اس کے گرد ہو گا دوسرے کے پسینہ میں شامل نہ ہو گا اور جو شخص بھاگے گا اس کا پسینہ بھی اس کے ساتھ ہو گا کسی طرح اس سے جدا نہ ہو گا فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ۔ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے اور سایہ میں اختلاف ہے۔ بعض محدثین کے نزدیک اس حدیث میں سایہ سے لطفِ الٰہی مراد ہے یعنی جس پر اللہ لطف کرے گا اس کو میدانِ حشر کی گرمی نقصان نہ کرے گی جیسے انبیاء اور اولیاء اسی گرمی میں پھریں گے اور اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے اور ان کو ذرہ بھی گرمی محسوس نہ ہو گی۔ دُنیا کی آگ ہر چرند پرند کو جلا دیتی ہے لیکن سمندر جو ایک کیڑا ہے اُس کو نہیں جلاتی سمندر آگ کے اندر خوش رہتا ہے اور طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے۔ نمرود نے آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا مگر آگ نے ان پر کچھ اثر نہ کیا اور چنگیز خان ہلاکو نے سیدی احمد کو آگ میں ڈالا اُن کا بال بیکا نہ ہوا حدیث میں ہے کہ میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہر طرف پھرے گا مگر ذرا بھی گرمی اس کو محسوس نہ ہو گی دوسرے لوگ پوچھیں گے اے اللہ اس نے کون ایسا عمل کیا ہے کہ آج کی گرمی اس پر اثر نہیں کرتی حکم ہو گا یہ وُہ بندہ ہے جس نے ایک عالم کی جوتیاں اپنے سر پر رکھ کر اُن کو دریا کے پار اُتارا تھا۔ پھر دوسرے بندہ کو اسی حال میں دیکھ کر یہی سوال کریں گے حکم ہو گا اس نے حافظِ قرآن کی جوتیاں سر پر اُٹھائی تھیں تیسرے کو اسی عالم میں دیکھ کر سبب دریافت کریں گے ارشاد ہو گا اس نے آفتاب میں دوگانہ نماز کا ادا کیا تھا۔ اور بعض کے نزدیک سایہ سے عرش کا سایہ مراد ہے۔ حدیث میں ہے لَیْسَ فِی الْعَرَصَاتِ اِلَّا ظِلُّ الْعَرْشِ (میدانِ قیامت میں عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا) حدیث میں ہے کہ عرش بہت بڑا ہے اس کے چھ لاکھ پائے ہیں اور ہر پائے کے نیچے میدان ہے اور ہر میدان میں چھ لاکھ شہر ہیں اور ہر شہر میں سات دنیا ہیں جو ملائکہ سے پُر ہیں اور یہ تسبیح کرتے ہیں اے اللہ

شیخینؓ رضی اللہ عنہما کے دشمنوں کو نہ بخشیو۔ زیرِ عرش نور کا ایک ممبر ہوگا اس کی لمبائی پانچ سو برس کی راہ ہے اس ممبر پر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کے لیے ممبر ہوں گے اور ہر ممبر کی درازی دو سو برس کی راہ ہوگی اور آپ کی داہنی جانب حضرت آدمؑ کا ممبر اور بائیں جانب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ممبر ہوگا اولیاء کے لیے کرسیاں ہوں گی ہر کرسی بقدر چھ مہینے کی راہ کے بلند ہوگی اور مومنین کے لیے بھی کرسیاں ہوں گی کہ ہر کرسی کی بلندی سات دن کی راہ ہوگی اس سے کم اور چھ ماہ سے زائد انبیاء کے سوا کسی کی بلندی نہ ہوگی۔ جسے عرش کے سایہ میں جگہ ملی وُہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ لوگوں نے حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے پوچھا کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے سوا کیا اور بھی کوئی سایہ ہوگا آپ نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ تَحْتَ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا) جس نے اللہ کی راہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا بھی دیا ہے قیامت کے دن وُہ ٹکڑا اس پر سایہ کرے گا اور آپ نے فرمایا ہے جس نے مدت العمر میں ایک لاکھ مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا اس پر دوزخ حرام ہوگئی اور قیامت میں اُسے نور کا ایک قبہ ملے گا جس میں چار دروازے ہوں گے ایک پر سُبْحَانَ اللّٰهِ دُوسرے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تیسرے پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ چوتھے پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ لکھا ہوگا اور اس میں یاقوت کا تخت ہوگا اور اسے پڑھنے والا اس پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور وُہ قبہ ہوا پر اُڑتا پھرے گا یہ شخص اہلِ حشر کا اور اہلِ حشر اس کا تماشا دیکھیں گے اور پوچھیں گے اس نے دنیا میں کیا کیا تھا جو آج اس آرام میں ہے حکم ہوگا اس نے ہماری تسبیح ایک لاکھ بار کی تھی۔ اس حدیث کو حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے اپنے غرائب میں نقل کیا ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ سایہ سے عرش ہی کا سایہ مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ اس سایہ میں جگہ پانے والوں کے سات گروہ ہوں گے اِمَامٌ عَادِلٌ یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے ایک عادل بادشاہ سب سے پہلے عادل بادشاہ کا ذکر کیا اس لیے کہ انتظامِ دنیا عدل سے ہے۔ دُوسری حدیث میں وارد ہے قِوَامُ الدُّنْيَا بِاَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ اَوَّلُهَا بِعِلْمِ الْعُلَمَاءِ وَالثَّانِيْ بِعَدْلِ الْاُمَرَاءِ وَالثَّالِثُ بِسَخَاوَةِ الْاَغْنِيَاءِ

ا؎ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ۱۲ مترجم

وَالرَّابِعُ بِدُعَاءِ الْفُقَرَاءِ (چار چیزوں سے دنیا قائم ہے ایک عالموں کا علم دوسرے امیروں کا عدل تیسرے غنیوں کی سخاوت۔ چوتھے فقیروں کی دعا۔ حدیث میں ہے اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْاُمَرَاءُ الْعَدْلُ (امراء سے پہلے عدل کا حساب ہوگا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (اللہ نے تم کو عدل اور احسان کرنے کا حکم دیا ہے اس میں بھی عدل احسان پر مقدم ہے۔ حدیث میں ہے اَلْمُقْسِطُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ۔ (عادل قیامت میں نوری ممبروں پر ہوں گے جس کا انبیاء کو بھی رشک ہوگا) اور بھی حدیث میں ہے عَدْلُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً قَامَ لَیَالِیْهَا وَصَامَ نَهَارَهَا (ایک لحظہ کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے جس کی رات قیام میں اور دن روزہ میں گذرا ہو) اور بھی حدیث میں ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ (تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحت کا نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے سوال کیا جائے گا) بادشاہ چونکہ ملک کا افسر ہوتا ہے اس لیے اس سے تمام ملک کا سوال ہوگا اور ہر امیر سے اس کے ماتحت کا سوال ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا (اے ایمان والو اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ) یعنی خود نیکی کرو اور انہیں بھی نیکی کی تعلیم کرو تاکہ دونوں دوزخ سے محفوظ ہو جائیں۔ حدیث میں ہے اَلْمُلْكُ یَدُوْمُ مَعَ الْکُفْرِ وَلَا یَدُوْمُ مَعَ الظُّلْمِ (سلطنت کفر کی حالت میں دیرپا رہ سکتی ہے مگر ظلم سے دیرپا نہیں رہتی) عدل میں تین حرف ہیں۔ عین دال لام۔ عین آنکھ کو کہتے ہیں۔ پس بادشاہ کو رعیت کی جانب آنکھ وار رکھنا چاہیئے اور دال بتشدید لام راہ دکھلانے والے کو کہتے ہیں پس بادشاہ کو چاہیئے کہ رعیت کو نیک راستہ بتائے اور لام زرہ کو کہتے ہیں پس جس طرح زرہ دشمن سے بچاتی ہے اسی طرح بادشاہ کو لازم ہے کہ رعیت کو دینی اور دنیاوی دشمنوں سے بچائے۔ تاکہ اَلرَّاعِیْ بِعِبَادِ اللّٰهِ وَالْحَامِیْ بِبِلَادِ اللّٰهِ (اللہ کے بندوں کا نگہبان اور اس کے ملکوں کا مددگار ہے) اس پر صادق آوے۔ بادشاہ عادل اللہ کا خلیفہ اور بادشاہ ظالم شیطان کا نائب ہے ایسا ہی حدیث میں ہے اَلْوَالِیْ اِذَا کَانَ عَادِلًا فَهُوَ خَلِیْفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاِنْ کَانَ ظَالِمًا فَهُوَ خَلِیْفَةُ الشَّیْطَانِ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ دوست عادل ہے اور سب سے زیادہ دشمن ظالم ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل کے عمل بقدر اس کی

رعیت کے ہوتے ہیں اُسے ایک نماز کے بدلے میں ستّر ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور ظالم کو عادل کہنے والا کافر ہے اور عادل کو ظالم کہنے والا کافر نہیں ہے۔ حدیث میں ہے اَنَا وُلِدْتُ فِیْ زَمَانِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فخریہ بیان کیا ہے کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں۔ اور فرمایا کہ عدل اللہ کی ترازو ہے زمین میں جو کوئی عدل کے پلے میں بیٹھا جنتی ہوا اور جو کوئی ظلم کے پلے میں بیٹھا دوزخی ہوا اور فرمایا کہ عادل بارش کے ہر قطرے سے بہتر اور ظالم شیر درندہ سے بدتر ہے۔ اور فرمایا بادشاہ عادل کی دعا رد نہیں ہوتی اور فرمایا اللہ نے سفید مروارید کی ایک سرائے بنائی ہے اور اس کے ستّر ہزار دروازے ہیں اس میں انبیاء اور صدیق اور عادل کے سوا کوئی نہ رہے گا اور فرمایا فُرِضَ عَلَیْکُمْ دُعَاءَانِ دُعَاءُ الْاِیْمَانِ وَدُعَاءُ السُّلْطَانِ (تم پر دو دعائیں فرض کی گئی ہیں ایک ایمان کے لیے دوسرے بادشاہ عادل کے لیے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (اللہ اور اُس کے رسول اور مسلمان حاکم کی اطاعت کرو) حدیث میں ہے مَنْ اَطَاعَ الْوَالِیَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (جس نے مسلمان حاکم کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی) اور فرمایا مَنْ اَطَاعَ السُّلْطَانَ فَقَدْ اَطَاعَ الرَّحْمٰنَ (جس نے مسلمان بادشاہ کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (نہ اُبھارے تم کو دشمنی کسی قوم کی اس بات پر کہ عدل نہ کرو بلکہ تم عدل کرو کیونکہ وُہ تقویٰ کے قریب ہے) جب مکّہ پر مسلمانوں نے فتح پائی تو کفار سے انتقام لینا چاہا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا لوگوں نے آپ کے عدل کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا اے لوگو نوشیرواں اگرچہ کافر تھا مگر خلق کے ساتھ اُس نے مجھ سے اچھی زندگی بسر کی سُنو اس نے ایک محل بنوایا تھا اور ایک دن اُسکے بالاخانہ پر دربار کیا وزیر نے کہا اس کا یہ کونا سیدھا نہیں ہے اس نے کہا سچ کہتے ہو اس کے نیچے بڑھیا کا ایک مکان ہے اس نے میرے ہاتھ مکان فروخت نہیں کیا اور میں نے زبردستی لینا پسند نہیں کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ (اللہ وُہ ہے جس نے قرآن کو سچائی اور عدل کے ساتھ نازل کیا) یہاں میزان سے عدل ہی مراد ہے۔ اور فرماتا ہے۔

اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (عدل کرو اللہ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر کے چیونٹیوں کے جنگل کے قریب پہنچے تو چیونٹیوں کے بادشاہ نے اپنی قوم سے پکار کر کہا یَا اَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بے خبری میں سلیمان اور اُن کا لشکر تمہیں پیس نہ ڈالے کیونکہ وُہ ناواقف ہیں۔ اگر خبر ہوگی تو عدل کریں گے اور تمہیں بچائیں گے) حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام سُن کر کہا رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ (اے اللہ مجھے الہام کر کہ میں ان نعمتوں کا شُکر کروں جو تُو نے مجھے دی ہیں) وُہ نعمت عدل ہے اسی پر شکر کرنے کی توفیق کے حضرت سلیمان علیہ السلام طالب ہُوئے حدیث میں ہے کہ جب عادل عدل کی نیت سے صبح کو بیدار ہوتا ہے تو قبل اس کے کہ وُہ سیدھا ہو کر بیٹھے اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ حاکم کو لازم ہے کہ دس قاعدے ملحوظ رکھے (۱) جو اپنے لیے نہ پسند کرے اور کیلیے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کرے گا تو خیانت کرے گا منقول ہے کہ ایک بار حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سایہ میں فروکش تھے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا آپ سایہ میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے اصحاب دھوپ کی تکلیف میں ہیں (۲) ہر حاجت والے کا انتظار حقیر نہ جانے اور اس کے خطرے سے ڈرے اگرچہ نفل نماز میں ہو منقول ہے کہ جب حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی خدمت میں حاجتمند آتا اور آپ نفل نماز میں ہوتے تو قرأت کم کر کے جلد نماز کو تمام فرما کر اس کی حاجت روائی کرتے تھے (۳) اپنے لیے کھانے پینے میں اچھی چیزیں پسند نہ کرے۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس حکومت کے جَو کو سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور فقراء کے ساتھ کھاتے اور فرماتے تھے میں مسکین ہوں مسکینوں کے ساتھ کھاتا ہوں حالانکہ اُن کے مطبخ میں چوبیس۲۴ ہزار گائے چالیس۴۰ ہزار بکریاں تیس۳۰ ہزار من آٹا بیس۲۰ ہزار من چاول خرچ ہوتے تھے اور پرند اس قدر ذبح ہوتے تھے کہ ان کی آلائش کو روزانہ ہزار اونٹ لاد کر دریا میں بہانے جاتے تھے یہ سب محتاجوں کے لیے تھا۔ (۴) رعیت پر سختی نہ کرے نرمی سے کام نکالے۔ حدیث میں ہے رعیت پر نرمی کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت میں نرمی کرے گا (۵) شرع کا پورا پابند رہے حدود و قصاص میں قرآن و

حدیث پر عمل کرے (۶) خلاف شرع کسی کی رضامندی نہ طلب کرے نزدیک اور دُور.....
والے کو برابر جانے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اور ماموں کو مار ڈالا سلطان محمود
نے اپنے بھتیجے کو قصاص میں قتل کیا (۷) علمائے دین کی صحبت اختیار کرے اور عُلمائے دنیا سے
بچے کیونکہ حدیث میں ہے صحبت ایسے شخص کی اختیار کرو جس کے اثر سے دُنیا کڑوی اور عقبیٰ میٹھی
معلوم ہو (۸) قناعت اختیار کرے کیونکہ غیر قانع ظالم ہوتا ہے (۹) اپنے ماتحتوں کو ظلم کرنے سے
منع کرے کیونکہ قیامت میں اس سے ان کی بھی باز پرس ہوگی (۱۰) تکبّر سے بچے۔ اللہ عدل کو
دوست رکھتا ہے اور عادل کو اپنا خلیفہ کہتا ہے قرآن شریف میں ہے یٰدَاؤُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً
فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ
یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ (اے داؤد ہم نے زمین
میں تم کو اپنا خلیفہ کیا ہے پس تم بندگانِ خدا میں حکم حق سے کرنا خواہش نفسانی کو دخل نہ دینا ورنہ
وُہ تم کو اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے دُور ہوئے اُن کے لیے
سخت عذاب ہے اس لیے کہ اُنھوں نے قیامت کو بھلا دیا) اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ سب سے
پہلے اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ کیا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اس پر
شاہد ہے پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو خلعتِ خلافت عطا فرمایا اور خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اس لیے کہ جب آپ کا زمانہ رو پوشی بالکل قریب ہوا تو آپ
رو کر درگاہِ الٰہی میں عرض کیا الٰہی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ کیا تا کہ قوم گوسالہ پرست
نہ ہو جائے میرے کوئی بھائی نہیں ہیں اپنی گناہگار قوم کے لیے کس کو خلیفہ کردوں کہ وُہ ان کو شرک
اور کُفر سے بچاتا رہے ارشاد ہوا انا خَلِیْفَتُكَ مِنْ بَعْدِكَ اَنَا هَادِیْ اُمَّتِكَ اَنَا حَافِظُ اُمَّتِكَ
اَنَا نَاصِرُ اُمَّتِكَ اَنَا مَوْلٰی اُمَّتِكَ (آپ کے بعد میں آپ کا خلیفہ اور آپ کی امت کا ہدایت
کرنے والا اور ان کا نگہبان اور ان کا مددگار اور ان کا مولیٰ ہوں) اور حق اللہ کے ناموں میں سے ایک
نام ہے اور وُہ حق کو دوست اور ناحق کو دشمن رکھتا ہے۔ اَے داؤد اوّل چیز جس کا قیامت میں
حاکموں سے میں سوال کروں گا وُہ عدل ہے میرے بندے تیرے پاس امانت ہیں اس میں خیانت
نہ کرنا۔ نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہدِ خلافت میں ایک ضعیفہ آٹا پیس کر اپنے گھر

لیے جاتی تھی ہوا زور کی چلی اس کا سب آٹا اڑ گیا وہ رونے لگی۔ اُدھر سے حضرت سلیمان علیہ السلام جو اس وقت صغیر سن تھے گذرے اس کو روتا دیکھ کر سبب پوچھا اس نے ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا تو جاکر میرے باپ سے یہ واقعہ بیان کر وہ آئی اور حال بیان کیا آپ نے اُس آٹے سے زیادہ اُسے دلوا دیا ضعیفہ خوش خوش باہر آئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا وہی آٹا تجھے ملا ہے یا دُوسرا اُس نے کہا دُوسرا۔ انہوں نے کہا پلٹ جا اور کہہ وہی آٹا میں لوں گی کیونکہ وہ میرا کمایا ہوا تھا ضعیفہ نے جاکر یہی کہا حضرت داؤدؑ نے کہا یہ بات تیری نہیں ہے ضعیفہ نے بتا دیا کہ آپ کے صاحبزادے کی تعلیم ہے انہوں نے بیٹے کو بلا کر کہا اب وہ آٹا کیونکر مل سکتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اللہ سے دُعا کیجیے انہوں نے دُعا کی اللہ نے ہوا کو بھیجا انہوں نے ہوا سے پوچھا تو نے اس بڑھیا کا آٹا کیوں اُڑا دیا۔ اس نے کہا مجھے میرے مؤکل نے حکم دیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے سے ہوا کا کلام سُنایا انہوں نے کہا ہوا کے مؤکل کو طلب کر کے پوچھیے پھر انہوں نے دُعا کی وہ فرشتہ حاضر ہوا اور کہا مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بھی کلام بیٹے سے بیان کیا انہوں نے کہا جبرئیلؑ کو بلا کر دریافت کیجیے انہوں نے دُعا کی حضرت جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا مجھے اسرافیلؑ کا حکم تھا یہ ماجرا سُن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے سے کہا انہوں نے جواب دیا اسرافیلؑ کو بلا کر پوچھیے انہوں نے دُعا کی حضرت اسرافیلؑ حاضر ہو کر گویا ہوئے کہ مجھے عزرائیل کا حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بھی بیٹے سے کہا انہوں نے کہا عزرائیل کو بلا کر پوچھیے انہوں نے دُعا کی عزرائیل آئے اور کہا مجھے اللہ کا یہی حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے سے یہ ماجرا بھی بیان کیا انہوں نے کہا اللہ حکیم ہے اُس کا فعل حکمت سے خالی نہیں آپ اس سے دریافت کیجیے حضرت داؤد علیہ السلام سر بسجدہ ہو کر درگاہِ الٰہی میں استفسار کیا ارشاد ہوا کہ ایک کشتی ڈوب رہی تھی کشتی والوں نے نذر مانی کہ ہم اگر بچ جائیں تو اللہ کی راہ میں اتنا مال دیں گے ہم نے حکم دیا کہ اس ضعیفہ کا آٹا لے جاکر کشتی کے سوراخ بند کر دیے جائیں اہل کشتی نے نجات پائی جب کشتی والے نذر کا مال آپ کے پاس لا دیں تو آپ اس ضعیفہ کو دیجیے گا۔ ہم کم لیتے ہیں اور بہت دیتے ہیں اتنے میں وہ مال بھی آگیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس ضعیفہ کو سب مال دے کر مالدار کر دیا۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف خطاب کیا کہ ہمارے بندے کی طرف دیکھو کہ ہم نے اس کو خلیفہ کیا ہے

اور وُہ ایسا عادل ہے کہ ایک ضعیفہ کا حق ہم سے دلواتا ہے۔ ہوا پرستی تمام گناہوں سے بدتر ہے اسی لیے اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ہوا پرستی سے منع کیا اور اللہ نے اس کو خدا بنانے کی طرف نسبت کر کے قرآن شریف میں فرمایا اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (کیا نہیں دیکھا تو نے اس کو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا ہے) یعنی خواہش جو حکم کرتی ہے وُہی کرتا ہے حالانکہ اطاعت اللہ کی کرنا چاہیئے نہ کہ خواہش کی حدیث میں ہے مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰی هَلَكَ وَخَابَ (جس نے خواہش کی اتباع کی وُہ ہلاک اور خراب ہوا) دوسری حدیث میں ہے مَنْ خَالَفَ الْهَوٰی فَلَهُ الْجَنَّةُ الْمَاْوٰی وَقَرَءَ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی (جس نے خواہش کی مخالفت کی جنت اس کا ٹھکانا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَنَهَی النَّفْسَ الخ یعنی جس نے نفس کو خواہش سے روکا جنت اس کا ٹھکانا ہے) ضلالت کے اصلی معنی گمراہی کے ہیں لیکن آیت مذکور میں یہ مراد ہے کہ تجھے عدل اور انصاف کے راستہ سے دور کر دے گی۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ بھی بتلا دیا کہ عدل نہ کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے اور اس سخت عذاب کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کو بھول گئے وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے۔ عبادتِ الٰہی میں پرورش پانے سے مراد یہ ہے کہ اس میں خوشی حاصل ہو۔ جوانی بڑی نعمت ہے اور وُہ اٹھارہ برس سے بتیس برس تک ہوتی ہے اس کا بھی حساب ہوگا کہ جوانی کہاں صرف کی جوانی میں کیا کیا کام کیے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُ شَبَابِکُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِکُهُوْلِکُمْ وَشَرُّ کُهُوْلِکُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِشَبَابِکُمْ (تم میں سے بہتر وُہ جوان ہے جو بوڑھوں کے مثل ہو اور بدتر وُہ بوڑھا ہے جو جوانوں کے مانند ہو) جوان میں یہ صفت ہونا چاہیئے کہ وُہ اپنے کو بوڑھا سمجھے یعنی موت کے قریب جانے بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کے سامنے لاکھوں جوان مر چکے ہیں۔ حضرت شیخ حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

اے جوان گرچہ امید پیریت ہست ہم بکوش زانکہ گاہے پیر می ماند جواں می بگذرد

اے جوان اگرچہ اس بات کی امید ہے کہ تو بوڑھا ہوگا تاہم عبادت میں کوشش کر کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بوڑھے زندہ رہتے ہیں اور جوان مر جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوان کی ایک رکعت بوڑھے کی دس رکعتوں سے افضل ہے اور جوان کی توبہ کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے اَحَبُّ التَّوْبَةِ اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةُ الشَّابِّ (جوان کی توبہ اللہ کے نزدیک زائد

محبوب ہے) حدیث میں ہے کہ جب بوڑھا توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے اور جب جوان توبہ کرتا ہے تو مشرق سے مغرب تک تمام قبرستان سے چالیس دن اللہ عذاب کو دُور کر دیتا ہے اور وُہ سب اس کے لیے دُعا کرتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جب جوان صالح مرتا ہے اور نکیرین قبر میں اس سے جھگڑتے ہیں تو حکم ہوتا ہے دَعُوْہُ فَاِنَّہٗ شَابٌّ (اس کو چھوڑ دو کہ یہ جوان ہے) اور دُوسری حدیث میں ہے کہ اس وقت نکیرین کو حکم ہوتا ہے اِرْحَمُوْا فَاِنَّہٗ شَابٌّ لَمْ یُکْمِلْ عُمُرَہٗ (اس پر رحم کرو یہ جوان ہے اُس نے اپنی عمر نہیں دیکھی) حدیث میں ہے جوانی سے کچھ بڑھاپے کے لیے جمع کرو جو کچھ نیکی کر سکو جوانی میں کر لو تاکہ بڑھاپے میں پشیمانی نہ ہو۔ اور دُوسری حدیث میں ہے مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُہٗ مِنْ شَرِّہٖ فَمَصِیْرُہٗ اِلَی النَّارِ (جو شخص چالیس برس کا ہو گیا اور اس کے نیک اعمال بد اعمال پر زیادہ نہ ہوتے۔ پس دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے) بروایت اوزاعی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُہٗ مِنْ شَرِّہٖ یَمْسَحُ الشَّیْطَانُ وَجْھَہٗ وَیَقُوْلُ اَنَا فَدَیْتُ ھٰذَا الْوَجْہَ لَا یُفْلِحُ (جس کا سن چالیس برس کا ہو گیا اور اس کی نیکیاں بُرائیوں سے زائد نہ ہوئیں تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہتا ہے میں اس منہ پر قربان ہوں اس لیے کہ یہ فلاح پانے والا نہیں ہے) اور حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الشَّابَ الْفَارِغَ (اللہ جوان بیکار سے عداوت رکھتا ہے) اور ایک روایت میں شَابٌ کے مقام پر رَجُلٌ وارد ہے۔ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جوان میں نے تجھے جوانی دی تاکہ تو کام اور توبہ کرے افسوس ہے کہ تو بیکار رہتا ہے اور کفرانِ نعمت کرتا ہے آگاہ ہو جا کہ میں تجھے دوزخ میں اُلٹا لٹکاؤں گا اور بھی حدیث میں ہے کہ روزانہ ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے اے جوانو! جوانی ضائع نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔ حدیث میں ہے کہ جوانی مثل مہمان کے ہے پس مثل مہمان کے اس کی حرمت کرو۔ دقیانوس کے زمانے میں چند جوانوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ نَبَاَھُمْ بِالْحَقِّ اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی۔ (ہم ان کا سچا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وُہ چند جوان تھے اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو زیادہ ہدایت دی) حدیث میں ہے اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَالشَّابُ التَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ (میں اللہ کا حبیب ہوں اور جوان تائب اللہ کا حبیب ہے) اور دوسری حدیث میں ہے اَنَا وَ الشَّابُ

اَلتَّائِبُ کَھَاتَیْنِ فِی الْجَنَّۃِ وَاَشَارَ بِالسَّبَابَۃِ وَالْوُسْطٰی (کلمے اور بیچ کی انگلی کو ملا کر آپ نے فرمایا ہیں اور جوان تائب اس طرح جنت میں ہوں گے) اور حدیث میں ہے طُوْبٰی لِلشَّابِ التَّائِبِ ثُمَّ طُوْبٰی (خوشی ہے جوان تائب کے لیے دنیا میں بھی پھر خوشی ہے عقبیٰ میں) یعنی دنیا میں عزیز ہوگا قبر میں عذاب سے نجات پائے گا۔ قیامت کے دن دوزخ سے بچے گا اور حدیث میں ہے! اِنَّ لِلشَّابِ التَّائِبِ عِنْدَ اللّٰہِ اَجْرًا عَظِیْمًا (جوان تائب کے لیے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے) نقل کیا ہے کہ ایک دن ایک بوڑھا اور ایک جوان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوان سے میرا اسلام کہیے آپ نے فرمایا بڑھے سے کیوں نہ کہا انہوں نے جواب دیا کہ اُس نے بڑھاپے میں توبہ کی ہے اور اس نے جوانی میں مترجم کہتا ہے انیس الواعظین میں یہاں پر واو درجوانی باز آمدہ است مرقوم ہے جس کا اصلی ترجمہ یہی ہے کہ جوان نے جوانی میں توبہ کی ہے اور صاحب نافع المسلمین نے اپنی رائے سے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اور اس نے جوانی میں، اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے انتہیٰ باز آمدہ است سے وہ جبریلؑ کے آنے کو سمجھے حالانکہ یہ جوان کے ساتھ متعلق ہے انتہیٰ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تمام ملائکہ جوان صالح کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں اور حدیث میں ہے تَوْبَۃُ شَابٍ وَاحِدٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ تَوْبَۃِ اَلْفِ شَیْخٍ (اللہ کے نزدیک جوان کی توبہ ہزار بوڑھوں کی توبہ سے زیادہ عزیز ہے) ایک دن آپ کا گذر ایک قبر پر ہوا جس پر عذاب کیا جاتا تھا آپ نے رو کر فرمایا لِمَ ضَیَّعْتَ شَبَابَکَ وَلَوْ صَرَفْتَہٗ فِی عِبَادَۃِ اللّٰہِ لَکَانَ خَیْرًا لَّکَ (تو نے اپنی جوانی کیوں ضائع کی اگر تو جوانی کو اللہ کی یاد میں صرف کرتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا) پھر آپ کی دعا سے اللہ نے اس کو عذاب سے نجات دی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہاتھ پکڑتے اور فرماتے تھے۔ اِصْرِفْ شَبَابَکَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ (اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں صرف کر) اور آپ نے فرمایا ہے لِلشَّابِ التَّائِبِ لِکُلِّ یَوْمٍ عِنْدَ اللّٰہِ ثَوَابُ اَلْفِ شَہِیْدٍ (جوان تائب کے لیے روزانہ اللہ کے پاس ہزار شہید کا ثواب ہے) نقل کیا ہے کہ ایک بار چند جوان آپ کی خدمت میں حاضر اور نصیحت کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا جوانی پر غرور نہ کرو کیونکہ وہ جانے والی ہے اور اس کو مہمان جانو اور مثل مہمان کے عزیز رکھو تاکہ عقبیٰ میں ذلیل نہ ہو اور اُسے

نیک کام میں صرف کرو تاکہ آخرت میں شرمسار نہ ہو یہاں کا کیا وہاں ملے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْر جو بھلائی تم اپنے نفس کے لیے آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کرنے کو دیکھنے والا ہے) اس کی تفسیر یہ ہے وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ یہاں لفظ خیر کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور دوسرے مقام پر ارشاد کیا ہے اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اگر آدمی کا فعل رائی کے برابر ہو اور وُہ کسی پتھر یا آسمان یا زمین کے نیچے ہو تو اللہ اس کو حاضر کرے گا) اور دوسرے مقام پر فرمایا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (جو کوئی ذرہ برابر بھلائی کرے گا اُس کو دیکھے گا) یہاں خیر کی تفصیل نہیں کی۔ خیر مال کی ہوتی ہے اور نیکی ہوتی ہے۔ پس اگر اللہ کی راہ میں انسان جو مال دے گا تو اُسے دیکھے گا اور اگر اور کوئی نیکی کرے گا جیسے نماز روزہ، حج جہاد ذکر، سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ تو اس کو پائے گا اس کے بعد عِنْدَ اللّٰهِ فرمایا یعنی دنیا میں جو کچھ کرو گے جنت میں پاؤ گے۔ خیر کا درخت اگر دنیا میں بوؤ گے تو عقبیٰ میں اس کا پھل پاؤ گے۔ خیر قرآن میں آٹھ معنوں میں آیا ہے (۱) مال کے معنی میں اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ِالْوَصِيَّةُ اگر مال چھوڑے تو پہلے وصیت ادا کی جائے (۲) ایمان کے معنی میں يَعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا اللہ تمہارے دلوں کے ایمان کو جانتا ہے (۳) افضل کے معنی میں خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (روزی دینے والوں سے افضل ہے (۴) عافیت کے معنی میں وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ (اگر اللہ تیری عافیت چاہے (۵) ثواب اور مژدہ کے معنی میں وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ (ہم نے تمہاری قربانی کی اونٹنیوں کو خدا کی نشانیوں سے کیا ہے اس میں تمہارے لیے ثواب اور مژدہ ہے (۶) کھانے کے معنی میں رَبِّ اِنِّيْ بِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (اے میرے رب جو تو نے میرے لیے کھانا اُتارا ہیں اس کا محتاج ہوں (۷) فتح اور غنیمت کے معنی میں وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا (اللہ نے کفار کو اس غصہ کے ساتھ لوٹا دیا کہ انہیں غنیمت اور فتح نہ ملی (۸) گھوڑوں کے معنی میں اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ (میں نے گھوڑوں کی محبت پسند کی اپنے رب کے ذکر سے پھر پھر اللہ تعالیٰ نے اتمام آیت کے لیے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ فرمایا یعنی تم جو کچھ کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے فرشتے دل کے کام نہیں جانتے اور اس کا ثواب بھی نہیں لکھتے ہیں مترجم کہتا ہے صاحب

نافع المسلمین نے یہاں پر لکھا ہے اور ثواب لکھ لیتے ہیں۔ انتھیٰ۔ حالانکہ اصل کتاب فارسی میں ثواب نو لیسند ہے تعجب ہے کہ ایسی بدیہی غلطیاں سمجھداروں سے وقوع میں آئیں انتھیٰ اور اللہ دیکھتا اور جانتا ہے اور اس کا ثواب عطا فرماتا ہے اب پھر ہم شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ کی طرف رجوع کر کے عبادت کا بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ جوانی کا بیان تفصیل کے ساتھ ہو چکا۔ عبادت اولیاء کی پونجی اور اتقیاء کی آرائش اور مردوں کا پیشہ اور اہلِ ہمت کا حرفہ اور سعادت کی راہ اور جنت کی دلیل ہے علماء کا قول ہے کہ بندگی اور منہ کے بل گرنے میں سعادت ہے ؎

رتبۂ مرد بہ جود است و کرامت بسجود ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (نہیں پیدا کیا جن اور انس کو مگر اپنی عبادت کے لیے) اور حضرت کلیمؑ سے یوں کلام فرمایا اَلْاُلُوْھِیَّۃُ مِنِّیْ وَالْعِبَادَۃُ مِنْکَ (الوہیت میرے لیے اور عبودیت تیرے لیے ہے) حضرت خواجہ ابو سعید رحمۃ اللہ سے لوگوں نے حریت کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا وہ عبودیت ہے جب تک بندہ نہ بنے آزاد نہیں ہوتا۔ بندہ اور بندگی میں فرق ہے۔ بندہ وہ ہے جو اپنے کو بے قدر جانے اور بعض کے نزدیک بندہ وہ ہے جو اپنے کو تصرف کرنے والا نہ جانے۔ ایک بزرگ نے غلام خریدتے وقت غلام سے نام پوچھا اس نے کہا جو آپ نام رکھیں وہی میرا نام ہے پوچھا تیرا کیا کام ہے کہا جو آپ حکم دیں۔ پوچھا تجھے کس چیز سے رغبت اور کس سے نفرت ہے اس نے کہا امرِ مولیٰ سے رغبت اور نہی مولیٰ سے نفرت ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل نے پوچھا آپ پیغمبر ہونا چاہتے ہیں یا فرشتہ یا بندہ آپ نے فرمایا لَا اُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ مَلَکًا نَبِیًّا بَلْ اُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا نَبِیًّا (میں فرشتہ نبی نہیں ہونا چاہتا، بلکہ بندہ نبی ہونا چاہتا ہوں) شبلی رحمۃ اللہ سے بندہ کی تعریف پوچھی گئی انہوں نے فرمایا جس کا بدن دنیا میں اور دل عقبیٰ میں ہو۔ حکماء کا قول ہے کہ بندہ میں چار حرف ہیں بؔ۔ نؔ۔ دؔ۔ ہؔ بؔ سے بلا پر تحمل کرنا نؔ سے نشاط کرنا بندگی میں۔ دؔ سے دوامًا خدمت کرنا ہؔ سے ہیبت میں مستغرق رہنا مراد ہے اگر بلا پر تحمل نہ کیا تو صابروں کے صبر سے محروم رہا اگر بندگی میں نشاط نہ ہو تو زیادتی عبادت نہ ہوگی اگر دوامًا خدمت نہ کی تو کرامتِ اولیاء حاصل نہ ہوگی اگر ہیبت میں مستغرق نہ ہوا تو غفلت میں مبتلا ہو کر معصیت میں پھنسے گا۔ بندگی یہ ہے کہ قولاً فعلاً کسی وقت مولیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو امر کا پابند اور نہی سے باز رہے

کسی ایک کو ترک کرنا بندگی نہیں دیکھو شیطان کی تمام عبادت ایک حکم نہ ماننے سے خاک میں مل گئی۔ منجملہ بندگی کے ایک نماز ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (تمہاری دنیا میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں ایک خوشبو دوسری عورت تیسری میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) اور فرمایا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرُ الْعُبُوْدِیَّۃِ (نماز بہترین بندگی ہے) دُوسرے روزہ ہے وُہ نفس کشی اور جہاد اکبر ہے آپ نے فرمایا ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ (ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور فرمایا اَلْجُوْعُ زِیْنَۃُ الصَّوْمِ (بھوک روزہ کی آرائش ہے) تیسرے جہاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو) اسی طرح تمام نیک کام ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی مونچھیں حجام کتر رہا تھا اور آپ زبان سے اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ حجّام نے کہا ذرا رُک جائیے ورنہ ہونٹ کٹ جائے گا آپ نے فرمایا تو اپنا کام کر میں اپنا کام کرتا ہوں ہونٹھ کٹ جانا اس سے بہتر ہے کہ میں اُس کے ذکر سے غافل ہو جاؤں۔ جب حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم زیادتی عبادت کی وجہ سے ضعیف ہو گئے تو صحابہ نے کہا آپ اس قدر مشقت کیوں فرماتے ہیں اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں جس پر یہ آیت شاہد ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ آپ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا (کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں) نقل کیا ہے کہ زمانہ سابق میں ایک عابد نے ایک سو بیس برس اللہ کی عبادت کی اس زمانے کے پیغمبر کو حکم ہوا کہ تم اس عابد سے کہہ دو کہ بیکار تکلیف کرتا ہے ہم تیری عبادت قبول نہیں کرتے جب عابد کو یہ پیغام پہنچا اس نے جواب دیا میں بندہ ہوں میرا کام بندگی کرنا ہے اس کو پورا کرتا ہوں وُہ مالک ہے قبول کرنا یا نہ کرنا اس کا کام ہے میں اپنا کام کیوں ترک کروں حکم ہوا کہ وُہ بندہ بنا پس ہم نے اس کی تمام عبادت قبول کر لی۔ جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو اُکڑوں بیٹھتے تھے۔ ایک بار حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ چوزانو آرام سے بیٹھ کر کیوں کھانا نہیں کھاتے آپ نے فرمایا اَنَا الْعَبْدُ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ (میں بندہ ہوں بندوں کی طرح کھاتا ہوں) ایک بار آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے

وُہ اپنے ہاتھ سے جھاڑو دے رہی تھیں آپ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں سلام کیا آپ نے پوچھا تم کیا کرتی تھیں انہوں نے کہا جھاڑو دے رہی تھی آپ مجھے ایک خدمت گار دے دیجئے کیونکہ ایک لونڈی سے گھر کا کام پورا نہیں ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ایک کے حساب سے چھٹکارا پا جاؤ تو دُوسرے کو طلب کرو اے بیٹی ہم بندے ہیں ہم کو بندوں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے منقول ہے کہ زمانہ سابق میں کسی عابد پر کوئی مصیبت پڑی وُہ رویا۔ حکم ہُوا اَلْعَبْدُ اَوِالْمَعْبُوْدُ (تو عبد ہے یا معبُود) مصیبت پر کیوں روتا ہے۔ بندہ مصیبت ہی کے لیے ہوتا ہے۔ مروی ہے کہ جب اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو پیدا کیا اُس وقت دُوسرا فرشتہ پیدا نہیں ہوا تھا یہ ستر ہزار برس تک کھڑے رہے پھر حکم ہوا من انت (تو کون ہے؟) یہ ہیبتِ الٰہی سے چپ ہو گئے۔ الہام ہوا انہوں نے کہا انا العبد من عبادك (میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں) حکم ہوا فاعبدنی (میری عبادت کر) انہوں نے چاہا کہ سجدہ کریں حکم ہوا وُضو کر انہوں نے پوچھا کیونکر وضو کروں ارشاد ہوا زیر عرش بحر مسجُور ہے اس پر ایک فرشتہ ہے جا کر اُس سے سیکھو یہ وہاں گئے عزرائیل کو دیکھا کہ ان کے گرد ستر ہزار فرشتے کھڑے تھے اُنہوں نے اُن سے وُضو سیکھا پھر اپنے مقام پر آکر سات سو برس تک کا سجدہ کیا جب سر اُٹھایا تو کہا اَنَا عَبْدُكَ الضَّعِيْفُ وَاَنْتَ مَعْبُوْدِيَ الْقَوِيُّ ثَبِّتْنِيْ عَلٰى عِبَادَتِكَ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ (میں تیرا ضعیف بندہ ہوں اور تو میرا قوی معبود ہے مجھے اپنی عبادت پر ثابت قدم رکھ اے کرم کرنے والے اے رحم کرنے والے) جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے حکم ہوا يَا اٰدَمُ جَعَلْتُ الدُّنْيَا مَقَامَ الْعِبَادَةِ فَعَلَيْكَ بِعِبَادَتِيْ فِيْهَا فَاِنَّ مَنْ عَبَدَنِيْ فِيْهَا فَصَارَ مَلَكًا فِي الْاٰخِرَةِ (اے آدم میں نے دنیا کو عبادت کا مقام بنایا ہے تم یہاں عبادت کرو پس بیشک جس نے یہاں میری عبادت کی وُہ آخرت میں فرشتہ ہوگا) حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے مَنْ كَانَ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا كَانَ حُرًّا فِي الْاٰخِرَةِ (جو دنیا میں بندہ بنا عقبیٰ میں آزاد ہو گا) انبیا کا شرف بندگی کے خطاب سے ہے اللہ نے حضرت سلیمان اور حضرت ایوب علیہما السلام کے حق میں نِعْمَ الْعَبْدُ فرمایا ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو کلام کیا وُہ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ہے یعنی میں اللہ کا بندہ

ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (میں ہی خدا ہوں سوا میرے کوئی معبود نہیں پس تو میری عبادت کر) حضرت خضر علیہ السلام کی شان میں وارد ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ (حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) کو پایا۔) اور حضرت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کا اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ (جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا) اس خطاب کی خوشی میں آپ نے اللہ کی راہ میں چالیس اونٹ خیرات کیے آپ کے طفیل میں امتِ مرحومہ کو بھی اللہ نے بندے سے مخاطب کیا اور فرمایا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ دوسری جگہ فرمایا نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ تیسری جگہ فرمایا یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ چوتھی جگہ فرمایا یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اور بندگانِ خاص کی یوں تعریف فرماتا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَّالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (پہلی علامت رحمٰن کے خاص بندوں کی یہ ہے کہ وہ زمین پر آہستہ یعنی تواضع سے چلتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے کہ جب جہلا اُن کے مقابل ہوتے ہیں تو التفات نہیں کرتے اور سلام کہتے ہوئے پھر آتے ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ اپنے رب کے سامنے سجود اور قعود میں رات بسر کرتے ہیں وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ بندے کی نسبت اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کی جانب کی ہے اس لیے کہ اَلرَّحْمٰنُ الَّذِیْ یَرْحَمُ الْعِبَادَ یَوْمَ الْحَشْرِ وَالْمِیْعَادِ رحمٰن وہ ہے جو بندوں پر حشر کے دن رحم کرے اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ رحمٰن ہمیشہ بندوں پر رحمت کرتا ہے پھر فرمایا یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا یہ ان کی صفت بیان کردی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (زمین پر اکڑ کر نہ چل) حدیث میں ہے اکڑ کے چلنے والے پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں اور بھی حدیث میں ہے اکڑ کے چلنے والے کی طرف اللہ غصہ سے نظر کرتا ہے۔ منقول ہے کہ ایک بار آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدے میں گئے تو ابوجہل آپ کی گردن پر کھڑا ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا پھر چلا گیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور پیشانی پر ہاتھ پھیرتے اور گردن ملتے تھے ارادہ کیا کہ کچھ بولیں

اور ابوجہل کے لیے بددُعا مانگیں حضرت جبریلؑ نے آکر پیام پہنچایا کہ ہمارے دشمن نے ہماری وجہ سے جو کچھ کیا ہم دیکھتے تھے وُہ داہنے بائیں لوگوں کو دیکھتا تھا اس کی خبر نہ تھی کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اپنے بندہ کو بچاتا ہے اس کے زور کرنے سے کیونکہ آپؐ کی گردن جدا ہوتی۔ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہ جانا ابوجہل نے کہ اللہ اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے) اس آیت کے نازل ہونے پر آپ خوش ہُوئے اور وجد میں آکر چند قدم مسجد میں خراماں خراماں چلے پھر دوڑتے ہُوئے مکان میں تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس وقت آپ اس چال سے چل رہے ہیں جس سے لوگوں کو منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا یَاخَدِیۡجَۃُ اُسۡکُتِیۡ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی اے خدیجہ چُپ ہو اس وقت آیت اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی اُتری ہے یہ سُن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زمین پر لیٹ کر اپنے رخسارے آپؐ کے قدم اطہر سے ملنا شروع کیے اور کہا آج آپ کے حق میں عنایت خداوندی مبذول ہے شاید مجھے بھی اللہ اس خاکِ پاک کے طفیل میں بخش دے۔ حکم الٰہی نازل ہوا کہ خدیجہ سے بعد سلام کہہ دو کہ ہم نے اس خاک کے طفیل سے تجھے بخش دیا اور آتش دوزخ سے آزاد کیا۔ دُوسری علامت اپنے خاص بندوں کی اللہ نے یہ بتائی ہے وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الۡجٰھِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا مروی ہے کہ کفار آپ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی شقاوتِ قلبی کی وجہ سے اَلسَّامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ کہتے ہیں آپ ان کے جواب میں وَعَلَیۡکُمۡ فرماتے تھے۔ ایک دن حضرت عائشہ رضؓ نے کفار کا یہ کلام سن کر اَلسَّامُ وَاللَّعۡنَۃُ عَلَیۡکُمۡ کہا آپؐ نے فرمایا اے عائشہ میں نہیں چاہتا کہ تم فحش کلمہ زبان پر لاؤ اُنہوں نے کہا آپ نے سُنا اُنہوں نے کیا کہا تھا آپؐ نے فرمایا ہاں سُنا تھا اور وَعَلَیۡکُمۡ اس کا جواب دے دیا تھا اس قدر کافی تھا۔ سام موت کو کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ ایک دن لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بُرا کہہ رہے تھے اور وہ تحمل کرتے تھے۔ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا بھی تشریف فرما تھے بے حد ضبط کے بعد ایک مرتبہ حضرت صدیقؓ نے بھی جواب دیا آپ مکان تشریف لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے خدمت نبوی میں عرض کیا اس کی کیا وجہ ہے کہ جب تک وُہ بُرا کہتے تھے آپ کھڑے رہے میں نے جواب دیا تو آپ تشریف لے آئے آپ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے فرشتے تمہاری

طرف سے جواب دیتے تھے جب تم نے جواب دیا فرشتے چلے گئے میں بھی ان کی متابعت میں چلا آیا سخت بات پر تحمل کرنے میں بڑا ثواب ہے حدیث میں ہے مَنْ تَحَمَّلَ كَلِمَةَ سُوْءٍ مِّنْ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَتَبَ اللهُ لَهٗ عِبَادَةَ سَنَةٍ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے بری بات سن کر تحمل کرے اللہ اس کے نام ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اپنے خاص بندوں کی تیسری علامت یوں بیان کی ہے وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا پہلے دن کے اچھے کام بیان کیے اس کے بعد رات کے اعمال حسنہ یوں ظاہر کیے۔ قیام شب خاصان خدا کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (جو پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کے کلام کی راتوں کے وقت اور وہ سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں بری باتوں سے اور دوڑتے ہیں نیک کام کے کرنے کو اور وہی لوگ نیک بخت ہیں) **مترجم** کہتا ہے بہ ل پر انیس الواعظین میں يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ الٰی قولہ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ مرقوم ہے اور صاحب نافع المسلمین نے اپنی رائے کے مطابق یوں آیت پوری فرمائی يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ انتہیٰ اور اسی کا ترجمہ بھی کیا ہے جس سے گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ کاتب کی غلطی ہو کیونکہ اگر وہ آیت میں يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ سہواً چھوڑ جاتا تو ترجمہ اس کا موجود ہوتا پس صاف ظاہر ہے کہ خود مترجم صاحب نے یہ جدت فرما کر قرآن کی تخفیف کی ہے۔ ترجمہ کا تو یہ حال اور نافع المسلمین نام رکھا ہے جو سراسر غیر موزون معلوم ہوتا ہے **انتھی** اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (وہ سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں) اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بندہ شب کو نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے ہمارے بندے کو دیکھو کہ ہماری درگاہ میں کھڑا ہے ہم سے ثواب کی امید رکھتا ہے ہمارے

عذاب سے ڈرتا ہے تم گواہ رہو کہ میں اس کو جس کا وہ طالب ہے دوں گا اور جس سے ڈرتا ہے بچاؤں گا اور قیامت کے دن اُسے ذلیل نہ کروں گا اور آپ نے فرمایا ہے اے ایمان والو جب تک تم رات کو نہ جاگو اور دن کو روزہ نہ رکھو تب تک ایمان کی حلاوت نہ پاؤ گے اور فرمایا ہے کہ تم رات کو نماز سے زندہ رکھنا اپنے اوپر لازم کر لو۔ تہجد کی نماز دنیا میں اور قبر میں نور ہے اور تہجد کی نماز پُل صراط پر سے جنت کی طرف باآسانی لے جانے والی ہے اور فرمایا رات کو زیادہ نماز پڑھنے والے کے درجے جنت میں بلند ہوتے ہیں وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ یعنی تیسرا شخص جو عرش کے سایہ میں ہو گا وہ جس کا قلب مسجد سے معلّق ہو یعنی اس انتظار میں ہو کہ اذان سنتے ہی مسجد میں شریک جماعت ہونے کے لیے حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ (تعمیر مساجد میں وہی لوگ زائد مستعد رہتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے ہیں اور نماز سرگرمی سے ادا کرتے ہیں) حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے حُبُّ الْمَسَاجِدِ مِنَ الْاِیْمَانِ (مسجدوں کی محبت ایمان کی علامت ہے) صحابہؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ حضرت ابن مسعودؓ کسی وقت مسجد کو نہیں چھوڑتے آپ نے فرمایا اس کا ایمان کامل ہو گیا۔ شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے ارشاد کیا یَا اَحْمَدُ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِیْ ظُلَمِ اللَّیْلِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالْجَنَّةِ (آپ ان لوگوں کو جنت کی بشارت دے دیجیے جو رات کے اندھیرے میں مسجدوں میں جاتے ہیں) اور ایک روایت میں بِالْجَنَّةِ کے مقام پر بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وارد ہے یعنی اُن کو قیامت میں نور تام ملنے کی بشارت دے دیجیے اور آپؐ نے فرمایا ہے مَنْ مَشٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی اللَّیْلِ کَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکُلِّ خُطْوَةٍ عَشْرَةَ اٰلَافٍ مِنْ حَسَنَةٍ وَمَحٰی عَنْهُ مِثْلَهَا سَیِّئَةً وَرَفَعَ لَهٗ مِثْلَهَا دَرَجَةً (جو کوئی رات میں مسجد کی طرف چلتا ہے اللہ اس کے ہر قدم کے بدلہ دس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اتنی ہی بُرائیاں دُور کرتا ہے اور اسی قدر مدارج بلند کرتا ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ اِلَی الْمَسْجِدِ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ خُطْوَةٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّؤَاخِذَهٗ

اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ فَاِنْ صَلّٰی خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ فَاِذَا دَخَلَ فِیْ بَیْتِہٖ یَنْفِیْ عَنْہُ الْفَقْرُ وَالسُّقْمُ (جو شخص اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے اللہ اُس کے نام ہر قدم کے عوض میں ایک برس کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اللہ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے اور نماز پڑھ چکنے کے بعد اس طرح گناہوں سے پاک ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پھر جب گھر واپس آتا ہے تو اس گھر سے فقر اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ اور فرمایا ہے مَنِ اسْتَیْقَظَ مِنْ نَوْمِہٖ وَاَصْبَحَ وَقَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ فَکَاَنَّمَا اَحْیٰی لَیْلَۃَ الْقَدْرِ (جو شخص صبح کو خواب سے بیدار ہو اور اس کا دل مسجد سے لگا ہو تو وہ مثل اس کے ہے جو شب قدر میں جاگا ہو) اور ایک روایت میں نومہ کے مقام پر مِنْ ھَمِّ الْمَسْجِدِ اسْتَیْقَظَ وارد ہے (یعنی مسجد کے غم کی وجہ سے جاگ پڑے۔ اور آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا یَا اَخِیْ اَلْزِمِ الْمَسْجِدَ فَاِنَّہٗ مَنْ لَزِمَ الْمَسْجِدَ لَمْ یَرْجِعْ خَالِیًا (اے میرے بھائی مسجد کو لازم پکڑ لے اس لیے کہ جو کوئی مسجد کو لازم پکڑتا ہے خالی نہیں پھرتا) اور فرمایا سب سے پہلے مسجد میں آنے والا اور سب کے بعد جانے والا جنتی ہے اور فرمایا مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ خَرَجَ مِنْ زُمْرَۃِ الْمُنَافِقِیْنَ (جو شخص مومنین کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہے وہ منافقین کے گروہ سے نکل آتا ہے) اور آپ نے فرمایا جب مومن اذان سنتا ہے تو شیطان کہتا ہے شاید نہ اُٹھے جب اُٹھتا ہے تو کہتا ہے شاید گھر میں نماز پڑھ لے جب گھر سے باہر آتا ہے تو کہتا ہے شاید کسی اور کام میں لگ جائے جب مسجد میں آتا ہے تو کہتا ہے افسوس اے مومن تو نے میری پیٹھ توڑ دی اور مجھے اپنے سے ناامید کر دیا۔ اور آپؐ نے فرمایا تمام جگہوں سے بہتر مسجد اور بدتر بازار ہے اور نمازیوں میں جو سب سے پہلے داخل ہو اور سب کے بعد جاوے اور فرمایا اِذَا خَرَجَ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْمَسْجِدِ نَادٰی مَلَکٌ مِّنَ السَّمَآءِ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اسْتَانِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ (جب مومن نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکارتا ہے اے اللہ کے ولی نئے سرے سے عمل کر اس لیے کہ تیرے پہلے کے گناہ اللہ نے معاف کر دیئے) اور فرمایا کہ جو شخص اذان سنتا ہے اور وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ

فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں اس کے لیے سو محل بناؤ ہر محل میں سو گھر ہر گھر میں سو کھڑکیاں ہر کھڑکی میں ایک تخت ہر تخت پر ایک فرش ہر فرش پر حور عین سے ایک حور اور ہر حور کے سامنے سو لونڈیاں اور غلام کھڑے ہوں اور ہر غلام کے ہاتھ میں بہشتی میووں سے ایک میوہ ہو۔ اور فرمایا جس کو گرمی میں گرمی اور سردی میں سردی مسجد جانے سے نہ روکے اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور فرمایا گرمی کے زمانہ میں جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور اس کے بدن سے پسینہ نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک تیر کا جو اللہ کی راہ میں پھینکا جاتے ثواب دیتا ہے اور اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکنا ایک مہینہ کی عبادت سے افضل ہے۔ نقل کیا ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا جس کا بدن پسینہ میں تر تھا وہ پسینہ پونچھتا جاتا تھا اور زمین پر گراتا جاتا تھا آپ نے فرمایا اس پسینہ کی عزت کر اس لیے کہ یہ اللہ کی راہ میں نکلا ہے۔ میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فرماتے سنا ہے کُلُّ عَرَقٍ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ هُوَ كَدَمِ الشُّهَدَاءِ (ہر وہ پسینہ جو اللہ کی راہ میں نکلے شہید کے خون کے مثل ہے) حضرت شیخ ابو علی دقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو پسینہ اللہ کی راہ میں نکلے اگر اُسے کپڑے سے پونچھ لے اور اس کا کفن بنائے تو عذاب سے محفوظ رہے گا اور حدیث میں ہے جو کوئی مسجد میں جاوے اور اُس کے اس وقت پسینہ نکلے تو وُہ اور مجاہد برابر ہے اور بھی وارد ہے جو شخص مسجد میں داخل ہو اور سایہ میں جگہ نہ پانے کی وجہ سے دھوپ میں بیٹھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو عرش کے سایہ میں جگہ دے گا اور اس کو گرمی سے مامون رکھے گا۔

اُوپر اِنَّمَا یَعْمُرُ تا اَقَامَ الصَّلٰوۃَ آیت گذر چکی ہے اس کا تتمہ یہاں بیان ہوتا ہے وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے پس تحقیق ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں) اس آیت کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا یَعْمُرُ سے فرمائی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ عمارت مسجد کی دو قسمیں ہیں (۱) عینی (۲) معنوی۔ عینی مسجد کی تعمیر کرنا حدیث میں ہے کہ دنیا میں مسجد بنانے والے کے لیے اللہ جنت میں ایک قصر بنائے گا۔ تعمیر مسجد کے فضائل انشاء اللہ ایک خاص مجلس

میں بیان ہوں گے اور معنوی عمارت یہ ہے کہ جماعت میں حاضر ہو اور اس میں بھی یہی معنی مراد ہیں۔ جس مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو وُہ خراب ہے۔ جس میں امام اور موذن نہ ہو تو گویا وُہ بھی خراب ہے، ایک بزرگ کا ایک گاؤں میں گذر ہوا وہاں ایک پرانی ٹوٹی پھوٹی مسجد تھی۔ اس میں اُترے نصف شب کو انہوں نے آواز سُنی کہ گویا مسجد خود کہہ رہی ہے اے اللہ اس گاؤں کو خراب کر جیسا انہوں نے مجھے خراب کیا ہے۔ صبح کو ان بزرگ نے گاؤں والوں سے پورا قصہ بیان کیا اور خود اُس گاؤں سے چلے گئے عرصہ کے بعد پھر ان بزرگ کا اُس گاؤں میں گذر ہوا تو مسجد کی عمارت درست اور ساز و سامان بھی اچھا پایا انہوں نے وہیں قیام کیا شب کو پھر بھی آواز سُنی الٰہی اس گاؤں والوں کو خراب کر جیسا انہوں نے مجھے خراب کیا ہے ان بزرگ نے کہا اب تو تیری عمارت درست ہے فرش بدھنی وغیرہ سب موجود ہے تو اپنے کو کیوں خراب کہتی ہے جواب ملا کہ عمارت اچھی ہے تو کس کام کی ہر شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مجھ میں نہیں آتا۔ صبح کو ان بزرگ نے یہ واقعہ بھی گاؤں والوں سے بیان کیا لوگ برابر نماز پڑھنے مسجد میں آنے لگے اسی رات کو ان بزرگ نے آواز سُنی الٰہی اس گاؤں والوں کو آباد رکھ جیسے انہوں نے مجھے آباد کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مَسَاجِدَ اللّٰہِ فرمایا ہے مسجد ایسا بزرگ گھر ہے جس کی اضافت اللہ نے اپنی جانب کی ہے۔ مساجد اس لیے اس کو کہتے ہیں کہ یہ سجدہ کی جگہ ہے۔ اور مَسَاجِدَ اللّٰہ اس لیے کہ اللہ کی عبادت کا مقام ہے، چند چیزوں کی نسبت اللہ نے اپنی جانب فرمائی ہے۔ جیسے کلام اللہ، محمد رسول اللہ، بیت اللہ، ناقۃ اللہ، عبداللہ، عرش اللہ (مومن کا دل) مساجداللہ، یعنی قرآن کے مطابق کام کرو۔ رسول کی اتباع کرو، کعبہ کی زیارت کرو، اونٹنی کو چھوڑ دو۔ مومن کی خدمت کرو، مومن کے دل کی مرمت کرو، مساجد میں سجدہ کرو پھر اٰمَنَ بِاللّٰہِ فرمایا۔ مسجد کی تعمیر وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں کیونکہ کفا اللہ ہی پر ایمان نہیں لاتے مساجداللہ سے انہیں کیا سروکار۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے آباد کرنے پر ایمان کو معلق کیا جس کی اس پر رغبت نہیں اُس کا ایمان بھی کامل نہیں ہے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد میں) یعنی پورا ثواب حاصل نہیں ہوتا اور فرمایا ہے اَلْمَسْجِدُ بَیْتُ لِکُلِّ تَقِیٍّ (مسجد ہر متقی کا گھر ہے) تم نے سنا ہو گا کہ آپ

بیماری کی حالت میں داہنا ہاتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کاندھے پر اور بایاں ہاتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کاندھے پر رکھ کر مسجد میں تشریف لائے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ یہ ایمان والوں کی دوسری صفت ہے یعنی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا ہے وہی تعمیرِ مسجد کرے گا اور قیامت کو اللہ تعالیٰ نے یوم آخر کر کے بیان کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اُس کے بعد نہ رات ہو گی نہ دن ہو گا مگر ایسا روز ہو گا یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ وہ ایسا دن ہو گا جس کی لمبائی پچاس ہزار برس کے برابر ہو گی) لیکن یہ درازی بدکاروں کو معلوم ہو گی اور نیک کاروں کے لیے یہ درازی اللہ بقدر ایک وقت کی نماز کے کر دے گا۔ قیامت میں اہلِ ایمان سے پرسش ہو گی کہ تم مومن کہلاتے تھے پھر تعمیر مسجد کیوں نہیں کرتے تھے یعنی جماعت میں کیوں شریک نہیں ہوتے تھے۔ لوگوں نے حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنا سے پوچھا اللہ کا بندہ کون ہے آپ نے فرمایا مَنْ وَاظَبَ عَلَی الْعِبَادَۃِ فِیْ بَیْتِ اللّٰہِ (جو اللہ کے گھر میں اس کی عبادت پر ہمیشگی کرے) پھر اللہ تعالیٰ نے وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ فرمایا۔ جو مومن نمازی ہو گا وہی مسجد کو معمور رکھے گا اگر مومن بے نمازی ہو تو اُسے مسجد سے بھی کچھ سروکار نہ ہو گا ایمان کے بعد اللہ نے نماز کا ذکر فرمایا ہے اسلیے کہ نماز ایمان کی علامت ہے۔ چنانچہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ (جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرے وُہ مرتد ہے) اور مرتد کو قتل کر ڈالنا واجب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص نماز ترک کرے اور ترک کرنے کو گناہ نہ سمجھے وُہ کافر ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح مومن سر کو سجدہ کر کے مشرف کرتا ہے اُسی طرح لازم ہے کہ ہاتھ کو زکوٰۃ دے کر شرف بخشے سجدہ بغیر سخاوت کے اچھا نہیں۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں جس طرح نماز ایمان کے لیے لازم ہے۔ حدیث میں ہے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا زَکٰوۃَ لَہٗ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ (زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں جس طرح نماز نہ پڑھنے والے کا ایمان مقبول نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ یہ تمام اوصاف مومنوں کے ہیں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے تمام چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام اژدہے اور شیر اور ساحروں کے جادو سے نہ

ڈرے اور فرعون ایک بلی سے ڈر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَعَسٰی اُولٰئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ یہاں عَسٰی کے معنی تحقیق کے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر تمام ہوئی اب پھر حدیث سابق کا بیان ہوتا ہے رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا چوتھے دو شخص جو عرش کے سایہ میں ہوں گے وہ ہیں جو آپس میں اللہ کے لیے دوستی رکھیں اور اللہ ہی کے لیے جدا ہوں اور دینی بھائی بن جائیں دنیا کا کوئی تعلق اس دوستی یا جدائی میں نہ حائل ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے خاص خطابت میں فرماتا ہے وَجَبَتْ مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ جو دو شخص میرے ہی لیے محبت رکھیں ان کے لیے میری دوستی ضرور ہوتی ہے اور حضرت خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے تَوَادُّوْا وَتَقَارَبُوْا (آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے سے قریب ہو) اور آپ نے فرمایا ہے اَکْثِرُوْا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ کَرِیْمٌ اَنْ یُّعَذِّبَ عَبْدَہٗ بَیْنَ اِخْوَانِہٖ (بھائی بندی زیادہ کرو اس لیے کہ اللہ شرمگین اور کریم ہے کہ اپنے بندہ کو اس کے بھائیوں میں عذاب کرے) اور آپ نے فرمایا مَا زَارَ رَجُلٌ لِرَجُلٍ فِی اللّٰہِ وَشَوْقَ اِلَیْہِ رَغْبَۃً فِیْ لِقَائِہٖ اِلَّا نَادَاہُ مَلَکٌ خَلْفَہٗ طِبْتَ وَطَابَتْ لَکَ الْجَنَّۃُ (نہیں زیارت کرتا کوئی مرد کسی مرد کی اللہ کے لیے مشتاق ہو کر اس کا اور رغبت کرنے والا اس کے دیدار کا مگر یہ کہ ندا کرتا ہے اسکے پیچھے ایک فرشتہ بہت اچھا کیا تو نے کہ بغیر غرض دنیوی کے اس کی زیارت کو نکلا تیرے لیے جنت سزاوار ہو گئی) اور آپ نے فرمایا ہے اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخَاہُ فِی اللّٰہِ فَاَرْسَلَ اللّٰہُ مَلَکًا فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ فَقَالَ اُرِیْدُ اَنْ اَزُوْرَ اَخِیْ فُلَانًا فَقَالَ لِحَاجَۃٍ لَکَ عِنْدَہٗ قَالَ لَا قَالَ فَبِقَرَابَۃٍ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ قَالَ لَا قَالَ فَبِنِعْمَۃٍ لَہٗ عِنْدَکَ قَالَ اُحِبُّہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ اُخْبِرُکَ بِاَنَّہٗ یُحِبُّکَ اللّٰہُ بِحُبِّکَ اِیَّاہُ وَوَجَبَ لَکَ الْجَنَّۃُ (ایک شخص نے اپنے دینی بھائی کی زیارت کی اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اس فرشتہ نے اس سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو اس نے کہا اپنے فلاں بھائی سے ملنے جاتا ہوں فرشتہ نے کہا کیا اس سے حاجت رکھتے ہو کہا نہیں فرشتہ نے کہا کیا وہ تمہارا رشتہ دار ہے کہا نہیں فرشتہ نے کہا کیا اُس نے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کیا ہے کہا میں اُسے خدا کے لیے محبوب رکھتا ہوں فرشتہ نے کہا اللہ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہیں اس بات کی خبر دوں کہ تم نے جو اُس

شخص کو اللہ کے لیے دوست رکھا اس کی وجہ سے اللہ نے تم کو بخش دیا اور جنت تمہارے واسطے
واجب کر دی۔ آپ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَی اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَاْلِفُوْنَ (تم میں خدا کے نزدیک
وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو آپس میں محبّت رکھتے ہیں) اور آپ نے فرمایا۔ مَا اَحْدَثَ عَبْدٌ
اَخًا فِی اللّٰہِ اِلَّا اَحْدَثَ لَہٗ دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ یعنی جب بندہ اللہ کے لیے کسی سے دوستی پیدا
کرتا ہے تو اللہ جنت میں اُس کے لیے ایک نیا درجہ بنا دیتا ہے اور فرمایا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ عَلٰی
عَمُوْدٍ مِنَ الْیَاقُوْتَۃِ الْحَمْرَاءِ فِیْ رَأْسِ الْعَمُوْدِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ غُرْفَۃٍ یُشْرِفُوْنَ عَلٰی اَھْلِ
الْجَنَّۃِ کَمَا تُضِیْئُ الشَّمْسُ لِاَھْلِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِنْطَلِقُوْا بِنَا نَنْظُرُ اِلَی الْمُتَحَابِّیْنَ
فِی اللّٰہِ فَیُضِیْئُ حُسْنُھُمْ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ کَمَا تُضِیْئُ الشَّمْسُ عَلَیْھِمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٍ
مَکْتُوْبٌ عَلٰی جِبَاھِھِمْ وَوُجُوْھِھِمْ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ خدا کے لیے دوستی کرنے والے قیامت
کے دن ایک ستون پر ہوں گے کہ وہ ستون سُرخ یاقوت کا ہوگا اور اس ستون پر ستر ہزار کھڑکیاں
ہوں گی اہلِ جنت پر ایسی نکلیں گی جیسے دُنیا پر آفتاب چمکتا ہوا نکلتا ہے پس اہلِ جنت کہیں گے
آؤ جو دو شخص آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے تھے ان کو دیکھیں پس اہلِ جنت کو وہ ایسے
حسین روشن نظر آئیں گے جیسے آفتاب روشن ہوتا ہے اور سبز دیبا کے کپڑے پہنے ہوں گے۔
اور اُن کے پہلو اور منہ پر لکھا ہوگا یہ آپس میں اللہ کے لیے دوستی کرنے والے ہیں) آپ
نے فرمایا ہے جب اللہ کسی بندے کی خیریت چاہتا ہے تو اُسے اچھا دوست دیتا ہے۔
تاکہ اگر وہ احیاناً اللہ کو بھول جاتے تو اس کا دوست یاد دلا دے اور آپ نے فرمایا
ہے کہ کوئی دو مومن ایسے جمع نہیں ہوتے کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہ ہو اور فرمایا
خدا کے لیے دوستی کرنے والے کا درجہ بلند ہوتا ہے اور فرمایا جب دو آدمی خدا کے لیے دوست
ہوتے ہیں تو اُن میں خدا کا زائد دوست وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو خدا کے لیے زیادہ دوست
رکھے۔ حضرت ابُو ادریس خولانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے کہا میں تمہیں خدا کے لیے
دوست رکھتا ہوں اُنہوں نے کہا تمہیں بشارت ہو کہ میں نے رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناءُ سے سُنا
ہے کہ قیامت میں گرداگرد عرش کے کرسیاں رکھی جائیں گی اور ایک گروہ کا منہ چودھویں رات
کے چاند کی طرح روشن ہوگا اور یہی گروہ بے خوف ہوگا اور سب خلق خوف زدہ ہوگی یہ گروہ

جنہیں کچھ خوف نہ ہوگا اولیاء کا گروہ ہوگا یہ سن کر صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس گروہ میں کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا جو آپس میں خدا کے لیے دوستی کرتے ہوں اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کی سب سے زائد مضبوط دستاویز اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر تم تمام اہل آسمان اور اہل زمین کی عبادت کو جمع کرو اور اس میں اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی نہ ہو تو تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گی مترجم کہتا ہے طاعت کا لفظ نافع المسلمین میں نہیں ہے جس کی وجہ سے مطلب خبط ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ کاتب کی غلطی ہو انتہیٰ۔ حضرت ابن سماک رحمہ اللہ نزع کے وقت فرماتے تھے۔ الٰہی جس وقت میں نے گناہ کیا اس وقت تیرے نیک بندوں کو دوست رکھتا تھا میری اس محبت کو میرے گناہوں کا کفارہ کر دے۔ اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دوست دینی جب آپس میں ایک دوسرے سے ہنستے ہیں تو اُن کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ اپنے لیے برادران دینی بناؤ کیونکہ اہل دوزخ یوں فریاد کریں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والا اور شفقت کرنے والا دوست نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقولہ ہے کہ اللہ کی قسم ہے اگر میں اپنی عمر میں ہر دن روزہ رکھوں اور ہر رات کو عبادت میں بسر کردوں اور تمام مال خیرات کر دوں اور ایسی حالت میں مروں کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں کی دشمنی نہ ہو تو کوئی عمل میرے کام نہ آوے گا۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں فاسق سے قطع تعلق کرنا درگاہِ الٰہی میں قربت حاصل کرنا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ حُب فی اللہ اس کو کہتے ہیں جس میں لوث اور دُنیاوی غرض بالکل نہ پائی جائے اگر زاہد مالدار کو اس لیے دوست رکھے کہ مالدار اُسے خرچ سے فارغ کرے تاکہ یہ یادِ الٰہی میں بسر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ زوجہ کو اولادِ صالح پیدا ہونے کے لیے دوست رکھنا بھی اچھا ہے۔ جس طرح حُب فی اللہ اچھے لوگوں سے اچھا ہے اسی طرح بُغض فی اللہ بُرے لوگوں سے اچھا ہے۔ جیسے اہل شرک، اہل کفر، اہل معصیت اہل بدعت سے

بغض رکھنا بھی باعثِ ثواب ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَیْکُمْ بِالْحُبِّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضِ فِی اللّٰہِ (اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا واجب جانو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (تم کسی قوم کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائی ایسا نہ پاؤ گے کہ ان لوگوں سے محبت رکھیں جو اللہ اور رسول سے اختلاف کرتے ہیں) اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ، قیامت پر ایمان لایا ہو اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی رکھتا ہو اس پر اعتماد کرنا اور اس کو حاکم کرنا اور مسلمانوں پر مسلّط کرنا تمام مسلمانوں کی حق تلفی ہے۔ بدعتی جو لوگوں کو بھی بدعت کی رغبت دلاتا ہو اُس سے اظہار دشمنی کرنا ضروری ہے اور اہلِ معصیت جیسے ظالم اور جھوٹی گواہی دینے والا اور ہجو کرنے والا شاعر اور غیبت کرنے والے سے دوستی کرنا مکروہ ہے اور شراب خوار اور بدکار اگر منع کرنے سے اپنی عادت چھوڑ دے تو خیر، ورنہ اُن سے بھی الگ رہنا بہتر ہے مگر لعنت نہ کرنا چاہیئے۔ ایک شرابی پر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قائم کی۔ دُوسرے شخص نے اس شرابی پر لعنت کی آپ نے اُسے منع کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ (نہ دوستی کریں مومن کافروں سے سوا مومن کے اور جو اس کے خلاف کریں پس اللہ کو اُن کی پرواہ نہیں کسی کام میں جب تک تقویٰ نہ حاصل کریں اور اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے) اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں نے بظاہر کفّار سے قطع تعلق کیا لیکن دلوں میں محبّت باقی رہی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (کہہ دیجئے مسلمانوں سے کہ تم اپنے سینوں کی بات پوشیدہ رکھو یا ظاہر کرو اللہ سب کو جانتا ہے۔ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے) چونکہ محبّت سینہ میں تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے صُدُوْرِکُمْ فرمایا۔ حدیث میں ہے صُدُوْرُ الْاَحْرَارِ

قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ (آزاد لوگوں کے دل اسرار کی قبریں ہیں) یہاں صُدُوْر سے دل مراد ہے۔ اور وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارے رزق پہنچانے میں اور حفاظت اور عذاب کرنے پر قادر ہے۔ پس اگر کفار کو کسی طمع سے دوست رکھتے ہو پس میں رزق پر قادر ہوں اگر میں رزق روک دوں تو کوئی نہیں پہنچا سکتا اور اگر میں رزق پہنچاؤں تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر اس لیے دوست رکھتے ہو کہ وُہ تمہاری حفاظت کریں تو میں تمہاری اچھی حفاظت کرنے والا ہوں اُن سے فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا سے یہی مراد ہے اور فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اللہ ایمان والوں کا دوست ہے) اور فرماتا ہے نِعْمَ النَّصِیْر۔ (اچھا ہے اللہ مددگار) اور اگر بغیر کسی نفع کے ان کو دوست رکھتے ہو تو میں عذاب کرنے پر قادر ہوں خود فرماتا ہے اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ (بیشک تمہارے رب کا عذاب آنے والا ہے اور اُسے کوئی دفع نہیں کر سکتا) رَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَاَۃٌ ذَاتَ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی پانچواں مُرد جو عرش کے سایہ میں ہوگا وُہ ہے جس سے صاحبِ نسب حسین عورت وصل کی طالب ہو اور وُہ جواب دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ زنا سے بچنا دُخولِ جنت کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے نفس کو زنا سے بچاتے اُسے دوزخ سے کچھ سروکار نہیں اور فرمایا جو شخص عورت پر قادر ہونے کی حالت میں زنا نہ کرے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ اور فرمایا تین آدمی دوزخ میں اگر ڈالے بھی جائیں گے تو دوزخ اُنہیں نہ جلاتے گی (۱) جو قرآن پڑھنے پر زیادہ راغب ہو (۲) جو مہمان کو دوست رکھے (۳) جو اپنے آپ کو زنا سے بچاتے اور فرمایا ہے اگر فاحشہ عورت مرد کو زنا کی طرف بُلائے اور مرد کہے میں نے توبہ کر لی ہے تو اللہ اُس کو اور اُس کے ماں باپ کو بخش دے گا اور اس کا حشر پارساؤں کے ساتھ ہو گا۔ شہوت انسان کو اس لیے دی گئی ہے کہ انقطاعِ نسل نہ ہونے پائے اور یہ بہشت کی لذت کا ایک نمونہ ہے اور شہوت بڑی آفت ہے اور آپ نے فرمایا ہے جس کو شہوت دی اس پر فساد کا دروازہ کھلا اور دوزخ سے اس کی رہائی ناممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شیطان نے کہا کہ تم کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہیں بیٹھے کہ تم دونوں میں

میں تیسرا ہو کر فساد نہ برپا کروں۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حضرتِ حفصہؓ کے مکان میں جناب سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کو تلاش کرتے ہوئے آئے حضرت حفصہؓ تنہا تھیں آپ وہاں سے بھاگے دروازہ آپ کے سر میں لگا خون بہنے لگا۔ اسی حالت میں حاضر خدمت نبوی ہوئے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی بیٹی کے گھر سے بے تحاشا کیوں بھاگے جواب دیا کہ آپ کی زبان سے میں نے سُنا ہے کہ جس گھر میں ایک مرد اور ایک عورت ہو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے اس لیے میں بے تحاشا بھاگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے ہفتہ میں دو بار بندوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اللہ زنا کرنیوالے پر سب سے زیادہ غصہ کرتا ہے اور فرماتا ہے مَا مِنْ ذَنْبٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ نُطْفَۃٍ یَضَعُھَا الرَّجُلُ فِیْ رِحْمٍ لَّا یَحِلُّ لَہٗ (اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے کہ آدمی ایسے رحم میں نطفہ رکھے جو اس کو حلال نہ ہو) اور آپ نے فرمایا ہے اللہ کرے تم لوگ زنا نہ کرو۔ کیونکہ اس سے چھ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں۔ تین دنیا میں تین عقبیٰ میں۔ دنیا میں منہ کا نور جاتا رہتا ہے، رزق تنگ ہوتا ہے۔ عمر سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔ عقبیٰ میں اللہ کے غصہ میں پھنستا ہے حساب سخت ہوتا ہے۔ مدت دراز تک دوزخ میں رہتا ہے اور فرمایا کہ اگر زانی بغیر توبہ کیے مر جائے تو اس کی قبر میں آگ کے سَو دروازے کھولے جاتے ہیں تاکہ قیامت تک سانپ اور بچھو اس کو کاٹیں اور آگ اس کو جلاوے اور قیامت کے دن اہل قیامت اس کی بدبُو سے فریاد کریں گے۔ پس حکم ہوگا اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو شخص آزاد یا لونڈی سے زنا کرتا ہے اللہ اس کی قبر میں آگ کے بیس لاکھ دروازے کھول دیتا ہے اور ہر دروازے سے سانپ اور بچھو اور آگ کے شعلے آتے ہیں اور قیامت تک وہ اسی عذاب میں رہتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ کلام نہ کرے گا نہ نظرِ رحمت ان کی طرف ہوگی (۱) بوڑھا زانی (۲) بادشاہ دروغ گو (۳) فقیر متکبّر اور فرمایا اے جوانانِ قریش زنا نہ کرو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو جس نے شرمگاہ کی حفاظت کی اس پر جنت حلال اور دوزخ حرام ہے اور فرمایا زنا سے اسّی برس کے اعمال ضائع ہوتے ہیں اور فرمایا دوزخ میں ایک کنواں خاص زانیوں کے لیے ہے اس کا عذاب ایسا سخت ہے

کہ اگر اس کا سر کھول دیا جائے تو تپش سے اہلِ دوزخ جل جائیں۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا ہر چیز کو دوزخ سے عذاب ہوگا آپ نے فرمایا دوزخ میں ایک کنواں ہاویہ عذاب سے پُر ہے اگر اس میں سے ایک ذرّہ دوزخ میں ڈالا جاوے تو تمام دوزخ جل جاوے لوگوں نے پوچھا اس میں کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا زانی، سُود خور والدین کو ستانے والے اور فرمایا ہے کہ زانی اور زانیہ کا حشر یوں ہوگا کہ مرد کی شرمگاہ عورت کی پیشانی میں اور عورت کی شرمگاہ مرد کی پیشانی میں ہوگی اور پیپ ان میں سے جاری ہوگی اہلِ حشر بدبو سے فریاد اور اُن پر لعنت کریں گے اور فرمایا ہے کہ جو شخص زنا پر قادر ہو اور خدا کے ڈر سے نہ کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔ نقل کیا ہے کہ بغداد میں ایک بزرگ ہیں اور ان کی بی بی میں کچھ تکرار ہوئی بی بی نے کہا اے دوزخی چپ رہ بزرگ نے کہا اگر میں دوزخی ہوں تو تجھ پر طلاق ہے۔ صبح کو علماء سے ان بزرگ نے پوچھا میں دوزخی ہوں یا جنتی علماء جواب سے عاجز آئے جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ باوجود زنا پر قادر ہونے کے تو اللہ کے ڈر سے باز رہا ہو۔ ان بزرگ نے کہا ہاں ایک بار ایسا ہوا ہے واقعہ اس کا یہ ہے کہ میں اپنے ہمسایہ کی عورت پر فریفتہ تھا ایک بار شب کو وُہ بناؤ سنگار کر کے خلوت میں میرے پاس آئی خوفِ خدا کی وجہ سے میں زنا سے باز رہا اور اُس سے جدا ہو گیا اور توبہ کی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا تو جنتی ہے تیری بی بی پر طلاق نہیں پڑی وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى (جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور اپنے نفس و خواہش سے رُکے تو جنت اس کا گھر ہے۔ مترجم کہتا ہے تفسیر حسینی میں بزرگ کے مقام پر ہارون رشید اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جگہ امام شافعی رح کا نام درج ہے اور ایسا ہی تذکرۃ الاولیاء میں بھی مذکور ہے انتھیٰ۔ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نہایت صاحبِ جمال تھے ایک عورت نے ان سے زنا کی خواہش کی وُہ اللہ کا خوف کر کے بھاگے۔ شب کو حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اُن سے کہا آپ نے بڑا کام کیا کہ زلیخا سے اپنے آپ کو بچایا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے سلیمان آج تو تم نے بھی ایسا ہی کام کیا ہے۔ حضرت

ابوبکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ کی لڑکی پر فریفتہ تھا ایک دن جاکر اپنی محبوبہ سے لپٹ گیا اس نے کہا میں خود تجھ پر عاشق ہوں مگر اللہ سے ڈرتی ہوں قصاب نے کہا جب تو خدا سے ڈرتی ہے تو میں کیوں خدا سے نہ ڈروں اور اسی وقت درگاہِ الٰہی میں توبہ کی۔ ایک بار یہی قصاب سفر میں تھا تھک گیا اور آفتاب کی حرارت تیزی پر تھی۔ اتفاقاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ ایک شخص جو آپؐ کے کسی کام کو جارہا تھا ادھر سے گذرا وہ بھی تھکا ہوا تھا وہیں رُک گیا آپس میں سلام علیک ہوئی اُس نے قصاب سے کہا آؤ دُعا کریں کہ اللہ ابر سایہ افگن بھیج دے۔ قصاب نے کہا میں دُعا کرنے کے لائق نہیں ہوں تم دُعا کرو اور میں آمین کہوں غرض دوسرے شخص نے دُعا کی اور قصاب نے آمین کہی اللہ نے ابر کو دونوں پر سایہ کرنے کے لیے بھیج دیا جب ایک دوسرے سے جُدا ہونے لگے تو ابر قصاب کے ساتھ ہوا اور دوسرے شخص نے دوڑ کر قصاب سے کہا یہ ابر تیرے لیے آیا تھا تو اپنا حال بیان کر اُس نے اپنا واقعہ بیان کیا اُس نے اپنا واقعہ بیان کیا:۔

اس نے کہا اس لیے اللہ نے تجھے یہ رتبہ دیا۔ ایک جوان عورت بازار میں چھوہارے خریدنے ایک جوان کی دکان پر آئی جوان نے اُس سے کہا گھر میں آ تجھے عمدہ چھوہارے دے دوں جب عورت اس کے ساتھ مکان کے اندر گئی تو وہ جوان اس سے لپٹ گیا اور اس کے لب پر لب رکھا عورت نے کہا اے جوان اللہ سے ڈر اور مجھ سے علیحدہ ہو جوان نے اُسے چھوڑ دیا وہ روتی ہوئی خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئی اور کہا میرے لب پر ایک مرد کا لب لگا ہے جو سخت تر سزا ہو اس کا میرے لیے حکم فرمائیے آپ نے فرمایا توبہ کر لے اللہ تجھے بخش دے گا حضرت عمرؓ نے کہا تو نے اپنے آپ کو کیوں رُسوا کیا اُس نے کہا مدینہ کی رُسوائی قیامت کی رُسوائی سے آسان ہے۔ اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں ایک بندہ ہزار حُوریں پائے گا جو خوبصورتی اس جوان میں ہوگی کسی میں نہ ہوگی بہشت والے پوچھیں گے اے اللہ یہ کون ہے ارشاد ہوگا یہ وہ ہے جسے عورت نے زنا کی طرف بلایا تھا اور یہ میرے خوف کی وجہ سے نہیں گیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ بغداد میں ایک دوک فروش مغیرہ نامی نہایت خوب صورت تھا کسی شخص نے اُسے اپنے گھر میں بلایا یہ گیا وہاں ایک حسین عورت اس سے

آکر لپٹ گئی اس نے کہا اللہ سے ڈر اس نے کہا توبہ کروں گی اور کسی طرح اس کو نہ چھوڑا مغیرہ نے کہا اچھا پانی لا پہلے میں نہالوں پھر تجھ سے مواصلت کروں پانی آیا مغیرہ کے پاس کچھ جو اور چاندی تھی وہ اس عورت کو دے کر گوشہ میں گئے وہاں ایک سنڈاس تھی دل میں خیال کیا اس میں کود پڑنا اس سے اچھا ہے کہ دوزخ کے کنوئیں میں گرایا جاؤں یہ اس میں کود پڑے جب عورت نے دھماکا سنا وہاں آئی اور اپنی لونڈیوں کو ان کے نکالنے کا حکم دیا جب وہ نکلے تو غلاظت میں لتھڑے ہوئے تھے فوراً اس عورت نے انہیں گھر سے باہر نکال دیا مغیرہ بازار میں آکر نہاتے اور اللہ کا شکر کیا اللہ نے ان کے بدن میں مشک کی خوشبو پیدا کر دی اس دن سے لوگ ان کو مغیرہ مشکی کہنے لگے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ سابق میں ایک خوبصورت مرد پر ایک عورت عاشق و فریفتہ تھی ایک دن کسی کام کے بہانے سے گھر میں بلا کر اس سے لپٹ گئی مرد نے کہا مجھے خود اس کی تمنا تھی مگر میرا بدن صاف نہیں ہے مجھے نہا لینے دو عورت نے پانی لا دیا اور کہا کوٹھے پر جا کر نہالو وہ کوٹھے پر گیا اور بالاخانے سے کودا زمین پر پہنچنے سے پہلے اللہ نے فرشتے کو حکم دیا کہ میرے بندے کو روکو فرشتے نے باسانی اس کو زمین پر کھڑا کر دیا اور ندا سنی اے بندے تو نے ہمارا خوف کیا ہم نے دنیا میں تیری حفاظت کی اور عقبیٰ میں دوزخ سے آزاد کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ قحط کے زمانہ میں ایک عورت کسی باغ میں انگور لینے گئی باغبان نے کہا اگر تو میری مراد پوری کر دے تو میں تجھے غلہ اور کپڑا اور انگور دوں عورت نے کہا اچھا۔ باغبان نے کہا جا باغ کے سب دروازے بند کر آ عورت گئی اور دروازے بند کر آئی۔ باغبان نے پوچھا سب دروازے بند کر دیئے اس نے کہا ہاں مگر ایک دروازہ بند نہ کر سکی اس نے پوچھا وہ کون دروازہ ہے عورت نے کہا وہ اللہ کا دروازہ ہے اگر تم ایک لاکھ دروازے بھی بند کر دو تو بھی وہ دیکھے گا۔ باغبان نے چیخ ماری اور توبہ کی پھر اس عورت کو مال غلہ اور کپڑا دے کر رخصت کر دیا۔ ندائے غیبی ہوئی ہم نے دونوں کو بخش دیا اور دونوں سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا میرے بندے وہ ہیں

جو خدا کے سوا کسی کو نہیں پکارتے اور بغیر حق کے جس نفس کو اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے اور زنا سے باز رہتے ہیں اور جو اس کو کرے گا وہ گناہوں سے ملے گا اور قیامت میں اس پر دونا عذاب ہوگا اور ہمیشہ اس میں خوار رہے گا اس آیت کی تفسیر یہ ہے وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ ظاہر ہے کہ مومن دو خدا کا قائل نہیں البتہ کفار اس کے قائل ہیں۔ مومن دنیا میں بھی ایک خدا کو مانتے ہیں اور قبر میں بھی ایک بتائیں گے اور قیامت میں بھی اسی ایک کو پکاریں گے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ سے قبر میں سوال ہوا تیرا رب کون ہے جواب دیا میری کیفیت اللہ سے پوچھو۔ پھر فرشتوں نے پوچھا تیرا اللہ کون ہے انہوں نے پوچھا تمہارا مقام کہاں ہے فرشتوں نے کہا دو ہزار برس کی راہ انہوں نے کہا تم دو ہزار برس کی راہ طے کر کے آتے ہو اور اسے نہیں بھولے ہیں تو دو ہی گز زمین طے کر کے آیا ہوں اس کو کیونکر بھول سکتا ہوں تم چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی آتش اشتیاق تمہیں خاک کر دے حکم ہوا اے فرشتو! چلے آؤ یہ ہمارا دیوانہ ہے۔ دوزخ میں ایک بندہ سے مالک سوال کرے گا تیرا خدا کون ہے وہ کہے گا اِلٰھِیْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ مالک پوچھے گا اس کا نام کیا ہے بندہ کہے گا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ مالک کو حکم ہوگا اس کو دوزخ سے رہا کر دے یہ میرا بندہ ہے اور میں الٰہ اور رحیم ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ فرمایا ہے۔ کسی کو ناحق مار ڈالنا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا. (جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کر ڈالے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا) حدیث میں ہے مَنْ قَتَلَ حُرًّا اَوْ عَبْدًا اَبَدَ اللّٰہُ عَذَابَہٗ (جو شخص کسی حُر یا عبد کو مار ڈالے تو اللہ اس کو ہمیشہ عذاب میں رکھے گا) خلود اور اَبد سے عذاب میں زیادہ قیام مراد ہے مگر حق والوں کا مار ڈالنا جائز ہے۔ جیسے حرب والے اور مرتد اور نکاح ہو جانے کے بعد زنا کرنے والے یا قصاص میں مار ڈالنا جائز ہے پھر اللہ تعالیٰ نے وَلَا یَزْنُوْنَ فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ زنا کرنے والے رحمٰن کے بندے نہیں ہیں یعنی اس کے خاص بندے نہیں ہیں (اے زنا کرنے والو شرماؤ کہ تم سے رحمٰن بیزار ہوتا ہے) یعنی زانی میں کمال ایمان نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا مجھے پہلے زنا کرنا بہت پسند تھا اور اب ناگوار ہے۔ آپ نے فرمایا اَلْاٰنَ اِسْتَکْمَلَ اِیْمَانُکَ۔

(اب تیرا ایمان کامل ہوا) اور آپ نے فرمایا ہے دو جگہ زمین روتی ہے (۱) جب ناحق کیا ہوا خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین کہتی ہے اے اللہ مجھے حکم دے کہ اس ناحق خون کرنے والے کو نگل جاؤں حکم ہوتا ہے صبر کر تجھی میں آئے گا (۲) جب زنا کے بعد زانی غسل کرتا ہے اور اوّل قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین کہتی ہے اے اللہ مجھے حکم دے کہ اس زنا کرنے والے کو نگل جاؤں حکم ہوتا ہے صبر کر تجھی میں آئے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَفْعَلْ ذَالِكَ يَلْقَ اَثَامًا فرمایا قیامت میں اللہ کے بندوں کے دو گروہ ہوں گے ایک سے اللہ تعالیٰ کہے گا تم نے اچھی زندگی کی اچھی حالت میں مرے اچھی حالت میں آئے جنت تمہارے ہی لیے ہے۔ دوسرے گروہ سے ارشاد ہوگا تم نے بُری زندگی کی بُری حالت میں مرے بُری حالت میں آئے مجھ سے تم نے شرم نہ کی تمہارے لیے دوزخ ہے پھر فرمایا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ایک عذاب اس وجہ سے کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا دوسرا اس وجہ سے کہ اس کے باعث سے دوسرا بھی دوزخ میں گیا یا ایک نافرمانی الٰہی کے سبب سے دوسرا مسلمان کے گھر میں خیانت کی وجہ سے۔ پھر فرمایا وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا خلود کے معنی درازی کے ہیں کفار کے سوا کوئی ہمیشہ نہ رہے گا۔ حدیث میں ہے کہ روزانہ دوزخ میں پکاریں گے اے دوزخ والو جان لو کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اس نے دنیا میں زنا کیا تھا یہ سُنکر اہل دوزخ زانی پر لعنت کریں گے۔ رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا يَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا يُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے بعض محدثین کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے شخص کو دے جسے باعلان لینے سے شرم آوے اور بعض کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ صدقہ دینے والا چھپا کر دے چاہے سوال کرنے والے کو دے یا صاحب ضرورت سوال سے شرم کرنے والے کو دے۔ صدقہ پوشیدہ دینا افضل ہے ظاہر دینے سے حدیث میں ہے مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِالْخَفَاءِ كَانَتْ لَهٗ اَمَانًا مِنَ النَّارِ (پوشیدہ دینے والے کا صدقہ اس کے لیے دوزخ سے امان ہوگا) اور اس آیت کی تفسیر میں بعضوں کا قول ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اي بِمَا يُخْفُوْنَ الصَّدَقَةَ جب صدقہ پوشیدہ دے گا تو اس کا بدلہ بھی پوشیدہ ملے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (اگر تم ظاہر کر کے صدقہ دو تو اچھا ہے اور اگر پوشیدہ فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیے بہتر بات ہے) صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ (کفارہ تم سے برائیاں دور کر دے گا) اور حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے پوشیدہ صدقہ دینا اس طرح گناہوں کو جلاتا ہے جیسے آگ گھانس کو جلاتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِي غَضَبَ الرَّبِّ (پوشیدہ صدقہ دینا اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے) اور فرمایا ایک درہم پوشیدہ صدقہ دینا ایسا ہے جیسے ہزار درہم ظاہر کر کے دے اور فرمایا صَدَقَةُ السِّرِّ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ (پوشیدہ صدقہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے) ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر پوچھا میرے پاس ایک درہم ہے اللہ کی راہ میں کیونکر دوں آپ نے فرمایا اگر مجھ سے بھی خبر نہ کرتا اور دے دیتا تو تیرے لیے ہزار درہم سے بہتر ہوتا اور آپ نے فرمایا ہے جو کوئی اللہ کی راہ میں پوشیدہ ایک درہم صرف کرتا ہے تو گویا اس نے سات لاکھ درہم صرف کیے اور فرمایا کہ قیامت میں ایک بندہ کو دوزخ میں فرشتے لے چلیں گے اس وقت ایک درہم جو اس نے پوشیدہ اللہ کی راہ میں دیا تھا آ کر اُس کو جنت میں لے جائے گا۔ اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ہزار درہم ظاہر کر کے اور ایک درہم چھپا کے اللہ کی راہ میں صدقہ دیئے۔ اس کو ایک درہم نے جو پوشیدہ دیا تھا فائدہ دیا اور ان ہزار درہم نے جو ظاہر کر کے دیئے تھے کچھ فائدہ نہ دیا۔ شاید اُن میں ریا ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (جو لوگ اپنے مال کو رات دن اللہ کی راہ میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور ان کو کچھ خوف اور غم نہ ہوگا) صدقہ دونوں طرح دینا اچھا ہے۔ کبھی ظاہر دینے میں اور کبھی پوشیدہ دینے میں زائد ثواب ہے۔ ظاہر دینے سے اگر بخیل کو غیرت اور دوسروں کو ترغیب دلانا منظور ہے تو پوشیدہ دینے سے ظاہر دینا اچھا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مجلس میں سوال کرنے والے کو جو شخص پہلے دے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اس کے بعد سب دینے والوں کا ثواب ہوگا۔ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تھی جب انہوں نے اپنے چار ہزار درہم رات میں اور ایک ہزار درم دن میں ظاہر کر کے دیئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان چاروں حالتوں کو بیان کر کے ان کو غم واندوہ سے بے خوف کر دیا۔ اکابر کا دستور تھا کہ چاندی کپڑے میں باندھ کر فقیر کے گھر میں پھینک دیتے یا اس کے سرہانے رکھ دیتے یا گوشہ میں ڈال دیتے یا اندھے کے ہاتھ میں دیتے اور اس سے کلام نہ کرتے تھے۔ صدقہ مسجد میں بھی دینا درست ہے۔ فتاویٰ نوازل میں ہے کہ مسجد میں صدقہ دینا روا ہے ایک بار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے دو فقیر آئے اور سوال کیا آپ رکوع میں تھے اپنا ہاتھ لمبا کر کے دکھا دی۔ سائل نے انگوٹھی لے لی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ (وہ حالتِ رکوع میں صدقہ دیتے ہیں) لیکن اگر کوئی شخص اول صف میں یا بیچ کی صف میں ہو اور سائل آخر صف سے سوال کرے تو ایسے سائل کو صدقہ دینا مکروہ ہے اور وہ حدیث جو مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء مسجد میں تشریف رکھتے تھے سائل سوال کرتے تھے آپ خود بھی دیتے تھے اور صحابہ سے بھی دلواتے تھے اسی قبیل سے ہے صحیح ابو داؤد میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں قبلہ کی طرف پشت اور صحابہ کی طرف منہ کیے عمامہ اُتارے سر پر صوف کی ٹوپی پہنے تشریف فرما تھے ایک سائل نے آکر کہا میں اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر کھانے کا سامان نہیں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوتے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا دیں گے آپ نے فرمایا چاول دوں گا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں گوشت دوں گا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں گھی دوں گا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں مہمانی کروں گا۔ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی ساتواں شخص جو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا وہ ہے جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے اور روئے۔ ذکرِ الٰہی بہترین عبادت ہے۔ برابر ہے کہ دل سے کرے یا زبان سے آہستہ کرے یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر یا لیٹ کر ہر حال میں بہتر ہے۔ علماء کا قول ہے وہ دل ویران ہے جس میں اللہ کی یاد نہ ہو وہ زبان گونگی ہے جس پر اس کا ذکر جاری نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰت میرے ہمراہ پہاڑ پر چڑھے وہاں دوگانہ نفل ادا کر کے قبلہ کی جانب منہ کیے ہوئے آپ لَآ اِلٰہَ

اِلّا اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتے اور آنکھ سے اتنے آنسو بہتے تھے کہ ریش مبارک سے
گذر کر آنسو سینہ اور زانو کو پہنچتے ہوتے زمین پر ٹپکتے تھے میں بھی رونے لگا میری طرف دیکھ
کر فرمایا اے انس میں تمہاری آنکھیں تر دیکھتا ہوں میں نے کہا آپ کو روتے دیکھ کر مجھے
بھی رونا آیا آپ نے فرمایا طُوبیٰ لِمَنْ تَحَرَّكَ لِسَانُهٗ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (خوشخبری
ہے اس کے لیے جس کی زبان اللہ کے ذکر میں ہو اور آنکھوں سے آنسو بہیں) جاننا چاہیے کہ
رونے کے کئی سبب ہوتے ہیں یا تو آدمی کو ذکر کی حالت میں شوق کی وجہ سے رونا آتا ہے۔
حدیث میں ہے کہ رونا شوق سے ہوتا ہے یا خوف سے۔ ایک بار حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حالتِ
ذکر میں روتے دیکھ کر لوگوں نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں اس خوف سے روتا ہوں کہ
معلوم نہیں میرا ذکر اس کی درگاہ میں قبول ہونے کے لائق ہے یا نہیں یا اپنی غفلت پر رونا
ہے کہ زبان سے تو ذکر کرتا ہے لیکن دل اللہ سے غافل ہے۔ حدیث میں ہے وَيْلٌ لِّمَنْ ذَكَرَ
اللّٰهَ بِلِسَانِهٖ وَقَلْبُهٗ غَافِلٌ عَمَّا قَالَ (اس کے لیے ویل ہے جو زبان سے ذکر کرے اور دل
اُس کے ذکر سے غافل ہو) یا ذکر کے وقت اس غیرت میں روتا ہے کہ ایسا پاک نام مجھ ایسے
ناپاک شخص کی زبان پر جاری ہے شمعون رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا آپ اللہ کا ذکر کیوں نہیں
کرتے انہوں نے جواب دیا اس غیرت سے کہ اللہ پاک کا نام مجھ ایسے ناپاک کی زبان پر جاری
ہو۔ حضرت شیخ ابوالحسن نوری رحمہ اللہ فرماتے تھے اے اللہ میں تیری یاد سے دم بھر خالی نہیں
رہ سکتا اور تیری یاد سے یہ خوف کرتا ہوں کہ تو باقی ہے میں فانی ہوں تیرے نام کے زبان پر
جاری ہونے کا حق مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
ذِكْرُ اللّٰهِ عَلَمُ الْاِيْمَانِ (اللہ کا ذکر ایمان کا نشان ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ذکر
سے دلوں کو زندہ رکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ
تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم شکر کرو ناشکری نہ کرو ذکر فعلی ذکر کو اور ذکر قولی شکر
کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ ذِكْرًا كَثِيْرًا (جو میرا ذکر بہت
کرے میں اس کا ہم نشین ہوں) مترجم کہتا ہے یہ عبارت قرآن کی نہیں ہے شاید حدیث
قدسی کی ہوگی انتہیٰ۔ اور حدیث قدسی میں ہے اَنَا جَلِيْسُ مَنْ شَكَرَنِيْ شُكْرًا كَثِيْرًا

(جو میرا بہت شکر کرے میں اس کا ہمنشین ہوں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ (اللہ کا تم شکر کرو گے تو اللہ تم پر عذاب نہ کرے گا) ذکر پر بہت سے وعدے ہیں اُوپر بھی اس کا بیان گذر چکا ہے۔ عُرفا ہمیشہ اس کی یاد میں سرگرم رہتے ہیں جیسم زدن کے برابر بھی نہیں بھولتے اور اسی کے ذکر سے ان کی زندگی اور خوشی ہے اس کو یاد کرنے والے اپنے دل کو شاد کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر کہا مجھے اچھی بھلائی سکھلایئے آپ نے فرمایا اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ ذِكْرِ مَوْلَاكَ وَالشَّرُّ كُلُّهٗ فِيْ حُبِّ دُنْيَاكَ نَفَعَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ تمام بھلائیاں اللہ کے ذکر میں اور تمام برائیاں حُبّ دنیا میں ہیں اللہ ہمیں اور تمہیں نفع دے آمین۔

المجلس العاشر

فی ذکر عذاب القبر وشارب الخمر وبایع البشر وشاھد الزور واکل الربوا والنائحۃ والمحتکر وتارک الجماعۃ وفیہ قصۃ ایوب علیہ السلام

عذابِ قبر اور شراب خوار اور آدمی بیچنے والے اور جھوٹی گواہی دینے والے اور سُود خوار اور نوحہ کرنے والے اور غلّہ جمع کرنے والے اور تارکِ جماعت کے بیان میں اور قصہ حضرت ایّوب علیہ السّلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنۡ عَلِیِّ نِ الۡمُرۡتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنۡ حَضۡرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ سَبۡعَۃُ نَفَرٍ یُحَوَّلُ وُجُوۡھُھُمۡ عَنِ الۡقِبۡلَۃِ فِی الۡقَبۡرِ فَاذۡھَبُوۡا وَانۡبِشُوۡا قُبُوۡرَھُمۡ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا ھٰکَذَا اَمَا قُلۡتُ لَکُمۡ فَھُوَ بَاطِلٌ قِیۡلَ مَنۡ ھُمۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ شَارِبُ الۡخَمۡرِ وَبَایِعُ الۡبَشَرِ وَشَاھِدُ الزُّوۡرِ وَاٰکِلُ الرِّبٰو وَالنَّائِحَۃُ وَالۡمُحۡتَکِرُ وَتَارِکُ الۡجَمَاعَۃِ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سات آدمیوں کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے پس جاؤ اور قبر کو کھود کر دیکھو اگر ایسا نہ پاتا تو میرے اس قول کو جھوٹ جان لینا آپ سے پوچھا گیا

وُہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا (۱) شراب پینے والا (۲) آدمی کو بیچنے والا (۳) جھوٹی گواہی دینے والا (۴) سود کھانے والا (۵) نوحہ کرنے والی (۶) غلّہ جمع کرنے والا کہ جب گراں ہو تو بیچوں (۷) جماعت ترک کرنے والا۔ اس حدیث کے راوی کی شان میں آپ نے فرمایا ہے یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اے علیؓ! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ تھے فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) حدیث میں سَبْعَۃُ نَفَرٍ یُحَوَّلُ وُجُوْھُھُمْ وارد ہے عذاب قبر کفار کے لیے اور بعض فاسق گنہگار کے لیے بھی حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔۔۔ سَنُعَذِّبُھُمْ مَّرَّتَیْنِ (ہم ان کو دو بار عذاب دیں گے ایک بار قبر میں دوسری بار دوزخ میں حدیث میں وارد ہے اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے) قبر کے عذاب کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک ضغطۃ القبر وُہ یہ ہے کہ زمین چاروں طرف سے سمٹ آئے اور مُردے کو اس طرح دبائے کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں چور ہو جائیں یہ بدتر عذاب ہے۔ مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی تھیں اور انہوں نے آپ کو پرورش کیا تھا دائیوں کا دُودھ، دوہ کر پلایا) کا جب انتقال ہوا تو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیراہن مبارک کا انہیں کفن دیا اور قبر میں ان کے برابر لیٹ کر اپنے دونوں ہاتھ قبر کے دونوں لب پر رکھے پھر باہر تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپ نے اُن کے ساتھ وُہ کیا جو کسی کے ساتھ نہیں کیا آپ نے فرمایا انہوں نے مجھے پرورش کیا۔ میرے کہنے سے ایمان لائیں اور اُن کے بہت سے اونٹ فروخت کر کے میں نے اللہ کی راہ میں دیئے۔ اُن کے حقوق مجھ پر بہت ہیں اُن کے ایمان لانے سے ابوطالب مجھ سے خفا ہو گئے میں نے اپنے پیراہن کا کفن اس لیے دیا کہ ان پر عذاب قبر نہ ہو اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا کہ وُہ ضغطۂ قبر سے محفوظ رہیں۔ جب میں قبر میں گیا تو زمین چاہتی تھی کہ مل جائے میں نے اپنے ہاتھوں سے روک دیا پھر اللہ سے دُعا کی اللہ نے اُنہیں بخش دیا پس میں باہر نکل آیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا ضغطۂ قبر سب کے لیے ہوگا آپ نے

فرمایا ہاں! حاضرین زار زار رونے لگے حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور پیام دیا کہ جو شخص کسی رات میں چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے گا کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اسی بار سورۂ اخلاص اور دوسری میں ساٹھ بار اور تیسری میں چالیس بار اور چوتھی میں بیس بار پڑھے اللہ اس کو عذاب قبر اور ضغطہ سے محفوظ رکھے گا اور رحمت کے دروازے اس کی قبر میں کھول دے گا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے جنازے کے ساتھ فرشتوں کی اتنی کثرت تھی کہ آفتاب چھپ گیا تھا لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا فرشتوں کی کثرت سے آفتاب چھپ گیا ہے دفن کے بعد آپ اُن کی قبر کے پاس بیٹھے اس وقت آپ کا چہرہ زرد تھا اور آنسو جاری تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ کی یہ حالت دُور ہوئی اور کھڑے ہو کر فرمایا لَوْنَجِیَ اَحَدٌ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَنَجِیَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ رض (اگر کوئی شخص عذاب قبر سے نجات پاتا تو سعد بن معاذ ضرور نجات پاتے) لوگوں نے حال پوچھا آپ نے فرمایا دفن کے بعد ان پر دوزخ کے ستر دروازے کھولے گئے اور قبر حملہ آور ہوئی جب میں رنج کی وجہ سے زرد ہو گیا تو اللہ نے زمین سے کہا ہم اپنے حبیب کا زرد چہرہ نہیں دیکھ سکتے اور ان کو بخش دیا پھر قبر میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے صحابہ نے پوچھا اِن پر کس وجہ سے عذاب ہوا آپ نے فرمایا بِسُوْءِ خُلُقِهٖ مِنْ اَهْلِهٖ (اپنی زوجہ کے ساتھ بد خلقی کرنیکی وجہ سے) پس معلوم ہوا کہ بد خلقی بہت بُری چیز ہے

رضا اچھا نہیں ملنا کسی سے ترشرو ہو کر — کرو تم خلق ایسا دوستی دشمن سے ہو پیدا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کی طرف سے گذرے تو لبیک کہہ کر دوڑے اور قبر کے قریب پہنچ کر سجدہ کیا اور رونے لگے ایک پہر اسی طرح گذرا پھر آپ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور خوش ہو کر قبر سے لپٹ گئے پھر مسجد شریف کی طرف واپس آتے ہیں نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا اس پر عذاب ہوتا تھا مجھ سے اُس نے فریاد کی کہ میرے ہر طرف آگ ہے میں نے اللہ سے اس پر عذاب ہونے کا سبب پوچھا ارشاد ہوا یہ دنیا میں فحش بکتا تھا پھر میں نے اس کے لیے دُعا کی اللہ نے اُسے بخش دیا۔ صحابہ نے کہا اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ آپ کی اُمت پر عذاب قبر آسان کر دے

فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا کہ آپ کی امت میں جو کوئی شب جمعہ میں دو رکعت نماز اس طور پر ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین مرتبہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھے گا اللہ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ کفایہ شعبی میں بھی یہ نماز اسی طرح لکھی ہے۔ ایک عذاب قبر میں کیڑوں کا ہوگا جو آدمی کے تمام جسم سے لپٹ جائیں گے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے اَلْقَبْرُ بَیْتُ الدِّیْدَانِ (قبر کیڑوں کی کوٹھری ہے) اور فرمایا کہ قبر کا کیڑا اگر جبل ابوقبیس پر ڈنگ مارے تو پہاڑ جل کر خاک ہو جائے۔ صحابہ نے پوچھا اس سے کون بچ سکتا ہے آپ نے فرمایا جو کوئی روزانہ ایک سو ساٹھ بار سورۂ اخلاص پڑھے گا اللہ اس کو کیڑوں اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ ایک عذاب قبر میں صورت مسخ کر دینے کا ہوگا یعنی سر گدھے کا ایسا یا صورت گدھے کی اور سور کی ایسی ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجود کرنے والے کی صورت قبر میں مثل سُور کے کر دی جائے گی اور مشارق الانوار میں بھی مثل اس کے مروی ہے ایک عذاب قبر کا یہ ہے کہ مُردے کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا۔ ایک بار حضرت خدیجہ رضہ نے حضرت فاطمہ رضہ کے ذریعہ سے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوایا کہ میرے مرنے کے بعد آپ مجھ کو اپنے عمامہ یا چادر میں کفن دیں گے آپ یہ سُن کر رونے لگے اور اُن کے پاس آکر فرمایا لَوْ اَرَدْتِ جِلْدِیْ لَاَعْطَیْتُکِ (اگر تم میری کھال مانگو تو بھی میں دُوں گا لیکن اس سے تم کیا فائدہ سمجھی ہو۔ اُنہوں نے کہا تاکہ اس کی برکت سے عذاب قبر مجھ پر نہ ہو آپ نے فرمایا میں نے دی اور کوئی وصیت کرو انہوں نے کہا مجھے قبر میں رکھنے کے بعد آپ میرے حال کی تفتیش فرمائیں ایسا نہ ہو کہ قبلہ کی طرف سے میرا منہ پھیر دیا جائے آپ رونے لگے اور اُن کے انتقال کے بعد آپ قبر میں اُترے تو دیکھا وہ سیدھی لیٹی ہیں آپ زرد ہو گئے اور ان کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیا پھر وہ سیدھی ہو گئیں آپ متردد ہوئے حکم ہوا اے میرے حبیب میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بی بی کا چہرہ گرد سے آلود ہو ان کو یونہی رہنے دو تاکہ وہ آرام سے سیدھی سویا کریں آپ خوش ہو گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ حدیث میں ہے کہ نیک بندے کے عمل کو اللہ قبر میں اچھی صورت بنا کر اس کا مونس کر دیتا ہے۔

اور اس کے گلے میں مروارید کا ہار ہوتا ہے۔ مُردہ خوش ہو کر اس پر ہاتھ مارتا ہے تو دھاگا ٹوٹ کر موتی بکھر جاتے ہیں مُردہ شرمندہ ہوتا ہے وُہ صورت کہتی ہے شرمندہ نہ ہو آؤ ہم تم دونوں مل کر سب موتی چن لیں دونوں اس کام میں خوشی خوشی مشغول ہو جاتے ہیں ہنوز وُہ اسی کام میں مشغول ہوں گے کہ صُور پھنکے گا اُن کے نزدیک ایک گھڑی گزری ہو گی حالانکہ برسوں گذر جائیں گے خدا خود فرماتا ہے لَمْ يَلْبَثُوٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا (نہ ٹھہرے وُہ مگر صبح تک یا چاشت کے وقت تک) اور بدکار کے اعمال بُری صورت میں اُس کے جلیس ہوتے ہیں مُردہ کہتا ہے تو مجھ سے کب دفع ہو گی وہ صورت کہتی ہے میں تجھ سے جدا نہ ہوں گی۔ میں تیرے اعمال ہوں اس مردے کو ایک ایک گھڑی ایک ایک سال کے برابر ہو جاتی ہے۔ جن اہل ایمان کا خاتمہ بخیر ہو گا وُہ ایسے قبر میں خوش ہوں گے کہ صور قیامت سے بھی نہ اُٹھیں گے۔ حور و غلمان مضطربانہ عرض کریں گے اے پروردگار ہمارے مالک کہاں ہیں حکم ہو گا وُہ قبروں میں عیش کر رہے ہیں جاؤ ان کو لاؤ اور جنت میں لے جاؤ وُہ اب تک ہماری محبت کے نشہ میں سرشار ہیں فَاذْهَبُوْا وَانْبُشُوْا قُبُوْرَهُمْ حدیث سابق میں آپ نے اس لیے فرمایا کہ ابتدائے اسلام میں منافق آپ کے قول کو سچ نہیں جانتے تھے یا اس لیے فرمایا کہ لوگ ڈریں اور ایسے افعال سے توبہ کریں شَارِبُ الْخَمْرِ سب سے پہلے حدیث میں شراب پینے والے کو ذکر کیا اس لیے کہ یہ گناہوں کی جڑ ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شَارِبُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ الْوَثَنِ (شرابی مثل بُت پرست کے ہے) اور فرمایا اَلْخَمْرُ مِنَ الْكَبَائِرِ وَاُمُّ الْخَبَائِثِ وَالْفَوَاحِشِ (شراب پینا کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ ہے اور سب بُرائیوں اور بے حیائیوں کی جڑ ہے) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام بُرائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اس کا قفل زنا اور کنجی شراب ہے اور تمام اچھائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اسکا قفل نماز اور کنجی وُضو ہے اور فرمایا مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَقِيَ اللّٰهَ اَسْوَدَ وَجْهُهٗ سَاقِطًا لِسَانُهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ يَسِيْلُ عَنْهَا قَيْحٌ وَدَمٌ (شراب خور کالا منہ ہو کر اللہ سے ملے گا اس کی زبان سینے میں پڑی ہو گی اور پیپ اور خون اس سے بہتا ہو گا) اور فرمایا مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْرَبُ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا حَبَسَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ تِسْعَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ

(دنیا میں شراب پینے والے کو اللہ نو ہزار برس دوزخ میں قید کرے گا) اور فرمایا شراب خور جب قبر سے سر نکالے گا تو اللہ فرشتوں کو اس کے پکڑنے کا حکم دے گا پس ستر ہزار فرشتے اُسے پکڑ کر الٹا منہ کے بل دوزخ میں ڈال دیں گے اور فرمایا شراب خور کو شراب طہور نہ ملے گا مگر جب تائب ہو کر مرے اور فرمایا سچا مومن اس دستر خوان پر نہیں بیٹھتا جس پر شراب ہو ورنہ اُسے اسلام فائدہ نہ دے گا اور فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْرَبُ الْخَمْرَ اِلَّا سَقَى اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْحَمِيْمِ مِثْلَ مَا يَشْرَبُ مِنَ الْخَمْرِ (شراب پینے والے کو بقدر شراب پینے کے قیامت میں اللہ گرم پانی پلائے گا) جو شراب خور کو سلام کرتا ہے یا اس سے مصافحہ کرتا ہے یا بغلگیر ہوتا ہے اللہ اس کی چالیس برس کی عبادت کھو دیتا ہے اور فرمایا اَلَا مَنْ مَاتَ سَكْرَانَ عَايَنَ مَلَكَ الْمَوْتِ وَهُوَ سَكْرَانُ وَاُدْخِلَ قَبْرَهٗ وَهُوَ سَكْرَانُ وَعَايَنَ مُنْكَرًا وَنَكِيْرًا وَهُوَ سَكْرَانُ وَيُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ سَكْرَانُ فَيَتَوَقَّفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَهُوَ سَكْرَانُ وَانْصَرَفَ مِنَ الْمَوْقِفِ اِلٰى جَهَنَّمَ وَهُوَ سَكْرَانُ وَمَقْعَدُهَا فِيْ وَسْطِ جَهَنَّمَ فِيْ سَكَرَاتٍ (آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص نشے میں مرے گا وہ ملک الموت کو نشہ میں دیکھے گا اور قبر میں حالت نشہ میں داخل ہو گا اور نکیرین سے حالت نشہ میں ملاقاتی ہو گا اور قیامت کے دن نشہ میں اُٹھے گا اور اللہ کے سامنے نشہ کی حالت میں کھڑا ہو گا اور حالت نشہ ہی میں میدانِ حشر سے جہنم میں جائے گا اور وسط جہنم میں سختیوں کے ساتھ اس کی جگہ ہو گی) اور فرمایا مَنْ اَطْعَمَ شَارِبَ الْخَمْرِ لُقْمَةً سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حَيَّاتٍ وَعَقَارِبَ وَاَطْعَمَهٗ مِنْ صَدِيْدِ جَهَنَّمَ يَغْلِىْ دِمَاغُهٗ وَمَنْ قَضٰى حَاجَتَهٗ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ وَمَنْ اَقْرَضَهٗ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَمَنْ جَالَسَهٗ حَشَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى لَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَا تُزَوِّجُوْهُ وَلَوْ مَرِضَ فَلَا تَعُوْدُوْهُ وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا اَنَّهٗ مَا شَرِبَ الْخَمْرَ اِلَّا مَلْعُوْنٌ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ (جو شخص شراب خور کو ایک لقمہ کھلائے گا اللہ اس پر سانپ اور بچھو مسلط کرے گا اور جہنم کے پیپ سے اس کو کھلائے گا جس کی وجہ سے دماغ جوش کھاتا رہے گا اور جس نے شراب خوار کی کوئی حاجت پوری کی اس نے اسلام کے منہدم کرنے میں مدد کی اور جس نے اس کو قرض دیا اُس نے مسلمانوں کے قتل پر اعانت کی اور جو اس کا ہم جلیس ہو اس کو

قیامت میں اندھا اُٹھائے گا اور شراب خور کا نکاح نہ کرو اور حالت بیماری میں عیادت نہ کرو اللہ کی قسم ہے کہ شراب نہیں پیتا مگر وہ شخص جو توریت انجیل زبور قرآن شریف میں ملعون ہے) اور فرمایا شرابی کی چالیس شبانہ روز کی نماز اللہ قبول نہیں کرتا اور فرمایا شراب قلیل ہو یا کثیر حرام ہے اور فرمایا شرابی کو اللہ سانپ اور بچھو کا زہر پلائے گا جب زہر کا پیالہ وہ منہ میں لگائے گا تو منہ کی کھال پیالہ میں گر پڑے گی اور فرمایا شراب بیچنے والا بنانے والا مدد دینے والا... لیجانے والا سب گناہ میں برابر ہیں اور ان کی نماز روزہ حج صدقہ زکوٰۃ مقبول نہیں ہوتی مگر جب توبہ کریں اور فرمایا انگور کا پانی حرام ہے۔ صحابہ نے پوچھا کیا جس کو پکا کر آدھا کر لیتے ہیں فرمایا وُہ گناہ کبیرہ ہے۔ حضرت علی رضؓ کہتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا شیرہ پینا کیسا ہے آپ نے فرمایا اگر سخت نہ ہو مُل کے نچوڑنے کے بعد فوراً پی لینا درست ہے۔ امام بصریؒ کا قول ہے کہ مومن جب شراب کا پہلا پیالہ پیتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جب دُوسرا پیتا ہے تو کراماً کاتبین اس سے بیزار ہوتے ہیں اور تیسرے سے عزرائیل اور چوتھے سے حضرت سرورِ عالم پانچویں سے جبرائیل چھٹے سے میکائیل، ساتویں سے اسرافیل آٹھویں سے رُوح، نویں سے ملائک آسمان، دسویں سے ملائک زمین گیارہویں سے حاملانِ عرش بارہویں سے بہشت تیرھویں سے ایمان چودھویں سے تمام پیغمبر علیہم السلام پندرھویں سے نیک بخت سولھویں سے عُرفا سترھویں سے پریاں اٹھارہویں سے ابدال انیسویں سے غوث اور بیسویں پیالہ سے خود خدا تعالیٰ بیزار ہوتا ہے۔ اور فرمایا جب مومن پیالہ شراب کا ہاتھ میں لیتا ہے تو ایمان چلا کر کہتا ہے اگر تو اسے پیئے گا تو میں تجھ سے بیزار ہو جاؤں گا۔ فرمایا ایمان اور شراب ایک مقام پر جمع نہیں ہوتے اور فرمایا اَیُّمَا امْرَأَۃٍ رَضِیَتْ بِزَوْجٍ شَارِبِ الْخَمْرِ اِلَّا قَامَتْ مِنْ قَبْرِھَا مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْھَا اَنْتِ اٰیِسَۃٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ (جو عورت اپنے شرابی خاوند سے راضی ہو وہ قبر سے جب اُٹھے گی تو اس کی آنکھوں کے بیچ میں لکھا ہوگا تو رحمتِ الٰہی سے مایوس ہے فرمایا:۔ مَنْ تَزَوَّجَ اِبْنَتَہٗ شَارِبَ الْخَمْرِ فَکَاَنَّمَا سَاقَھَا اِلَی الزِّنَا جس نے شرابی کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہی تو گویا اس نے زنا کے لیے اس کو پیش کیا) فرمایا ثَلٰثَۃٌ لَیْسَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِنَ الْجَنَّۃِ اَلْخَمَّارُ وَالْمُحْتَکِرُ وَاٰکِلُ الرِّبٰو تین شخص کے لیے جنت میں حصّہ نہیں ہے

(۱) شرابی (۲) غلہ جمع کرنے والا (۳) سود خور) اور فرمایا مَنْ شَرِبَ فِی عُمْرِہٖ قَدَحًا مِنَ الْخَمْرِ وَجَبَ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ النَّارَ (ایک بار بھی شراب پی ہو تو اللہ پر واجب ہے کہ اُسے دوزخ میں ڈالے) اور فرمایا مَنْ مَّاتَ سَکْرَانًا فَمَاتَ عُرُوْسًا لِلشَّیْطَانِ (نشے کی حالت میں مرنے والا شیطان کی دولہن ہو کر مرتا ہے) اور فرمایا مَا یَخْرُجُ الْخَمَّارُ مِنْ قَبْرِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ یَا کَافِرُ تَبَوَّاْ مَقْعَدَکَ فِی النَّارِ (شرابی جب قبر سے قیامت میں آئے گا تو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھا ہو گا اے کافر اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے) خلاصہ یہ ہے کہ شراب اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔ حدیث میں وارد ہے شراب چاہے انگور سے بنی ہو یا چھوہارے سے یا گیہوں سے یا جَو سے ہر طرح حرام ہے اور در حقیقت شراب وُہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ مسلم، بخاری، ابن ماجہ، ترمذی مؤطا امام مالک وغیرہ میں اسکے متعلق احادیث بکثرت موجود ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَی اللّٰہِ عَھْدًا لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْکِرَ اَنْ یُّسْقِیَہٗ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا طِیْنَۃُ الْخَبَالِ قَالَ بَوْلُ اَھْلِ النَّارِ وَعُصَارَۃُ اَھْلِ النَّارِ (ہر نشے والی چیز حرام ہے اور اللہ پر عہد ہے کہ نشہ پینے والے کو طینۃ الخبال پلاوے صحابہ نے پوچھا طینۃ الخبال کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا دوزخیوں کے پیشاب اور نچوڑن کو) شرح آثار میں ہے شراب اسے کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے اور مطلق بولنے سے انگور کا پانی مراد لیا جاتا ہے جو اس قدر پکایا جاتا ہے کہ سخت ہو جائے اور لیسدار ہو کر چپکنے لگے اور دوسرے اشربہ میں اختلاف عُلماء معروف و مشہور ہے اور فتویٰ امام محمد رحمۃ اللہ کے قول پر ہے یعنی اس کا قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور بھنگ بھی مثل پینے کے ہے۔ حدیث میں ہے مَا اَسْکَرَ قَلِیْلُہٗ فَکَثِیْرُہٗ حَرَامٌ (نشہ لانے والی چیز کا تھوڑا بہت سب حرام ہے) اور بھی وارد ہے یَشْرَبُوْنَ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ وَیُسَمُّوْنَہٗ بِغَیْرِ اِسْمِھَا ۔ (میری امت کے لوگ نام بدل کر شراب پئیں گے) اور بھی ہے اِنَّہٗ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰکِنَّہٗ دَاءٌ (شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے) فتاویٰ نوازل میں فقیہہ ابو اللیث رحمۃ اللہ کا قول نقل کیا ہے شربتوں کا پینا پانچ طرح پر ہے (۱) جو سب کے نزدیک حلال ہو (۲) جو سب کے نزدیک حرام ہو (۳) جو ہمارے علماء کے نزدیک حلال اور بعض لوگوں کے نزدیک حرام ہو (۵) جس میں

ہمارے علماء کا اختلاف ہو پس اوّل وُہ شراب ہے جس پر دن گذرے ہوں اور میٹھی ہو نشہ نہ لاوے اور قسم دوم وُہ شراب خاص ہے یا ہر نشہ لانے والی شے ہے۔ اور قسم سوم انگور کا شربت ہے جو اس قدر پکایا جائے کہ آدھا رہ جائے اور سخت ہو جائے اور قسم چہارم وُہ شربت ہے جو دھوپ میں رکھ کر دو حصّہ خشک کیا جائے اور ایک حصّہ باقی رکھا جائے اور پکایا نہ جائے مگر ایسا ہو کہ اصل رہ جائے اور فضلہ جاتا رہے اور قسم پنجم املی اور کشمکش کا شربت ہے جو تھوڑا پکایا جائے پس یہ جب سخت ہو جائے تو جب تک منشی نہ ہو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس شرط سے جائز ہے کہ عادۃً ہمیشہ نہ پیئے اور لہو مقصود نہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا قلیل یا کثیر سب حرام ہے اور جَو اور جوار اور سیب اور شہد کا شربت جو سخت ہو پکا ہوا ہو یا نہ ہو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک جائز اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے اور فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے اور فتاویٰ مسعودی میں ہے جو شراب شہد اور شکر یا تخموں سے بنائی جائے تو جب تک نشہ نہ لاوے جائز ہے۔ اور اگر اس کا ایک پیالہ نشہ پیدا کرے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حرام اور امام محمدؒ کے نزدیک ہر نشے والی چیز قلیل اور کثیر حرام ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر خوشی اور نشاط کے لیے پیئے تو بالاتفاق اگرچہ قلیل ہو حرام ہے اور بھنگ کو دوا کی غرض سے کھانا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک درست اور امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک حرام ہے لَا شِفَاءَ فِی الْحَرَامِ (حرام میں شفا نہیں ہے) حدیث میں موجود ہے اور محیط میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے ذکر کیا ہے کہ بھنگ سے نشہ حاصل کرنا حرام ہے اور بھنگ والے کی طلاق پڑے گی اور اگر اس سے اس کو نشہ ہو تو اس پر حد لگائی جائے گی۔ حدیث میں ہے جو کوئی بھنگ پیئے گویا اس نے اپنی ماں سے ستر بار زنا کیا۔ غرض بھنگ بھی حرام ہے اس سے بھی ہر مسلمان کو بچنا چاہیئے۔ حضرت شیخ رضی الدین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کو مباح کہنے والا جاہل ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا بَرِیْءٌ مِنَ الَّذِیْ یَاْکُلُ الْبَنْجَ اَوْ یَشْرَبُ الْبَنْجَ (میں اس شخص سے بیزار ہوں جو بھنگ کھاتا پیتا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَکْبَرُ

مِنْ نَّفْعِہِمَا (جو لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حال پوچھتے ہیں اُن سے کہہ دوان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدہ بھی ہے مگر گناہ نفع سے زیادہ ہے) یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اس لیے ان پر یکایک شراب کو حرام نہیں کیا تاکہ عادی ہونے کی وجہ سے یکایک چھوڑ دینا شاق نہ ہو کیونکہ صحابہ اس کے پینے کے عادی اور اس کے نفع سے آگاہ تھے حتیٰ کہ ایک دوسرے سے کہتا تھا اگر تم قوت اور رنگ کی صفائی اور موٹا ہونا اور شجاعت اور سخاوت اور تیزیٔ ذہن چاہتے ہو تو شراب پیو۔ سب سے پہلے تحریم خمر میں یہ آیت نازل ہوئی وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْہُ سَکَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا (تم کھجور اور انگور کے میووں سے نشہ اور خاصی روزی بناتے ہو) یہاں پر اللہ نے نشہ کی صفت حسن نہ فرمائی بلکہ رزق کی صفت کو حسن کہا۔ جلیل القدر صحابہ نشے سے پرہیز کرتے تھے اور کہتے تھے اگر اس میں بھلائی ہوتی تو اللہ رزق حسن سے نشہ کو جدا نہ کرتا اور سکر کچے چھوہارے کے پانی کو جب وہ کھٹا ہو جائے کہتے ہیں اور وہ بھی شراب ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے اَلْخَمْرُ مِنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ وَاَشَارَ اِلَی الْکَرْمِ وَالنَّخْلِ (کھجور اور انگور کے درختوں کی طرف اشارہ کر کے آپ نے فرمایا کہ شراب ان درختوں سے بنتی ہے) جو صحابہ شراب پیتے تھے اُنھوں نے آپ سے شراب اور جوئے کا حال پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی قُلْ فِیْہِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اُنھوں نے بھی اس سے پرہیز کیا۔ منقول ہے کہ کوئی صحابی شراب پینے کے بعد نماز میں حاضر ہوئے اور سورۃ کافرون میں غلطی کی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی (جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ) پس نماز کے وقت شراب حرام ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے نشہ والوں کے سوا یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور حائضہ اور جنب کسی کو اپنے ذکر سے منع نہیں کیا پس یہ گویا اللہ کا عذاب ہے حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہما نے چند صحابہ کی دعوت کی اور اونٹ کے سر کے کباب بنائے اور شراب پی کر نشے میں سب نے اپنے اپنے نسب کی تعریف کے اشعار پڑھنا شروع کیے ایک صحابی نے اسی حالت میں اونٹ کی ہڈی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک پر ماری جس سے ان کی ناک ٹوٹ گئی جب یہ خبر مجلس نبوی میں پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی

اے اللہ شراب کا صاف بیان کر دے پس یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (اے ایمان والو شراب اور جُوا بُت اور پانسے گندے کام شیطان کے ہیں پس ان سے بچو شاید تم فلاح پاؤ شیطان تم میں عداوت اور بیر شراب اور جوتے سے ڈالنا اور اللہ کے ذکر اور نماز سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ پس اب تو تم باز آؤ گے) عربی میں شراب کے کئی نام ہیں سب سے بدتر نام خمر ہے جو عقل کو گندہ کر دے اور کھو دے چونکہ شراب عقل کو ضائع کرتی ہے اور انسان کو عقل کی زیادہ حاجت ہے اسی لیے اللہ نے شراب کو خمر کے نام سے بیان کیا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ایام جاہلیت میں بھی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ میں چار خصلتیں اچھی تھیں آپ نے پوچھا انہوں نے کہا اگر آپ نہ پوچھتے تو میں نہ کہتا میں نے کبھی شراب نہیں پی کبھی بُت پرستی نہیں کی زنا نہیں کیا جھوٹ نہیں بولا پھر آیت سابق میں قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ كَبِیْرٌ اور نہ فرمایا ان عین الخمر حرام فانها حرمت بعلة یعنی عین خمر حرام ہے اس لیے کہ علت کی وجہ سے حرام ہوئی ہے اور بڑا گناہ ہونا علت ہے کیونکہ عقل زائل کرتی ہے اور مال تلف کرتی ہے پھر فرمایا ومنافع للناس شراب میں منافع یہ ہیں حرارتِ عزیزی کو مشتعل کرتی ہے معدے کو قوت دیتی ہے کھانا ہضم کرتی ہے قوت باہ زیادہ کرتی ہے نامرد کو بہادر اور بخیل کو سخی کرتی ہے اور رنگ صاف کرتی ہے لیکن ان تمام منافع سے اس کا گناہ زیادہ ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حرام ہونے کے بعد اس میں نفع ہی نہیں رہا حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ جب اللہ کسی شئی کو حرام کرتا ہے تو اس سے اس کے منافع دُور کر دیتا ہے اور بعض کے نزدیک منافع دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) دینی (۲) دنیاوی، پس حرام ہونے کے بعد دینی نفع نہیں رہتا اور دنیاوی بھی حرام حاصل ہوگا اور حرام نفع کو بھی نفع کہتے ہیں اور جو حضرت ابن مسعود رضی کہتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَجْعَلْ شِفَآءَكُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ (اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں شفا نہیں رکھی ہے جس کو تم پر حرام

کیا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام شئے سے شفا طلب نہ کرو وَبَایع البشر حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی دوسرا وہ شخص جس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرا جائے گا آدمی کو بیچنے والا ہے۔ شرع میں غلام کا بیچنا جائز ہے لیکن متقی لوگ اس سے پرہیز رکھتے ہیں اس وجہ سے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت نبوی ہو کر کہا میں خرید و فروخت کرنے جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ مگر آدمی کا سودا نہ کرنا اس نے اس کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا آدمی کو ایک جگہ سے خرید کر دوسری جگہ نہ بیچنا التاجر مرزوق وَالجالب ملعون (سوداگر رزق دیا گیا ہے اور جالب ملعون) جلب ایک شہر سے دوسرے شہر میں غلہ لے جانے کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ملعون وُہ ہے جو ماں سے بیٹے کو جدا کرے۔ چنانچہ حدیث میں ہے جو شخص ماں سے بیٹے کو دُنیا میں جدا کرے گا اللہ قیامت میں اس سے اس کے بیٹوں اور دوستوں کو جدا کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی مضر کے ایک شخص کو حضرت سرور عالم دوست رکھتے تھے ایک بار اس نے لونڈی بیچی اور اُس کے چھوٹے بچے کو اپنے پاس رکھا لوگوں نے یہ ماجرا آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ جب وُہ شخص حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اس سے اعراض کیا اس نے خفگی کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا جو شخص لونڈی اور اس کے بچے میں جدائی ڈالے میں اس سے ناخوش ہوں وہ شخص گیا اور لونڈی کو دُونی قیمت دے کر لے آیا اور بعض کے نزدیک بشر سے آزاد مراد ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ آزاد کو بیچنے والا اپنے کو دوزخ میں پہنچاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بشر بکسر با اور بسکون سین مراد ہے اور بشر آپ کا آزاد کیا ہوا غلام تھا کسی شخص نے پکڑ کے اسکو بیچ ڈالا تھا پس اس کے بیچ ڈالنے والے کے حق میں آپ نے یہ فرمایا تھا وَشَاھِدُ الزُّوْرِ تیسرا وُہ شخص جس کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے وُہ جھوٹی گواہی دینے والا ہے) اُس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور منہ کا نور جاتا رہتا ہے اور قبر تنگ ہوتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ شَھِدَ بِالزُّوْرِ مُسِخَ فِیْ قَبْرِہٖ خِنْزِیْرًا۔ (جھوٹی گواہی دینے والا قبر میں بصورت خنزیر مسخ کیا جائے گا) ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قبر میں بصورت خنزیر دیکھا ہے آپ نے فرمایا یہ عذاب جھوٹی گواہی دینے والے کے لیے خاص ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی وُہ

شخص ایسا ہی تھا۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْهَدُ بِالزُّوْرِ اِلَّا يُعَذِّبُهُ اللّٰهُ عَذَابًا شَدِيْدًا (جھوٹی گواہی دینے والے مومن پر اللہ سخت عذاب کرتا ہے) گواہی کی کئی قسمیں ہیں (۱) کسی پر زنا کی جھوٹی گواہی دینا جس کی وجہ سے وہ حد مارا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص جھوٹی گواہی دے جس کی وجہ سے وہ حد مارا جائے اس کے نیک کام اس کے حق میں گواہ ہو جاتے ہیں (۲) کسی پر ایسی گواہی دینا جس کی وجہ سے وہ سنگسار کیا جائے تو یہ گواہ اور مار ڈالنے والا گناہ میں برابر ہیں ایسا ہی حدیث میں ہے (۳) کسی پر چوری کی گواہی دے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے حدیث میں ہے کہ قیامت میں ایک شخص کے دونوں ہاتھ کاٹکر گردن میں لٹکائے جائیں گے اور اسی طرح اس کا حشر ہوگا اور ندا ہوگی یہ جھوٹی گواہی دینے والا ہے (۴) ایسی گواہی دینا جس کی وجہ سے کسی کا مالی نقصان ہو۔ حدیث میں ہے جس کی گواہی سے کسی کا ایک درہم جائے گا اس پر ایک ہزار برس تک دوزخ کا عذاب ہوگا (۵) ثبوتِ نسب کی گواہی دینا اس کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین شہادت فرمایا ہے (۱) اکل الرِّبٰوا جو تھا وہ شخص جس کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا سود کھانے والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو (اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے) اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا (سود نہ کھاؤ) اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں فرمایا ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ اجْتَنِبُوا الرِّبٰو فَاِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (اے لوگو سود سے پرہیز کرو کیونکہ اس کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے) اور فرمایا سود کھانے کو اچھا نہیں سمجھتے مگر دوزخ والے اور فرمایا دوزخ اور تین شخصوں میں سوا موت کے کوئی پردہ نہیں ہے (۱) والدین کو ستانے والا (۲) زکوٰۃ نہ دینے والا (۳) سود کھانے والا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک سود خوار تھا مرنے کے بعد قبر نے اُسے قبول نہ کیا ستر مرتبہ لاش قبر میں رکھی گئی اور قبر نے اُسے باہر پھینک دیا اور فرمایا سود سے ہاتھ کھینچ لینے والے کو اللہ بخش دیتا ہے اور فرمایا سودی مال قیامت کے دن سانپ بن کر سود خوار کے گلے میں لپٹے گا اور دوزخ میں لے جائے گا جب اُوپر آوے گا سانپ اُسے نیچے کھینچ لے جائے گا۔ اور فرمایا ایک درہم سود لینے والا ہزار برس دوزخ میں رہے گا اور

فرمایا اللہ کے خوف سے سُود چھوڑ دینے والے کو ہر درم کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور فرمایا ہے کہ ایک درہم سود چھوڑنے والے کے نامۂ اعمال تولتے کے وقت نوّے کوہِ اُحد کے برابر نیک کام ترازو میں ڈال دے گا اور فرمایا ربٰو دنیا میں فائدہ اور عقبیٰ میں نقصان ہے اور فرمایا ایک درم قرض حسنہ دینے والا اور سود نہ لینے والا قیامت میں مدارج اولیاء اللہ سے فائز ہوگا۔ حضرت حبیب عجمی پہلے سود خوار تھے پھر تارک ہوئے اللہ نے ان کو اولیاء اللہ میں داخل کیا۔ مترجم کہتا ہے اگر ان کا قصہ دیکھنا ہو تو انوار الاتقیا ترجمہ تذکرۃ الاولیاء دیکھو انتہٰی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سود چند در چند نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ چونکہ سود خواروں کا قاعدہ تھا کہ جمع کرتے تھے اور وُہ چند در چند ہو جاتا تھا اس لیے یہ حکم بھی فرمایا۔ ورنہ مطلقاً سود کھانا تھوڑا ہو یا زائد حرام ہے اور آیتِ سابق میں اس کا بیان گذر چکا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ جو دنیا میں رحم نہ کرے گا اس پر عقبیٰ میں رحم نہ کیا جائے گا) اور فرمایا ہے کہ دوزخ میں بندہ رد تے گا حکم ہوگا ہم تجھ پر رحم نہ کریں گے اس لیے کہ تو نے ہمارے بندوں پر رحم نہیں کیا اور فرمایا ہے سود لینے والا اور لکھنے والا اور اس کی گواہی دینے والا گناہ میں برابر ہیں اور فرمایا ہے مَنْ اَكَلَ الرِّبٰو فَلَهُ النَّارُ وَاللَّظٰى (جس نے سود کھایا اس کے لیے دوزخ اور اس کی لظٰی ہے۔ لظٰی جہنم کے ایک طبقہ کا نام ہے جس میں سخت عذاب ہے۔ وَالنَّائِحَةُ پانچویں جس کا منہ قبلے کی طرف سے پھیر دیا جائے گا وُہ نوحہ کرنے والی عورت ہے عورتوں کے تمام گناہوں سے بڑا گناہ نوحہ کرنا ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلنَّوْحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ (نوحہ کرنا جاہلوں کا کام ہے) اور فرمایا ہے مَا مِنْ اِمْرَاَةٍ اَصَابَتْهَا مُصِيْبَةٌ فِيْ زَوْجِهَا اَوْ وَلَدِهَا فَنَاحَتْ اِلَّا وَفُتِحَتْ فِيْ قَبْرِهَا اَبْوَابُ النِّيْرَانِ يَخْرُجُ الْحَيَّاتُ وَالْعَقَارِبُ وَالدِّيْدَانُ۔ (نہیں ہے کوئی عورت ایسی جس کو مصیبت پہنچے اس کے خاوند یا لڑکے کی پس وہ نوحہ کرے مگر یہ کہ اسکی قبر میں دوزخ کے دروازے کھولے جائیں گے جس سے سانپ اور بچھو اور کیڑے نکلیں گے) اور فرمایا مصیبت کے وقت رونے والے بال نوچنے والے کا نام منافقوں کے دفتر میں

لکھا جاتا ہے اور ہمیشہ اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور فرمایا کسی کے مرنے کے بعد جب اس کے گھر والے روتے پیٹتے ہیں تو عزرائیل کہتے ہیں یہ لوگ کیوں نوحہ کرتے ہیں اگر تقدیر الٰہی سے ناراض ہیں تو کافر ہیں اور اگر مجھ سے ناراض ہیں تو میں اسی کے حکم سے آیا ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے کہ جب تک تم میں ایک بھی باقی رہے گا آنا ترک نہ کروں گا اور فرمایا نوحہ دنیا اور عقبیٰ کا عذاب ہے اور فرمایا جو کوئی مصیبت پر نوحہ کرتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں ستو برس کے گناہ اور جو صبر کرتا ہے اُس کے نامۂ اعمال میں سو برس کی عبادت لکھتے ہیں اور اگر بے توبہ کیے مر جائے تو شیطان کے ساتھ دوزخ میں رہے گا اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورت جنّت کی بو نہ سونگھے گی اور تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اس کی بُرائیاں زائد اور نیکیاں کم ہوتی ہیں اور دوزخ میں سب سے زائد اس پر عذاب ہوگا اور اس کا منہ کتّے کا ہوگا اور اللہ اس پر رحمت کی نظر نہ کرے گا۔ اور فرمایا جو کوئی مصیبت پر نوحہ کرے چلّائے کپڑے پھاڑے تو قیامت میں اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا تو خُدا کی رحمت سے دُور ہے اور فرعون اور ہامان اور قارون کے ساتھ دوزخ میں جائے گا اور فرمایا جو کوئی مصیبت کے وقت نوحہ کرتا ہے یا دکان توڑ ڈالتا ہے یا گھوڑے کی دُم کاٹ ڈالتا ہے یا سر منڈاتا ہے تو اس کی قبر میں دوزخ کے ستّر دروازے کھولے جائیں گے اور اللہ اس سے خوش نہیں ہوتا اور اس کی عبادت قبول نہیں کرتا جب تک توبہ نہ کرے اور فرمایا جو کوئی مصیبت کے وقت چلّاتا ہے یا بال نوچتا ہے تو اس کے جسم کے رونگٹوں کے بقدر دوزخ میں اس کے لیے گھر بنائے جاتے ہیں اور گویا اس نے ایک مومن کو قتل کیا۔ اور فرمایا مصیبت کے وقت چلانے اور منہ کالا کرنے والا ملعون ہے اور فرمایا جو کوئی مصیبت میں گھر کا دروازہ کالا کرتا ہے اللہ اس کی قبر کو قیامت تک کے لیے تنگ اور تاریک کر دیتا ہے اور حساب میں سختی کرتا ہے اور پل صراط پر اس کو لغزش ہو گی جہنم اس کا گھر ہے اور جب تک اس کا دروازہ سیاہ رہتا ہے اُن کے نامۂ اعمال میں بُرائیاں لکھی جاتی ہیں۔ چھوٹی بُرائی کوہِ اُحد کے برابر ہوتی ہے اور صبر پر خدا خوش ہوتا ہے اس کے گناہ بخشتا ہے ملائکہ دُعائے رحمت کرتے ہیں دوزخ اس پر حرام اور مصیبت پر صبر کرنے والے کے لیے جنت لازم ہوتی ہے اور اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا ثواب

ملتا ہے۔ اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ (اچھا بندہ ہے جو ہماری طرف رجوع کرنیوالا ہے) فرمایا ہے۔ صبر کی وجہ سے تکلیف دُور ہوئی صحت ہو گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ (اور جس وقت ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ اب مجھ کو بڑا ضرر پہنچ گیا تو سب رحم کرنے والوں سے رحیم ہے پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور مرض کو دُور کر دیا اور دیے ہم نے اس کو اُس کے گھر والے اور اُن کے برابر ساتھ اُن کے یہ دینا ہماری رحمت سے تھا اور عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت تھی) ان کا قصہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو شاہوں کے مثل ثروت دی تھی اُن کے والد کا نام موسیٰ تھا بعض کے نزدیک اُن کے باپ بھی پیغمبر تھے اور کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس تیس ہزار گھوڑے اور چالیس ہزار اونٹ اور پچاس ہزار گائے بیل اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار بکریاں اور تیس ہزار لونڈی غلام تھے۔ ان کی چھ بیبیاں اور بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں شیطان کو حسد ہوا اس نے کہا اے اللہ اگر یہ ایسے مطمئن نہ ہوتے تو تیری عبادت نہ کرتے اگر مجھے تو ان پر مسلط کر دے تو وہ تیری عبادت چھوڑ دیں گے اللہ نے اس کو ان پر مسلط کر دیا۔ شیطان نے خاک ہو کر ان کی سب کھیتی خاک کر دی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے سُن کر اللہ کا شکر کیا اور فرمایا اللہ کی امانت تھی اس نے لے لی میں اس پر راضی ہوں۔ پھر شیطان نے ان کی بکریاں جلا ڈالیں انہوں نے پھر شکر اور صبر فرمایا پھر شیطان نے اُن کے تمام جانور جلا دیئے لیکن یہ اسی طرح صبر اور شکر اور یادِ الٰہی کرتے رہے۔ پھر شیطان نے ان کے تمام اہل وعیال پر مکان کی چھت گرا دی سب مر گئے انہوں نے اس پر بھی صبر اور شکر کیا اور اسی استقلال کے ساتھ اللہ کی یاد میں مصروف رہے۔ شیطان نے کہا ان کو بیماری نہیں اس لیے یہ صابر ہیں اللہ نے شیطان کو ان کے جسم پر مسلط کر دیا۔ شیطان آیا آپ عبادت میں تھے ناک کے راستے سے بدن میں سرایت کر کے جسم ان کا جلا دیا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے اور دس ہزار چار سو کیڑے آبلوں میں پڑ گئے یہ اس وقت بھی صابر اور شاکر رہے اور جو کیڑا گر پڑتا اُسے اُٹھا کر جسم

پر رکھ لیتے اور فرماتے اللہ نے اس کا رزق میرا جسم مقرر کیا ہے اگر یہ جدا ہو گا تو مر جائے گا۔ جب تمام جسم آپ کا کیڑے کھا گئے اور زبان کو کھانا شروع کیا تب اللہ سے دعا کی وہ بھی اپنی تکلیف کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس وجہ سے تھی کہ وہاں سے ذکر الٰہی کرنا دشوار ہوتا تھا۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کر کے صحت دی شیطان عاجز اور نادم ہوا **مترجم** کہتا ہے یہاں طول کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کا مختصر واقعہ لکھ دیا ہے اگر تفصیل سے دیکھنا ہو تو درۃ الناصحین کا میں نے اردو ترجمہ کیا ہے جس کا نام مرآۃ الواعظین ہے اس کو دیکھو انتھٰی وَالمحتکر یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی چھٹا شخص جس کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا غلہ جمع کرنے والا ہے تاکہ گرانی کے وقت فروخت کرے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلاِحْتِکَارُ اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ (غلہ جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے) اور فرمایا مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَلْیَتَھَجَّرُ اِلَی النَّارِ (جو شخص چالیس روز غلہ جمع رکھے وہ دوزخ کی طرف اپنا سامان تیار کرے) اور فرمایا ہے اَلْمُحْتَکِرُ عَاصٍ وَالْمُحْتَکِرُ فَاسِقٌ غلہ جمع کرنے والا عاصی اور غلہ جمع کرنے والا فاسق ہے اور فرمایا ہے مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اربعین یَوْمًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰہِ وَبَرِئَ اللّٰہُ مِنْہُ (چالیس دن غلہ جمع کرنے والا اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بری ہوا) اور فرمایا لَا یَحْتَکِرُ اِلَّا الْخَاطِیُٔ (غلہ گنہگار ہی جمع کرتا ہے) اور فرمایا اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ غلہ جمع کرنے والا ملعون ہے) اَلْمُحْتَکِرُ کَافِرٌ (غلہ جمع کرنے والا کافر ہے) شاید اس کفر سے کفران نعمت مراد ہے غلہ جمع کرنے والا مسلمانوں پر دو ظلم کرتا ہے (۱) فصل میں غلہ جمع کرتا ہے (۲) اپنے فائدہ کے لیے دوسرے کا نقصان چاہتا ہے وَتَارِکُ الْجَمَاعَۃِ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ ساتواں شخص جس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرا جائے گا وہ ہے جو جماعت کو بغیر عذر کے ترک کرے۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تَارِکُ الْجَمَاعَۃِ مَلْعُوْنٌ فِیْ کُلِّ کِتَابٍ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی اَنْبِیَائِہٖ (جماعت ترک کرنے والا تمام کتب منزلہ میں ملعون ہے) اور فرمایا ہے تارکِ جماعت پر دوزخ میں دردناک عذاب ہو گا اس کا منہ سیاہ کیا جائے گا اور فرمایا سات دن تنہا نماز پڑھنے والے کو اہلِ آسمان یوں صدا دیتے ہیں اے اللہ کے دشمن مدت دراز تک تیری جگہ دوزخ میں ہو گی اور فرمایا تین مہینہ تک مسجد میں حاضر نہ ہونے والا

فاسق اور مردود الشہادۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ (رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) یعنی جماعت سے نماز ادا کرو۔ جس نے امام کے ساتھ رکوع پایا گویا اس نے وہ پوری رکعت پائی۔ اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق دے اور خاتمہ بخیر کرے۔

آمین۔ یا رب العالمین

المجلس الحادی عشر ۱۱

فی فضیلۃ الجمعۃ والغسل والصلوٰۃ وما یتعلق بہا

جمعہ اور غسل اور نوافل کی فضیلت کے بیان میں اور اس کے متعلقات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... الجمعۃ حج المساکین وھو عید لاھل الدنیا فی الدنیا وعید لاھل السماء فی السماء وعید لاھل الجنۃ فی الجنۃ (حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جمعہ مسکینوں کا حج ہے اور اہلِ دنیا کے لیے دنیا میں اور اہل آسمان کے لیے آسمان میں اور اہلِ جنت کے لیے جنت میں عید ہے) اس حدیث کے راوی ایسے جلیل القدر صحابی ہیں کہ جب حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنائ نے ان کو یمن میں والی مقرر کیا تو اپنا جبہ ان کو پہنایا اور اپنا عمامہ ان کے سر پر رکھا اور آپ نے انہیں اونٹ پر سوار کیا اور آپ پیادہ پا دروازۂ مدینہ تک مع صحابہ کے انہیں پہنچانے تشریف لے گئے وہ ادب کی وجہ سے چاہتے تھے کہ اتر کر آپ کے ہمراہ پیادہ چلیں آپ فرماتے تھے تم اونٹ ہی پر بیٹھے رہو کیونکہ میں حکم الٰہی سے تمہاری تعظیم کرتا ہوں۔ رخصتی کے وقت آپ نے ان سے پوچھا میں نے تمہیں والیٔ یمن کیا ہے تم وہاں کیونکر حکم کرو گے انہوں نے عرض کیا میں کتاب اللہ سے حکم کروں گا اگر اس میں نہ پاؤں گا تو سنتِ نبوی سے حکم کروں گا اگر اس میں بھی نہ پاؤں گا تو اپنے اجتہاد سے حکم کروں گا آپ نے ان کی تعریف کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر رخصت کیا۔ الجمعۃ جاننا چاہیئے کہ جمعہ تمام دنوں سے اچھا دن ہے جس پر یہ احادیث شاہد ہیں سید الایام

يَوْمُ الْجُمُعَةِ اور اَفْضَلُ الْاَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اور اَشْرَفُ الْاَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اور اَكْبَرُ الْاَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اور آپ نے فرمایا ہے اَلْجُمُعَةُ كَنْزُ الْحَسَنَاتِ (جمعہ نیکیوں کا خزانہ ہے) اور فرمایا ہے اَلْجُمُعَةُ مَعْدِنُ الْخیرات (جمعہ بھلائیوں کی کان ہے) اور آپ نے فرمایا ہے اگر اللہ کو میری امت پر عذاب کرنا منظور ہوتا تو ان کو جمعہ نہ دیتا اور فرمایا ہے تمام انبیاء کو اللہ نے ایک دن دیا تھا جس میں وہ زائد عبادت کرتے تھے۔ میری امت کو جمعہ دیا ہے جو سب سے بہتر ہے اور فرمایا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی اے اللہ تو نے مجھے یکشنبہ مبارک دن دیا ہے اُمّتِ محمدیؐ کے لیے کون دن ہے حکم ہوا ہم انہیں جمعہ دیں گے جس کی ایک نیکی تمہارے یکشنبہ کی لاکھ نیکیوں کے برابر ہوگی۔ حدیث میں ہے ایک بار حضرت جبریلؑ آتے اُن کے ہاتھ میں ایک شفاف شیشہ تھا جس پر ایک سیاہ نقطہ تھا، آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے پوچھا کیا ہے عرض کیا یہ جمعہ کا دن ہے اللہ نے آپ کی امت کو عطا کیا جو کوئی اس دن ایک نیکی کرے گا ہزار نیکی کا ثواب پائے گا۔ آپ نے پوچھا یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے انہوں نے عرض کیا اس دن میں یہ ایک مبارک ساعت ہے اس ساعت میں اللہ دعا قبول کرے گا۔ اُمم سابقہ میں کسی کو یہ مبارک دن نہیں ملا ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کو یہ دن ملتا تو وہ گوسالہ پرست اور یہود نہ ہوتی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت کو یہ دن ملتا تو وہ گوسالہ پرست اور ترسا نہ ہوتے اللہ کے نزدیک یہ دن تمام دنوں سے بہتر ہے اور اہل جنت اس کو یوم المزید کہتے ہیں اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سَاعَةً وَلِلّٰهِ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ سِتُّ مِائَةِ اَلْفِ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ (جمعہ کے رات دن کی چوبیس گھڑیاں ہیں اور ہر گھڑی میں اللہ چھ لاکھ گناہگار بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے) کذا فی المصابیح

اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا وَهِيَ مُسَبِّحَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ يُصْبِحُ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَفِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُصِيْبُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْئَالُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ (ہر شی زمین آسمان پر پھرنے والی جمعہ کے دن صبح سے شام تک قیامت کے ڈر سے اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر جن وانس نہیں کرتے ہیں اور جمعہ میں ایک گھڑی ہے کہ اس وقت اللہ کا بندہ جو کچھ اللہ سے مانگتا ہے پاتا ہے) اور فرمایا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ یُبَارِکُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا غَفَرَ لَہٗ (اللہ جمعہ میں کسی مسلمان کو برکت عطا نہ کرے گا مگر یہ کہ اس کو بخش دے) **مترجم** کہتا ہے اس مقام پر صاحب نافع المسلمین سے نقل حدیث میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ الجمعہ کے مقام پر القیامت نقل کیا اور قیامت ہی کا ترجمہ کر دیا جس کی وجہ سے حدیث کے معنی بدل گئے اور خاص اس مقام پر بے محل ہو گئے۔ انتھٰی اور فرمایا ہے مَنْ فَرِحَ بِدُخُوْلِ الْجُمُعَۃِ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِکَ الْفَرْحِ مَلَکًا اَلْفُ اَلْفِ رَأْسٍ فِیْ کُلِّ رَأْسٍ اَلْفُ اَلْفِ وَجْہٍ فِیْ کُلِّ وَجْہٍ اَلْفُ اَلْفِ فَمٍ فِیْ کُلِّ فَمٍ اَلْفُ اَلْفِ لِسَانٍ یُسَبِّحُ اللّٰہَ بِکُلِّ لِسَانٍ تَسْبِیْحَۃً بِاَلْفِ اَلْفِ لُغَۃٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَثَوَابُ ذٰلِکَ الْمَلَکِ لَہٗ وَاَعْطَاہُ اللّٰہُ فَرَحًا یَوْمَ الْحُزْنِ لَاھَمَّ بَعْدَھَا (جو کوئی جمعہ کے آنے سے خوش ہوتا ہے اللہ اس کی خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کے دس لاکھ سر ہوتے ہیں ہر سر میں دس لاکھ چہرے ہوتے ہیں ہر چہرے میں دس لاکھ دہن ہوتے ہیں ہر دہن میں دس لاکھ زبانیں ہوتی ہیں ہر زبان سے دس لاکھ لغت میں قیامت تک وہ فرشتہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور اس فرشتے کی تمام عبادت کا ثواب اس خوشی کرنے والے کو ملتا ہے اور اللہ اس کو خوشی دے گا ملال کے دن میں جس کے بعد غم نہ ہوگا) حَجُّ الْمَسَاکِیْنِ ٹکڑا ہے حدیث سابق کا یہ تشبیہاً فرمایا ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں اَسَدُ اللّٰہِ وارد ہے جاننا چاہیئے کہ جمعہ کو حج سے کئی مشابہتیں ہیں (۱) حج دن میں ہوتا ہے اور نماز جمعہ بھی دن میں ہوتی ہے (۲) حج کے لیے غسل سنت ہے جمعہ کی نماز کے لیے بھی سنت ہے۔ (۳) حج میں خطبہ ہوتا ہے اس میں بھی ہے (۴) حج میں نماز پڑھی جاتی ہے جمعہ میں بھی پڑھی جاتی ہے (۵) حج میں سعی ہے اور اس میں بھی سعی ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ اس پر شاہد ہے کہا جا سکتا ہے کہ ادائے جمعہ میں امیر فقیر برابر ہیں حج المساکین فرمانے کی کیا وجہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نزول جمعہ اس وقت ہوا ہے جب اغنیاء پر حج واجب ہوا۔ اور افسوس کر کے فقراء نے کہا ہم کو حج کی قدرت نہیں ہے کیونکہ ہم یہ ثواب حاصل کریں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَبْشِرُوْا یَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صَلٰوۃَ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ اَدَّاھَا مِنْکُمْ فَقَدْ اَدَّی الْحَجَّ (اے فقراء کے گروہ تمہیں بشارت ہو کہ اللہ نے تم پر جمعہ کی نماز فرض کی

ہے پس جس نے تم میں سے نماز جمعہ کو ادا کیا گو یا اس نے حج ادا کیا) اور ممکن ہے کہ نماز جمعہ کا ثواب فقراء کو اغنیا سے زیادہ ملتا ہو اور بعض کے نزدیک حج مساکین سے صدقہ دینا مراد ہے۔ جیسا کہ آپ خود اور آپ کے اصحاب فقراء کو دیا کرتے تھے اور بعض کے نزدیک جس طرح اغنیاء پر حج لازم ہے ویسا ہی فقراء پر نماز جمعہ واجب ہے گو یہ نماز اغنیاء پر بھی واجب ہے مگر مخصوص فقراء ہی کے لیے ہے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے متواتر تین جمعہ ترک کرنے والا اسلام سے ہاتھ دھوتا ہے اور اس کا دل زنگاری ہو جاتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے سوا ہر روز قریب زوال کے دوزخ دھونکی جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جمعہ کو مرنے والا شہید اور عذاب قبر سے محفوظ ہے۔ ہر مسلمان کو جمعہ میں مفصلہ ذیل بیس باتوں کا لحاظ کرنا چاہیئے (۱) پنجشنبہ سے استقبال جمعہ اور سامان جمعہ میں مستعد ہو کر جمعہ کے دن کپڑے بدل کر نماز پڑھنے جائے اور پنجشنبہ کو بعد عصر خلوت میں تسبیح و تحمید و استغفار میں مشغول ہو اور شب جمعہ میں اپنی بی بی سے صحبت کرے تاکہ وہ غسل کی متقاضی ہو اور دونوں ثواب پائیں۔ حدیث میں ہے کہ شب جمعہ میں اپنی بیوی سے ایک بار جماع کرنیوالے کو ایک بردہ آزاد کرنے کا اور دو بار جماع کرنیوالے کو دو بردے آزاد کرنے کا اور دو حج ادا کرنے کا اور تین بار جماع کرنے والے کو تین بردے آزاد کرنے کا اور تین حج کا اور جہاد کا ثواب ملتا ہے (۲) جمعہ کے دن صبح کو غسل کرے۔ حدیث میں غسل جمعہ کی بے حد تاکید ہے اور امام مالک کے نزدیک یہ غسل فرض ہے غیر جنب کو اپنے بدن پر غسل کے بعد بہ نیت جمعہ پانی بہانا چاہیئے اور اگر جنب ایسا کرے تو بھی روا ہے اس کو بھی غسل جمعہ کی فضیلت ملے گی۔ حدیث میں ہے نماز جمعہ کے لیے غسل کرنے والے کو اللہ بخش دے گا اور حدیث میں ہے مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى اِلَى الْجُمْعَةِ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْاِمَامُ مِنَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمْعَةِ الْاُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ جو شخص نہا کر جمعہ کے دن مسجد میں جائے اور سنتیں پڑھ کر چپکا بیٹھا رہے یہاں تک کہ امام — — — — — — خطبہ سے فارغ ہو اور اس کے ساتھ نماز ادا کرے تو وہ دوسرے جمعہ تک بخشا جائے گا بلکہ تین دن آگے تک) اور آپ نے فرمایا ہے جمعہ کو غسل کرنے والا پیغمبروں کا ثواب پائیگا۔

اور فرمایا ہے جمعہ کو غیر جنب اگر خاص نماز جمعہ کے لیے غسل کرے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے ہر روئیں کے عوض میں اللہ اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی دنیا میں اور قیامت میں لکھے گا اور ہر قطرہ کے عوض میں جو اس کے جسم سے گرے گا ایک درجہ بہشت میں پائے گا جو دُر و یاقوت و زبرجد سے بنا ہو گا اور دو درجوں کے درمیان میں سو برس کا فاصلہ ہو گا اور ہر شہر میں شہر اور قصر اتنے ہوں گے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ہر شہر اور ہر قصر ایک بے جوڑ جوہر سے بنا ہو گا اور ہر قصر میں کثرت سے مکان اور حجرے اور صفیں اور کھڑکیاں اور گھر اور فرش اور تخت اور کپڑے ہوں گے جو حوروں سے پُر ہوں گے اور طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی اور جب یہ شخص قیامت میں قبر سے اُٹھے گا تو اس کے ہر بال سے ایک نور پیدا ہو گا اور ستر ہزار فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور بہشت میں لے جا کر اُس کے شہر اُسے دکھا کر اُسے کہیں گے یہ غسل جمعہ کے عوض میں ہے اور نماز جمعہ کا عوض اس سے زائد ہے پھر اُسے جہاں تک مرضی الٰہی ہو گی۔ فرشتے آگے لے جائیں گے نماز جمعہ انسانی شکل میں اس سے ملے گی اس کا چہرہ روشن اور سر پر ایسا تاج ہو گا جس میں ستر ہزار گوشے ہوں گے ہر گوشہ میں ایک جواہر ہو گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک ہو گی وُہ انسان اس سے کہے گا میں جمعہ کی نماز ہوں جسے تو نے ادا کیا تھا پھر وُہ نماز اس نمازی کو اُوپر لے جائے گی اور روزانہ ایک درجہ اس کا بلند ہو گا (۳) مسواک کرے عطر لگائے سر میں تیل ڈالے اور اوّل وقت مسجد میں داخل ہو۔ حدیث میں ہے جمعہ کی عظمت کرنے والے کا اللہ مرتبہ بلند کرتا ہے اور جمعہ کو خوشبو لگانے والے کو ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے (۴) صبح اُٹھ کر مسجد میں جاوے کیونکہ یہ افضل ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن جامع مسجد میں اندھیرے منہ داخل ہوئے تو دیکھا کہ تین شخص اور موجود ہیں اپنے آپ پر ملامت کی اور کہا افسوس کہ تو چوتھے درجہ میں رہا۔ حدیث میں ہے مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بُدْنَةً وَمَنْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ فِى السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دُجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ

حَفَّتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔ جس نے جمعہ یا جنابت کا غسل کیا پھر نماز جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک اونٹ دیا۔ جو دوسری ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک گائے دی اور جو تیسری ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک مینڈھا دیا اور جو چوتھی ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک مرغی دی اور جو پانچویں ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک انڈا دیا۔ پھر جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو ملائکہ خطبہ سننے لگتے ہیں اور لکھنا ترک کر دیتے ہیں) پس معلوم ہوا کہ جو پانچویں ساعت کے بعد داخل ہوگا اس کو فقط نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ مترجم کہتا ہے صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے جو پانچویں ساعت میں داخل ہوگا اس کو سوائے بزرگی نماز کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ پانچویں ساعت میں داخل ہونے والے کو ایک انڈا اللہ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔ پس صحیح ترجمہ یہی ہے کہ جو پانچویں ساعت میں داخل ہوگا نہ کہ پانچویں ساعت میں انتہیٰ۔ حدیث میں ہے جو شخص اذان سے پہلے مسجد میں داخل ہوا اس کو پیغمبر مرسل کا اور جو اذان کے بعد آوے اس کو نبی کا اور جو سنتوں کے قریب آوے اس کو شہید کا اور جو خطیب کے کھڑے ہونے پر آوے اس کو مومن کا ثواب ملے گا اور جو خطبہ پڑھنے وقت آوے اس کو فقط نماز جمعہ کا ثواب ملے گا (۵) لوگوں کے سروں پر پھاندتا ہوا نہ آوے ورنہ قیامت میں اس کا پل بنے گا تاکہ لوگ اس پر سے گذریں۔ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے ایسے شخص کو دیکھ کر نماز کے بعد اس سے کہا تو نے جمعہ کیوں ادا نہ کیا اس نے کہا میں نے تو آپ کے ساتھ جمعہ ادا کیا ہے آپ نے فرمایا تو لوگوں کو پھاندتا ہوا آیا تھا اور ایسا شخص ادائے جمعہ کا ثواب نہیں پاتا اور آپ نے فرمایا مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَاءٍ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ طِيْبًا ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ فَانْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَمَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى (جو جمعہ کے دن تمام بدن مل کر نہایا اور اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگائی اور مسجد کو چلا اور آدمیوں کو نہ پھاندا اور فرض نماز ادا کی پھر چپکا باہر نکل آیا تو جمعہ آئندہ تک اللہ اسے بخش دیتا ہے (۶) نماز کے آگے سے نہ گذرے اور نماز پڑھنے

والے کو لازم ہے کہ کسی ستون یا دیوار کے مقابل نماز پڑھے۔ حدیث میں ہے خاک ہو کر اُڑ جانا اس سے بہتر ہے اگر نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ معلوم ہو جائے تو چالیس دن یا چالیس مہینہ یا چالیس سال یا چالیس ساعت باختلافِ روایات کھڑا رہنا پسند کرے اگر نمازی کے آگے سے گذرنے کو پسند نہ کرے۔ مترجم کہتا ہے اصل کتاب میں ہے اگر گزرندہ بداند جس کا ترجمہ صاحب نافع المسلمین نے یوں کیا ہے اگر کوئی زندہ اس بات کو جان لے انتھیٰ۔ ظاہر ہے کہ ترجمہ بالکل اصل مطلب اور حدیث کے خلاف ہے انتھیٰ۔ (۷) صف اوّل کو تلاش کرنا افضل ہے کسی نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے پوچھا بہتر عمل کون ہے؟ جس کی وجہ سے جنت میں داخل ہونا آسان ہو جائے آپ نے فرمایا پہلی صف میں نماز پڑھنا لیکن اگر صفِ اوّل میں ایسے لوگ ہوں جو خالص ریشمی کپڑے پہنے ہوں تو ان کے قریب کھڑا ہونا مکروہ ہے (۸) جب خطیب خطبہ شروع کرنے کو ممبر کی طرف چلے اس وقت سے تا اختتام کلام نہ کرے بلکہ مؤذن کی اذان کا بھی جواب نہ دے۔ برابر ہے کہ خطبے کی آواز اس تک آتی ہو یا نہ آتی ہو اگر اس درمیان میں کوئی باتیں کرتا ہو تو اُسے اشارے سے منع کرے زبان سے منع نہ کرے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک اس وقت بھی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینا چاہیئے (۹) نماز کے بعد سات سات مرتبہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ لے اس کا پڑھنے والا آئندہ جمعہ تک امن میں رہتا ہے اور رنج وغم اور مکر شیطان سے بچنے کے لیے اور فراخی رزق کے لیے کلام کرنے سے پہلے اکہتر مرتبہ یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ یَا مُعِیْدُ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ مَعْصِیَتِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (۱۰) نماز عصر پڑھ کر جمعہ کے دن مسجد سے باہر آوے اور مغرب پڑھ کر آنا زیادہ بہتر ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا ثواب ملے گا (۱۱) نماز جمعہ کے بعد مجلس علم اور وعظ میں بیٹھے (۱۲) تمام دن یادِ الٰہی میں کاٹے تاکہ ساعت قبولیت دُعا ہاتھ آوے (۱۳) درُود کی کثرت کرے۔ جمعہ کے دن ستر بار درُود پڑھنے والے کے اسّی برس کے گناہ اللہ معاف کرتا ہے کوئی درُود ذیل کو سات جمعہ تک ہر جمعہ میں سات بار پڑھے، حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لیے لازم ہو گی اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاَعْطِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الْعَالِیَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور اگر صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھے تو بھی کافی ہے۔

(۱۴) تلاوتِ قرآن زیادہ کرے اور جمعہ کی نماز کے بعد سورۂ کہف پڑھے۔ احادیث کثیرہ سے اس کی بزرگی ثابت ہے۔ عابدانِ سلف جمعہ کے دن سورۂ اخلاص اور درود اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ بکثرت پڑھا کرتے تھے پس اس کی بھی کثرت کرنا بہتر ہے۔

(۱۵) صدقہ دے اگرچہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو حدیث میں ہے مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَبِکِسْرَۃِ خُبْزٍ نُوْدِیَ مِنَ السَّمَاءِ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غُفِرَتْ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ جس نے جمعہ کے دن صدقہ دیا اگرچہ وہ ایک ٹکڑا روٹی ہی کا ہو اس کیلئے آسمان سے ندا ہوتی ہے اے اللہ کے دوست تو از سرِ نو عمل کر میں نے تیرے پچھلے گناہ بخش دیئے اور مستحب ہے کہ جمعہ کے دن دو جنس سے صدقہ دے کہ یہ ثواب عظیم کا باعث ہے۔

(۱۶) اپنے والدین کی زیارت کرے اگر مر گئے ہوں ان کی قبور کی زیارت کرے اللہ اس کو اپنی رحمت میں غرق کرے گا اور حج و عمرہ کا ثواب دے گا (۱۷) اور دونوں کی بہ نسبت اپنے اہل و عیال پر خرچ اور طعام میں فراخ دستی کرے۔ حدیث میں ہے کہ ایسا کرنے والے کی قبر کو اللہ فراخ کر دے گا (۱۸) نوافل اور صلوٰۃ التسبیح پڑھے (۱۹) اس دن کو اللہ کے کاموں کے لیے خاص کر دے (۲۰) عصر کے بعد سے مغرب تک ایک جگہ بیٹھ کر یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ پڑھے اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ فضائل جمعہ بے شمار ہیں حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنائ نے فرمایا ہے مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ کُفِّرَتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ وَخَطَایَاہُ فَاِذَا اَخَذَ فِی الْمَشْیِ کَتَبَ اللّٰہُ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عِبَادَۃَ عِشْرِیْنَ سَنَۃً (جو شخص جمعہ کے واسطے نہایا تو وہ نہانا اُس کے تمام گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہو گیا اور جب ادائے نماز کے لیے مسجد کو چلا تو ہر قدم کے عوض میں بیس سال کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے) اور فرمایا ہے خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْہِ الشَّمْسُ

یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْہِ اُھْبِطَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ (تمام دنوں میں جمعہ اچھا دن ہے اُسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اُسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اُسی دن زمین پر اُتارے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہو گی) ایک شخص نے آپ سے کہا میں موت سے ڈرتا ہوں آپ نے پوچھا تو جماعت اور جمعہ کا پابند ہے اُس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا تو کچھ خوف نہ کر وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ الْاَیَّامِ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَھُوَ اَعْظَمُ الْاَیَّامِ کُلِّھَا وَالْعَمَلُ فِیْہِ اَعْظَمُ الْاَعْمَالِ وَالْاِثْمُ فِیْہِ اَعْظَمُ الْاٰثَامِ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جناب سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اس کا عمل سب عملوں سے بڑا اور اس کا گناہ سب گناہوں سے زائد ہے وَھُوَ عِیْدٌ لِاَھْلِ الدُّنْیَا فِی الدُّنْیَا یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے جمعہ کے دن عبادت کا زائد ثواب ملتا ہے خطائیں بخشی جاتی ہیں۔ دُلہنیں سنگار کرتی ہیں۔ بچوں کو چھٹی ملتی ہے۔ پس جمعہ سب کے لیے خوشی کا دن ہُوا جمعہ کو یَوْمُ السُّرُوْر بھی کہتے ہیں مثل عید کے جمعہ کے دن غسل کرتے ہیں کپڑے بدلتے ہیں عطر لگاتے ہیں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے پس یہ دن سُرور کا دن ہوا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن اللہ سے عیدی مانگتے تھے یعنی گنہگار امت کے لیے دُعائے مغفرت فرماتے تھے اور اللہ ساٹھ ہزار گنہگاروں کو بخشتا تھا۔ ایک بار آپ کو دیکھ کر حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم نے بھی دُعا مانگی ہر ایک کی دُعا سے اللہ نے ستر ستر ہزار گنہگاروں کو بخش دیا یہ خبر سُن کر اہل مدینہ نے اس جمعہ کو مثل عید کے خوشی کی وَعِیْدٌ لِاَھْلِ السَّمَاءِ فِی السَّمَاءِ۔ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ آسمان میں فرشتے۔ روحیں کروبین اور بعض ایسے لطیف ہیں جو دکھائی نہیں دیتے جمعہ کے دن فلکِ چہارم پر بیت المعمور میں خود حضرت جبریل علیہ السلام آذان دیتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تمام فرشتوں کی امامت کرتے ہیں اور سب اپنی نماز کا ثواب امتِ محمدیؐ کو بخشتے ہیں اللہ اُمتِ محمدی کو بخش دیتا ہے۔ شب جمعہ کو رُوحیں اپنی قبروں پر آ کر اپنے جسم کو خاک اور ریزہ ریزہ دیکھ کر حسرت کرتی ہیں پھر اپنے مکانوں کے دروازوں پر آ کر نصیحت کرتی ہیں اور طالب ثواب ہوتی ہیں اگر

انہیں ثواب ملتا ہے تو دعا کرتی ہوئی ورنہ بد دعا کرتی ہوئی پلٹتی ہیں جن کا گھر نہیں ہوتا وہ مسجدوں میں آکر طالب ثواب ہوتی ہیں وَعِیْدٌ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ فِی الْجَنَّۃِ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے جمعہ کے دن اہل جنت کو نور اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن اہل بہشت کو حکم ہوتا ہے کہ سنگار اور آرائش کر کے نمازیوں کو دیکھیں وہ حکم بجالاتے ہیں اور سونے والوں کو نماز کے لیے جگاتے ہیں قیامت کے بعد مومن جمعہ کے دن دیدارِ الٰہی کی نعمت پائیں گے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ اس پر دلیل قطعی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن پس اللہ کے ذکر کے لیے دوڑو اور کاروبار تجارت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے اچھا ہے اگر تم جانو) **مترجم** کہتا ہے اذان میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک پہلی اذان اور بعض کے نزدیک دوسری اذان مراد ہے فتویٰ اسی پر ہے کہ پہلی اذان مراد ہے میں نے اس کی تفصیل انوار الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ میں لکھی ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھے **انتھٰی**۔ جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں یا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح ڈالی گئی یا اس لیے کہ اسی دن حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ اُن کا نکاح ہوا ہے . . . . . یا اس وجہ سے کہ اسی دن یہ دونوں عرفات پر جمع ہوتے تھے یا اس وجہ سے کہ اسی دن عرش اور کرسی آسمان و زمین آفتاب و ماہتاب کو اللہ نے پیدا کیا یا اس سبب سے کہ اسی دن قیامت ہوگی اور سب لوگ وہاں جمع ہوں گے واللہ اعلم سابق میں جمعہ کو عروبہ کہتے تھے ایک دن حضرت کعب ابن لوی رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت نبوی ہو کر عرض کیا کہ شنبہ یہود کے عید کا دن اور یکشنبہ نصاریٰ کے عید کا دن ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ آپ کی اُمّت کے لیے عروبہ کو عید کا دن کر دے آپ نے حضرت سعد بن زیاد کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جمع کرو جب لوگ جمع ہو گئے آپ نے سب کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور عروبہ کا نام جمعہ رکھا اسلام کا اوّل جمعہ یہی ہے اور ہجرت کے بعد اوّل جمعہ وہ روز تھا کہ آپ نے قبۂ علی بن عمرو بن عوف میں نزول فرمایا اور شنبہ سے پنجشنبہ تک قیام

فرما کر مسجد کی بنا ڈالی پھر مدینہ منورہ میں داخل ہو کر وادی بن سالم بن عوف میں جمعہ کی نماز ادا کی اور اسی دن سے مدینہ میں جمعہ مقرر ہوا۔ جمعہ کے اتنے نام ہیں: یَوْمُ الْکَرَامَۃِ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ یَوْمُ النَّدَامَۃِ یَوْمُ السَّعَادَۃِ یَوْمُ الرَّحْمَۃِ یَوْمُ النِّکَاحِ یَوْمُ الْخَلْقَۃِ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ اَفْضَلُ الْاَیَّامِ اَشْرَفُ الْاَیَّامِ اَکْبَرُ الْاَیَّامِ اَکْرَمُ الْاَیَّامِ اَجَلُّ الْاَیَّامِ۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَدْرَکَ الْجُمُعَۃَ اَدْرَکَ الْحَجَّ (جس نے جمعہ پایا اس نے حج پایا) اور فرمایا ہے مَنْ سَمِعَ اَذَانَ الْجُمُعَۃِ فَسَعٰی اِلَیْھَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ (جمعہ کی اذان سن کر سعی کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے اور آپ نے فرمایا ہے جس سے جمعہ فوت ہوا اس سے تمام خیرات فوت ہوئی اور فرمایا ہے جس نے بلا عذر ایک جمعہ ناغہ کیا وہ سات ہزار برس دوزخ میں رہے گا اور آپ نے خطبہ میں فرمایا ہے اے مسلمانو! اللہ نے میری حیات میں تم پر جمعہ فرض کیا ہے پس میری حیات میں یا میری وفات کے بعد بغیر عذر کے جمعہ ترک نہ کرنا اگرچہ کوئی بادشاہ عادل ہو یا ظالم اللہ نہ اس پر برکت کرے نہ اس کی جماعت پر اور نہ اس کے لیے حج ہے نہ روزہ مگر جس نے توبہ کر لی اور فرمایا ہے مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ فَقَدْ تَرَکَ الْجَنَّۃَ (جس نے جمعہ ترک کیا اس نے جنت ترک کی) منقول ہے کہ ایک شخص کو کسی نے خواب میں بآرام دیکھ کر سبب پوچھا اس نے کہا میں ایک بار اپنی دکان پر بیٹھا تیل تول رہا تھا کہ جمعہ کی اذان ہوئی میں نے فوراً اُسے چھوڑ دیا اور مسجد چلا گیا اسی کی بدولت یہ مرتبہ مجھ کو ملا ہے۔ آیت سابق کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (نماز جمعہ سے فارغ ہو کر زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا بہت ذکر کرو شاید تم فلاح پاؤ) بعض کے نزدیک فضل سے روزی اور بعض کے نزدیک مجلس علم مراد ہے۔ پھر فرماتا ہے وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (اور جب دیکھتے

ہیں تجارتی مال یا کھیل تو اُس طرف دوڑتے ہیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیتے ہیں ان سے کہدے جو ثواب سماعتِ خطبہ اور جماعت کا اللہ کے پاس ہے وُہ کھیل اور تجارتی مال سے اچھا ہے اور اللہ اچھا رزق دینے والا ہے) اس کا شان نزول یہ ہے کہ گرانی کے زمانے میں آپ نے جمعہ کے دِن خطبہ پڑھا اور لوگ جمع تھے مصر کے سوداگر غلہ لاتے کچھ لوگ اودھر چلے گئے آپ کو ملال ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور سب لوگ اپنے کیے پہ نادم ہُوئے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری تمام امت گناہ کبیرہ کر کے مر جاتے اور ذیل کی نماز پڑھنے والا ان کی مغفرت کے لیے دُعا کرے تو اللہ سب کو بخش دے گا وُہ نماز یہ ہے دُو رکعت نماز اس طرح پہ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ستر مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ستر مرتبہ پڑھے جمعہ کے دن چار رکعت نماز حفظ الایمان اس طرح پہ کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سو بار پڑھے سلب ایمان سے محفوظ رہے گا۔ قضا نمازوں کے کفارہ کے لیے چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ کوثر پندرہ مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد کلمہ تمجید اور درُود اور استغفار سَو سَو مرتبہ پڑھے یہ نماز دس برس کی نمازوں کے کفارے کا ثواب رکھتی ہے۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمہ اللہ اس کی یوں نیت کیا کرتے تھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ صَلٰوۃِ النَّفْلِ تَکْفِیْرًا اَوْ تَقْصِیْرًا لِمَا فَاتَتْ مِنِّیْ فِیْ جَمِیْعِ عُمْرِیْ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللہُ اَکْبَرُ اور مسجد میں داخل ہو کر سنت سے پہلے دو رکعت نماز اس طرح پہ کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ فاتحہ پچاس بار پڑھے حدیث میں ہے کہ اس کا پڑھنے والا جب تک جنت میں اپنا گھر نہ دیکھ لے گا نہ مرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نماز جماعت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

المجلس الثانی عشر ۱۲

فی الحرفة والفقر

پیشہ اور فقر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لِکُلِّ وَاحِدٍ حِرْفَۃٌ وَحِرْفَتِی اِثْنَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِھَادُ فَمَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنائ نے فرمایا ہے ہر ایک کے لیے ایک پیشہ ہے اور میرے لیے دو پیشے ہیں (۱) فقر (۲) جہاد (جس نے ان دونوں کو دوست رکھا مجھے دوست رکھا اور جس نے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی) اس حدیث کے راوی آپ کے خادم ہیں ان کی شان میں آپ نے فرمایا ہے اَنَسٌ خَادِمِیْ مَنْ اَحَبَّہٗ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (انس میرے خادم ہیں جو ان کو دوست رکھے گا جنت میں داخل ہوگا) حدیث سابق میں آپ نے لِکُلِّ وَاحِدٍ حِرْفَۃٌ فرمایا ہے جاننا چاہیئے کہ پیشہ انبیا کی سنت اور اولیا کی سیرت ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھیتی کرتے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام کپڑا بنتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا سیتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بُنتے تھے۔ حضرت نوح اور حضرت زکریا علیہ السلام رودگری کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کلاہ سیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گوسپند چراتے تھے اور ہمارے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنائ نے بھی حضرت حلیمہ کے لڑکوں کی معیت میں بکریاں چرائی ہیں حضرت سلیمان

علیہ السلام کے پیشہ اختیار کرنے کا سبب یہ ہوا کہ ان کی عادت تھی کہ شب کو وضع بدل کر جاتے اور لوگوں سے پوچھتے کہ سلیمان کا کیا حال ہے لوگ تعریف کرتے غرض اس سے یہ تھی کہ اگر کوئی بُری عادت معلوم ہو اُسے ترک کر دیں۔ ایک دن فقیرانہ صورت میں اُن کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ملے جب اُنہوں نے ان سے سلیمان کا حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ان میں سب باتیں اچھی ہیں لیکن یہ بُری بات ہے کہ پیشہ کر کے نہیں کھاتے ہیں۔ صبح کو آپ نے زنبیل بنانا سیکھا اور اسی کو پیشہ اختیار کر لیا۔ اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنِ شعور میں زراعت کی سوداگری بھی کی ہے ٹوپیاں بھی سی ہیں۔ پھٹے پُرانے کپڑوں میں پیوند لگایا ہے ایک دن عکاشہ حاضر خدمت ہوتے ان کے ہاتھ میں کپڑا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کپڑ کیسا ہے انہوں نے عرض کیا ٹوپی سلوانے کے لیے لایا تھا مگر موہی خیاط نہیں ملے آپ نے کپڑا اُن سے لے کر ٹوپی سی دی وہ ٹوپی تبرّکاً انہوں نے سر پر رکھی اور برکت کے لیے اپنے کفن میں رکھوالی۔ صحابہ بھی اکثر پیشہ ور تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِالْحِرْفَةِ فَاِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حِرْفَةٌ (تم پیشہ اختیار کرو کیونکہ ہر نبی پیشہ ور تھا) اور فرمایا ہے اَلْحِرْفَةُ سُنَّةُ الْاَنْبِیَاءِ فَمَنْ تَرَکَ الْحِرْفَةَ فَقَدْ تَرَکَ السُّنَّةَ (پیشہ انبیاء کی سنت ہے جس نے پیشہ ترک کیا اس نے سنت کو ترک کیا) اور فرمایا ہے اَلْحِرْفَةُ عَمَلُ الْاَنْبِیَاءِ (پیشہ کرنا انبیاء کا عمل ہے) ایک درزی سے آپ نے فرمایا اگر تو خیانت نہ کرے تو تیرا پیشہ اچھا ہے اور ہر ٹانکے کے بدلے نمازی کا ثواب پائے گا اور اگر کام کے وقت اللہ کو بھی یاد کرے تو ہر ٹانکے کے بدلے ایک سال کے ثواب کا تجھ کو استحقاق ہو گا اور کپڑا بننے والے سے آپ نے فرمایا یہ تیرا پیشہ اچھا ہے اگر تو خیانت نہ کرے تجھے ہر تار کے بدلے جنت میں ایک درجہ ملے گا اگر کام کرتے وقت اللہ کو بھی یاد کرے گا تو حضرت شیث ؑ کے ثواب کا مستحق ہو گا اور آپ نے بزاز سے فرمایا اگر تو جھوٹ نہ بولے اور پُرانے کو نیا کہہ کر نہ بیچے تو تجھے حضرت صالح علیہ السلام کا ثواب ملے گا۔ اور آپ نے زمین کھودنے والے سے فرمایا اگر تو اللہ کا حق ادا کرتا رہے تو تجھے ہر بیلچے کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور آپ نے سوداگر سے فرمایا

اگر زکوٰۃ دے اور نماز فوت نہ کرے تو تیرا کام اچھا ہے تو جس دن سفر میں ہوگا حج اور عُمرہ کا ثواب پائے گا وَحِرْفَتِیْ اِثْنَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے چونکہ آپ مرتبے میں سب انبیاء سے زائد ہیں اسی لیے پیشہ میں بھی اُن سے افزوں ہیں فقر کو جہاد پر مقدم کیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ فقر نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو اور جہاد کافروں سے لڑنے کو کہتے ہیں اور جہاد نفس، جہاد کفار سے مقدم ہے۔ فقر دنیا میں مشکل اور آخرت میں شاد کرنے والا ہے۔ فقر وُہ ہی ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس کو حاجت بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (اللہ ہی غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے وَرَبُّكَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا یَشَآءُ (غنی وُہ ہے کہ اگر چاہے تو سب کو ہلاک کر کے دوسری پیدا کر دے) جاننا چاہیئے کہ مال دنیا پر قدرت رکھنے والا اگر اُسے ترک کرے تو اس کو زاہد کہتے ہیں اور جس کے پاس سرے سے مال ہی نہ ہو اُسے فقیر کہتے ہیں۔ فقیر کی تین قسمیں ہیں (۱) جو صاحب مال نہ ہو مگر اس کا طالب نہ ہو اُسے فقیر حریص کہتے ہیں۔ (۲) جو طالب نہ ہو اور کسی کا دیا ہوا نہ لے اُسے زاہد کہتے ہیں (۳) جو طالب نہ ہو لیکن اگر کوئی دے تو لیلے اُسے فقیر قانع کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فقراء کی تعریف میں لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ فرماتا ہے۔ فقر دنیا میں مشقت اور آخرت میں مُسرت ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوْا مَعْرِفَةَ الْفُقَرَآءِ وَاتَّخِذُوْا عِنْدَهُمُ الْاَيَادِیَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً (فقراء سے دوستی زیادہ کرو اور اُن کے پاس بیٹھو کیونکہ وُہ صاحب دولت ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ قِیْلَ لَهُمْ اُنْظُرُوْا مَنْ اَطْعَمَكُمْ كِسْرَةً وَاَسْقَاكُمْ شَرْبَةً وَكَسَاكُمْ ثَوْبًا فَاتَّخِذُوْا بِيَدِهٖ اَفِیْضُوْا بِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ (قیامت کے دن فقراء سے کہا جائے گا جس نے تم کو دنیا میں کھانا کپڑا پانی دیا ہے اس کو تلاش کر کے جنت میں لے جاؤ) پھر آپ نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الْفُقَرَآءُ الَّذِیْنَ لَا یُزَوَّجُوْنَ الْمُنَعَّمَاتِ وَلَا یُفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابُ الْمُسَدَّدَةِ یَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ اَحَدِهِمْ یَتَلَجْلَجُ وَلَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

دکیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کی خبر نہ دوں صحابہ نے عرض کیا ضرور دیجئے آپ نے فرمایا وُہ فقیر ہیں جن کو امیر اپنی لڑکیاں نہیں دیتے اور اُن کے لیے دروازے نہیں کھولتے اگرچہ وُہ مر بھی جائیں یعنی اُمراء ان کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتے اور بعض فقراء ایسے ہیں جن کی صورت سوال ہے ان کی حاجت اُن کے دل میں کھولتی ہے اُمراء ان کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کا یہ مرتبہ ہے کہ جس بات پر وُہ قسم کھا لیں اللہ انہیں کی قسم کے مطابق کر دیتا ہے) اور آپ نے فرمایا ہے اللہ عیالدار درویش کو دوست رکھتا ہے۔ چونکہ فقر اللہ کو پسند ہے اس لیے اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اور آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کوشش کر کہ تو دنیا سے فقیر ہو کر جائے نہ مالداری کی حالت میں۔ اور فرمایا ہے میری امت کے درویش، اُمراء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں چالیس سال بھی آتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک سوتے شخص پر گذر ہوا اس کا ہاتھ ہلا کر کہا اُٹھ اللہ کی یاد کر اُس نے کہا آپ مجھ سے بیخبر نہ ہوں کیونکہ میں نے دنیا کو اہلِ دنیا کے لیے چھوڑ دیا ہے آپ نے کہا تو تو آرام کر۔ اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ شَیْنٌ فِی الدُّنْیَا وَ زَیْنٌ فِی الْعُقْبٰی (فقر دنیا میں عیب اور عقبیٰ میں زینت ہے) اور فرمایا ہے لِلْفُقَرَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ اَجْرٌ کَبِیْرٌ (فقراء کے لیے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے) اور فرمایا ہے لِلْفُقَرَاءِ الصَّابِرِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ اَجْرٌ بِغَیْرِ حِسَابٍ صابر فقراء کے لیے اللہ کے پاس بے حساب اجر ہے) اور فرمایا ہے فقراء قیامت کے دن اللہ کے جلیس ہوں گے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے فقراء سب سے پہلے جنت میں جائیں گے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے فقراء قبر سے براق پر سوار ہو کر جنت میں جائیں گے اور ہر فقیر کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہٹو بچو کہتے ہوں گے اور اغنیاء ان کے مراتب دیکھ کر کہیں گے کاش ہم بھی دنیا میں فقیر ہوتے اور فرمایا ہے فقر غنا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ حضرت سلیمان اور حضرت یوسف وارث ملک ہونے کی وجہ سے انبیاء سے چالیس برس بعد جنت میں داخل ہوں گے اور فرمایا ہے فَضْلُ الْفُقَرَاءِ عَلَی الْاَغْنِیَاءِ کَفَضْلِیْ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ (فقراء کو اغنیاء پر ایسی بزرگی حاصل ہے جیسے

مجھے تمام خلق پر) اور فرمایا ہے اے عائشہؓ اگر تم قیامت میں میری ہم نشینی چاہتی ہو تو تم کو دنیا میں روٹی کا ٹکڑا بقدر سد رمق کے کافی ہے مثل سوار کے توشہ کے۔ اور اغنیاء کی صحبت میں نہ بیٹھو اور جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگا ہو نہ بدلو اور فرمایا ہے سَادَاتُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ مَنْ إِذَا تَغَدَّى لَمْ يَجِدْ عَشَاءً وَإِذَا اسْتَقْرَضَ لَمْ يَجِدْ قَرْضًا وَلَيْسَ لَهُ فَضْلُ كِسْوَةٍ إِلَّا مَا يُوَارِيهِ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَنْ يَكْتَسِبَ مَا يُغْنِيهِ يُمْسِي مَعَ ذَالِكَ وَيُصْبِحُ رَاضِيًا عَنْ رَبِّهِ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا (فقراء مومنین جنت میں ہوں گے جن کی صفت یہ ہے کہ اگر صبح کو ملا تو رات کو فاقہ، قرض مانگے نہ ملے، ستر پوشی سے زائد کپڑا نہ ہو، کسب معاش پر قادر نہ ہو اسی حالت میں صبح سے شام اور شام سے صبح کرتے ہیں اور اللہ سے راضی ہیں شکایت نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ ان کے ہم نشین ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو نبیوں، صدیقوں، شہیدوں، صالحوں سے ہیں اور ایسے لوگ اچھے رفیق ہیں) اور فرمایا ہے مَنْ أَهَانَ فَقِيرًا مِنْ قِبَلِ فَقْرِهِ وَأَكْرَمَ غَنِيًّا مِنْ قِبَلِ غِنَائِهِ فَهُوَ مَلْعُونٌ لَا يُصِيبُهُ مِنْ شَفَاعَتِي (جس نے فقیر کی فقر کے سبب سے اہانت کی اور مالدار کی مال کی وجہ سے بزرگی کی وہ ملعون ہے اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی اور فرمایا ہے ثَلٰثَةٌ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَجُلٌ غَسَلَ ثَوْبَهُ فَلَمْ يَجِدْ خَلَقًا وَرَجُلٌ لَمْ يَنْصِبْ عَلَى مُسْتَوْقَدٍ قِدْرَهُ وَرَجُلٌ دَعَا بِمَاءٍ وَلَمْ يَقُلْ أَيَّ مَا تُرِيدُ (تین شخص جنت میں بے حساب داخل ہوں گے (۱) جس نے کپڑا دھو کر پہنا اور دوسرا کپڑا اس کے پاس نہیں ہے (۲) جس کا چولہا کبھی گرم نہ ہوتا ہو کہ پکا کر کھائے (۳) جو پانی مانگے اور کوئی اس کو جواب نہ دے کہ کیا چاہتا ہے) خود حضورؐ کے پاس کبھی صرف پیراہن ہوتا ازار نہ ہوتی اور کبھی صرف ازار ہوتی پیراہن نہ ہوتا۔ ایک بار آپ کے پاس صرف پیراہن تھا سائل نے سوال کیا آپ نے اُسے دیدیا اور حجرے میں برہنہ بیٹھ رہے جب نماز کا وقت آیا لوگ آپ کے منتظر رہے جب تاخیر ہوئی تو دریافت سے حال معلوم ہوا فوراً حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیراہن اور ازار اپنے گھر سے لا کر حاضر کیا آپؐ اُسے پہن کر باہر تشریف

لاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ (آپ اس قدر ہاتھ دراز نہ کریں کہ خود تنگ دِل ہو جائیں) مشہور ہے کہ آپ کی وفات کے بعد شاہ روم نے حضرت بی بی عائشہؓ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ستر ہزار دینار نذر بھیجے آپ نے سب مساکین کو تقسیم کرا دیئے اور خود اپنی چادر میں پیوند لگا رہی تھیں۔ خادمہ نے کہا کیا ہوتا اگر آپ اس میں سے چادر بنا لیتیں آپ نے فرمایا یہ پیوند لگی ہوئی چادر ابھی سات دن تک کام دے سکتی ہے اس کے بعد اللہ اور دے گا۔ منقول ہے کہ جب آپ غزوات سے واپس آتے تو کچھ دیر مسجد میں قیام فرماتے تھے اس کی اتباع مسلمانوں کو لازم ہے جب آپ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں قیام کرتے پھر اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاتے پھر اپنے مکان تشریف لاتے ایک بار اسی عادت کے مطابق آپ سفر سے واپس آکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے وہاں سو ہزار دینار کا مال شاہ حبش نے بمنت تمام نذرانہ بھیجا تھا اُسے موجود دیکھ کر آپ کبیدہ ہو کر لوٹ آئے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو مساکین پر تقسیم کرا دیا تو آپ خوش خوش اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور فرمایا اے فاطمہ ہمارا فخر فقر ہے نہ زر و سیم۔ ایک دن چند اصحاب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ خرما کھاتے کھاتے ہم اکتا گئے ہیں اب تو روٹی ملنے کی تمنا ہے آپ نے کہا بیٹھو اور خود تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا خرما اللہ کی بڑی نعمت ہے تم اس کی شکایت کرتے ہو آگاہ ہو جاؤ کہ خود میرے یہاں دو مہینہ سے کچھ نہیں پکا ہے دنیا میں اگر عیش کرو گے تو، وَمَا لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ عقبیٰ میں تم کو کچھ نہ ملے گا۔ ایک بار حضرت فاطمہ آپؐ کے لیے روٹی لائیں آپ نے فرمایا اِنَّ اَوَّلَ طَعَامٍ دَخَلَ فِيْ فَمِ اَبِيْكِ بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ هٰذَا (تین دن کے بعد جو طعام تیرے باپ کے پیٹ میں جاتا ہے یہ ہے آپ نے فرمایا ہے:

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحَبَّنِيْ فَارْزُقْهُ الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ وَمَنْ اَبْغَضَنِيْ فَاَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ

(اے اللہ جو مجھ کو دوست رکھے اس کو بقدرِ عفاف اور کفاف رزق دے اور جو مجھ سے دشمنی رکھے اُسے بکثرت مال اور اولاد دے) اور فرمایا ہے اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِيْ فَقِيْرًا وَلَا تَوَفَّنِيْ غَنِيًّا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اے اللہ فقیری کی حالت میں مجھ کو دنیا سے

بُلانا۔ امیری کی حالت میں نہ وفات دینا اور مساکین کے گروہ کے ساتھ میرا حشر کرنا اور فرمایا ہے مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلَى الْفُقَرَاءِ حَرَّمَ اللّٰهُ جَسَدَهٗ عَلَى النَّارِ (جس نے ایک درہم بھی فقیر کو دیا اللہ اُس کے جسم پر آتشِ دوزخ کو حرام کرتا ہے) اور فرمایا ہے درویشوں کی دوستی جنت کی کنجی ہے اور فرمایا ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ فَقِيْرٍ يَدْخُلُ سُوْقًا مِّنَ الْاَسْوَاقِ فَرَاٰى شَيْئًا يَّشْتَهِيْ لَيْسَ عِنْدَهٗ بِمَا يَشْتَرِيْ بِهٖ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ خَيْرًا مِّنْ مِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ يَّتَصَدَّقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (جب مسلمان فقیر بازاروں میں سے کسی بازار میں گذرتا ہے اور کسی چیز کے خریدنے کو اس کا دل چاہتا ہے مگر دام نہ ہونے کی وجہ سے صبر اور پرہیز کرتا ہے تو ہزار درہم صدقہ کرنے سے زائد ثواب پاتا ہے اور فرمایا ہے مَا مِنْ فَقِيْرٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ اَجْرُ شَهِيْدٍ وَّكَانَ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ (نہیں ہے کوئی فقیر جو اپنے فقر پر راضی ہو مگر یہ کہ ہر دن کے عوض میں ایک شہید کا ثواب پاتا ہے اور قیامت میں سخت عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے پاس وُہ لوگ آویں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو اُن سے کہہ دیجیے تم پر سلامتی ہے) اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ اُمرا، غربا، سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور نشست سب کی ایک جگہ ہوتی تھی۔ اُمرا نے اس کو ناپسند کر کے عرض کیا کہ ہم اشراف قریش ہیں آپ ہماری حاضری کے لیے کوئی خاص دن مقرر کریں اس دن سوا ہم لوگوں کے کوئی نہ آسکے آپ چونکہ ایمان لانے کے لیے حریص تھے۔ اصحاب سے اس امر میں مشورہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق آپ نے فرمایا کہ دو کہ ایک دن یہ آیا کریں اور دوسرے دن وُہ۔ جب سب لوگ چلے گئے تو یہ آیت اُتری وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (آپ ان لوگوں کو اپنے سے دُور نہ کریں جو دن رات اللہ سے مناجات کرتے ہیں) اس کے نازل ہونے سے وُہ بات جاتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی رائے دہی پر خجالت ہوئی۔ پھر اُمرا نے پیام بھیجا کہ اگر ہمارے آنے کے لیے ایک دن خاص نہیں ہو سکتا تو ایک دن آپ ہمارے یہاں تشریف لایا کریں

اور ایک دن اپنے در دولت میں لوگوں سے ملیں تاکہ امیر و غریب برابر فیضِ صحبت حاصل کریں آپ نے قبول فرمایا دوسرے دن اُن کے یہاں چلنے کا ارادہ کیا فقراء کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو شکستہ دل ہوئے۔ حضرت جبرئیلؑ آئے اور حکمِ الٰہی سُنایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ (روکو اور جبر کرو اپنے نفس پر فقراء کی منبت اور مصاحبت پر جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں) جب اُمرائے قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو پیام بھیجا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو ہم خود حاضر ہوتے ہیں اور ان غرباء کے پاس بیٹھیں گے مگر اتنی عرض ہے کہ کلام کرتے وقت آپ ہماری جانب خطاب فرمایا کریں آپ خاموش رہے کہ یہ آیت نازل ہوئی لَا تَعْدُ عَيْنَاكَ (آپ فقراء کی جانب سے آنکھ نہ پھیرلیں) اس واقعہ کے بعد سے آپ کی یہ حالت تھی کہ جب کسی درویش کو دیکھتے فرماتے يَا تِي مَنْ أَوْصَانِي رَبِّي (میرے پاس آؤ اللہ نے تمہارے لیے مجھ کو وصیت کی ہے) اور دنیاداروں سے اعراض کر کے فقر کو پیشہ اختیار فرمایا۔ آیتِ سابقہ میں اٰیاتِنَا سے وہ آیتیں مراد ہیں جو وحدانیتِ باری تعالیٰ پر دال ہیں۔ اور آپ کو سلام علیکم کا حکم دیا گیا تاکہ فقراء علیک السلام جواب میں کہیں اور فقراء کو بیس ثواب ملیں دس اداۓ فرض یعنی جواب سلام کے عوض میں اور دس اتباعِ سُنّت کے۔ آپ کی عادت میں یہ امر داخل تھا کہ پہلے خود سلام کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (اُن سے کہہ دو کہ اللہ نے تمہارے لیے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے) فقراء کو اس سے بڑھ کر کون خوشی ہو سکتی ہے کہ رحمتِ الٰہی اُن کے شاملِ حال ہے۔ جب یہ آیت وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ (اے محمدؐ تیرا رب غفور ہے) نازل ہوئی تھی، خوشی میں آپ اُسے پڑھتے تھے اور جھومتے تھے۔ ستر بار آپ نے یہ آیت پڑھی اور جھومے۔ اتباعِ نبویؐ میں فقراء کو بھی اس پر سرور کرنا چاہیئے اور ان کا سُرور یہ ہے کہ فقر میں اتباعِ سنت کا پورا خیال کریں۔ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کی رحمت سے ننو حصّہ زائد اللہ اپنے بندوں پر رحمت کرتا ہے اور اس کی تقسیم یوں ہے کہ ایک حصّہ دنیا میں اور ننانوے حصّے عقبیٰ میں رحمتِ الٰہی شاملِ حال ہو گی اور آخرت کے ننانوے حصّوں کی تقسیم یُوں ہے کہ نو حصّے تمام عالم کے لیے حتیٰ کہ کفار اور شیطان بھی اس رحمت کو دیکھ کر بخشش

کی امید کریں گے اور نوے حصے خاص فقراء کے لیے ہوں گے۔ انہیں لوگوں کا کام ہے جو اللہ کے خاص بندے ہیں حدیث میں ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا (قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے) فقیر کو اُمورِ ذیل سے پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ فقر حاصل نہ ہوگا (۱) مُردے کے پاس کھانا کھانا (۲) کھڑے ہو کر ازار پہننا (۳) بیٹھ کر دستار باندھنا (۴) زیر ناف کے بال قینچی سے کترنا (۵) لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا (۶) نعلین کی تلی کی طرف دیکھنا۔ (۷) نماز میں کاہلی کرنا (۸) لوگوں کو تنگ کرنا (۹) جھوٹ کی عادت رکھنا (۱۰) والدین کو نام لے کر پکارنا (۱۱) کچی پیاز یا کچا لہسن کھانا (۱۲) پیر کے آگے چلنا (۱۳) استاد کی بیحرمتی کرنا (۱۴) گھر کی چوکھٹ پر بیٹھنا (۱۵) زنا کرنا (۱۶) تراشۂ قلم پر بیٹھنا (۱۷) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا (۱۸) ادائے فجر کے بعد بہت جلد مسجد سے بھاگنا (۱۹) پتیلی میں کھانا (۲۰) کھڑے ہو کر کنگھا کرنا (۲۱) سویرے بازار میں گھومنا (۲۲) برہنہ پیشاب کرنا (۲۳) لیٹ کر کھانا کھانا (۲۴) برہنہ پھرنا (۲۵) محتاجوں سے روٹی خریدنا (۲۶) والدین کی بددعا لینا (۲۷) گھر کا جالا نہ چھڑانا (۲۸) برتن کھلے رکھ کر سونا (۲۹) پہنے پہنے کپڑا سلوانا (۳۰) دامن سے منہ پونچھنا (۳۱) ہر چیز سے خلال کرنا (۳۲) گلیوں میں کھانا۔ **مترجم** کہتا ہے ہمارے زمانے میں مکاری دغا بازی غیبت زیادہ کرنے والے اپنے کو جہلاء میں فقیر اور عالم مشہور کر کے دنیا کماتے ہیں۔ کہیں دلالوں کے ذریعہ سے کام نکالتے ہیں۔ بظاہر مقدس صورت بنا کر صندلی عمامہ مزین عبا اور مخملی زیر پائی پہنتے ہیں۔ بزرگانِ دین اور اکابر علماء کے جھوٹے عیوب اپنے معتقدوں کے سامنے اپنی وقعت زیادہ کرنے کے لیے بیان کرتے ہیں۔ اللہ تمام مسلمانوں کو ایسے افعال و حرکات سے بچائے اور ان جھوٹے فقیروں کی صحبت سے محفوظ رکھ کر اپنے خاص بندوں کی اتباع نصیب کرے۔

۱۳
المجلس الثالث عشر

فی فضیلۃ المحرم المکرم وصومہ

محرم الحرام اور اس کے روزہ کی فضیلت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا شھر اللہ المحرم فمن اکرم المحرم اکرمہ اللہ بالجنۃ وانجاہ من النار (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بزرگی کرو خدا کے مہینہ محرم کی جس نے محرم کی بزرگی کی اللہ جنت میں اسے بزرگ مرتبہ عطا کرے گا اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا) اس حدیث کے راوی جامع القرآن باحیا ہیں حدیث میں ہے کہ فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں یہ ایسے باحیا ہیں کہ چالیس برس تک انہوں نے اپنی شرمگاہ کو نہیں دیکھا اور فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ مجھے دیکھے اور میں اس کو دیکھوں۔ اکرموا شھر اللہ المحرم یہ حدیث کا پہلا ٹکڑا ہے اکرام کثرت عبادت کی جانب .... اشارہ ہے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من صام اخر یوم من ذی الحجۃ واول یوم من المحرم فکانما صام الدھر کلہ وغفر لہ ذنوب ستین سنۃ (جس نے ذی الحجہ کے آخر دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھا تو گویا اس نے سال بھر روزہ رکھا اور اس کے ساٹھ برس کے گناہ بخشے گئے) اور فرمایا ہے من صام اول یوم من المحرم والعاشر منہ والاخر منہ بنی اللہ تعالی لہ فی الجنۃ ثلثین مدینۃ فی کل مدینۃ ثلثون قصرا فی کل قصر ثلثون صفۃ فی کل صفۃ مثل الدنیا فیھا من الاشجار والانھار والسریر والموائد والحور والغلمان والولدان

(جس نے پہلی، دسویں اور آخری دن محرم کے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں تیس شہر بناتا ہے ہر گھر میں تیس محل ہوتے ہیں ہر محل میں تیس صفے ہوتے ہیں ہر صفے میں درخت اور نہریں اور تخت اور دستر خوان اور حوریں اور غلمان اور لڑکے ہوتے ہیں) اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ عَشَرَ اَیَّامٍ مِنْ اَوَّلِ الْمُحَرَّمِ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ عَشَرَۃَ اٰلَافِ سَنَۃٍ قَامَ لَیَالِیَھَا وَصَامَ نَھَارَھَا (جس نے اوّل محرم میں دس روزے رکھے گویا اس نے دس ہزار برس کی عبادت کی کہ رات کو قیام کیا اور دن کو روزہ رکھا) اور فرمایا ہے جو شخص دوزخ کی آگ اپنے اوپر حرام کرنا چاہے وُہ محرم کے روزے رکھے۔ اور فرمایا ہے اللہ نے اس مہینہ کو سب مہینوں میں برگزیدہ بنایا ہے اور فرمایا ہے محرم کا ایک روزہ ایک سال کی عبادت سے زائد ہے اور فرمایا ہے محرم کے مہینہ میں شب جمعہ کو عبادت کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے شب قدر پائی اور ہر رات کے بدلے انسانوں اور پریوں کی عبادت کا ثواب پاتا ہے اور فرمایا ہے کہ محرم کی پہلی رات میں آٹھ رکعت نماز چار سلام سے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے والے کو اللہ بخش دیتا ہے اور فرمایا جو شخص یہ نماز ہر مہینہ کی پہلی رات کو پڑھے وُہ اور اس کا مال اور اولاد بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور ہر رکعت کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب پائے گا اور فرمایا ہے جو شخص محرم کی پہلی رات کو چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے ہر رکعت کے بدلے چالیس ہزار برس کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ اور فرمایا جو شخص محرم کی پہلی رات میں دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ انعام پڑھے تمام گناہوں سے یوں پاک ہوگا جیسے ابھی پیدا ہوا ہے اور ہر حرف کے بدلے جنت میں ایک حور پائے گا اور فرمایا ہے جو شخص محرم کی پہلی تاریخ دن کو دو رکعت نماز پڑھے اور سلام کے بعد تین بار یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدُ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَاَوْلِیَاءِ الشَّیْطَانِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ وَمِنْ شَرٍّ مِنَ الْبَلَایَا وَالْاٰفَاتِ وَاَسْئَلُکَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ اللہ اس کی محافظت کے لیے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو

سال بھر تک شیاطین کو اس سے دُور رکھتا ہے اور طاعتِ الٰہی میں مدد دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پہلی محرم کو بارہ رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتا ہے دس ہزار برس کی عبادت کا ثواب پاتا ہے اور ہر سورۂ اخلاص کے عوض میں اس کے لیے جنت میں ایک قصر بنایا جاتا ہے کہ اس میں بہت سے قصر ہوتے ہیں اور ہر دو قصر کے درمیان میں دس برس کی مسافت ہوتی ہے اور یہ سب بے حد نعمتوں سے پُر ہوتے ہیں۔ اور فرمایا ہے جو شخص محرم کے ہر جمعہ میں چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اکیس[۲۱] بار سورۂ اخلاص پڑھے تو گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں کو پڑھا اور ان کی ہر آیت کے بدلے میں ایک بردہ آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (سال کے مہینہ اللہ کی کتاب میں گنتی کی رُو سے بارہ ہیں اُس دن سے جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں یہ حکم مضبوط ہے پس ان چار مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو) ان چار معظم مہینوں کی تفصیل اس حدیث سے ثابت ہے ثَلٰثَةٌ مُّتَوَالِيَةٌ مُّتَصِلَةٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَ ذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَوَاحِدٌ فَرْدٌ وَّهُوَ رَجَبٌ (تین مہینہ متصل ہیں ذی القعدہ، ذی الحجہ محرم الحرام اور ایک تنہا ہے اور وہ رجب کا مہینہ ہے) کفار تیرہ مہینے کہتے ہیں اسی لیے بتا دیا گیا کہ یہ حکم یعنی سال کے بارہ مہینے ہیں مضبوط ہے۔ کفار کے قول کے مطابق تیرہ مہینے نہیں ہو سکتے۔ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ سال کے ہر مہینہ میں گناہ سے باز رہے اور یہ تو فرض ہے کہ ان چار مہینوں میں گناہ نہ کرے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چار مہینوں میں گناہ کرنے کی سزا زائد ہو اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مہینوں میں نیک کام کرنے کا بھی ثواب زائد ملے گا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی ان مہینوں میں سے کسی دن روزہ رکھے گا گویا اس نے علاوہ ان ماہ کے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور جو کوئی ان مہینوں میں پنجشنبہ جمعہ شنبہ کو متصل تین روزے رکھے اس کو سات سو برس کی عبادت کا ثواب ملے گا اور بقدر سات برس کی راہ کے دوزخ اُس سے دُور کی جاتے گی۔

سوال وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا سے ثابت ہے کہ سب دوزخ پر سے گزریں گے پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ دوزخ بقدر سات سو برس کی راہ کے دُور ہو جائے۔
جواب۔ جب یہ شخص پل صراط پر سے جو دوزخ پر ہے گذرے گا تو حکم الٰہی ہوگا اے دوزخ اس سے سات سو برس کی راہ کے بقدر نیچے ہو جا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔

المجلس الرابع عشر

فی فضیلۃ یوم عاشورا وفیہ شہادۃ امیر المؤمنین حسنؓ و حسینؓ

یوم عاشورا کی فضیلت اور شہادت حسنینؓ کے بیان میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثَوَابَ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً قَامَ لَیَالِیَھَا وَصَامَ نَھَارَھَا (ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے والے کو ایسے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے جس میں رات کو عبادت کی ہو اور دن کو روزہ رکھا ہو) اس حدیث کے راوی کی شان میں آپ نے فرمایا ہے اَفْقَہُ النَّاسِ اَخِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ (سب سے زائد فقیہہ میرے بھائی عبداللہ بن عباس ہیں)

اسی عاشورا کے دن حضرت آدم علیہ السلام پر روزہ فرض ہوا اور اگلی امتوں پر اس دن روزہ فرض تھا اور سب کے لیے یہ دن عید اور خوشی کا مانا گیا اس دن کو عاشورہ اس لیے کہتے ہیں کہ دو ہزار پیغمبروں کی ولادت اسی دن ہوئی۔ اور بعض کے نزدیک اسی دن دو ہزار پیغمبروں نے مرتبہ پیغمبری پایا ہے اور بعض کے نزدیک اسی دن دو ہزار پیغمبروں کی دعا قبول ہوئی اور بعض کے نزدیک اسی دن اللہ نے عرش و کرسی لوح و قلم بہشت آدم و حوا، ارواح، زمین و آسمان دس چیزوں کو پیدا کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عاشورا لفظ سریانی ہے چونکہ یہ دن جامع برکات ہے اسی لیے اہل عرب نے اس کو عاشورا کے نام سے مشہور کیا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَوْ اَنْفَقَ مُؤْمِنٌ بِمِلْاَءِ الْاَرْضِ ذَھَبًا مَا اَدْرَکَ فَضِیْلَۃَ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ صَامَ فِیْہِ فُتِحَتْ لَہٗ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَآءَ (اگر مومن زمین بھر سونا خرچ کرے تو بھی عاشورا کی فضیلت نہ پا سکے گا اس دن اُن کے لیے

جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہیں جنت میں داخل ہوں اور فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن روزہ رکھے وُہ اپنے قضا شدہ روزے اور فوت شدہ صدقات کو پائے گا اور نیک کام کرنے والا شب قدر کا ثواب پائے گا اور جو اپنے اعضاء کو بُرے کام سے بچائے اللہ اس کے جوارح کو دوزخ سے بچائے گا۔ اور اس دن اللہ کے خوف سے رونے والا گناہوں سے پاک ہوگا اور عابدوں کی عبادت کا ثواب پائے گا اس دن جو اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کرے فرشتے اس سے مصافحہ کریں گے اور جو اپنے بھائی مسلمان کی اچھی باتوں کی قدر کرے اللہ اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھولے گا۔ مروی ہے کہ ایک بار مدینہ منورہ میں پہر دن چڑھے گواہی گزری کہ آج دسویں محرم ہے آپ نے ندا کردی کہ آج یوم عاشورا ہے اب سے شام تک کھانا پینا اس دن کی تعظیم سے ترک کریں۔ حضرت کثیر بن سلیم رضی اللہ عنہ حضرت انس رضؓ بن مالک کی عیادت کو عاشورہ کے دن گئے اُن کو روتے دیکھ کر سبب پوچھا انہوں نے کہا اس صدمہ میں روتا ہوں کہ علالت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا۔ آج کے دن کی تعریف میں حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ اَبَدًا (جس نے عاشورا کے دن روزہ رکھا اس کو دوزخ کی آگ مَس نہ کرے گی) مجھے اپنی بدقسمتی پر رونا آرہا ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عاشورا کے دن قرآن کی دس آیتیں پڑھنے والا تمام سال کی تلاوت کا ثواب پاتا ہے اور آج کی ایک نیکی ہزار نیکی کے برابر ہے۔ آج کے روزہ دار کو ہر ساعت کے عوض میں سات سو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے اللہ اس کو زحمتوں سے بچاتا ہے آج کے دن جو کوئی چار رکعت نماز اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ اُس کے پچھلے اور اگلے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور ملأ اعلیٰ میں اس کے لیے نور کے ہزار ممبر بناتا ہے جو کوئی آج کے دن چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اس کا ثواب حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی ارواحِ طاہرہ کو بخشے تو قیامت میں یہ دونوں اس شخص کی شفاعت کریں گے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ نے یہ نماز پڑھی تھی ان دونوں حضرات نے خواب میں آکر

اُن سے کہا تم نے ہمیں اس نماز کا ثواب بخشا ہے ہم بشارت دیتے ہیں کہ قیامت میں ہم شفاعت کر کے تمہیں جنت میں لے جائیں گے اور کچھ تمہیں پر موقوف نہیں بلکہ ہر ایسا کرنے والے کی شفاعت کریں گے۔ عاشورا کے دن اس دُعا کے پڑھنے والے کو اللہ نظرِ رحمت سے دیکھے گا اور اس پر عذاب نہ کرے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَاٰمَنَ بِكَ فَهَدَيْتَهٗ وَرَغِبَ اِلَيْكَ فَاَعْطَيْتَهٗ وَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهٗ وَاقْتَرَبَ مِنْكَ فَاَدْنَيْتَهٗ اَللّٰهُمَّ اَمْدِدْ بِعَيْشِيْ مَدًّا وَاجْعَلْ لِيْ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ وُدًّا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْاِيْمَانَ بِكَ وَنَسْئَلُكَ الْفَضْلَ مِنَ الرِّزْقِ وَنَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ زَارَ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَكَاَنَّمَا زَارَ نَبِيًّا وَكَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُلِّ نَظْرَةٍ اِلَيْهِ عِبَادَةَ اَلْفِ سَنَةٍ جس نے عاشورا کے دن عالم یا متعلم کی زیارت کی تو گویا اس نے نبی کی زیارت کی، ہر نظر کے بدلے اللہ اس کو ہزار برس کی عبادت کا ثواب دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس عالم یا متعلم کے جسم کا جو بال یہ دیکھے گا اتنے حج اور عُمرہ کا ثواب پائے گا اور ہر قدم پر ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔ اور فرمایا کہ عاشورہ کے دن عیادت کرنے والے کو ہر قدم کے بدلے ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اور جب مریض کے پاس سے اُٹھتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو کر اُٹھتا ہے۔ عاشورا کو اثمد یعنی سنگ بصری آنکھوں میں لگانا بالاتفاق روا ہے مگر سُرمہ لگانا بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے مَنِ اكْتَحَلَ بِالْاِثْمِدِ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ اَبَدًا جس نے عاشورا کے دن آنکھ میں اثمد لگایا اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی) اور فرمایا ہے مَنْ مَسَحَ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِ الْيَتِيْمِ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ رُفِعَتْ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ (جس نے عاشورا کے دن یتیم پر شفقت کی یا اُسے کچھ دیا تو اس کے سر کے ہر بال کے عوض میں شفقت کرنے والے یا دینے والے کو جنت میں ایک درجہ ملے گا اور فرمایا ہے مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَصْلَحَ

اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ خُصَمَآئِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوْجَبَ لَہُ الْجَنَّۃَ (جو شخص عاشورہ کے دن دو دشمنوں میں صلح کرا دے تو اللہ اس کے دشمن کے درمیاں میں قیامت کے دن صلح کرائے گا اور جنت اس کے لیے واجب کر دے گا) عاشورا کے دن ان دس باتوں کا ادا کرنا سنت ہے (۱) غسل کرنا (۲) سرمہ لگانا (۳) نماز پڑھنا (۴) اہل وعیال پر طعام کی زیادتی کرنا (۵) روزہ رکھنا (۶) عبادت کرنا (۷) دشمنوں سے ملاپ کرنا (۸) یتیم پر شفقت اور سلوک کرنا (۹) عالم متعلم کی زیارت کرنا (۱۰) دُعا مانگنا۔ ان کے علاوہ بعض احادیث میں چند چیزیں وارد ہیں۔ (۱) خوفِ خدا سے رونا (۲) نماز جنازہ تلاش کر کے پڑھنا (۳) زیارتِ قبور مسلمانان، اور زیارتِ قبور والدین کرنا (۴) سورۂ اخلاص سَو مرتبہ پڑھنا (۵) حضرات حسنین وشہداء کربلا رضی اللہ عنہم کا فاتحہ دلانا اور ست نجا یعنی سات قسم کا اناج ایک ہی دیگچی میں پکانا بھی رواج ہے جیسے حلیم یا کھیچڑے کا ہمارے ملک میں دستور چلا آتا ہے اور بعض کے نزدیک اس کی اصل یہ ہے کہ یوم عاشورا کو حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا نے دیگچی میں سات کنکریاں ڈال کر چولہے پر رکھا تھا اسی وقت سے ست نجا قائم ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ اُس دن امراء طرح طرح کے کھانے پکا کر تقسیم کرتے تھے اور فقراء غلہ وریوزہ کو اکثر ست نجا ہوتا تھا پکاتے تھے۔ چونکہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کو فقراء کی طرف زائد رغبت تھی اس لیے خوشنودی و اتباع کی وجہ سے یہ سنت قائم ہو گئی (۶) کم سے کم دس آیتیں قرآن کی پڑھنا (۷) دس مسلمانوں سے مصافحہ کرنا۔

مختصر واقعہ شہادت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوں ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں ہے) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ سابق میں شہداء اور غیر شہداء سب کو برابر خیال کرتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دُعا کی کہ اے اللہ جو لوگ تیری راہ میں جان دیتے ہیں اُن کے لیے کوئی شرف خاص کر دے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سرورِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طُوبیٰ لِمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَطُوبیٰ لِمَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ (ان کے لیے بشارت ہے جو اللہ کی راہ میں مرتے ہیں اور ان کے لیے بشارت ہے جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں) بندگی شیخ حمید الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

ہر چہ از بہر دوست کشتہ نشد   گرچہ بسمل کنیش مردار ست

اللہ ہی کی راہ میں سوختہ اور کشتہ ہو جانا شہادت ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص مارا گیا لوگوں نے آپ سے کہا فلاں شخص شہید ہو گیا آپ نے رد کر فرمایا ھُوَ عِنْدَ اللہِ اَخْسَرُ وَاَقْبَحُ مِنَ الْمَیِّتِ (وہ اللہ کے نزدیک ٹوٹا پانے والا اور مردہ سے بھی بدتر ہے) اس لیے کہ اس کا دل اس کے تن کے ساتھ موافق نہ تھا پھر دوسرے شخص کے مرنے کی آپ کو خبر دی گئی آپ نے فرمایا اٹھو اس کے جنازے کی نماز پڑھو کیونکہ وہ شہید ہے اس کا جگر اللہ کی دوستی میں سوختہ اور تن اس کے اشتیاق میں گداز تھا۔ آپ ایک قریب المرگ کی عیادت کو گئے اُسے روتے دیکھ کر سبب پوچھا اس نے کہا اس صدمہ میں روتا ہوں کہ مجھے مرتبۂ شہادت حاصل نہ ہو آپ نے فرمایا اَجْرُکَ عِنْدَ اللہِ اَفْضَلُ وَاَعْظَمُ مِنْ اَلْفِ شَھِیْدٍ (اللہ کے نزدیک تیرا اجر ہزار شہیدوں سے افضل اور اعظم ہے) شہادت کا مرتبہ انہیں لوگوں کو ملتا ہے جو اللہ کے دوست ہیں اَلشُّھَدَاءُ ھُمْ اَوْلِیَاءُ اللہِ اَلشُّھَدَاءُ ھُمْ رُفَقَاءُ الْاَنْبِیَاءِ (شہداء اللہ اور نبیوں کے دوست ہیں) حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یُوْزَنُ دَمُ الشُّھَدَاءِ فِی الْمِیْزَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَقَطْرَۃُ دَمِہٖ اَثْقَلُ مِنْ جَبَلِ الْاُحُدِ (قیامت کے دن شہیدوں کا خون تولا جائے گا اور اُن کے خون کا ہر قطرہ اُحد پہاڑ سے بھاری ہوگا۔ **مترجم** کہتا ہے شہادت کا مرتبہ معلوم ہو چکا اب جاننا چاہیئے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا اور محبوب کبریا ہیں آپ کی ذات میں اللہ نے جمیع کمالات کو جمع کر دیا مگر کمالِ شہادت جو بظاہر مخلوق کے ہاتھ سے مرنا ہوتا ہے آپ پر جاری نہیں کیا اس لیے کہ اگر یہ مرتبہ بھی بالذات آپ پر جاری ہوتا تو آپ کے بعد کفار سخائفِ مکر میں عوام کو الجھاتے اور چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو ضرور تھا کہ یہ مرتبہ بھی آپ کے لیے ثابت کر دیا جائے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے آپ کے

چھ مظاہر ذاتی کو خلعت شہادت عطا فرمایا کہ ان پر جاری ہونا گویا آپ پر جاری ہونا ہے
اس لیے کہ یہ مظاہر آئینہ شکل محمدی ہیں پس معلوم ہوا کہ کمال شہادت بھی آپ کی ذات میں
مندرج ہے مگر اس کا اجر حضرات مظاہر پر ویسا ہی ہے جیسا کہ ملوک و سلاطین اپنا مخصوص
لباس اس کو پہنا دیتے ہیں جس کی عظمت دوسروں پر ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پھر واضح ہو
کہ شہادت کی دو قسمیں ہیں ایک سریہ دوسری جہریہ اور ان دونوں قسموں کی تین تین قسمیں ہیں
اور اللہ نے چھ مظاہر ذاتی کو ایک ایک شہادت سے مختص کر کے آپ کی ذات پر اس کے
تمام اقسام کو کامل کر دیا۔ شرع میں شہادت اسے کہتے ہیں کہ سبب موت میں ملائک قابض
ارواح کے علاوہ اور کسی مخلوقات کو بھی دخل ہو۔ مثلاً گزندگان سمیہ کا کاٹنا یا درندگان چرندہ و
پرندہ کا پھاڑنا یا افعال سحریہ یا قتل حدائد یا سنگ اندازی کے سبب موت واقع ہو شہادت
جہریہ وہ ہے جس کا کھلنا آسان ہو اور شہرت پاتے۔ شہادت سریہ وہ ہے جس کا کھلنا دشوار ہو
اور پردہ میں واقع ہو۔ جہریہ کی تین قسمیں یہ ہیں (۱) جلیہ جو کچھ دیکھنے والوں کے مشافہہ میں واقع
ہو اور گھر میں افرادِ قلیلہ سے وقوع میں آتے (۲) اجلی جو وطن میں محاصرہ کثیر الاعداء سے واقع ہو
اور آب و دانہ بند کیا جاتے اور اس میں کچھ دن بھی گذریں (۳) مجلیہ حالت مسافرت میں معرکہ
کثیر میں انواعِ ظلم مخالفین سے آب و دانہ بند کیا جاتے اور شہید ہونے کے بعد بھی اس کے
محرمات پر تعدی ظالمانہ جاری ہو۔ اور سریہ کی تین قسمیں یہ ہیں (۱) خفیہ سبب میں پوشیدگی اور
کچھ بوتے ظہور ہو (۲) اخفا تے اشخاص معروف بمحبت سے واقع ہو تو شہادت خفیہ سے زیادہ
اس کا کھلنا دشوار ہو (۳) جو اپنے عہد حکومت میں ادنیٰ کے ہاتھ سے مدارات کے پردے میں
بتاثیرات بعیدہ واقع ہو جس کا کھلنا بغیر اعلانِ الٰہی اور فراسات عقول صحیحہ کے معلوم نہ ہو سکے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مرتبہ شہادت مخفیہ عطا ہوا۔ آپ کی شہادت کا کبار صحابہ اور اجلہ تابعین رضی
اللہ عنہم اجمعین کو یقین ہوا مگر اس امر میں اختلاف رہا کہ کون زہر باعث شہادت ہوا بعض اس
کے قائل ہیں کہ غار میں جو سانپ نے آپ کو کاٹا تھا وہ سبب موت ہوا۔ ایسا ہی حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے اور بعض قائل ہیں کہ چھ مہینہ آپ کی وفات سے پہلے
جو یہودیہ نے آپ کو زہر دیا تھا وہ سبب وفات شریف ہوا واللہ اعلم۔ آپ کی وفات چھبیس

جمادی الثانی ۱۳ھ میں دو شنبہ کے دن صبح کے وقت ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابو لؤلؤ ایک یہودی کے غلام کے ہاتھ سے ستائیسویں ذی الحجہ روز شنبہ کو نماز فجر میں زخمی ہوئے اور انتیس ذی الحجہ یوم دو شنبہ کو وفات پائی اور شہادت خفیہ سے فائز ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گروہ مفسدین نے شہید کیا آپ کو مرتبہ شہادت اجلی حاصل ہوا آپ کی شہادت اٹھارہویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن طلوع فجر کے وقت ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم نے تلوار سے شہید کیا آپ کو مرتبہ شہادت جلیہ حاصل ہوا آپ کی شہادت اکیسویں رمضان کو دو شنبہ کے دن اور بعض کے نزدیک جمعہ کے دن ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ سال میں ایک مرتبہ سفر شام کیا کرتے تھے۔ چار مرتبہ راہ میں مفسدین اور منافقین نے دغا سے آپ کو گزند سم کا پہنچایا مگر آپ نے ان سے درگذر کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی انتقام لینے سے باز رکھا اور دو بار آپ کی بیوی جعدہ نے جو کوفہ کی عورت تھی آپ کو زہر دیا لیکن آپ کو اس سے صحت ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ مروان متولی مدینہ نے یزید کی طرف سے جعدہ کو خفیہ پیام دیا تھا کہ اگر تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح سے نکل آوے تو میں تیرے ساتھ عقد کر لوں چونکہ طلاق ملنا دشوار تھا اس لیے اس نے زہر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا آپ عدل شرعی کے لحاظ سے ایک ایک دن ایک بی بی کے یہاں رہتے اور کھاتے پیتے تھے ایک دن جعدہ نے آپ کو دن کے کھانے میں زہر ملا کر دیا آپ نے کھا لیا۔ جب اس کا اثر محسوس ہوا تو آپ نے مزار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پاک تمام جسم میں ملی اور کچھ خاک شفا تناول کی اللہ نے زہر کا اثر دفع کر دیا۔ جب سے آپ نے جعدہ کے یہاں تنہا کھانا کھانے پر ہیز کیا۔ دوسری مرتبہ اس نے پانی میں زہر دیا اس کا بھی آپ نے اسی طرح تدارک کیا اور کچھ مداوا بھی کیا وہ بھی دفع ہوا۔ جعدہ نے عاجز ہو کر مروان کے پاس کہلا بھیجا کہ جو زہر مجھے معلوم تھے وہ آپ کو اثر نہیں کرتے۔ مروان نے زہر ہلاہل تیار کرا کے اس کے پاس بھیج دیا۔ جعدہ نے ایک طباق میں عجوہ کے تازہ خرمہ کو خوب اس زہر میں آلود کر لیے اور طباق میں اپنے کھانے کے لیے نشان رکھا اور آپ کے سامنے لائی خود بھی ساتھ کھانے بیٹھی آپ نے ناواقفیت میں دو زہر آلود خرمے

تناول فرمالیے اسی وقت اس کا اثر ہوگیا خون کی قے ہوئی اور اسہال کبدی شروع ہوگیا چالیس دن تک آپ اس میں علیل رہے لیکن اس کیفیت کو باوجود سب کے دریافت کرنے کے آپ نے پوشیدہ رکھا۔ اطبا کو مداوات میں معلوم ہوگیا کہ یہ اسہال سم کے استعمال سے ہے جب مرض کی بہت شدت ہوئی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے باصرار تمام آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے ذہن میں کس نے آپ کو زہر دیا ہے آپ نے پوچھا کیا تم اس سے عوض لوگے انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا جس پر مجھے گمان ہے اگر واقعی وہی ہے تو اللہ اس سے بدلہ لینے کو کافی ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ بے قصور میری وجہ سے کوئی انتقام میں پھنسے جب انہوں نے پھر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا تم بھائی کی محبت میں اس وعدے کو بھول گئے جو حضرت رسولِ خدا علیہ التحیتہ والثناء سے کیا تھا کہ جب اللہ ہم کو نعمتِ عشق دے گا تو ہم اپنے ظالموں کے ظلم پر صبر کریں گے اور ان کی خیر خواہی سے باز نہ آئیں گے یہ وعدہ سن کر امام حسینؓ خاموش ہوگئے۔ پھر اٹھائیسویں صفر گذرنے کے بعد ۵۰ھ میں آخر شب کو طلوع فجر اسفار تک آپ کا تمام جسم سبز ہو گیا۔ صبح کی روشنی میں آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے چہرے کا رنگ کیسا ہے حضرت امام حسینؓ نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ اخبار جبریلؑ کے موافق اس وقت آپ کے چہرے کا رنگ سبز ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی وِصَالِ الْحَبِیْبِ اور صبح کے وقت ۲۹ صفر کو دوشنبہ کے دن آپ نے وفات پائی اور شہید ہوتے شہادت اخفی کا مرتبہ پایا اور بقیع میں دفن ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر امیر معاویہ رضؓ نے جعدہ کو زہر دینے کے یقین ہونے کے بعد گرفتار کروایا اور قید سخت میں رکھا اور صبح کو اونٹ کے پاؤں میں بندھوا کر ملک شام کی گلیوں میں تشہیر کرتے تھے یہاں تک کہ چھ مہینے میں یا تین برس کے شدائد میں باختلاف روایت وہ مرگئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امام حسینؓ نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی بغیر ضیافت اور حج کے باہر تشریف نہیں لاتے تھے اس لیے حضرت امیر معاویہ رضؓ آپ کو ضیافت کرکے بلاتے تھے۔ جب آپ تشریف لے جاتے تو آپ کی خدمت لائقہ بجالاتے اور رخصت ہوتے وقت کچھ درہم و دینار آپ کے ساتھ کر دیتے اس کے علاوہ جب آپ کو خرچ کی ضرورت ہوتی آپ انہیں لکھتے وہ پیش کش کرتے یہاں تک کہ چوتھی تاریخ رجب کو ۶۰ھ

میں حضرت معاویہ رضؓ نے وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آوار گانِ شام نے یزید کو سلطنت پر بٹھایا اس نے فسق وفجور جاری کیا پھر یزید نے ممالک متعلقہ سلطنت میں عمال اور متولیوں کو خطوط بھیجے۔ چنانچہ ولید بن عقبہ کو فرمان آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ حضرت امام حسین اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے میری بیعت لو۔ حضرت ولید بن عقبہ رضؓ نے ان سب حضرات کو بلا کر وُہ فرمان دکھایا ان سب نے کہا کہ تم خود صحابی ہو کیا تمہارے نزدیک ایسا شخص جو فاسق و فاجر ہو بادشاہِ اسلام ہو سکتا ہے حضرت ولید رضؓ نے کہا نہیں میں نے مصلحتاً آپ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیا ہے۔ پھر ابتدائے شعبان میں دُوسرا فرمان آیا کہ اگر وہ لوگ آسانی سے بیعت نہ کریں تو اُنہیں قید کر کے جبراً اُن سے بیعت لو ورنہ سب کو قتل کر دو۔ ولید کو یہ تحریر ناگوار ہوئی بے ساختہ کہہ بیٹھے میں خود اُسے بادشاہِ اسلام نہیں سمجھتا ہوں اگر یہ لوگ اس کے دفع پر مستعد ہوں گے تو میں خود اُن کا شریک ہو کر اسی کو قتل کروں گا۔ مروان وہاں موجود تھا اُس نے خفیہ یہ کیفیت یزید کو لکھ دی۔ شب کو ولید نے ان حضرات کو بلا کر یہ فرمان بھی دکھایا۔ شوریٰ ہو کر یہ قرار پایا کہ مدینہ کی سکونت ترک کر کے سب متفرق ہو جائیں پس حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے گوشہ نشینی اختیار کی فقط نماز کے لیے مسجد جاتے اور کسی سے کلام نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر اور حضرت امام حسین رضؓ نے مکہ کا سفر کیا اس اثنا میں یزید نے ولید کو معزول کر کے مروان کو حاکم مدینہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں طریقہ سلطنت جاری کیا اور اچھی طرح تسلط ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے رہ نوردی اختیار کر لی اور یہ التزام کیا کہ مدینہ سے مکہ آتے اور ادائے عُمرہ کر کے زیارت روضہ مبارک کو جاتے زیارت سے فارغ ہو کر صرف ایک دن ٹھہرتے پھر مکہ کو روانہ ہوتے اسی اثنا میں اہلِ کوفہ نے حضرت امام حسین رضؓ کو اس مضمون کے خطوط بکثرت بھیجے کہ ہم یزید کی حکومت کے موافق نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ یہاں تشریف لائیں ہم آپ کو امام کر کے اس سے لڑیں آپ نے ادھر کا قصد فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے آپ کو اس ارادہ سے منع کیا۔ اور کہا اہلِ کوفہ کے افعال واقوال کا اعتبار نہیں آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے قول میں سچے ہوں

اور میں نہ جاؤں تو جب قیامت میں اللہ مجھ سے سوال کرے گا کہ ہمارے بندوں نے اجرائے شریعت کے لیے تمہیں بلایا اور تم نے اپنی بدگمانی سے اس کو قبول نہ کیا تو میں کیا جواب دوں گا۔ آخر رائے یہ قرار پائی کہ پہلے آپ کی طرف سے کوئی جا کر اُن لوگوں کی کیفیت سے آپ کو مطلع کرے پھر آپ ادھر کا ارادہ کریں آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا وُہ اپنے دو چھوٹے بچوں کو اپنے ہمراہ لے کر شوال میں کوفہ کو روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو چالیس ہزار مردوں نے ان کے ہاتھ پر حضرت امام حسینؓ کی بیعت کی اور اُن کا بہت اعزاز کیا۔ پھر حضرت مسلم علیہ السلام نے یہی حال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا آپ نے مع متعلقین مصمم ارادہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر منع کیا آپ نے نہ مانا آخر وہ بھی آپ کے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہُوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ میری ایک بکری کعبہ کے اندر ذبح کی جائے گی بس تم یہیں رہو کہ وُہ بکری تم ہو تم ٹھہرو اور مجھے وہاں جانے دو۔ ہنوز آپ مکہ سے روانہ نہیں ہوئے تھے کہ یزید نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے کوفہ میں آنے کی اور لوگوں کے بیعت کرنے کی خبر پائی۔ سرجون کے مشورہ کے بعد ابن زیاد کو جو والی بصرہ تھا فرمان ولایت کوفہ لکھ بھیجا اور حکم بھیجا کہ تو فوراً جا کر نعمان والی سابق کو خانہ نشین کر کے حکومت کر اور حضرت مسلم کو قتل کر کے اُن کا سر میرے پاس بھیج دے ابن زیاد کوفہ میں پہنچا اور جمعہ کے دن اہلِ کوفہ کو اتباع حضرت مسلمؓ سے منع کر کے اتباع یزید کی تحریض کی اور متبعین یزید کے لیے عطیات کثیرہ کے وعدے کیے۔ سب اہلِ کوفہ حضرت مسلم سے پھر گئے۔ آخر کار ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ حضرت مسلمؓ شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور ابن زیاد نے آپ کا سر نیزے پر رکھوا کر یزید کو بھجوا دیا پھر اُن کے دونوں صاحبزادوں کو گرفتار کر کے مشکور، داروغۂ محبس کے سپرد کیا اور وُہ دوستداران خاندانِ نبوی تھا اُس نے ان دونوں صاحبزادوں کو محبس سے نکال دیا ابن زیاد نے اس سے سخت کلامی کی اور کہا تو مجھ سے اور حاکم سے نہیں ڈرتا اُس نے کہا جو خدا سے ڈرتا ہے وُہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ ابن زیاد نے پانچ سو کوڑوں سے مشکور کو شہید کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے شہید ہُوئے۔ اسی تاریخ حضرت امام حسینؓ مکہ سے

روانہ ہوئے تھے۔ دسویں منزل مقام سقارخ میں فرزدق ثانی شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے اُن سے کوفہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا اہل کوفہ کا دل آپ کے ساتھ اور تلوار حاکم کی طرف ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جب فرزدق کوفہ سے روانہ ہوئے تھے تو حضرت مسلمؓ سے لوگ پھرے نہیں تھے اسی لیے اُنہوں نے یہ بیان کیا۔ چودھویں منزل میں بشیر بن غالب سے ملاقات ہوئی آپ نے اُن سے کوفہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا اَلکوفی لَایُوفِی آپ نے فرمایا صَدَقْتَ یَابَشِیْر پندرھویں منزل میں حضرت قیس جو بجلی صحابی کے بیٹے تھے آپ کے ساتھ ہوئے سولھویں منزل میں آپ نے خبر شہادت حضرت مسلم کی سُنی۔ بظاہر آپ نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر حضرت مسلم کے جو بیٹے آپ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا ہم جاکر اپنے باپ کا بدلہ لیں گے آپ نے فرمایا لَاخَیْرَ بَعْدَکُمْ۔ ستائیسویں منزل پر جب آپ پہنچے تو جملہ بہتر آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے کچھ اس سے قبل رخصت ہو چکے تھے کچھ یہاں سے رخصت ہوئے غرۂ محرم کو منزل سرات میں آپ نے توقف نہیں کیا اور روانہ ہوئے دوپہر کو حُر بن ریاحی سے ملاقات ہوئی تیسری محرم کو آپ کربلا میں داخل ہوئے۔ قیام کے وقت ایک گرد اُٹھی اور زمین کا رنگ زرد ہوگیا۔ آپ نے زمین کا نام پوچھا لوگوں نے کہا اسے ماریہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا کوئی اور نام بھی ہے ایک شخص نے کہا اسے کربلا بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ کہ مقام کرب و بلا یہی ہے۔ فرات کے قریب آپ نے خیمہ قائم کیا اور خیمے کے گرد خندق کھدوا کر لکڑیاں بھروائیں اور ایک راہ خیموں میں جانے کے لیے رکھ لی شام کو ابن زیاد کا خط آپ کے پاس آیا اس میں لکھا تھا یا تو اب یزید کی بیعت کریں یا جنگ پر مستعد ہو جائیں آپ نے پڑھ کر خط زمین پر پھینک دیا اور قاصد سے کہہ دیا کہ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ پانچویں تاریخ ابن سعد ہزار سوار لے کر کربلا کو پہنچا اور آپ کے خیمہ کے مقابل خیمہ قائم کیا ساتویں تاریخ ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ آپ پر فرات کا پانی بند کرو اسی تاریخ سے آپ پر پانی بند ہوا اور ابن سعد کے پاس ابن زیاد نے کمک پر کمک بھیجنا شروع کی قریب شام کے آپ نے میدان میں گڑھے کھدوائے اور جو پانی نکلا اس سے لشکر اور جانوروں کو سیراب کیا۔ آٹھویں تاریخ صبح کو اسی طرح گڑھے کھدوائے اور جو پانی نکلا اس سے لشکر اور جانوروں کو سیراب

کیا۔ ایک کٹورا پانی بچا آپ نے خود نہ پیا اور اپنے پاس رکھ لیا کہ شاید کوئی پیاسا مہمان آجائے۔ حضرت حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ چھٹی تاریخ حالتِ پیری میں آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر اپنے پوتوں کی مدد سے گھوڑے پر سوار ہو کر مکان سے چلے اور قسم کھائی تھی، کہ جب تک آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہوگا دانہ پانی مجھ پر حرام ہے آٹھویں تاریخ کو صبح کو حاضر خدمت ہوئے آپ نے اُن سے کہا تم پیاسے معلوم ہوتے ہو یہ پانی پی لو۔ اُنہوں نے عرض کیا میں دیکھتا ہوں آپ بھی پیاسے ہیں وائے ہے اس مسلمان پر کہ دلبندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاسا چھوڑ کر اپنے حلق کو پانی سے تر کرے میں پانی نہ پیوں گا آپ پی لیں غرض وُہ پانی یونہی رکھا رہا نہ آپ نے پیا نہ حبیب نے۔ آٹھویں تاریخ شام تک ابن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار کی جمعیت ہو گئی نویں تاریخ شام کو ابن زیاد کا خط ابن سعد کو پہنچا کہ تو اب تک تساہل کر رہا ہے حکم پہنچتے ہی جنگ شروع کر دے ابن سعد نے اُسی وقت آپ کو پیغامِ جنگ دیا۔ آپ نے فرمایا رات کو ہماری شریعت میں لڑنا منع ہے رات بھر مجھے مُہلت دو کہ اورادِ یومِ عاشورا شب کو ادا کر لوں حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہما یہ پیغام لے کر گئے شمر نے جواب دیا تمہیں ہرگز مہلت نہ دی جائے گی۔ اسی گروہ میں سے کسی نے کہا کیا بے حیائی ہے کہ جب کفار امان مانگتے ہیں تو اُنہیں امان دی جاتی ہے اور نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سختی روا رکھی جاتی ہے۔ ابن سعد نے رات کی مہلت دی۔ لشکر مخالف نے آپ کے گرد خیمہ کو گھیر لیا آپ نے لکڑیوں میں آگ دِلوا دی مالک بن عروہ نے پکار کر طعن سے کہا کہ آپ نے پہنچنے سے پہلے ہی (معاذ اللہ) دنیا میں اپنے گرد آگ جلائی آپ نے فرمایا کَذِبْتَ یَا عَدُوَّ اللہ اور غیض میں آکر درگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں اور میرے ساتھی متعلقین یادگار نبوت ہیں فوراً مالک بن عروہ کا گھوڑا بھڑکا اور چکر دے کر میدان میں اس کو اپنی پشت سے گرا دیا ایک پاؤں رکاب میں اُلجھا رہا پھر وہ گھوڑا اُسے گھسیٹتا ہوا خندق کے پاس لایا اور جھٹکا دے کر اس آگ کے راستہ سے اُسے جہنم میں پہنچا دیا۔ دسویں محرم کو فجر کے وقت آپ کے یہاں اذان ہوئی اور لشکر مخالف سے المبارز کی صدا بلند ہوئی اس وقت بھی آپ نے رفع حجت کے لیے حضرت ابن عباس رضؓ کو بھیجا مگر ان کو اثر نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نے

باوجود تمہارے ظلم کے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ سب سے پہلے لشکرِ مخالفین سے حُر میدان میں آیا اللہ نے اس کو ایمان کامل نصیب کیا حاضر خدمت ہو کر کہنے لگا کہ سب سے پہلے میں نے آپ کو روکا تھا۔ اب چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ پر میں جان فدا کروں اور اجازت لے کر میدان میں آیا اور لڑ کر شہید ہوا۔ پھر حُر کا بھائی اور بیٹا اور غلام آپ کی طرف سے لڑ کر شہید ہوئے پھر آپ نے رفع محبت کی مگر ان لوگوں نے نہ مانا۔ اس وقت سب سے پہلے آپ کے لشکر سے حضرت زبیر بن حسان رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور شہید ہوئے۔ پھر حضرت بریر رضی اللہ عنہ شہید ہوتے پھر وہب بن عبداللہ کلبی شہید ہوئے یہ ماریہ کے رہنے والے تھے اسی شب کو ان کا نکاح ہوا تھا اپنی بی بی کے پاس عیش میں تھے ان کی ماں نے اُن سے کہا حیف ہے کہ ولدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم معرکۂ عظیم میں پھنسے ہیں اور تو آرام سے لیٹا ہے جا اور اپنی جان اُن پر فدا کر یا اُنہیں وہاں سے نکال لا ورنہ میں تجھ سے راضی نہ ہوں گی اور حقوق مادری کا مؤاخذہ آخرت پر رکھوں گی وہبؓ جوش میں آکر تلوار لے کر گھس پڑے جب تمام جسم ان کا زخموں سے چور ہو گیا تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نے فرمایا میں راضی ہوں اور امیدوار ہوں کہ میرے جد تم سے راضی ہوں گے۔ پھر وہب ماں کے پاس گئے اور پوچھا اَب آپ مجھ سے راضی ہوئیں انہوں نے کہا تو ابھی تو زندہ ہے اور ولدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ میں پھنسے ہیں میں کیونکر تجھ سے راضی ہو سکتی ہوں جا اور اپنی جان ان پر فدا کر دے تب میں راضی ہوں گی یہ پھر میدان میں آکر لڑے اور شہید ہوئے۔ شاید رافضیوں نے یہیں سے یہ امر گھڑا ہے کہ حضرت قاسم کی شادی ہوئی اور مہندی نکالتے ہیں حالانکہ یہ امر محض بے اصل ہے۔ جب ماں نے اُن کے مرنے کی خبر سُنی تو خود پلنگ کی پٹی پایہ سمیت لے کر میدان میں گھس پڑیں اور لڑنے کے بعد شہید ہوئیں۔ پھر عمرو بن خالد پھر اُن کے بیٹے خالد ابن عمرو پھر سعد پھر حنظلہ پھر حماد بن انس پھر شریح بن عبداللہ پھر مسلم بن عوسجہ پھر ہلال بن مسلم بن عوسجہ پھر یحیٰ بن مسلم پھر عبدالرحمٰن بن عروہ پھر مالک بن انس پھر عمرو پھر قیس بن منبہ پھر ہاشم بن عتبہ پھر حبیب بن مظاہر پھر جریر مولائے ابو ذر غفاری پھر انس بن معقل پھر عابس

اور شاکر بن عائیس پھر شوذب بن حجاج بن مسروق موذن لشکر امام پھر سیف بن حارث پھر مالک بن عبید پھر شہاب غلام حضرت امام پھر حنظلہ بن سعد پھر برید بن شعثا، پھر سعد بن عبداللہ ابن جعفر حنیفی حضرت علیؓ کے پوتے پھر جنادہ بن حارث انصاری پھر مرہ ابی ذر غفاری پھر عثمان بن سلیمان پھر عبید بن بریدہ پھر عبداللہ بن بردہ پھر حبیب بن جعفر پھر عزیز بن جابر بن سمرہ پھر سالم علقمہ پھر سعید بن سعید پھر سعدان بن حرب انصاری پھر عظیم ابن ایوب انصاری پھر عبدالرحمن ابو ایوب انصاری پھر سلیم بن ابی ایوب انصاری پھر عامر بن سلیم حفید ابی ایوب انصاری پھر سعید بن تمیم بن تمیم انصاری پھر قیس خوارزمی پھر سلمان بن جنی پھر داؤد انصاری پھر نعمان یمنی پھر صہیب یمنی نعمان کے بھائی پھر عبداللہ اور عون و نعیم نعمان یمنی کے تینوں بیٹے پھر زہرہ غلام نعمان پھر ماریہ کے دو شخص پھر عبداللہ بن مقداد پھر عبداللہ بن ابی دجانہ رضی اللہ عنہم اجمعین میدان میں آکر اور لڑکر شہید ہوئے اس کے بعد آپ کے اقارب کی نوبت آئی سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسلم پھر جعفر ابن عقیل پھر عبدالرحمٰن بن عقیل پھر محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار پھر عون ابن عبداللہ کے بھائی پھر عبداللہ بن حضرت امام حسنؓ پھر محمد بن اسد اور اسد ابن دجانہ پھر امام حسن پھر عثمان بن امام حسنؓ پھر عون بن امام حسنؓ پھر ابو بکر محمد بن امام حسن پھر ابو بکر بن حضرت علیؓ پھر عثمان بن علی پھر عون بن علی پھر جعفر بن علی پھر عبداللہ بن علی پھر سلیمان یمنی اور عبدالعظیم یمنی پھر عباس بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین میدان میں آئے اور لڑ کر شہید ہوئے۔ اب صرف حضرت امام حسینؓ اور آپ کے صاحبزادہ علی اکبرؓ باقی رہے اس وقت حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ بدقت تمام اجازت لے کر میدان میں آئے اور بکثرت یزیدیوں کو جہنم پہنچایا پھر حضرت امام حسینؓ نے اَدْرِکْنِی یَا اَبَتَاہُ (بابا میری خبر لیجیے) کی ایک طرف سے آواز سنی آپ ادھر تشریف لے گئے تو حضرت علی اکبر کو نہ پایا دوسری طرف سے یہی آواز سنی آپ ادھر تشریف لے گئے حضرت علی اکبر زمین پر لیٹے ہوئے لڑ رہے تھے آپ انہیں اٹھا لائے اور خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ کر ان کا سر اپنے زانو پر رکھا اور چہرہ کی گرد پونچھنے لگے کہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھولی اور فرمایا حوریں شربت کے دو پیالے لیے کھڑی ہیں میں ان سے دونوں مانگتا ہوں وہ کہتی ہیں ایک تمہارے لیے اور ایک تمہارے والد کے لیے ہے) آپ نے فرمایا کَذٰلِکَ الْاَمْرُ ایک موذی نے ایسا تیر مارا

کہ حضرت علی اکبر آپ کے زانو پر شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر آپ نے حضرت علی اصغرؓ کو جو تین روز کی پیاس سے بیتاب تھے گود میں لے کر لشکر مخالف میں گئے اور فرمایا اے گروہِ اشقیاء اگر قصوروار اور مجرم ہوں تو میں ہوں اس کمسن بچے نے کیا قصور کیا ہے اس صغیر بچہ کو تو پانی دے دو ایک موذی نے کہا ہم جلد انہیں سیراب کیے دیتے ہیں دوسرے نے تیر مارا وُہ بھی آپ کی گود میں شہید ہوئے۔ پھر آپ خود میدان کارزار میں تشریف لاتے مقابلۂ عظیم ہوا سر سے پاؤں تک آپ زخمی ہو گئے گھوڑے پر سے اُترے اور مارتے ہُوئے فرات تک پہنچ گئے اور چلّو میں پانی لے لیا مُوذیوں نے غل مچایا اے حُسینؑ خیمے لٹ رہے ہیں آپ نے چلّو سے پانی پھینک دیا اور جانب خیام متوجہ ہوئے دیکھا تو یہ غل فقط آپ کے پانی نہ پینے کے لیے تھا پھر قتال کرتے ہوئے آپ فرات تک پہنچے اور چُلّو میں پانی لیا موذیوں نے طنزاً کہنا شروع کیا کہ اب تک آپ کو (معاذاللہ) اپنی آسائش مرغوب ہے خیمہ کے صغیر بچے پیاس سے بے چین ہیں اور آپ پانی پیئے لیتے ہیں آپ نے پانی پھینک دیا اور فرمایا الحمدللہ اب ہمارا پانی حوضِ کوثر پر ہے پھر اُس کے بعد زمین پر آئے شمر نے سر مبارک جدا کرنے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا یہ تیرا کام نہیں ہے اس کا ہاتھ کانپا اور خنجر ہاتھ سے گر پڑا اُس کے دُوسرے بھائی خولی نے آکر یہی ارادہ کیا آپ نے اُس سے بھی کہا کہ یہ تیرا کام نہیں ہے اس کا ہاتھ بھی کانپا اور خنجر گر پڑا پھر اس کا تیسرا بھائی شبل نامی آیا اس کے دانت کتّے کی طرح نکلے تھے سینہ پر برص کا سفید داغ تھا اور سینہ اور پیٹ پر کوئی بال نہ تھا وُہ آپ کے سینہ پر چڑھا آپ نے آنکھیں کھول کر فرمایا اپنا سینہ کھول دے جب اُس نے سینہ کھولا تو آپ نے علامتیں مطابق پائیں فرمایا یہ تیرا ہی کام ہے شب کو میں نے دیکھا تھا کہ ابلق کتا میرا سر جُدا کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! ابھی میں زندہ ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ میں اب بچ نہیں سکتا کوئی ایسا زخمی نہیں بچا ہے لیکن اگر تم لوگ اب بھی اپنے حرکات سے توبہ کرو تو میں قیامت کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمہاری توبہ کی گواہی دوں گا ان مردودوں نے کچھ خیال نہ کیا آپ نے فرمایا این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت

میرے حق صبر ادا کرنے کو ملاحظہ فرمالیں۔ پھر آپ نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ ھَلْ نَظَرْتَ کَیْفَ وَعدی وَ ادیت صبری انت تشھدیا رَسُوْلَ اللہِ (یارسول اللہ آپ پر صلوٰۃ اور سلام ہو آپ نے اپنا وعدہ کیسا پورا کیا اور کیسا صبر ادا کیا آپ اس کے گواہ رہیں۔ پھر آپ نے آنکھ بند کرلی اور شبیل ملعون نے آپ کے سر مبارک کو جسم اطہر سے جدا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور آپ کو درجہ شہادت جلیہ حاصل ہُوا واقعہ شہادتین چونکہ اصل کتاب میں غیر معتبر اور بے ربط تھا اس لیے میں نے اُس کا ترجمہ ترک کردیا اور حشیمہ ہدایت وحشیمہ سعادت وامید شفاعت من تصانیف افضل المحققین سند المدققین مرشد مرشدی حضرت مولانا شاہ حافظ محمد عبدالرزاق قدس اللہ سرہ العزیز سے مختصر لکھا ہے جس کو اس سے زائد بسط سے دیکھنا ہو وہ ان رسائل کو دیکھے۔ الٰہی ہم تیرے حبیب اور اُن کے اصحاب اور حضرات شہدائے کربلا کو وسیلہ کر کے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا خاتمہ بخیر کر۔ عذاب قبر، عذاب دوزخ اور شدائد محشر سے نجات دے (آمین)

المجلس الخامس عشر[۱۵]

فی الصّفر

ماہ صفر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ بَشَّرَ نِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ فَقَدْ بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مجھے سفر کے ختم ہونے کی بشارت دے میں اُسے بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیتا ہوں) جاننا چاہیئے کہ اصل میں یہ سفر سین سے ہے۔ چونکہ اسی زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے دُنیا سے سفر کیا اور بعض کے نزدیک آپ نے بہشت سے دنیا کی طرف سفر کیا اس لیے اس کو سفر کہنے لگے مروی ہے کہ بندوں پر ایک حصّہ بلائیں تمام سال میں اور نو حصّے اس مہینے میں نازل ہوتی ہیں جب زحمتوں کی وجہ سے فرزندانِ آدم کے منہ زرد ہونے لگے تو سفر کے سین کو صاد سے بدل دیا اور صفر کہنے لگے۔ حدیث میں ہے کہ جب صفر کا مہینہ پاؤ تو اللہ سے پناہ اور عافیّت مانگو صدقہ کرو اور جو پہلی شب کو یا پہلی تاریخ چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ اس مہینہ کی بلاؤں سے محفوظ رکھ کر اسی قدر رحمتیں اس نماز پڑھنے والے پر نازل کرتا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پہلی صفر کو چار رکعتیں اس طرح پر کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اور تیسری میں گیارہ بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور چوتھی میں گیارہ بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور بعد سلام کے ستر بار سُبْحَانَ اللّٰہِ یَا عَظِیْمُ اور ستر بار دُرود اور ستر بار اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھے اللہ اس کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اور جو کوئی اس مہینہ کے شروع اور وسط اور آخر میں یہ دُعا پڑھے تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا اَللّٰھُمَّ یَاشَدِیْدَ الْقُوٰی یَاشَدِیْدَ الْمِحَالِ یَاعَزِیْزُ ذَلَّتْ بِعِزَّتِكَ جَمِیْعُ خَلْقِكَ اَغْنِنِیْ عَنْ جَمِیْعِ خَلْقِكَ یَامُحْسِنُ یَامُفْضِلُ یَامُنْعِمُ یَامُکْرِمُ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور فرمایا ہے جو کوئی صفر کے آخر میں آٹھ رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اُس کے لیے بہشت کے آٹھوں دروازے کھولے جاتے ہیں پل صراط پر آسانی سے گزرے گا اور آخری چہار شنبہ کو صبح کے وقت غسل کر کے چاشت کے وقت دو رکعت نماز اس طرح پر کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا پڑھے پھر چار رکعت اور پڑھے اس میں جو دل چاہے پڑھے بے حد ثواب پائے گا **مترجم** کہتا ہے کہ صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے اور صفر کے آخری چہار شنبہ کو جمعہ کے بعد غسل کرے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ صبح کے بعد غسل کرے صحیح ہے **انتھی**۔ اور فرمایا ہے جو کوئی آخری چہار شنبہ کو چاشت کے وقت چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سترہ مرتبہ سورۂ کوثر اور پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد یہ دُعا یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الزَّمَانِ وَاسْتَعِیْنُ مِنْ شُرُوْرِ الزَّمَانِ اَعُوْذُ بِجَلَالِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَابَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھے اللہ اس کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے مَنْ بَشَّرَنِیْ الخ حدیث سابق میں محدثین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک دن آپ آئینہ دیکھ رہے تھے دس بال سر میں

اور سات داڑھی میں دکھائی دیتے اور بعض کے نزدیک دس داڑھی میں اور سات سر میں
سفید نظر پڑے اس وقت آپ نے فرمایا پیری ظاہر ہوئی موت کا پیغام آ گیا اور اس وقت
آپ نے یہ حدیث فرمائی ؎

دولت اگر دولت جمشید نیست مُوئے سفید آیت نومید نیست

اور آپ نے فرمایا ہے اَلشَّیْخُ شَابٌّ فِیْ حُبِّ الْاِثْنَیْنِ (دو چیزوں کی محبت میں بڈھا
جوان ہو رہا ہے (۱) حرص (۲) اُمید اور آپ نے فرمایا ہے لَوْ لَا الْاَمَلُ لَخَرِبَتِ الدُّنْیَا۔
(اگر امید نہ ہوتی تو دُنیا خراب ہو جاتی) منقول ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک
بڈھے کو کھیتی کرتے دیکھ کر دُعا کی اے اللہ اس کے دل سے اُمید دُور کر دے آپ کی دُعا
قبول ہوئی۔ فوراً اُس نے کھیتی چھوڑ دی اور یادِ الٰہی کرنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد کھیتی میں
مشغول ہوا آپ نے اس سے سبب پوچھا اس نے کہا پہلے مجھے خیال آیا کہ اب میں مرنے
کے قریب ہوں اللہ کی یاد کروں پھر خیال آیا کہ نہیں معلوم کب تک اور جیوں پھر میں اپنا
کام کرنے لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ صفر کے مہینے میں حضرت جبریل نے آپ کو خبر دی کہ اس
مہینہ کے گذرنے کے بعد آپ کو وصالِ الٰہی حاصل ہو گا اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی
بعض کا قول ہے کہ ایک بار صفر کے مہینہ میں اہلِ مدینہ آفتوں میں پھنسے آپ نے جبریل سے
پوچھا کہ یہ آفتیں کب دُور ہوں گی اُنہوں نے کہا اس مہینہ کے ختم ہو جانے پر اس وقت آپ نے
یہ حدیث فرمائی بعض کا قول ہے کہ ایک بار حضرت ابو بکر صدیق کو سفر میں زائد زمانہ گذر گیا۔
پھر ان کا خط آیا کہ صفر ختم ہونے کے بعد میں حاضر خدمت ہوں گا اس وقت آپ نے یہ حدیث
فرمائی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک بار اس مہینہ میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سخت علیل ہوئے
آپ نے جبریل سے پوچھا انہیں کب صحت ہو گی انہوں نے کہا صفر گذرنے کے بعد اس وقت
آپ نے یہ حدیث فرمائی لیکن پہلا قول زائد مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال۔ صفر کا چاند نہ دیکھنا کب سے رائج ہے۔

جواب۔ مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں اسی مہینہ میں آئے تھے جب یہ مہینہ
آنے والا ہوتا تو بے حد روتے اس پریشانی کی وجہ سے ان کی اولاد نے چاند دیکھنا موقوف

کر دیا مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلخ محرم سے علیل ہوئے تھے۔ صحابہ آپ کے گرد جمع تھے چاند دیکھنے کی نوبت نہیں آئی اس لیے اور لوگوں نے بھی دیکھنا موقوف کر دیا تھا مگر صفر کا چاند دیکھنے والا گنہگار نہ ہو گا۔

سوال۔ آخری چہار شنبہ کو خوشی کیوں کی جاتی ہے؟

جواب۔ مروی ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور فرعون معہ لشکر غرق ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم علیل تھے آخری چہار شنبہ کو ستائیس یا اٹھائیس تاریخ تھی قریب صبح آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا مَنْ عِنْدِیْ (میرے پاس کون ہے) حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَنَا عَائِشَۃُ میرے ماں باپ آپ پر تصدّق ہوں میں ہوں) عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہوئیں اور پانی منگا کر آپ کا سر دھویا۔ تمام جسم پر پانی ڈالا آپ نے پوچھا کچھ کھانے کو ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا چاول پکے ہوئے موجود ہیں آپ نے فرمایا لاؤ اور فاطمہؓ کو خبر دو وہ مع حضرات حسنین رضی اللہ عنہم حاضرِ خدمت ہوئیں آپ نے اُن کو گلے لگایا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کھانے میں انہیں شریک کیا دو ایک لقمہ آپ نے بھی کھائے اس اثنا میں تمام ازواج و اصحاب رضؓ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیْ کَیْفَ حَالُکُمْ بِفِرَاقِیْ مِنْ بَعْدِیْ (اے میرے صحابہ اے میرے بھائیو تمہارا میرے بعد فراق میں کیا حال ہو گا) سب کے سب رونے لگے آپ نے سب کو دلاسا دیا پھر مسجد میں تشریف لا کر امامت کرائی سب صحابہ خوش ہوئے اسی خوشی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سات ہزار اور حضرت عمرؓ نے پانچ ہزار دینار اور حضرت عثمانؓ نے دس ہزار دینار اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے تین ہزار دینار صدقہ دیئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سو گھوڑے اور سو اونٹ خیرات کیے۔ اس دن آپ زیارتِ قبور کو اور اقارب اور بیواؤں سے ملنے کو گئے۔ شب پنجشنبہ کو اپنے ازواج سے مباشرت کی پھر جمعہ کو آپ علیل ہوئے اور اسی علالت میں اس عالم سے روپوشی فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اسی لیے آخری چہار شنبہ کو خوشی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا لَہْوٌ وَّ لَعِبٌ وَّ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (اور نہیں ہے حیاتِ دنیاوی مگر کھیل اور کود اور ہر آئینہ گھر آخرت کا بہتر ہے متقیوں کے لیے کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔

المجلس السادس عشر

فی عرسِ النّبیِ صلّی اللہ علیہِ وسلّم

وفاتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بیان میں

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنائے نے فرمایا ہے موت ایک پل ہے دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے) اس حدیث کے راوی ایسے باعظمت ہیں کہ ایک بار اُن کے پیٹ میں درد ہوا تو جبریل نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر آپ کو واقف کیا اور کہا میں ان کی مزاج پرسی کو جانا چاہتا ہوں۔ آپ کھڑے ہو گئے اور انسانی صورت میں جبریل آپ کے ساتھ اُن کے مکان پر گئے وہ استقبال کر کے دونوں کو مکان میں لے گئے آپ نے اُن سے پوچھا کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ شِفَاءٌ (کھڑے ہو اور نماز پڑھو یقینی نماز شفا ہے) اَلْمَوْتُ حکماء کا قول ہے ھُوَ جَفَافُ الدَّمِ (خون کے خشک ہونے کو موت کہتے ہیں) اور بعض کہتے ہیں ھُوَ رِیْحٌ حَارٌ۔ (موت ایک گرم ہوا ہے) جو آدمی کے جسم میں آ کر رطوبت کو خشک کرتی ہے جَسْرٌ موت ایسا پل ہے کہ جب اس کے ایک کنارہ پہ پاؤں رکھا دوسرے کنارہ پر پہنچ جاتا ہے اسی طرح جس نے موت کے پل پر پاؤں رکھا دنیا چھوڑ کر عقبیٰ میں پہنچ گیا یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ اہل ایمان کو موت کا پل جنت میں اور کفار کو دوزخ میں پہنچاتا ہے مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت قبض روح کے لیے آئے

تو آپ نے پوچھا مجھے کہاں لیے جاتے ہو انہوں نے جواب دیا اَدْعُوْكَ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ اِلٰى دَارِ السُّرُوْرِ وَمِنْ دَارِ الْمِحْنَةِ اِلٰى دَارِ النِّعْمَةِ (میں آپ کو دارِ غرور سے دارِ سُرور کی طرف اور دارِ محنت سے دارِ نعمت کی طرف بلاتا ہوں) انہوں نے کہا پہلے مجھے دکھا دو پھر چلوں گا۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا پھر میں نہ جاؤں گا انہوں نے کہا میں زبردستی لے جاؤں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور ایک طمانچہ ایسا مارا کہ ملک الموت کی آنکھ نکل پڑی انہوں نے درگاہِ الٰہی میں جا کر فریاد کی اللہ نے انہیں شفا دے کر کہا پھر جاؤ اور کہو اَدْعُوْكَ اِلٰى مَوْلَاكَ وَاِلٰى مَنْ هَوَاكَ ملک الموت نے پھر حاضر ہو کر یہی کلمے کہے آپ خوش ہو کر فرمانے لگے عَجِّلْ عَجِّلْ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ لِقَاءَهٗ (جلدی کرو جلدی کرو میں اس کے دیدار کا مشتاق ہوں) جاننا چاہیئے کہ مومن کی روح جب تک اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً کی صدا نہیں سُن لیتی جسم سے باہر نہیں آتی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبضِ روح کے لیے ملک الموت آئے تو آپ نے رو کر فرمایا اللہ نے مجھے اپنا خلیل کیا اور اغیار کو میرے لینے کے لیے بھیجا ہے فَتَجَلّٰى رَبُّهٗ (اللہ نے اپنا جلوہ دکھا دیا) آپ خوش ہو گئے اور روح جسم سے پرواز کر گئی۔ حضرت عزرائیل بچھڑ گئے ہر بار ندا آتی تھی قَدْ وَصَلَ الْحَبِيْبُ اِلَى الْحَبِيْبِ نقل کیا ہے کہ ملک الموت مومن کے پاس آ کر کہتے ہیں۔ بہشت کی طرف آ۔ اور کافر سے کہتے ہیں دوزخ کی طرف آ۔ اور دوستانِ خدا سے کہتے ہیں خدا کی طرف آ۔ جاننا چاہیے کہ موت کی آرزو کرنا مستحب ہے مگر طلب کرنا نہ چاہیئے کیونکہ زیادتیِ حیات باعث زیادتیِ طاعت ہے۔ حدیث میں ہے طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ (اُس کے لیے خوشخبری ہے جس کی عمر اللہ کی عبادت میں دراز ہوئی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (کہہ دیجیئے آپ یہود سے اگر تم اپنے کو اللہ کا دوست جانتے ہو تمام لوگوں کے علاوہ تو موت کی آرزو کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو) پھر خود ارشاد فرمایا وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا (وہ تو کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے) حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ

اللہ لقاءہٗ (جو اللہ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اللہ اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو مکروہ جانتا ہے اللہ اس سے ملنے کو مکروہ جانتا ہے) سلطان عبدالعزیز نے سمنوں مجنون رحمہ اللہ سے پوچھا ہم لوگ موت کو کیوں دوست نہیں رکھتے انہوں نے جواب دیا تم لوگ دنیا کو آباد اور عقبیٰ کو خراب رکھتے ہو پس آبادی سے ویرانے میں جانا کیونکر پسند ہوگا۔ عبدالعزیز نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ واضح ہو کہ جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت زیادہ ہو گئی تو آپ کو حضرت عائشہ رضؓ کے یہاں رہنے کی سب بیبیوں نے اجازت دی کئی دن تک حالت مرض میں مسجد میں آکر آپ نے امامت کی جب ضعف زائد ہو گیا تو اپنی زندگی ہی میں آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا۔ حضرت صدیق رضؓ نہایت رقیق القلب تھے جب آپ کے مقام پر امامت کرتے کھڑے ہوتے تو بے قرار ہو کر روتے آپ نے جب یہ واقعہ سنا بدقت تمام حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے کاندھوں پر ہاتھ ٹیک کر مسجد میں تشریف لاتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام کر کے خود ان کی اقتدا کی نماز کے بعد ممبر پر آکر آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر بطور نصیحت فرمایا کہ قرآن کو مضبوط پکڑو میرے اہلبیت سے حسن سلوک کرو نماز اور جماعت کے پابند رہو زیردستوں پر شفقت کرو۔ اولاد کو امانت جانو عورتوں پر نرمی کرو۔ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتے رہو جو چیز اپنے لیے پسند کرو وہی اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرو۔ پھر آپ ہر ایک سے رخصت ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں چلے آئے۔ آپ کو تپ شدید ہوتی دردِ سر بڑھ گیا اور حالتِ بیہوشی طاری ہوتی۔ بعض کے نزدیک بارھویں ربیع الاوّل اور بعض کے نزدیک دوسری ربیع الاوّل تھی کہ ضعف کے سبب سے آپ کا سر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر تھا کہ حضرت جبریلؑ نے حاضر ہو کر عرض کیا اللہ تعالیٰ سلام اور مزاج پرسی کے بعد دریافت کرتا ہے کہ آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں یا یہاں آنا آپ نے فرمایا اخترت الرفیق الاعلیٰ (میں نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا) پھر حضرت جبریل نے کہا اگر حکم ہو تو آپ کو یاقوت کے تابوت میں رکھ کر عرش کے کنارے رکھیں آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ (خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ عذاب کرے اور تو اے محمدؐ ان میں ہو) میں امت عاصی کو بچانے کے لیے زمین ہی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ آپ رونے لگے حضرت جبریلؑ نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا امت کے لیے روتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد ان پر عذاب آئیں مثل امم سابقہ کے وہ مسخ ہو جائیں پیامِ الٰہی حضرت جبریل نے پہنچایا کہ آپ کی امت پر نہ عذاب نازل ہوگا نہ صورتیں مسخ کی جائیں گی مگر ان پر وبا اور قحط نازل ہوگا پھر آپ رونے لگے پھر ارشاد ہوا آپ غم نہ کریں وبا میں مرنے والے کو ہم درجۂ شہادت دیں گے۔ قحط میں ایک دن بھوکا رہنے والے کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب دیں گے۔ حضرت جبریلؑ رخصت ہوئے پھر آپ نے آنکھ بند کر لی پھر حضرت عزرائیل قبض روحِ اقدس کے لیے حاضر ہوئے پھر آپ نے اُن سے کہا تم کو میری امت پر جس قدر سختی کرنا ہو آج مجھ پر کر لو تاکہ میری گنہگار اُمت کو تکلیف نہ ہو۔ حکمِ الٰہی ہوا آپ اُن کے لیے متردد نہ ہوں وہ آپ کی امت اور میرے بندے ہیں میں ان پر رحمت کروں گا۔ حضرت عزرائیل اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ آپ ہر بار فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ دوشنبہ کے دن چاشت کے وقت بارھویں ربیع الاوّل کو آپ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ دنیا تاریک ہو گئی۔ آپ کی زبان مبارک پر جو آخری کلمہ جاری ہوا یہ تھا اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (نماز کو نگاہ رکھو اور لونڈی غلام پر شفقت کرو) اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر شریف میں اختلاف ہے مگر مشہور قول یہ ہے کہ ترسیٹھ برس کا سن ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ (نہیں ہیں محمد مگر رسول اُن سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں پس اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے جو کوئی اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور قریب ہے کہ اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا) صحابہ کو تمنا تھی کہ آپ کو حیاتِ ابدی عطا ہوتی اور یقین تھا کہ آپ نفخ صور تک زندہ رہیں گے اللہ تعالیٰ نے اس کے دفعیہ کے لیے فرمایا۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (اے محمدؐ تم مرنے والے ہو اور یہ بھی مرنے والے ہیں) اس کے بعد صحابہ کو خیال ہوا کہ آپ کی وفات کے بعد اسلام کیونکر قائم رہے گا اس وقت یہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ الخ نازل ہوئی اور آگاہ کر دیا کہ اگر تم محمدؐ کے بندے ہو تو وہ مرنے والا ہے اگر میرے بندے ہو تو میں حی اور قیوم ہوں اور اگر تم اسلام کو ترک کر دو گے تو بھی میرا کوئی نقصان نہیں ہے اس آیت میں شکر کرنے والوں سے ایمان پر ثابت قدم رہنے والے مراد ہیں۔ نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کو کفار نے پکڑ کر کہا تو بُت کو سجدہ کر ورنہ ہم مار ڈالیں گے۔ اُنہوں نے کہا ہرگز نہیں کر سکتا، پھر کفار نے کہا اچھا اپنے خدا کو بُرا کہہ انہوں نے فرمایا یہ بھی نہ کروں گا کفار نے اُن کے مارنے کو تلوار اُٹھائی ہاتھ خشک ہو گیا وہ بزرگ بے قرار ہو کر رونے لگے۔ جب رونے کا سبب پُوچھا گیا تو فرمایا اس لیے روتا ہوں کہ میرا شہید ہونا قبول نہ ہُوا۔ کفار ان کا استقلال دیکھ کر حیران ہو گئے اور اسلام لے آئے اُنہوں نے اُن کے خشک ہاتھ پر ہاتھ پھیر دیا اللہ نے اُن کے ہاتھ کی برکت سے خشک ہاتھ کو اچھا کر دیا۔ گو محدثین اور فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آپ کی رُوحِ اطہر کو ثواب رسانی جائز ہے یا نہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے کیوں کہ رحمتِ الٰہی سے کسی کو بھی سیری نہیں ہوتی۔ آپ نے درُود شریف پڑھنے کی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ مترجم کہتا ہے درُود شریف کے فضائل میں نے مرآۃ الواعظین ترجمہ اُردو درۃ الناصحین میں بہت بسط سے لکھے ہیں جس کو دیکھنا ہو دیکھے۔

المجلس السّابع عشر

فِی فَضِیْلَۃِ رَجَبٍ شَھْرِ اللّٰہِ الْاَصَمِّ الْاَشْھُرِ وَلَیْلَۃِ الرَّغَائِبِ

ماہِ رَجَبُ المُرَجَّب اور لیلۃ الرّغائب کے فضائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عن اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجَبُ شَھْرُ اللّٰہِ مَنْ اَکْرَمَ شَھْرَ اللّٰہِ اَکْرَمَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے رجب اللہ کا مہینہ ہے جس نے اس کی بزرگی کی اللہ دین ودنیا میں اس کی بزرگی کرے گا) اس حدیث کے راوی کے حق میں آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں۔ اس سے زائد کیا فضیلت ہو سکتی ہے اَلرَّجَبُ جاننا چاہیئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک رجب کا مہینہ باعظمت رہا ہے لوگ اس میں بُرے کام کرنے سے بچتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص کسی عورت پر سال بھر سے عاشق تھا۔ اتفاقاً رجب کے چاند میں رات کو وُہ عورت تخلیہ میں اُسے ملی اس نے اس سے زنا کرنا چاہا پھر عورت سے پوچھا لوگ کس مہینہ کا چاند دیکھ رہے ہیں اُس نے کہا رجب کا یہ شخص رجب کی عظمت کے خیال سے زنا کرنے سے باز رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ہمارے فلاں نیک بندے کی زیارت کو جاؤ آپ تشریف لے گئے اور اس نے اپنے آنے کا اور حکم الٰہی کا قصّہ بیان کیا وہ شخص فوراً اسلام لے آیا۔ دیکھو رجب کی عظمت کرنے سے کافر کو دنیا ہی میں دولت اسلام ملی۔ عقبیٰ کے مراتب اللہ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ شَھْرُ اللّٰہِ یہ تعظیمی اضافت ہے جیسے اوپر اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ بندے اس مبارک مہینہ میں برائیوں سے بچیں نیک کام زائد کریں۔ اور ممکن ہے کہ اضافت تعظیمی اس وجہ سے ہو کہ یہ مہینہ اپنے ساتھیوں سے جُدا ہے وُہ ساتھی یہ

ہیں۔ ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم الحرام۔ اللہ نے اس کو اپنے نام سے پکارا ہے اَلرَّجَبُ شَهْرِیْ مَنْ عَظَّمَهٗ اَعْظَمْتُهٗ وَمَنْ اَهَانَهٗ اَهَنْتُهٗ (رجب میرا مہینہ ہے جس نے اس کی تعظیم کی میں اس کی تعظیم کروں گا اور جس نے اس کی توہین کی میں اس کی توہین کروں گا) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلرَّجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ الْاَصَمُّ (رجب اللہ کا مہینہ بہرا ہے) اس کی وجہ یہ تھی کہ اس مہینہ میں کفار ہتھیار رکھ دیتے تھے اور لڑائی کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی اور بعض کا قول ہے کہ ہر مہینہ میں فرشتے آکر کراماً کاتبین سے بندوں کے نیک و بد اعمال سن جایا کرتے تھے مگر رجب میں بدعمل سننے کی ان میں قدرت نہیں ہوتی مترجم کہتا ہے بعض کتب میں مَیں نے دیکھا ہے کہ قیامت میں جب تمام مہینہ بندوں کے نیک و بد اعمال بتائیں گے تو رجب فقط نیکیاں بتا کر خاموش ہو رہے گا اُس سے پوچھا جائے گا کیا تجھ میں بندوں نے گناہ نہیں کیے وہ کہے گا الٰہی تو خود جانتا ہے مگر مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے بندوں کی برائیاں بیان کروں انتہٰی۔ مَنْ اَکْرَمَ شَهْرَ اللّٰهِ دل سے عظمت کرنا اور زبان سے تعریف کرنا اور جوارح کو بُرے افعال سے بچانا۔ صدقہ زائد دینا۔ نماز روزہ کی زیادتی کرنا اس کا اکرام کرنا۔ اس مہینہ میں جو کوئی ایک روزہ رکھے گا اُسے ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملے گا اور دو ہزار نیکیاں اس کے نام لکھی جائیں گی اور دو ہزار برائیاں مٹائی جائیں گی۔ حدیث میں ہے جس نے رجب میں ایک روزہ رکھا وہ اللہ کی بڑی خوشنودی کا مستوجب ہوا اور دو روزے رکھنے کا ثواب بیان سے باہر ہے اور تین روزے رکھنے والے اور دوزخ کے درمیان اللہ ایک خندق بنا دے گا جس کا طول ستر ہزار برس کا ہوگا اور چار روزے رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ جنون، جذام، برص، فتنۂ دجال عذاب قبر سے بچائے گا اور پانچ روزے رکھنے والا قیامت میں جب اُٹھے گا تو مثل آفتاب کے اس کا چہرہ روشن ہوگا اور چھ روزے رکھنے والے کی نیکی کا پلہ بھاری ہوگا اور سات روزے رکھنے والے پر دوزخ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا اور آٹھ روزے رکھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے اور اُسے اختیار دیا جائے گا کہ جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں جائے اور نو روزے رکھنے والا قبر سے کلمہ پڑھتا ہوا اُٹھے گا اور سیدھا جنت میں بغیر روک ٹوک کے

جاوے گا۔ اور جس نے دس روزے رکھے اللہ اس کو دو سبز باز و دے گا جس میں موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے اُن کے ذریعہ سے وُہ پل صراط پر سے بجلی کی طرح گذرے گا اور گیارہ روزے رکھنے والا قیامت میں سب سے افضل ہو گا اور جس نے بارہ روزے رکھے وہ گیارہ روزے رکھنے والے سے بھی افضل ہو گا اور تیرہ روزے رکھنے والا عرش کے سایہ میں ہو گا اور چودہ روزے رکھنے والے کو اللہ وہ کرامت دے گا جس سے کوئی اس کے سوا واقف نہ ہو گا۔ اور پندرہ روزے رکھنے والے کو مقامِ آمنین پر جگہ ملے گی اور اس کو امن کی خوشخبری دی جائے گی اور حدیث میں ہے کہ تمام رجب کے روزے رکھنے والا اگر اس سال مرے تو شہید مرے گا۔ حدیث میں ہے کہ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ نَھْرًا یُقَالُ لَہٗ رَجَبٌ مَاءُھَا اَشَدُّ بَیَاضًا فَمَنْ صَامَ یَوْمًا مِنْ رَجَبٍ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ ذَالِکَ النَّھْرِ (جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے اس کا پانی نہایت سفید ہے جس نے رجب میں ایک روزہ بھی رکھا ہے وُہ اُس کا پانی پیئے گا) رجب کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ مہینہ میرا ہے اور بندے بھی میرے ہیں اور رحمت بھی میری ہے میں پکارنے والے کی پکار سنوں گا مانگنے والے کو دوں گا۔ مغفرت چاہنے والے کو بخشوں گا۔ میری رحمت وسیع ہے اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ جو کوئی پہلی شب رجب کو بیس رکعتیں دس سلام سے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ کافرون ایک بار اور سورۃ اخلاص ایک بار پڑھے تو اللہ اُسے اور اُس کے مال و اسباب کو سال کی تمام آفتوں سے بچاتا ہے اور وُہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا پل صراط پر بجلی کی طرح گذرے گا اور جو کوئی پہلی تاریخ روزہ رکھے اور افطار اور نماز مغرب کے بعد دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۃ اخلاص اور فلق ایک ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض اور سورۃ ناس ایک ایک مرتبہ پڑھے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب پاتا ہے اور سال آئندہ تک اسّی ہزار فرشتے اس کے لیے بخشش مانگیں گے اور حدیث میں ہے مَنْ اَدْرَکَ الرَّجَبَ فَاغْتَسَلَ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاَوْسَطِہٖ وَاٰخِرِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ (جس نے رجب کے اوّل، اوسط، آخر، میں غسل کیا تو گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے

جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے) اور جس نے ہر غسل کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھی تو اللہ ہر رکعت کے بدلے میں اس کے لیے جنت میں ایک قصر بنائے گا اور ہر قصر میں ایک چیز ایسی نادر ہو گی۔ جو نہ آنکھوں سے دیکھی ہو اور نہ کانوں سے سُنی ہو اور نہ دل میں گذری ہو گی اور حدیث میں ہے کہ جو شخص رجب کی ہر رات میں چار رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سات سات مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے تو رجب تمام ہونے پر ایک فرشتہ اس کو ندا کرتا ہے اے اللہ کے دوست تجھے اللہ نے بخش دیا اور تجھے ہر رکعت کے بدلے میں حج اور عمرہ کا ثواب دیا ہے۔ **مترجم** کہتا ہے یہاں پر صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے جو کوئی پہلی شب اور پہلی تاریخ کو چار رکعت پڑھے حالانکہ ہر رات میں لکھنا چاہیے تھا اس لیے کہ اصل کتاب میں ہے ہر کہ بگذارد ہر شب ماہ رجب چہار رکعت نماز جس کا ترجمہ کسی طرح یہ نہیں ہو سکتا جو صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے انتہٰی۔ اور حدیث میں ہے جو شخص رجب کی پہلی رات کو دو رکعتیں پڑھے رکعت اوّل میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار اَلَمْ نَشْرَحْ اور تین بار سورۂ اخلاص اور رکعت ثانی میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار الم نشرح اور ایک بار قل اَعُوْذُ برب الفلق اور ایک بار قل اعوذ برب الناس اور سلام کے بعد تیس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھ کر دعا مانگے تو قبول ہو گی اور حدیث میں ہے جو شخص رجب کے ہر جمعہ کو عصر سے پہلے اس طرح پر چار رکعت پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی سات بار اور سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھے اور سلام کے بعد پچیس مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَعَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ سو مرتبہ پڑھے تو اس کی مراد پوری ہو گی اور سو حج اور سو عمرہ اور سو بردہ آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حاضر خدمت نبوی ہوا اتفاقاً اور کوئی نہ تھا آپ نے مجھ سے پوچھا تمہیں یہاں کون لایا میں نے عرض کیا آپ کا خدا آپ نے تبسم فرما کر کہا کہ لوگوں کو تو اس بات سے آگاہ کر دے کہ جو کوئی رجب کی کسی رات

دس رکعتیں ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ کافرون اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اللہ اس کے پچھلے گناہ معاف کرے گا اور ہر رکعت کے عوض میں ساٹھ ہزار برس کی عبادت کا ثواب دے گا اور ہر سورہ کے عوض ایک قصر مروارید کا جنت میں دے گا اور تمام نمازی اور روزہ دار اور حاجیوں کا اس کو ثواب ملے گا اور فراغت نماز سے پہلے اللہ اُسے بخش دے گا اور زیر عرش ایک فرشتہ ندا کرے گا اے اللہ کے ولی اللہ نے تجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ایسا ہی مصابیح میں ہے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس مہینہ میں طٰہٰ اور الم تنزیل اور یٰسٓ پڑھا کرے اور حدیث میں ہے مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مَرَّةً فِي شَهْرِ رَجَبَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَ خَمْسِيْنَ سَنَةً (جس نے رجب کے مہینے میں ایک بار قل ہو اللہ احد پڑھی اللہ اُس کے پچاس برس کے گناہ بخشے گا) اس مہینہ میں آیت الکرسی پڑھنے کا بے حد ثواب ہے جو کوئی مابین عصر و مغرب اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تَوْبَةَ عَبْدٍ ظَالِمٍ لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهٖ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا تین مرتبہ پڑھے گا اللہ اس کے اعمال لکھنے والوں کو الہام کرے گا کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اس کی بُرائیوں کا کاغذ چاک کر ڈالا جائے گا۔ غرض اس مہینہ میں ہر نیک کام کا ثواب بے حد ملتا ہے اس مہینہ میں ایسا گناہ کرنا جو کسی مہینہ میں نہ کیا ہو گویا اس کی حقارت کرنا ہے اور حدیث میں ہے مَنْ تَابَ فِي الرَّجَبِ كُتِبَ لَهٗ ثَوَابُ اٰدَمَ وَدَاؤُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَوَجَبَ لَهٗ رِضْوَانُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ۔ جس نے رجب میں توبہ کی اس کے لیے حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اللہ کی خوشنودی اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

لیلۃ الرّغائب

رجب کی اوّل شب جمعہ کو رغائب کہتے ہیں اور رغائب کے معنی عطائے بسیار کے ہیں حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لیلۃ الرغائب میں ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ حاضر خدمت نبوی ہوتے اور عرض کیا کہ یہ رات گنہگاران امت کے لیے مغفرت کی ہے مگر سات آدمیوں کی بخشش نہیں ہوتی (۱) سود خوار (۲) متکبر (۳) عاق والدین (۴) زن نافرمان (۵) نوحہ گر

(۶) لوطی (۷) بے نمازی۔ اس رات کو عبادت کرنے والے پر کبھی عذاب قبر نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی رجب کے اوّل پنجشنبہ کو روزہ رکھے اور شام کے بعد بارہ رکعتیں چھ سلام کے ساتھ پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ اور سلام کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ ستر مرتبہ پڑھے پھر سجدے میں جاکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ ستر مرتبہ کہے پھر اُٹھ کر رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْظَمُ ستر بار پڑھے پھر مثل سابق کے سجدہ کرے اور اللہ سے دُعا کرے اُمید ہے کہ اللہ اس کی دُعا قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحَاتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا (مسلمان مردوں یا عورتوں میں سے جو کوئی اچھے کام کرے وُہ جنت میں داخل ہوں گے اور رائی کے دانہ برابر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا) اور فرمایا ہے وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی (نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو اُس نے کوشش کی اور قریب ہے کہ وہ اپنی کوشش کو دیکھے گا) اور فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وعملوا الصّٰلحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ (جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اُن کے لیے جنت الفردوس ہے) اور فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْعَامِلِیْنَ (اللہ کسی عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا) مترجم کہتا ہے فضائل رجب اور لیلۃ الرغائب میں مصنف کتاب نے اکثر احادیث موضوعہ لکھ دیے ہیں وکل ما ورد ای جمیع ما ورد من السنۃ فیہ فضیلۃ لصلوٰۃ الرغائب ھی بدعۃ منکرۃ کما صرح بہ النووی وغیرہ و قال علی بن ابراھیم العطار فی رسائلہ ان ما روی من صیام فضل رجب فکلہ موضوع اوضعیف لا اصل لہ قال وکان عبداللہ الانصاری لا یصوم رجب وینھی عنہ ویقول لم یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شیئ۔ جو احادیث فضائل صلوٰۃ الرغائب میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ نووی نے اس کی تصریح کی ہے اور علی بن ابراہیم عطار نے اپنے رسائل میں لکھا ہے جو حدیثیں فضائل صوم رجب میں وارد ہیں موضوع اور ضعیف ہیں شرعًا ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور عبداللہ انصاری رجب میں روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ ممانعت

کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث اس باب میں صحت کو نہیں پہنچی) بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مہینہ کے فضائل کی اکثر حدیثیں ایسی ہیں جس میں قلیل عبادت پر حج اور عمرہ وغیرہ کا ثواب ظاہر کیا گیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ ایسی احادیث چاہے ثواب میں ہوں چاہے عذاب میں، موضوع سمجھنا چاہیئے۔ کتب مذاہب ائمۂ اربعہ میں اس کی تفصیل موجود ہے ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجلس الثامن عشر ۱۸

فی فضیلۃ الاستفتاح وقصّۃ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

پندرھویں رجب کی فضیلت اور عیسیٰ علیہ السّلام کے قصّہ کے بیان میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنۡ خَالِدِ بۡنِ وَلِیۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ صَامَ یَوۡمَ الۡاِسۡتِفۡتَاحِ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ ثَمَانِیَۃَ اَبۡوَابِ الۡجَنَّۃِ یَدۡخُلُ مِنۡ اَیِّہَا شَآءَ۔

(حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پندرہ رجب کو روزہ رکھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے وہ چاہے داخل ہو) اس کے راوی کی شان میں یہ حدیث موجود ہے خَالِدُ ابۡنُ وَلِیۡدٍ سَیۡفٌ مِّنۡ سُیُوۡفِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الۡاَرۡضِ (خالد بن ولید زمین پر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں) حدیث میں ہے جو کوئی پندرھویں ۱۵ رجب کو دس بار سورۂ فاتحہ پڑھے اور درمیان میں کسی سے کلام نہ کرے تو گویا اس نے زمینوں کے برابر اللہ کی راہ میں سونا خیرات کیا اور جو کوئی دس مرتبہ اسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ سَتَّارُ الۡعُیُوۡبِ مُقَلِّبُ الۡقُلُوۡبِ کَاشِفُ الۡکُرُوۡبِ غَفَّارُ الذُّنُوۡبِ فَالِقُ الۡحُبُوۡبِ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ وَھُوَ حَسۡبِیۡ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ۔ پڑھے تو اس کے لیے ساتویں آسمان سے فرشتہ ندا کرتا ہے اے اللہ کے دوست تجھے اللہ نے بخش دیا اور جنت تجھ پر حلال اور دوزخ حرام کر دی اور بھی اس کے فضائل اصل کتاب میں بہت ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ

کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی دن پہلے پہل صغر سنی میں کلام فرمایا تھا اس کی تفصیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (یاد کیجئے آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کو جب عمران کی بی بی نے کہا اے پروردگار میں نے تیری نذر مانی ہے کہ جو میرے پیٹ میں ہے اس کو تیری راہ میں آزاد کروں پس تو میری نذر قبول کرلے تو ہی سننے والا ہے جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اور جاننے والا ہے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے) عمران بنی اسرائیل میں ایک عابد تھے اللہ نے انہیں مثل اور انبیاء کے یاد کیا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور اولاد ابراہیم اور اولاد عمران کو تمام عالم پر بزرگی دی ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اکثر باپ کی صلاحیت لڑکوں پر اثر کرتی ہے اور حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں پہلے مرد صالح کی برکت اس کی اولاد پر اثر کرتی ہے جب اور زائد ہوتی ہے تو شہر پر اثر کرتی ہے جب اور زائد ہوتی ہے تو اقلیم پر اثر کرتی ہے فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی (جب اس نے لڑکی جنی تو کہا اے پروردگار میں نے تو لڑکی جنی اور تو خود ہی وضع حمل کو جانتا ہے اور نہیں ہے نر مثل مادہ کے) اگر لڑکا ہوتا تو میری نذر پوری ہوتی اور وہ بیت المقدس کی خدمت کرتا۔ لڑکی مطیع زوج ہوگی افسوس ہے کہ تو نے میری نذر قبول نہ کی۔ ارشاد ہوا تو غمگین نہ ہو یہ بڑی مبارک لڑکی ہے اس کے دامن عفت کے ایک تار کی برابری بڑے بڑے جوانمردوں کی پگڑیاں نہ کرسکیں گی۔ تو خوش ہوا اور شکر کرکے پھر فرمایا اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہم نے اس کا نام مریم رکھا اور اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے

محفوظ کر لیا۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا پس قبول کر لیا اس کو اس کے رب نے اچھا قبول کرنا اور بڑھایا اس کو بڑھانا نیک۔) حضرت مریم کو ایام طفولیت میں جنت کے میوے کھانے کو ملتے تھے۔ غرضکہ ان کی والدہ بی بی حسنہ ان کو ساتویں یا چالیسویں دن لے کر بیت المقدس میں حضرت زکریا علیٰ نبینا و علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا میں نے نذر مانی تھی اور اللہ نے میری نذر قبول بھی کر لی یہ لڑکی حاضر ہے آپ جسے چاہیں دے دیں حضرت زکریا علیہ السلام نے خود ان کی پرورش کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت مریم کے خویش و اقربا میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ ہم پرورش کریں بے حد جھگڑا ہونے کے بعد یہ طے ہوا کہ قرعہ ڈالیں جس کے نام پر نکلے وہ اس کا کفیل ہو پھر بعض کے نزدیک غیبی آواز آئی اور بعض کے نزدیک جبرئیل کے ذریعہ سے یہ حکم آیا کہ سب لوگ اپنے اپنے قلم تراشیں اور نشانی بنا کر دریا میں ڈالیں جس کا قلم نہ ڈوبے وہ اس لڑکی کا کفیل ہو۔ جس کا ذکر سورۂ آل عمران میں موجود ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ (اے محمد آپ اس وقت موجود نہ تھے جب وہ اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو) پس اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا سے اُن کے قلم کو ابھار دیا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا (اور حضرت مریم کی حضرت زکریا علیہ السلام نے پرورش کی) اگر ذرا بھی ان کو دیر ہوتی تو اللہ اُن کے لیے جنت سے نعمت بھیج دیتا جیسا کہ خود فرماتا ہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (جب زکریا اس کے محراب میں داخل ہوتے تو اُس کے پاس رزق پایا پوچھا اے مریم یہ کہاں سے آیا مریم نے کہا یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے) حضرت مریم ایک حجرہ میں رہتی تھیں اور آپ کے دو کام تھے (۱) بیت المقدس میں جھاڑو دینا (۲) اللہ کی عبادت کرنا۔ یہاں تک کہ سن بلوغ کو پہنچیں پھر سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا یوں بیان فرمایا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ ریاد کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ میں حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السّلام کے قصّہ کے بعد مریم کا قصّہ جبکہ وُہ اپنے اہل سے ر آنے جانے والے آدمیوں سے) الگ ہوئی مکان شرقی میں پس اپنے اور ان کے درمیان میں پردہ ڈال کر اللہ کی عبادت کرنے لگی پس ہم نے جبریل کو بھیجا وُہ انسانی صورت میں اُس کے پاس گئے۔ مرد اجنبی کو دیکھ کر اس نے کہا میں پناہ چاہتی ہوں رحمٰن سے اگر تو متقی ہے رجاننا چاہیے کہ قیامت میں جب مردانِ خدا بلائے جائیں گے تو سب سے پہلے حضرت مریم آئیں گے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ متقی خدا سے اور فاسق سلطان سے اور منافق آدمیوں سے ڈرا کرتے ہیں۔ اسی لیے حضرت مریم نے کہا کہ اگر تو متقی ہے تو اللہ سے ڈر اور میرے پاس نہ آ) جبریل نے کہا میں تیرے پاس تیرے رب کا بھیجا ہوا اس کام کو آیا ہوں کہ تجھے ایک پاک لڑکا دوں جو تنہائی میں میرا مونس ہو مریم نے کہا میرے لڑکا کیونکر ہو گا آج تک کسی مرد نے مجھے نہیں چھوا ہے اور میں بدکار بھی نہیں ہوں۔ جبریل نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر تمہارے رب کو بے باپ کے بھی لڑکا پیدا کرنا آتا ہے اور یہ اسلیے تیرا رب کرتا ہے کہ آدمیوں کے لیے ایک بیّن نشانی ہو جائے اور بغیر شوہر کے تم کو لڑکا دینا اللہ کی رحمت ہے اور یہ کام ازل ہی میں مقرر ہو چکا ہے یہ کہہ کر جبریلؑ چلے گئے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔ پس وُہ حاملہ ہوئی بعض کے نزدیک نو مہینے اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے حمل رہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حمل اور وضع ایک ہی ساعت میں ہوا اور مقاتل کے نزدیک حمل کے چند ساعت بعد وضع حمل ہوا بعض کے نزدیک چالیس دن حمل رہا واللہ اعلم

پھر مریم جننے کے لیے دور ہٹ گئی پھر لایا اس کو دردِ زہ طرف تنا درخت خرما کے۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ وہ تنہ خشک تھا جب درد زائد ہوتا تھا ہاتھ سے اس کو پکڑ لیتیں اور کہتیں تھیں کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہو جاتی پس پکارا مریم کو اس درخت کے نیچے پکارنے والے نے اس سے فرشتہ یا ہاتف غیبی مراد ہے اور بعض نے مِن مَن پڑھا تو مطلب اس کا یہ ہوا کہ جو اس کے پیٹ میں تھا یعنی حضرت عیسیٰ نے پکارا واللہ اعلم، اور کہا غم نہ کر اسی وقت وضع حمل ہوا یقینی تیرے رب نے تیرے نیچے جہاں تو بیٹھی ہے ندی جاری کی ہے اس سے منہ دھو پانی پی اور تنہ درخت خرما ہلا تاکہ وہ تجھ پر تر و تازہ خرمے گرا دے اور بعض مفسرین تُسَاقِط پڑھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے کہا تو ہماری قدرت کاملہ دیکھ کہ ہم خشک درخت سے تر خرمے گراتے ہیں۔ پس یہ خرمے کھا اور چشمے سے پانی پی اور اس بچے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر اور جب تو اپنے پاس کسی کو آتے دیکھے تو اشارے سے کہہ دے کہ میں نے رحمن کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے پس آج میں کسی سے کلام نہ کروں گی جس طرح کھانے پینے سے نفس کو روکنے کا نام روزہ ہے اسی طرح سلف میں کلام سے زبان روکنے کو بھی روزہ کہتے ہیں بعض نے صوماً کو صمتاً پڑھا ہے جس کے معنی خاموش رہنے کے ہیں پھر آپ کو حکم ہوا کہ بچے کو لے کر شہر میں جا فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا پس حضرت مریم اپنے بچے کو قوم میں لائیں قوم نے کہا تو ہمارے پاس برے کام کے ساتھ آئی ہم تجھے ایسا نہیں جانتے تھے اے ہارون کی بہن (راخت بہ نسبت مشابہت ہے نہ بہ نسب) تیرا باپ بدکار نہ تھا اور تیری ماں بھی زانیہ نہ تھی تجھ سے یہ فعل کیونکر سرزد ہوا مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو

قوم نے کہا کیونکر کلام کریں ہم ایسے بچے سے جو ابھی گہوارے میں ہے اللہ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی قدرت سے گویا کر دیا انہوں نے فرمایا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے اس نے نبی اور برکت والا کیا ہے جہاں رہوں گا مبارک ہی رہوں گا مجھ سے معجزے ظاہر ہوں گے میں دین کی تعلیم دوں گا اور مجھے اللہ نے آخری حکم یہ دیا ہے کہ نماز پڑھتا رہوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں جب تک زندہ رہوں اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کروں (اس کو زنا کی تہمت سے بچاؤں) یہ میرا پہلا معجزہ ہے اور اللہ نے مجھے جبار شقی نہیں بنایا ہے مجھ پر خدا کی سلامتی ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں زندہ ہو کر اُٹھوں گا مترجم کہتا ہے حضرت مریمؑ کی وفات کا حال میں نے تفصیل سے مرأۃ الواعظین ترجمہ اُردو دُرۃ الناصحین میں لکھا ہے جسے دیکھنا ہو دیکھے۔ انتھیٰ۔ جب حضرت مریم کا انتقال ہوا تو آپ بارہ برس کے تھے اس کے بعد آپ نے اکیس برس دعوت اسلام کی اور معجزے دکھلائے پھر اللہ نے آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا اب آخر زمانے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ دجال کو مارنے کے لیے دنیا میں آ دیں گے اور شریعت محمدیؐ پر عمل کریں گے ذَالِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحَانَهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنَ یہ عیسیٰ ابن مریم کا بیان ہے یہی سچا قول ہے جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں اور اللہ کو لائق نہیں اور احتیاج نہیں ہے کہ لڑکا بنائے یا ٹھہرائے وہ زن و فرزند سے پاک ہے وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کہتا ہے کہ عدم سے وجود میں آ۔ وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عقائد فاسدہ سے بچائے اور خاتمہ بخیر کرے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا۔

۱۹
المجلس التاسع عشر

فی معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيَا لَيْلَةَ السَّابِعَةِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ رَجَبٍ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهٗ يَوْمَ يَمُوْتُ الْقُلُوْبُ وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فِيْ جَمِيْعِ السَّنَةِ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے ستائیسویں رجب تمام رات جاگ کر عبادت کی تو اس کا قلب اس دن نہ مرے گا جس دن تمام قلوب مرجائیں گے اور اس کے لیے اللہ کے پاس دُعا مقبول ہے تمام سال میں جب چاہے مانگ لے) اس حدیث کے راوی فارس کے شہزادے تھے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے تو آپ نے فرمایا مَنْ اَحَبَّ سَلْمَانَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ (جس نے سلمان کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا) ان کی زبان فارسی تھی آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا فوراً سلمان نہایت فصاحت و بلاغت سے عربی بولنے لگے حدیث سابق میں مذکور ہے مَنْ اَحْيَا لَيْلَةَ السَّابِعَةِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ رَجَبٍ ستائیسویں شب کی تخصیص اس لیے ہے کہ اسی شب کو معراج ہوئی ہے اور یہ شرف سوا اس رات کے کسی رات کو حاصل نہیں اسی لیے اس رات کی عبادت کا ثواب بھی زائد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ پاک ہے جو رات ہی رات لے

گیا اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرداگرد کو ہم نے بزرگی دی ہے تاکہ دکھائیں ہم اپنے اس بندہ کو بعض نشانیاں۔ یقینی وہی اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ مترجم کہتا ہے سبحان علم ہے تسبیح کے لیے جیسے عثمان راغب کا قول ہے کہ تسبیح کے معنی پانی یا ہوا پر جلدی سے گذرنے کے ہیں جیسے کلام عرب میں کہا جاتا ہے۔ سَبَحَ سَبْحًا وَسِبَاحَۃً یعنی گذرا وہ پانی میں جلدی سے اور کبھی از روئے استعارہ اس لفظ کا کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ کل ستارے آسمانوں میں دوڑتے ہیں۔ یہاں حرکت ستارے کی فلک پر واقع ہوئی کبھی گھوڑوں کی دوڑ پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا۔ کبھی عمل میں جلدی کرنا مراد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا۔ ابوالبقاء کہتے ہیں کہ سبحان اسم ہے مصدر کے مقام پر واقع ہوتا ہے۔ تسبیح کا استعمال بغیر اضافت کے نہیں ہوتا اگر بغیر اضافت کے استعمال کیا جائے تو تسبیح کے لیے علم ہو جائے گا اور دو سبب پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا ایک علم دوسرے الف و نون زائدہ۔ ابن حاجب کا قول ہے کہ سبحان علم ہے تسبیح کے لیے یہ بھی جان لینے کی بات ہے کہ سُبحان کا استعمال امور بزرگ میں کیا جاتا ہے۔ اگر معراج منام میں ہوتی تو کوئی بزرگی اس میں نہ تھی اور قریش اس کے انکار پر مبادرت نہ کرتے اور ضعیف الاعتقاد مرتد نہ ہوتے اسی لفظ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ کو معراج بیداری میں ہوئی اگر کہا جائے کہ معراج روحی ہوئی تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعبدہ کا لفظ فرمایا ہے اور عبد کا اطلاق کلام عرب میں روح مع الجسد پر ہوا کرتا ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ آپ کو مع الجسد حالت بیداری میں معراج ہوئی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ سوار کیے گئے۔ ظاہر ہے کہ حمل جسد کا ہوتا ہے نہ روح کا اس کی تائید میں ابونعیم نے اپنے دلائل میں ایک حدیث معتبر محمد بن کعب قرظی سے نقل کی ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھے خلاصہ واقعہ معراج نبوی یہ ہے کہ آپ رجب کی ستائیسویں شب کو اُمِّ ہانی کے مکان میں استراحت فرما تھے کہ چھت پھاڑ کر حضرت جبریل آئے اور آپ کو بیدار کر کے مژدۂ وصال الٰہی سُنایا آپ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی

پھر حضرت جبرئیل نے زمزم پر لاکر آپ کو نہلایا اور شق صدر کیا آپ نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی پھر براق پر سوار ہوئے اس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ آپ پہلے ایک سبزہ زار پر پھر ایک روشن زمین پر گذرے پھر بیت اللحم اور جبل طور کی سیر کی پہلی زمین مدینہ تھی اور دوسری مدین بیت اللحم میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پیدا ہوئے ہیں کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا تھا ان سب مقاموں پر آپ نے دو دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ کو ایک حسین عورت یعنی دنیا اور ایک بڈھا شیطان ملا۔ پھر ایک آواز آپ نے داہنی جانب سے پھر دوسری آواز بائیں جانب سے سُنی کسی طرف آپ ملتفت نہ ہوئے حضرت جبرئیل نے کہا اگر آپ عورت کی طرف توجہ کرتے تو آپ کی اُمّت دنیا میں پھنس جاتی اور اگر بوڑھے کی جانب مخاطب ہوتے تو آپ کی امت شیطان کے فریب میں مبتلا ہوجاتی۔ اگر داہنی جانب کی آواز پر آپ رُخ کرتے تو تمام امت یہودی ہوجاتی اگر بائیں جانب کی آواز پر التفات کرتے تو تمام امت نصاریٰ ہوجاتی۔ پھر آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام ملے باہم سلام علیک ہوئی پھر آپ نے ایک گروہ کو کھیتی کرتے دیکھا کہ جب وہ کھیتی کو کاٹتے ہیں تو پھر کھیتی فوراً ویسے ہی تروتازہ ہوجاتی ہے یہ مجاہدوں کی مثال تھی۔ پھر ایک گروہ ملا جس کے سَر پتھروں سے توڑے جاتے تھے اور ٹوٹنے کے بعد پھر درست ہوتے تھے پھر توڑے جاتے تھے یہ نماز میں کاہلی کرنے والوں کی حالت تھی۔ پھر آپ کو ایک گروہ ملا جو ذرا ذرا سے چیتھڑے باندھے تھے اور جانوروں کی طرح چرتے تھے اور خشک گھاس اور گرم پتھر اور زقوم کھاتے تھے یہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کی مثال تھی۔ پھر ایک گروہ ملا جو عمدہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھاتے تھے یہ ان لوگوں کی مثال تھی جو منکوحہ عورتیں موجود ہونے کی حالت میں زنا کرتے تھے پھر ایک شخص کو آپ نے دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کرتا ہے اور اُٹھاتا ہے مگر اُٹھا نہیں سکتا پھر بھی اس پر لکڑیاں زیادہ کرتا ہے اور اُٹھانے کا قصد کرتا ہے یہ ان کی مثال تھی جو امانت میں خیانت کرتے تھے۔ پھر ایک گروہ آپ نے دیکھا جن کے ہونٹھ اور زبان لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں پھر درست ہوتے ہیں پھر کاٹے جاتے ہیں یہ ان لوگوں کی مثال

تھی جو دین میں فساد پیدا کرنے کے لیے لکچر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ایک چھوٹے پتھر سے بڑا بیل نکلا چاہتا ہے کہ پھر پتھر میں چلا جائے مگر نہیں جا سکتا یہ ان لوگوں کی مثال تھی جو بڑا بول بولتے ہیں۔ پھر شرمندگی سے لوٹنا چاہتے ہیں پھر آپ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمایا اس کے بعد آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور انبیاؑ کی امامت کی۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک پیالہ شہد کا اور ایک دودھ کا پیش کیا آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اس وقت حضرت جبریلؑ نے کہا کہ آپؐ نے اسلام قبول فرمایا ؎

آں شب کہ بہ سیر آسمانی رفتی ز سرائے اُمِّ ہانی
در پویہ براق زیر رانت جبریلؑ چو برق و رعنانیت
برداشت قدم ز ریگ بطحا افراشت علم بہ سنگ اقصیٰ
بر خیل رُسل امامیت داد وز سیر سبیل تمامیت داد

پھر آسمان سے معراج لائی گئی اور اُس پر چڑھائے گئے آسمان اوّل کے دروازہ پر پہنچے جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا میں ہوں جبریلؑ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا محمدؐ پوچھا گیا کیا بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں دروازہ کھولا گیا آپ اس میں داخل ہوئے تمام فرشتوں نے مرحبا کہی یہ آسمان پانی اور ہوا کا ہے۔ یہاں آپ نے حضرت آدم کو دیکھا کہ اُن کے داہنے بائیں لوگ ہیں وہ داہنے طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ حضرت جبریل نے آپ سے کہا کہ ان کے داہنے طرف ان کی جنتی اولاد کی روحیں اور بائیں طرف ان کے دوزخی اولاد کی روحیں ہیں پھر اسی طرح آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات کی۔ یہ آسمان پتیل کا ہے۔ پھر تیسرے آسمان پر آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی یہ آسمان تانبے کا ہے۔ پھر پانچویں آسمان پر حضرت ھارون علیہ السلام سے ملاقات کی۔ یہ آسمان چاندی کا ہے پھر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملے

یہ آسمان سونے کا ہے۔ پھر ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی یہ آسمان یاقوت سُرخ کا ہے۔ واضح ہو کہ ہر آسمان میں اپنے تحت والے آسمان سے زائد فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ اللہ کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہے اسی طرح آپ تمام عجائبات قدرت کی سیر کرتے ہُوئے آگے بڑھے۔ حاملانِ عرش کو دیکھا پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پر چڑھائے گئے۔ اس کے نیچے سے نیل، فرات، سیحون، جیحون چار نہریں جاری ہیں۔ پھر بیت المعمور کی سیر کی پھر آپ کے سامنے جنت اور اس کے منعمات اور دوزخ اور اس کے شدائد پیش کیے گئے۔ پھر آپ ایک مستوی مقام پر چڑھائے گئے جہاں آپ نے قلموں کے چلنے کی آواز سُنی پھر جبریل رخصت ہوئے اور میکائیل ہمراہ ہوئے حجابات قدرت تک پہنچے اور ستر حجاب آپ نے طے فرمائے پھر رفرف پر سوار ہو کر آپ عرش تک پہنچے آپ فرماتے ہیں میں نے وہاں ایک بڑی بات دیکھی جو زبان پر نہیں آسکتی۔ پھر عرش سے ایک قطرہ آپ کی زبان پر ٹپکایا گیا جس کی وجہ سے ...... آپ اگلوں اور پچھلوں کی خبر سے آگاہ ہُوئے اور قلب منور ہو گیا پھر ایک نور کے عالم میں پہنچے وہاں توحّش ہوا۔ آپ فرماتے ہیں مَیں نے مثل ابوبکر کی آواز کے ایک آواز سُنی قِفْ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ میں ہے ناگاہ علیِ اعلیٰ میں نے ندا سُنی اے محمدؐ قریب ہو جیئے اور آپ کو مرتبہ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی حاصل ہُوا اور آپ نے اللہ کی حمد کی اور فرمایا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ملائکہ نے جب آپ کی یہ علو ہمتی دیکھی یک زبان ہو کر اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہنے لگے۔ آپ نے اللہ سے دریافت کیا تو نے اگلی امتوں پہ عذاب کیا مسخ کیا میری امت پر کیا کرے گا ارشاد ہوا آپ تردد نہ کریں ہم ان پر رحمت کریں گے اُن کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیں گے ان کی دُعا قبول کریں گے اور جو ہم پر بھروسہ کرے گا ہم اس کے لیے کافی ہو جائیں گے پھر آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور آپ واپس ہوئے حضرت موسےٰ کے کہنے سے کئی بار اللہ سے آپ نے تخفیف چاہی آخر میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی

اور ثواب میں یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہوئیں جب آپ اپنے مکان پر تشریف لائے تو صبح کو یہ واقعہ بیان کیا جن کے دلوں کو اللہ نے ایمان کامل دیا تھا تھا انہوں نے تصدیق کی اور انعامِ الٰہی کے مستحق ہوئے اور جن کے قلبوں پر اللہ نے مُہر کر دی تھی انہوں نے تکذیب کر کے اپنی عقبیٰ بگاڑی۔ واضح ہو کہ آپ نے اللہ کو بے حجاب دیکھا اور جو روایتیں اس کے خلاف ہیں وُہ قابلِ وثوق نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

المجلس العشرون

فی فضیلۃ شھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ماہِ شعبان کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاہِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا مِّنْ شَعْبَانَ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَغُلِّقَتْ عَلَیْہِ اَبْوَابُ النِّیْرَانِ (حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس نے شعبان میں ایک روزہ رکھا اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے) اس حدیث کے راوی جب اسلام لانے کے لیے آئے تو آپ کو حکم ہوا ان کی تعظیم کرو آپ نے اُن کے لیے اپنی چادر بچھا دی اُنہوں نے اُٹھا کر اُسے آنکھوں سے لگایا اور عرض کیا میری مجال کہ آپ کی چادر پر پاؤں رکھوں آپ نے فرمایا اَبُوْ اُمَامَۃَ کَنْزُ الْاَدَبِ وَالصِّیَانَۃِ (ابو امامہ ادب اور دانائی کا خزانہ ہیں) شعبان کا مہینہ کریم الطرفین ہے اس کے پہلے رجب اور اس کے بعد رمضان ہے اس کی ایک نیکی سات سو تک پہنچتی ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں زائد روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے ذَالِکَ شَھْرٌ بَیْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ یَغْفِرُ النَّاسَ فِیْہِ وَفِیْہِ یُرْفَعُ اَعْمَالُ الْعَبْدِ اِلَی الرَّبِّ فَاُحِبُّ اَنْ یُّرْفَعَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ (یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے اس مہینہ میں اللہ اپنے بندوں کی مغفرت کرتا ہے اور اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اللہ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں پس میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ میرے عمل اللہ کے سامنے ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں اور فرمایا ہے۔ فَضْلُ شَعْبَانَ عَلَی الشُّھُوْرِ کَفَضْلِیْ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ

شعبان کی بزرگی اور مہینوں پر ایسی ہے جیسے اور انبیاء پر میری بزرگی) اور فرمایا ہے اِذَا دَخَلَ شَعْبَانُ طَهِّرُوْا اَنْفُسَكُمْ كَشَهْرِ رَمَضَانَ وَاَحْسِنُوْا بَيْنَكُمْ فِيْهِ فَاِنَّ فَضْلَ شَعْبَانَ كَفَضْلِىْ عَلَيْكُمْ اَلَا اِنَّ شَعْبَانَ شَهْرِىْ وَمَنْ صَامَ لِلّٰهِ عَشَرَ يَوْمًا حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ (جب شعبان کا مہینہ آئے تو اپنے نفسوں کو پاک کرو جیسے رمضان میں پاک کرتے ہو اور آپس میں نیکی کرو بے شک شعبان کی بزرگی ایسی ہے جیسے میری بزرگی تم پر آگاہ ہو جاؤ کہ شعبان میرا مہینہ ہے اس مہینہ میں جو اللہ کے لیے دس روزے رکھے اُس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی) اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ اَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِيْدٍ وَكُتِبَ لَهٗ عِبَادَةُ اَلْفِ سَنَةٍ وَرُفِعَ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ عَمَلُ نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَغُفِرَ لَهٗ جَمِيْعُ ذُنُوْبِهٖ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَزَوَّجَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْفَ حُوْرٍ (جس نے روزہ رکھا اوّل شعبان سے عطا کرے گا اللہ اس کو ثواب ہزار شہیدوں کا اور اس کے لیے ہزار برس کی عبادتیں لکھی جائیں گی اور افطار کے وقت اس کو افطار نبی کا ثواب ملے گا اور اُس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے گو روئیدگی زمین سے بھی زیادہ ہوں اور ہزار حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کرے گا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ شعبان میں پانچ حرف ہیں۔ شؔ سے شرف ہے اور مہینوں پر شاہد اعمال حسنہ ہے شب معراج ہے مومن کے لیے عؔ سے عزّت اور علو ہے عقبیٰ میں بؔ سے برکت اور بہبودی اور بہتری ہے ہر کام میں۔ اؔ سے امن و امان ہے۔ اُلفت و انوار ہے قلوب میں۔ نؔ سے نجات ہے نارِ جہنم سے نماز نفل پڑھنے سے دلوں میں نور ہے۔ جاننا چاہیئے کہ شعبان مثل ابر کے ہے اور رمضان مثل مینہ کے ہے۔ جب تک ابر نہیں ہوتا پانی نہیں برستا ہے۔ پس جب تک انسان شعبان میں پاک نہ ہوگا رمضان میں پاک نہیں ہو سکتا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شعبان کی پہلی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو بار سورۂ اخلاص پڑھے اور رکوع و سجود میں معمولی تسبیح کے بعد سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ دس بار زیادہ کرے تو اُس کے نامۂ اعمال میں اللہ تعالیٰ دو سو برس کی عبادت

کا ثواب لکھتا ہے اور سات سو مکان جنت میں اس کے لیے بناتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالقاسم صفار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھکر پوچھا آپ کو کون ثواب زائد پسند ہے فرمایا شعبان کی آٹھ رکعتوں کا ثواب زائد پسند ہے جو ایک سلام اور چار قعدے سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھی جائے جو شخص اس نماز کا ثواب مجھے بخشے گا میں بغیر اس کو بخشوائے جنت میں نہ جاؤں گی۔ **مترجم** کہتا ہے مصنف رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ کی وفات دسویں شعبان کو ہوئی اور وفات کا واقعہ بسیط سے لکھا ہے جس میں اکثر امور غیر معتبر درج کر دیئے ہیں صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی وفات دوسری رمضان گزر کر تیسری شب کو ہوئی ہے چونکہ اس مہینہ سے آپ کی وفات کو کوئی تعلق نہیں ہے پس میں نے اس کو ترک کر دیا ہے **انتھٰی** ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس مہینے میں اللہ کی زیادہ عبادت کرے اور اپنی عقبیٰ بنائے۔ اے اللہ ہم تمام مسلمانوں کو ہر زمانے میں اعمالِ حسنہ کی توفیق دے اور برائیوں کے ارتکاب سے بچا۔ حج اور زیارت نصیب کر باایمان دنیا سے اٹھا اور عذاب قبر اور ضغطۂ قبر تکالیف محشر عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ (آمین)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

۲۱
المجلس الحادی والعشرون

فی فضیلۃ لیلۃ البراءۃ

شب برات کے فضائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قُوْمُوْا لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّہٗ لَیْلَۃٌ مُبَارَکَۃٌ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْہَا ھَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کرو بیشک وُہ مبارک رات ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا جسے میں بخشوں) اس حدیث کے راوی کی شان میں آپ نے فرمایا ہے مَا صَبَّ اللّٰہُ شَیْئًا فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَصَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ (اللہ نے میرے سینے میں کوئی چیز نہیں اتاری مگر یہ کہ اللہ نے وُہ چیز ابوبکرؓ کے سینے میں اتاری) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی شب میں مرتبۂ نبوت ملا تھا۔ اس کا خُلاصہ یہ ہے کہ جب آپ اپنے خُسر حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنی بی بی صفورا کو جو حاملہ تھیں لے کر چلے تو ایک صحرا میں حضرت صفورا علیہا السلام کو دردِ زِہ شروع ہوا آگ کی ضرورت ہوئی کوہ طور قریب تھا اس کی روشنی دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھے کہ آگ ہے اور فرمایا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا (میں نے آگ دیکھ لی لاتا ہوں۔ طور پر آگ لینے گئے نور نبوت سے سرفراز ہوئے

؎ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھی یہ رات مبارک تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

جب نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے رد کرنے کیلئے فرمایا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰى كَوْكَبًا اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے لیے تین راتیں مبارک تھیں ایک شب معراج دوسری لیلۃ القدر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے) تیسرے یہ رات اور آپ کے طفیل میں یہ راتیں آپ کی اُمّت کے لیے بھی مبارک ہیں ان میں عبادت کرنے والا بے حد ثواب پائے گا۔ حدیث میں ہے کہ اس رات کی بزرگی کرو اس رات کو عبادت کرنے والا دوزخ سے نجات پائے گا اس رات کو زندہ رکھنے والا موت کے بعد بھی زندہ رہے گا یعنی قیامت تک اس کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔ اس رات کو نصف شب گزرنے کے بعد اللہ اپنے بندوں کو بخشتا ہے۔ نجومی بخیل ماں باپ کا ستانے والا شراب خوار قاتل مقتول کو نہیں بخشتا مگر جب وہ توبہ کریں تو اُن کو بھی بخش دیتا ہے۔ مروی ہے کہ ایک بار پندرھویں شعبان کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے یہاں تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ کو اپنے بستر پر نہ پایا مجھے خیال ہوا کہ شاید میری باری میں آپ کسی اور بی بی کے یہاں تشریف لے گئے ہیں میں سب جگہ ڈھونڈ آئی مگر آپ نہ ملے۔ پھر میں نے اپنے حجرے کے ایک گوشے سے رونے کی آواز سُنی جاکر دیکھا تو آپ سجدہ میں تھے اور روتے اور یہ پڑھتے تھے۔ سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَخَيَالِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ هٰذِهٖ يَدَيَّ الَّتِيْ اَذْنَبَتْ بِهِمَا عَلٰى نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيَ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا الرَّبُّ الْعَظِيْمُ۔ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھاکر دوسرا سجدہ کیا اس میں یہ پڑھا اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ وَتَكَشَّفُ بِهِ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنْ فَجَاءَةِ نَقْمَتِكَ وَمِنْ تَحْوِيْلِ عَافِيَتِكَ وَمِنْ شَرِّ كِتَابٍ سَبَقَ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ وَلَا اَبْلُغُ مَدْحَتَكَ وَلَا اُحْصِيْ ثَنَاءً اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ پھر سر اُٹھاکر آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا نَقِيًّا مِّنَ الشِّرْكِ بَرِيًّا لَا كَافِرًا وَّلَا شَقِيًّا فراغت کے بعد

آپ نے مجھ سے فرمایا آج کی رات کو شب برات کہتے ہیں سال آئندہ کے احکامات متعلقہ خلائق موت۔ پیدائش، تقسیم رزق سب اسی رات میں اللہ تعالیٰ خود اثبات کرتا ہے پھر ملائکہ موکلین اس سے واقف ہو کر تمام سال اسی پر عمل کرتے ہیں اور اس رات میں اللہ بنی کلاب کے گوسفندوں کے بالوں کے برابر گناہگاں کو دوزخ سے رہا کرتا ہے اور تین آدمیوں کے سوا سب کے گناہ بخشتا ہے مشرک بخیل وائم الخمر اور آپ نے فرمایا مَنْ صَامَ يَوْمَ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ جو کوئی پندرھویں شعبان کو روزہ رکھے اس کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی مترجم کہتا ہے اگر معتبر وظائف اور نمازیں اس شب کی اور تمام سال کی دیکھنا ہوں تو عمدۃ الوسائل مصنفہ حضرت مرشد مرشدی مولانا حافظ عبدالرزاق قدس سرہ دیکھو خاص اعمال خاندان صوفیہ میں بے مثل کتاب ہے انتہٰی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ قسم ہے کتاب روشن کی جس کا حکم ظاہر ہے پوشیدہ نہیں ہے ہم نے اتارا ہے اس کو (قرآن پاک کو) مبارک رات میں۔ بعض کے نزدیک شب مبارک سے شب قدر اور بعض کے نزدیک شب برات مراد ہے۔ ہم اپنے بندوں کو ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر امر جدا کیا جاتا ہے اور سال آئندہ کے لیے استوار کیا جاتا ہے۔ یہ فرمان ہمارے پاس سے ہے ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔ تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے یقیناً وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ چیونٹی کی رفتار کی آواز کو سنتا ہے۔ مچھر کے مغز استخواں کے مقدار کو جانتا ہے کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حدیث میں ہے جو کوئی شب برات میں یہ دعا پڑھے مرگ مفاجات سے محفوظ رہے گا۔ اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَالْاِحْسَانِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا ظَهْرَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَيَا رَجَاءَ الرَّاجِيْنَ وَيَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَيَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ عِنْدَكَ شَقِيًّا فَقِيْرًا فَامْحُ عَنِّيْ اِسْمَ الشَّقَاءِ وَاَثْبِتْنِيْ عِنْدَكَ

سَعِيْدًا غَنِيًّا وَاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ عِنْدَكَ مَحْرُوْمًا مُقَتَّرًا عَلٰى رِزْقِيْ فَامْحُ عَنِّيْ حِرْمَانِيْ وَتَقْتِيْرَ رِزْقِيْ وَاكْتُبْنِيْ عِنْدَكَ غَنِيًّا مُوَفَّقًا لِلْخَيْرِ مُوَسَّعًا عَلٰى رِزْقِيْ فَاِنَّكَ قُلْتَ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ۔

المجلس الثانی وعشرون ۲۲

فی فضیلۃ شہر المبارک رمضان

رمضان المبارک کی فضیلت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صام رمضان من اولہ الی اخرہ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے رمضان کے پورے روزے رکھے وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے) اس حدیث کے راوی کی شان میں یہ حدیث وارد ہے لقد تحیرت الملائکۃ من سجود ابن مسعود (ابن مسعودؓ کے سجود سے تو ملائکہ بھی حیرت میں ہیں) واضح ہو کہ رمضان بڑا بزرگ مہینہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا اُمتِ محمدیؐ کو تو نے کون بزرگ مہینہ دیا ہے ارشاد ہوا رمضان وہ تمام مہینوں پر ایسا بزرگ ہے جیسے میں تمام مخلوق پر بزرگ ہوں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلی رمضان کو ندا کرتا ہے اے طالبِ خیر دوڑ اور کوشش کر اور اے طالبِ شر اپنے شر کو کم کر اور کہتا ہے کون ہے تم میں سے بخشش مانگنے والا کہ میں اُسے بخش دوں اور فرمایا ہے کہ اس مہینے میں ایک درم صدقہ دینا اور مہینوں کے ہزار درم خیرات کرنے سے بہتر ہے اور فرمایا ہے رمضان کے جمعہ کی عبادت ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے عن عمر بن الخطابؓ قال ان النبی صلی اللہ علیہ قام قبل شہر رمضان بیوم مخطب الناس فقال اتاکم شہر رمضان نشمروا لہ واحسنوا ثیابکم فیہ

وَعَظِّمُوا حُرْمَتَهُ فَإِنَّ حُرْمَتَهُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى أَعْظَمُ الْحُرُمَاتِ فَلَا تَنْسَوْهُ فَإِنَّ الْحَسَنَاتِ يُضَاعَفُ فِيهِ وَاكْثِرُوا الصَّلٰوةَ وَاشْتَغِلُوا بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ حَرْفٍ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے ایک دن کھڑے ہوگئے خطبہ پڑھنے کے لیے اور خطبہ پڑھا اس میں لوگوں کو خطاب کیا کہ رمضان تمہارے قریب آگیا تم عبادت کے لیے مستعد ہو جاؤ اور اچھے کپڑے پہنو اور اس مہینے کی عظمت کرو بیشک اس مہینے کی حرمت اللہ کے نزدیک تمام حرمت والی چیزوں سے بڑی ہے اس مہینے میں نیکیوں کا ثواب دوچند ملتا ہے اس مہینہ میں نماز اور تلاوت قرآن کی کثرت کرو جو اس مہینے میں قرآن پڑھتا ہے اللہ اس کو ہر حرف کے بدلے میں جنتی باغوں میں سے ایک باغ دیتا ہے اور جس نے روزہ رکھا گویا اُس نے اللہ کی راہ میں چھ ہزار بردے آزاد کیے اور چھ ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیے اور چھ ہزار برس اللہ کی عبادت کی) خواجہ منظر کستانی رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ کی تین قسمیں ہیں (۱) رُوحی یعنی دل کو وساوس اور ماسوی اللہ سے روکنا (۲) عقلی یعنی عقل کو بیہودہ افکار سے روکنا (۳) نفسی یعنی نفس کو بھوک پیاس جماع سے روکنا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ (روزہ آدھا صبر ہے اور صبر آدھا ایمان ہے) حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا مقولہ ہے اَلصَّوْمُ نِصْفُ الطَّرِيْقَةِ (روزہ رکھنا یعنی نفس کو خواہشوں سے روکنا آدھی طریقت ہے) روزے کے تین درجے ہیں (۱) عوام کا روزہ وُہ یہ ہے کہ کھانے پینے جماع سے بچے (۲) خواص کا روزہ اعضا کو روکنا آنکھ کو مکروہ اور غیر محرم سے، زبان کو کلام بیہودہ اور غیبت وغیرہ کرنے سے کان کو بیہودہ کلام اور غیبت وغیرہ کے سننے سے ہاتھ کو بُری چیز چھونے سے پاؤں کو بُری جگہ جانے سے شکم کو روزہ ہی حرام سے افطار کرنے سے دل کو مکائد دنیا میں پھنسنے سے نگاہ رکھنے کو روزہ کہتے ہیں (۳) خواص الخواص کا روزہ حضرت عمرؓ نے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء سے رمضان کے فضائل پوچھے آپ نے فرمایا رمضان کو توریت میں حط (گناہوں کا دور کرنے والا) اور انجیل میں طاب (گناہوں سے پاک کرنے والا) اور زبور میں قربیہ (برکت دینے والا قرب الٰہی حاصل کرنے والا) کہتے ہیں رمضان

رمض سے مشتق ہے اور رمض اس مینہ کو کہتے ہیں جو خریف سے پہلے برستا ہے۔ رمضان کی پندرہ فضیلتیں ہیں (۱) روزی فراخ ہوتی ہے (۲) مال و دولت زیادہ ہوتی ہے (۳) کھانا پینا سونا سب کا شمار عبادت میں ہوتا ہے (۴) قلیل نیکی کا کثیر ثواب ملتا ہے (۵) فرشتے روزہ دار کے لیے دعائے مغفرت مانگتے ہیں (۶) شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں (۷) دریائے رحمت جوش زن ہوتا ہے (۸) بہشت کھولی جاتی ہے اور دوزخ بند کی جاتی ہے (۹) ہر شب کو سو گنہگار آزاد کیے جاتے ہیں (۱۰) رمضان میں ہر جمعہ کو اتنے گنہگار دوزخ سے آزاد کیے جاتے ہیں جتنے اور چھ دن میں آزاد ہوتے ہیں (۱۱) رمضان کی آخر شب میں اتنے گنہگار دوزخ سے آزاد کیے جاتے ہیں جتنے تمام مہینے میں آزاد ہوتے ہیں (۱۲) روزہ دار کے لیے حورانِ بہشتی روزانہ بناؤ سنگار کرتی ہیں (۱۳) روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے (۱۴) روزہ دار کا جسم ظاہری و باطنی الائشوں سے پاک ہو جاتا ہے (۱۵) روزہ دار سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ رمضان میں سحری کھانا سنت ہے مگر اس قدر کھانا کہ گراں گذرے مکروہ ہے۔ سحری کھانے والے کو بھی بے حد ثواب ملتا ہے یہود بغیر سحری کھائے روزہ رکھتے ہیں پس مسلمانوں کو سحری کھا کر روزہ رکھنا چاہیئے تاکہ ان کی مخالفت ہو جائے اس مہینے کی ہر رات میں بیس رکعت تراویح پڑھنا اور ختم کلام اللہ کرنا سنت ہے۔ رمضان میں نماز وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھے۔ **مترجم** کہتا ہے رمضان کے فضائل اور سحری کا بیان میں نے تفصیل سے مرآۃ الواعظین میں لکھا ہے اور تراویح کا بیان میں نے انوار الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ میں مفصل درج کیا ہے جس کو دیکھنا ہو ان کتابوں کو دیکھے انتھٰی۔

ماہِ رمضان میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے حدیث میں ہے مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا وَلَيْلَةً مِنْ رَمَضَانَ يُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ وَلَا يُرِيْدُ رِيَاءً وَّ سُمْعَةً اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَوَابَ ثَلٰثِ مِائَةِ شَهِيْدٍ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرِيْنَ مُحْتَسِبِيْنَ (جس نے رمضان میں ایک شبانہ روز خوشنودی الٰہی کے لیے اعتکاف کیا نہ ریا اور سمعہ کی غرض سے اس کو تین سو شہدائے معرکہ کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ۔ (حالتِ اعتکاف میں عورتوں سے مباشرت نہ کرو) مباشرت کی تعریف یہ ہے اَلْمُبَاشَرَةُ هُوَ الْقُبْلَةُ وَاللَّمْسُ وَالْجِمَاعُ عَامِدًا اَوْ نَاسِيًا (بوس و کنار اور جماع عمداً یا سہواً جماع کرنا

مباشرت ہے) معتکف کو بلا ضرورت مسجد سے باہر آنا ناجائز ہے اعتکاف میں چپ رہنا مکروہ ہے۔ لازم ہے کہ تلاوت یا ذکر الٰہی کرتا رہے۔ ضرورت شدید کے وقت بیع معتکف کو مسجد میں جائز ہے بشرطیکہ مبیع مسجد میں نہ لاوے مترجم کہتا ہے صحیح قول یہی ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے گو بعض نے مستحب لکھا ہے لیکن قول احسن یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرے میں اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اس عشرہ کے علاوہ میں مستحب ہے۔ جیسا کہ صحاح اور سُنن سے ثابت ہے مولانا بحر العلوم؏ رحمہ اللہ رسائل الارکان میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رمضان کے عشرۂ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر اعتکاف کیا لیکن اصحاب خصوصاً خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترک اعتکاف بھی ثابت ہے پس اعتکاف کو ایک گونہ خصوصیت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی اور وہ یہ ہے کہ آپ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے اور قرآن حاصل کرتے پس ائمہ میں سے تارکِ اعتکاف عاصی نہ ہوگا اعتکاف یا سنت مختصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو امت پر موکد نہیں یا واجب مختص ہے یہ قریں عقل ہے انتھیٰ ترجمہ مختصراً لیکن اعتکاف چونکہ سنت علی سبیل الکفایہ ہے جیسا کہ اخی اکرم مولانا محمد عبد الحی رحمہ اللہ نے "الانصاف فی باب الاعتکاف" میں ثابت فرمایا ہے پس خلفاء کا اعتکاف نہ کرنا نقصان نہ پہنچائے گا۔ آپ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات اعتکاف کرتی تھیں جیسا کہ بخاری میں مصرح ہے۔ خلفاء کے اعتکاف نہ کرنے کے لیے یہ کافی ہے اور واجب مختص اعتکاف کا ہونا محض احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ ابن حجر نے فتح الباری میں ثابت کیا ہے۔

؏ یعنی مولانا عبد العلی فرنگی محلی ۱۲

۲۳
المجلس الثالث والعشرون

فی فضیلۃ لیلۃ القدر

فضائل لیلۃ القدر کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ۔ (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے عبادت کی شب قدر میں اعتقاد کر کے اور ثواب سمجھ کے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں) اِنَّ اللّٰہَ زَیَّنَ اللَّیَالِیَ بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ (اللہ نے تمام راتوں کو لیلۃ القدر سے زینت دی ہے) اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے۔ اَفْضَلُ اللَّیَالِیْ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ (شب قدر تمام راتوں سے افضل ہے) اور فرمایا ہے عبادت کے لیے تمام راتوں سے بہتر شب قدر ہے اور سب سے زیادہ ڈراؤنی رات قبر کی رات ہے۔ پس اس کے لیے خوشی ہے جو اس مبارک رات میں عبادت کرے تاکہ اس ڈراؤنی رات میں کام آوے اور فرمایا جو شخص اپنی قبر میں روشنی چاہے اس کو لازم ہے کہ شب قدر کی تاریکی میں عبادت کرے واضح ہو کہ یہ رات بڑی بزرگ ہے اس رات میں عبادت کرنے کا ثواب بھی مثل اس رات کے بزرگ ہے اللہ نے شب قدر کو رمضان کی راتوں میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ اسے ڈھونڈنے والے رمضان کی تمام راتوں میں عبادت کریں، علماء کے نزدیک شب قدر غیر معیّن ہے اور احادیث میں بھی اس کا ذکر مختلف طور پر پایا جاتا ہے لیکن ستائیسویں شب کے لیے اکثر حدیثیں وارد ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

کے نزدیک شب قدر ماہ رمضان میں ہے لیکن ہر سال بدلتی رہتی ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ماہِ رمضان کی ایک معین رات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ہم نے اتارا اس کو (قرآن کو یا جبریل کو قرآن لے کر ملائکہ سفرہ پر ایک بار پھر وہاں سے بقدر ضرورت آیت آیت کر کے اتارا شب قدر میں اور کس نے بتایا تم کو اے محمد کہ شب قدر کیا ہے شب قدر کی بزرگی کا علم سوا ہمارے کسی کو نہیں ہے اب ہم خود تمہیں بتاتے ہیں شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ شب قدر کے وقت میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک آخر عشرہ میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ لفظ اس سورۃ میں تین بار آیا ہے نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ شب قدر یہی ستائیسویں شب ہے۔ منقول ہے کہ نبی اسرائیل میں شمعون عابد نے ہزار مہینے اللہ کی اس طرح عبادت کی تھی کہ دن کو صائم اور رات کو قائم رہا تھا۔ ایک صحابی اس عابد کا حال انجیل میں دیکھ کر کمی عمر و عمل پر مغموم ہوئے۔ اتفاقاً حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اور ان کے مغموم ہونے کا سبب دریافت کر کے خود آپ بھی مغموم ہوئے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کبیدہ خاطر نہ ہو تم کو ہم نے لیلۃ القدر دی ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور روح آسمانوں سے زمین پر اپنے پروردگار کے حکم سے (یہاں روح سے بعض کے نزدیک روح القدس یعنی جبریل مراد ہیں اور بعض کے نزدیک روح ایک خاص فرشتے کا نام ہے جو فقط شب قدر ہی میں زمین پر آتا ہے اور بعض کے نزدیک روح سے مومنوں کی روحیں مراد ہیں) ہر سمت اور جانب سے آپس میں ملتے ہیں اور ان کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کی سلامتی ایمان اور انجام بخیر ہونے کی صبح صادق تک دعا کرتے ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر میں فرشتے آسمان سے اتر کر اللہ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرتے ہیں اور سدرۃ المنتہی کے فرشتے حضرت جبریل کے ساتھ آتے ہیں ان کے ہاتھوں میں

لِواءہوتے ہیں ایک لِوا میری قبر پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک خانہ کعبہ پر اور ایک طور سینا پر نصب کرتے ہیں پھر تمام زمین پر پھرتے ہیں اور شراب خوار زانی بدکار کے سوا ہر مسلمان مرد اور عورت سے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں جو اللہ کی یاد میں ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ شب قدر کی علامت یہ ہے کہ تمام وحوش وطیور ساکن ہوجاتے ہیں حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اس رات کو دریائے شور میں تھا میں نے اس کا پانی چکھا تو وُہ میٹھا ہوگیا تھا اور تلاطم امواج موقوف ہوگیا تھا اور اس رات کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ ساحروں کا اثر بے اثر ہوجاتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اس رات کو یہ دُعا بکثرت پڑھنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَاغَفُوْرُ **مترجم** کہتا ہے واضح ہو کہ ماہِ رمضان اور خاص کر اس رات کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں اگر زائد بسط سے دیکھنا ہو تو مرآۃ الواعظین دیکھو۔ اللہ ہم سب مسلمانوں کو اعمال نیک اور رمضان اور شب قدر کی تعظیم کرنے کی توفیق دے اور حج اور زیارات نصیب کرکے خاتمہ بخیر کرے (آمین)

المجلس الرابع والعشرون ۲۴

فی فضیلۃ الشوال وذی القعدۃ وصلوٰتہما وصومہما

ماہ شوال اور ذی القعدہ کے فضائل اور ان دونوں کی نمازوں اور روزے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ صَامَ سِتًّا مِّنَ الشَّوَّالِ اٰمَنَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے شوال کے چھ روزے رکھے اس کو اللہ طوقوں اور زنجیروں سے امن میں رکھتا ہے) حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے پورے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (ایک نیکی کرنے والے کو دس گنا ملتا ہے) پس رمضان کے روزے کا دس گنا ۳۰۰ ہوئے اور عید کے چھ روزوں کا دس گنا ۶۰ ہوئے اور سال کے بھی ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو عید فطر کے دن چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اکیس بار سورۂ اخلاص پڑھے اس کو بے حد ثواب ملے گا اور جنت اس پر حلال اور دوزخ حرام ہو جائے گی۔ اسی طرح فضائل شوال میں اکثر احادیث وارد ہیں۔ اب ذی القعدہ کی فضیلت کا بیان ہوتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْرِمُوْا ذَا الْقَعْدَةِ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ شَهْرٍ مِّنْ شُهُوْرِ الْحَرَامِ (بزرگی کرو ذی القعدہ

کی کیونکہ وہ حرمت والے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے) اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ یَوْمًا مِنَ الْقَعْدَۃِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ سَاعَۃٍ مِنْہُ ثَوَابَ حَجٍّ مَّقْبُوْلٍ وَبِکُلِّ نَفَسٍ یَتَنَفَّسُہُ الصَّائِمُ ثَوَابَ عِتْقِ رَقَبَۃٍ (جس نے ذی القعدہ میں ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ اُسے ہر ساعت کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے) اور فرمایا ہے کہ ذی القعدہ کے دوشنبہ کو روزہ رکھنا ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے اور اللہ کی قسم کھا کر آپ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پچیس ذی قعدہ کو سو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اس کے صغیرہ کبیرہ سب گناہ بخشے جائیں گے اور دس ہزار قصر اس کو جنت میں ملیں گے جن کی درازی احاطۂ قیاس سے باہر ہے اور شراب طہور اُسے ملے گی خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ جاننا چاہیئے کہ ساقی دس ہیں (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام ساقی بنی اسرائیل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام ساقی زمین ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُسْقٰى بِمَاءٍ وَّاحِدٍ (۳) مالک ساقی دوزخیوں کا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِیْدٍ (۴) حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنی امت کے ساقی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساقی متقیان ہیں (۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساقی محبان ہیں (۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساقی زاہدان ہیں (۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساقی عالمان ہیں (۹) حوران بہشتی ساقی عارفاں ہیں (۱۰) اللہ تعالیٰ توبہ کر کے مرنے والوں کا ساقی ہے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اس کے احکام کی پوری پوری پابندی کرے اور نفس کی خواہشوں کو ترک کر کے جنت میں اپنا گھر بنائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى۔

المجلس الخامس والعشرون ۲۵

فی فضیلۃ ذی الحجۃ

ماہِ ذی الحجہ کی فضیلت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ بِمَکَّۃَ عَامَ اُفْتُتِحَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ اَکْرَمَکُمْ بِشَھْرِ ذِی الْحَجَّۃِ فَاَکْثِرُوْا فِیْ تَعْظِیْمِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ قَاعِدًا اَوْ قَائِمًا وَمَاشِیًا وَرَاکِبًا فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَسَاعَۃٍ۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا ہے اسی سال حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ نے ماہِ ذی الحجہ سے تمہارا اکرام کیا۔ پس اس مہینے میں بیٹھے کھڑے چلتے پھرتے پیدل سوار ہر حال میں اللہ کے ذکر کی کثرت کرو چونکہ اسی مہینے میں حج کرنا فرض ہے اسی لیے اس کو ذی الحجہ کہتے ہیں اس مہینے میں یوم ترویہ یوم عرفہ نحر زائد معظم ہیں پھر ان کے ایام تشریق یعنی گیارھواں بارھواں تیرھواں مکرم ہے کہ ان میں ہر مالی اور بدنی عبادت کا بیحد ثواب ملتا ہے اور اس مہینہ کا اول عشرہ بہت بزرگ ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ فِیْھَا مِنْ اَیَّامِ ذِی الْحَجَّۃِ اِنَّ صَوْمَ یَوْمٍ فِیْھَا یَعْدِلُ صِیَامَ سَنَۃٍ وَقِیَامَ لَیْلَۃٍ فِیْھَا یَعْدِلُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فَاَکْثِرُوْا فِیْھِنَّ التَّسْبِیْحَ وَالتَّھْلِیْلَ وَالتَّکْبِیْرَ۔ (تمام سال میں عبادت کے لیے محبوب تر اللہ کے نزدیک دن اوّل ذی الحجہ کے ہیں بیشک ان دنوں کا ایک روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی راتوں میں سے کسی ایک رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے پس ان ایام میں تسبیح تہلیل اور تکبیر کی کثرت کرو) اور فرمایا مَنْ

عَشَرِ ذِی الْحِجَّۃِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ ثَوَابَ مَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ تِلْکَ السَّنَۃِ جس نے ذی الحجہ میں عشرۂ اُولیٰ کے دس روزے رکھے اس کو اس سال حج اور عُمرہ ادا کرنے والے کا اللہ ثواب دے گا اور فرمایا ہے مَنْ اَحْیٰی لَیْلَۃً مِنْ لَیَالِیْ عَشَرِ ذِی الْحِجَّۃِ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ عِبَادَۃَ مَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ فِیْ تِلْکَ السَّنَۃِ (جس نے ذی الحجہ کے عشرۂ اُولیٰ کی راتوں میں سے کسی ایک رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کی اس کو حج اور عُمرہ کرنے والے کا اللہ ثواب دے گا) اور فرمایا ہے جس نے شب نہم ذی الحجہ کو چھ رکعتیں تین سلام سے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص اور ہر سلام کے بعد سو سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ اور دس دس مرتبہ درُود پڑھا تو وہ حساب کتاب سے بری ہو گیا اور گویا اس نے سو بَردے آزاد کیے اور فرمایا ہے جو کوئی پہلی ذی الحجہ کو صبح کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ سو بار پڑھے دوزخ سے آزاد ہو گا اور جو کوئی دوسری تاریخ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَاحِدًا صَمَدًا فَرْدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا سو بار پڑھے اللہ اُس کے نامۂ اعمال میں بیس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور بیس ہزار بُرائیاں دُور کرتا ہے اور جو کوئی تیسری تاریخ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ سو بار پڑھے اللہ اُس کے نامۂ اعمال میں دو ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسی قدر بُرائیاں دُور کرتا ہے اور بہشت میں اس کے اسی قدر درجے بلند کرتا ہے اور جو کوئی چوتھی تاریخ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ سو بار پڑھے اللہ اس کے نامۂ اعمال میں دو ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسی قدر بُرائیاں دُور کرتا ہے اور جو کوئی پانچویں تاریخ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ دَعَا لَیْسَ وَرَاءَ اللّٰہِ الْمُنْتَھٰی سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَزَلْ رَبًّا رَحِیْمًا سو بار پڑھے اللہ اُس کے نامۂ اعمال میں تین ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسی قدر بُرائیاں دُور کرتا ہے اسی طرح چھٹی تاریخ پھر اوّل سے پڑھے تو دُونا

ثواب پائے گا اور عید اضحیٰ کے دن اس کے لیے فرشتہ ندا کرے گا اے اللہ کے ولی اب تو شروع سے اپنا کام کر کیونکہ اب تک کے گناہ اللہ نے بخش دیئے آئندہ اعمالِ صالحہ کی کوشش کر اور اللہ سے قبول کرنے کی اُمید رکھ کیونکہ اللہ سے ناامید ہونے والا دوزخی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غَافِلُوْنَ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔ (بیشک جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور زندگانی دُنیا سے خوش ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان سب کی جگہ دوزخ ہے یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے) جاننا چاہیئے کہ بعض مفسرین کے نزدیک لِقاء سے دیدار اور بعض کے نزدیک ثواب مراد ہے اسی طرح حیوٰۃِ دنیا سے بعض کے نزدیک زندگانیٔ دنیا اور بعض کے نزدیک اولاد مراد ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

المجلس السادس والعشرون

فی فضیلۃ الترویۃ ومایلیق بہا

ترویہ اور اُس کے متعلقات کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍ اَلْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمَ التَّرْوِیَۃِ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ اثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ سَنَۃٍ (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے جس نے یوم ترویہ کو روزہ رکھا تو گویا اُس نے بارہ ہزار برس اللہ کی عبادت کی) ترویہ رویت سے مشتق ہے۔ چونکہ اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا خواب دیکھا تھا اسی لیے اس کو یوم ترویہ کہتے ہیں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحْیَا لَیْلَۃَ التَّرْوِیَۃِ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ (شب ترویہ کو تمام رات عبادت کرنے والے کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے) اور فرمایا ہے جو کوئی آٹھویں کو روزہ رکھے اس کے لیے رضوانِ اکبر واجب ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے جو کوئی یوم ترویہ کو روزہ رکھے اور زبان سے کوئی بیہودہ بات نہ نکالے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے جو کوئی ترویہ کے دن چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پچیس بار اور سلام کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ستر بار اور درود شریف ستر بار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ستر بار اور سورۃ اخلاص اسی بار پڑھے تو اللہ اس کو فوراً بخش دے گا۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا میں دوزخ

سے بہت ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا یوم ترویہ کو روزہ رکھا کر یہ روزہ بہشت کی طرف کھینچ لے جانے والا ہے۔ واضح ہو کہ اللہ نے ماہِ ذیقعدہ اور عشرۂ اُولیٰ ذیحجہ کو برکات دیئے ہیں انہیں ایام میں چلہ کشی کرنے کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً (اور جس وقت وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا کتاب دینے کے لئے ذیقعد کے مہینہ سے اور تمام کیا ہم نے ان تیسوں کو ساتھ دس کے جو اوّل عشرہ ذیحجہ تھا پس تمام ہوا وقت وعدے کا اس کے پروردگار کی چالیس راتیں)، جاننا چاہیئے کہ یہ چالیس دن کا چلہ اسی وقت سے جاری ہوا ہے۔ اس میں بڑی برکت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی تمام عمر میں ایک چلہ صوم وصلوٰۃ میں اور اوامر ونواہی کی پابندی کے ساتھ گذار دے اس پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے اور مروی ہے کہ جب آپ نے چالیس دن غارِ حرا میں اللہ کی عبادت کی تو آپ پر وحی نازل ہوئی ہے اور آپ نے فرمایا ہے چالیس دن خالصاً للہ عبادت کرنے والا اولیاء کا درجہ پاتا ہے اور فرمایا ہے جو شخص چالیس راتیں متواتر اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ اس کے دل میں علم اور حکمت کا دریا جاری کرتا ہے۔ اور قلب کو منور کر دیتا ہے حدیث قدسی میں ہے خَمَّرْتُ طِیْنَۃَ اٰدَمَ بِیَدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے آدم کی مٹی کا چالیس دن اپنے ہاتھ سے خمیر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن علقہ و مضغہ ہوتا ہے پھر چالیس دن کے بعد ہیئت اور صورت بدلتا رہتا ہے۔

۲۷ اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ

فِی فَضِیْلَۃِ الْعَرْفَۃِ وَصَلٰوتِہَا

عرفہ کی فضیلت اور اُس کی نماز کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوْا یَوْمَ عَرْفَۃَ فَاِنَّہٗ عِنْدَ اللّٰہِ مُکَرَّمٌ۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یوم عرفہ کا اکرام کرو کیونکہ عرفہ کا دن اللہ کے نزدیک مکرم ہے) اس دن کو عرفہ اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اسی رات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کی خواب میں تحقیق ہوئی تھی اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام جبل عرفات پر حضرت حوا علیہا السلام سے ملے تھے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے مَنْ اَحْیٰی لَیْلَۃَ الْعَرْفَۃِ فَھُوَ مِنْ عُتَقَاءِ اللّٰہِ۔ (جس نے شب عرفہ میں بیدار رہ کر عبادت کی پس وہ شخص اللہ کے آزاد کیے ہوؤں سے ہے) اور حدیث میں ہے کہ شب عرفہ میں بیدار رہ کر عبادت کرنے والا جو دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے اور بھی حدیث میں ہے کہ شب عرفہ میں رحمت کے ستر ہزار دروازے کھولے جاتے ہیں ساٹھ حاجیوں کے لیے اور دس باقی مومنین کے لیے۔ حدیث میں ہے کہ شب عرفہ میں جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے رکعت اولیٰ میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی سو مرتبہ اور رکعت ثانیہ میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سو مرتبہ پڑھے تو اللہ اس کو بخش دے گا اور مراتب اعلیٰ سے دین و دنیا میں سرفراز کرے گا۔ مروی ہے کہ ایک شخص امام اعظم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اُسے غمگین دیکھ کر سبب پوچھا اُس نے کہا

کل یوم حج ہے اور میں اپنی شومیٔ تقدیر سے وہاں نہ پہنچ سکا آپ نے فرمایا غم نہ کرو کیونکہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص شب عرفہ میں بیس رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ اور سلام کے بعد سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھے تو اللہ اس کو حج مقبول کا ثواب دیتا ہے اور اس کی صورت کا فرشتہ بھیج کر ارکان حج اس کی طرف سے ادا کرا دیتا ہے۔ مروی ہے کہ شب عرفہ میں ایک بار حضرت جبریل حاضر خدمت نبویؐ ہوئے اور پیغام الٰہی پہنچایا کہ آپ اپنی اُمت سے کہہ دیں کہ جو کوئی شب عرفہ میں یہ تسبیح تین مرتبہ پڑھے گا میں اُسے دوزخ سے آزاد کر دوں گا تسبیح یہ ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ قُدْرَتُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَاءِ رُوْحُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاءُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ اب یوم عرفہ کے فضائل کا بیان ہوتا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صَوْمُ عَرَفَۃَ اَحْتَسِبُ اَنْ یُّکَفِّرَ سَنَتَیْنِ سَنَۃً قَبْلَہٗ وَسَنَۃً بَعْدَہٗ (میں یقین کرتا ہوں کہ عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو ایک سال سابق دوسرا سال آئندہ) اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ عَرَفَۃَ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ اَرْبَعًا وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً (جس نے عرفہ کا روزہ رکھا گویا اس نے چوبیس برس اللہ کی عبادت کی) جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تین مقام پر عرفہ کا ذکر فرمایا ہے (۱) وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ (قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی کہ وہ ذی الحجہ کی ہیں عرفہ تک) (۲) وَشَاھِدٍ وَّمَشْھُوْدٍ یہاں پر شاہد سے جمعہ اور مشہود سے عرفہ مراد ہے (۳) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں) حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی تھی اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سجدہ شکر ادا کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب عرفہ کے دن حاجی موقف میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ مباہات

فرماتا ہے اور ملائکہ سے خطاب کرتا ہے میرے بندوں اور غلاموں اور لونڈیوں کو دیکھو کہ میری رحمت کی طلب میں گرد آلود پریشان یہاں کھڑے ہیں تم گواہ رہو کہ میں نے انکے سب گناہ بخش دیئے اور آپ نے فرمایا ہے جو کوئی عرفہ کے دن غسل کرتا ہے تو اُسکے جسم سے جتنے قطرے پانی کے گرتے ہیں اتنے مہینوں کی عبادت کا ثواب اللہ اس کو دیتا ہے حضرت ابُوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے بارہا یوم عرفہ میں ایسا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے میں نے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا آج اللہ نے اپنے بندوں پر اسقدر رحمت اور مغفرت نازل فرمائی جسکے رشک سے شیطان آہ وزاری کرتا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہے یہی دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔ ایک بار عرفہ کے دن حضرت جبرئیلؑ نے حاضرِ خدمتِ نبویؐ ہو کر پیامِ الٰہی پہنچایا کہ اللہ نے تمام حاجیوں کو بخش دیا آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اور جو حج کو نہیں آئے ان کا کیا حال ہو گا پھر فرمانِ الٰہی آیا کہ آپ ابدیدہ نہ ہوں میں نے آپ کی اُمّت کو بخش دیا۔ یہاں تک کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان تھا اس کو بھی میں نے آج کے دن بخش دیا۔ حدیث میں ہے کہ عرفہ کے دن ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھنے والے کی مراد بر آتی ہے اور جو کوئی عرفہ کے دن یہ تہلیل پڑھتا ہے اللہ اپنی مزید رحمت سے اُس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ وہ تہلیل یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ اللَّيَالِيْ وَالدُّهُوْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ اَمْوَاجِ الْبُحُوْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الرِّيَاحِ فِي الْبَوَادِيْ وَالصُّخُوْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الشَّوْكِ وَالشَّجَرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ خَوَاطِرِ الظُّنُوْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ لَمْحِ الْعُيُوْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي اللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُهٗ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُهٗ اور جو کوئی یہ دعا پڑھتا ہے يَا ذُخْرِيْ يَا عُدَّتِيْ عِنْدَ شِدَّتِيْ يَا رَجَائِيْ عِنْدَ مُصِيْبَتِيْ يَا غِيَاثِيْ عِنْدَ فَاقَتِيْ يَا اَنِيْسِيْ فِيْ وَحْدَتِيْ يَا رَحْمَتِيْ فِيْ وَتْعَتِيْ يَا دَلِيْلِيْ فِيْ حَيْرَتِيْ بِكَ التَّوْفِيْقُ تو اللہ تعالیٰ اس کی دینی اور دنیوی ہزار مرادیں بر لاتا ہے غرضیکہ یوم عرفہ متبرک دن ہے اس میں ہر نیک کام کا اجر زائد ملتا ہے بعض کا قول ہے کہ جب عرفہ کے دن آیہ الیوم اکملت الخ نازل ہوئی اور اہلِ ایمان احکام الٰہی ادا کرنے میں بے حد سرگرم ہوئے تو بطورِ انعام ارشاد ہوا وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا میں نے تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اطاعتِ الٰہی میں بدل و جان مشغول رہے۔ ✤

۲۸

المجلس الثامن والعشرون

فی فضیلۃ یوم النحر

فضیلت یوم نحر کے بیان میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسَی الۡاَشۡعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنۡ اَمۡسَکَ عَنِ الۡاَکۡلِ وَالشُّرۡبِ وَالۡجِمَاعِ یَوۡمَ النَّحۡرِ اِلٰی اَنۡ یُّصَلِّیَ صَلٰوۃَ الۡعِیۡدِ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ سَنَۃً۔ (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جس نے اپنے آپ کو قربانی کے دن کھانے پینے جماع سے روکا اس وقت تک کہ عید کی نماز پڑھ لی جائے تو گویا اس نے تمام سال اللہ کی عبادت کی) جاننا چاہیئے کہ ایامِ جاہلیت میں دو دن عید کے تھے۔ ایک نوروز کا دن دوسرے موسم بہار کے مہینے میں مہرجان کا دن اُسی کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید الفطر اور عید اضحیٰ دو عیدیں مقرر کردیں۔ حدیث میں ہے کہ جس نے عید کے دن غسل کیا گویا اس نے دریائے رحمت میں غوطے لگائے اور گناہ سے اس طرح پاک ہوا گویا ابھی پیدا ہوا ہے۔ عید فطر کے دن غسل کرنا اور بقدر وسعت عمدہ لباس پہننا اور عیدگاہ جانا اور نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مسنون اور عید اضحی میں بعد ادائے نماز کے مالدار صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے اپنی طرف سے اور اپنی اولاد صغار کی طرف سے بھی باختلاف واجب ہے مگر اولادِ کبار اور بی بی اور لونڈی غلام کی طرف سے بالاتفاق واجب نہیں مگر مستحب ہے۔ غیر کی طرف سے نیابۃً قربانی کرنا جائز ہے۔ ایک آدمی ایک دنبہ یا ایک بکرا یا بکری یا بھیڑ ذبح کرے اور سات آدمی مل کر ایک گائے یا

ایک اونٹ ذبح کریں اہل مقدرت کے لیے جائز ہے کہ زائد قربانی کرے قربانی کا جانور لنگڑا، لولا، اندھا، کانا، بیحد لاغر، عیب دار نہ ہونا چاہیئے۔ قربانی کا گوشت خود کھانا اور اعزہ اور اغنیاء اور فقراء کو دینا درست ہے۔ مستحب یہ ہے کہ تیسرا حصہ گوشت کا خیرات کردے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے سے جانور قربانی کو خرید کرکے خوب کھلا پلا کر فربہ کرے پھر قربانی کرے حدیث میں ہے سَمِّنُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّهَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ (اپنی قربانی کے جانوروں کو فربہ کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہارے لیے سواری ہوں گی) حدیث میں ہے جس نے گوسپند کی قربانی کی گویا اُس نے اپنے آپ کو دوزخ سے آزاد کیا اور قربانی کے جانور قیامت میں پلصراط پر سے بجلی کی طرح گزریں گے۔ اب آداب قربانی کا بیان ہوتا ہے۔ بعد فراغ نماز عید اگر وضو نہ ہو تو جدید وضو کرے اور چھری کو ذبح سے پہلے تیز کرے پھر جانور کا مُنہ قبلے کی طرف کرے اور قصاب جانور کو دبائے اور دونوں بسم اللہ اللہ اکبر کہیں اور صاحب قربانی خود اس کے حلقوم پر چھری پھیرے اور اگر خود ذبح نہ کرسکتا ہو تو دُوسرے کو اجازت دے اور ذبح سے پہلے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ آخر تک اور ذبح کے بعد اَللّٰهُمَّ هٰذَا فِدَائِیْ لَحْمُهَا بِلَحْمِیْ وَ دَمُهَا بِدَمِیْ وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِیْ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ پڑھے اور اگر دوسرے کی طرف سے قربانی ہو تو اس طرح کہے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ اس شخص کا نام لے کر مرد ہو یا عورت، مرد کیلیے بِلَحْمِهٖ اور عورت کے لیے بِلَحْمِهَا کہے۔ اب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ بیان ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی الخ جاننا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم کے دو صاحبزادے تھے۔ حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام ان دونوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیمؑ زیادہ عزیز رکھتے تھے شیطان نے طنزاً کہا اے اللہ تو نے ایسے کو اپنا خلیل بنایا ہے جس نے اپنے فرزندوں کو اپنا خلیل بنا رکھا ہے اس وقت حضرت اسماعیل ایسے کمسن تھے کہ اپنے باپ کی انگلی پکڑ کر باہر آتے

تھے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے طنز کے رد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ جب آپ بیدار ہوتے تو ڈر سے اور استعاذہ کیا پھر وضو کر کے سو رہے اور وہی خواب دیکھا۔ صبح کو آپ نے چند اونٹ اور گائے اللہ کی راہ میں ذبح کیے پھر رات کو آپ نے یہی خواب دیکھا اس وقت آپ نے درگاہِ الٰہی میں استفسار کیا کہ یہ الہام کس کے حق میں ہے جواب ملا کہ اسماعیل کے حق میں۔ جب آپ کو یقین ہو گیا تو فجر کو کہ یوم عرفہ تھا آپ نے اپنی بی بی سے کہا اسماعیل کو نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنا دو میں اللہ کی عبادت کرنے کو شہر سے باہر جاؤں گا اور انہیں ساتھ لے جاؤں گا.... انہوں نے تعمیل حکم کی کر دی حضرت ابراہیم نے رسی لی اور چھری کو تیز کیا بی بی نے پوچھا چھری کیوں تیز کرتے ہو اور رسی لے جانے کا کیا مفاد ہے آپ نے فرمایا شاید ذبح کرنے کی ضرورت ہو پھر چھری اور رسی بغل میں دبا کر بیٹے کو ساتھ لے کر گھر سے باہر نکلے۔ جب شیطان نے دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحانِ الٰہی میں پورے ہوتے جاتے ہیں تو یہ مکر کیا کہ ایک بڈھے کی صورت بن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور کہا تم بے فکر بیٹھی ہو حالانکہ حضرت ابراہیمؑ تمہارے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں انہوں نے کہا محال ہے کہ باپ بیٹے کو ذبح کر ڈالے اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ کا حکم ہے انہوں نے کہا اگر اللہ کا حکم ہے تو مجھے کچھ عذر نہیں مجبوراً شیطان وہاں سے پلٹ آیا اور جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے لگا کہ تم کیوں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہو آپ نے فرمایا تو میرے سامنے سے دور ہو یہ تو ایک بیٹا ہے اگر ایسے ایسے سو بیٹے ہوتے تو میں اللہ کے حکم سے سب کو ایک ساتھ ذبح کر ڈالتا اور کچھ افسوس نہ کرتا پھر اس نے حضرت اسماعیل کو بہکایا کہ آپ باپ کے ساتھ نہ جائیے ورنہ یہ آپ کو ذبح کر ڈالیں گے انہوں نے بھی اُسے ڈانٹا اور چند کنکریاں اُٹھا کر اس کی جانب ماریں یہ وہاں سے بھی بھاگا اسی وقت سے طریقہ رمی جمار جاری ہے۔ القصہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام منیٰ پر پہنچے تو آبدیدہ ہوئے حضرت اسماعیلؑ نے سبب دریافت کیا انہوں نے فرمایا یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ

(اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو بھی فکر کر کہ میں نے کیا دیکھا ہے یہ سنتے ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ تعمیل حکم الٰہی کریں قریب ہے کہ آپ مجھ کو پاویں گے اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والوں میں سے) چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جانتے تھے کہ انبیاء کا خواب بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے اس لیے فوراً مستعد ہو گئے اور فرمایا اب دیر نہ کیجیے اور حکم الٰہی بجا لاؤ۔ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ پس جب دونوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کے دونوں ہاتھ ان کے پس پشت باندھے اور انہیں منہ کے بل لٹایا پھر چھری تیز کر کے ان کی گردن پر چلائی یہ حالت دیکھ کر عالم ملکوت میں شور برپا ہوا آپ چھری کو زور زور سے پھیرتے تھے مگر اس نے نشان بھی نہ ڈالا۔ جھلا کر آپ نے چھری پتھر پر دے ماری وہ مع دستہ کے پتھر کے اندر اتر گئی اور چھری سے آواز آئی یا خلیل اللہ آپ کا حکم ہے کہ چل اور اللہ کا حکم ہے کہ نہ چل۔ پس آپ ہی فرمایئے کہ میں کس کا حکم بجا لاؤں۔ جب بہت دیر ہوئی تو حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا آپ کیوں دیر کرتے ہیں کیا میرا فدیہ ہونا قبولیت کے لائق نہیں ہے۔ یہاں یہی باتیں تھیں کہ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا کا حکم نازل ہوا یعنی ہم نے ان کو ندا کی اے ابراہیم تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا پس اسماعیل کو چھوڑ دو اور اس دنبہ کو جو جنت سے ان کا فدیہ آیا ہے ذبح کر دو۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ہم نیکوکاروں کو یونہی بدلہ دیتے ہیں جیسے تمہارے بیٹے کو فدیہ دیا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ یقینی یہ کھلا ہوا امتحان تھا وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ اور ہم نے تمہارے بیٹے کو ذبح عظیم کے ساتھ فدیہ دیا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ہم نے اس کو پچھلوں کے لیے عبرت رکھی ہے سلامتی اور رحمت ہے ابراہیم پر چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سلامتی اور رحمت کو یوں ظاہر کیا کہ حضرت ابراہیم کے ایک بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں حضرت داؤد حضرت سلیمان حضرت موسیٰ حضرت ہارون حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو پیدا کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰت کو خاتم الانبیاء کر کے ظاہر فرمایا۔ شیطان اس پورے واقعہ کو دیکھ کر شور و غوغا کرتا ہے۔ لعنۃ اللہ علیہ ✣

المجلس التاسع والعشرون ۲۹

فی فضیلۃ یوم الفطر

عید الفطر کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوْا یَوْمَ الْفِطْرِ وَاحْذَرُوْا مِنَ الْمَعَاصِیْ وَالضَّرَرِ (حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے یوم فطر کا اکرام کیا کرو۔ اور معاصی اور ضرر سے بچا کرو) اکرام سے مراد غسل کرنا کپڑے بدلنا، ناخن ترشوانا مونچھیں کم کرنا مسواک کرنا خوشبو ملنا صدقہ فطر دینا نماز کو باہر آنا ہے۔ حدیث میں ہے مَنْ مَسَّ طِیْبًا یَوْمَ الْفِطْرِ لَمْ یَمَسَّہُ النَّارُ (جس نے عید فطر کو عطر ملا اس کو دوزخ کی آگ مس نہ کرے گی) اور وارد ہے مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْفِطْرِ اٰمَنَ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ (جس نے یوم فطر کو غسل کیا وہ دہشت نفخ صور سے امن میں ہو گیا) اور فرمایا ہے مَنْ صَلَّی الْعِیْدَ اٰمَنَ مِنَ الْوَعِیْدِ (جس نے عید کی نماز پڑھی وہ وعید سے امن میں ہو گیا اور ایک روایت میں مِنَ الْوَعِیْدِ کے عوض میں مِنْ عَذَابِ الشَّدِیْدِ بھی آیا ہے اور جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات نے فرمایا ہے اے مومنو اضحیہ کو اپنا مرکب بناؤ اور صدقہ فطر کو اپنا توشہ کرو اور جنت کو آراستہ کرو۔ صدقہ فطر دینے والے کے تمام روزے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور تمام گناہ بخشتا ہے اور مرنے کے بعد فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آتے ہیں اور قیامت کے دن براق پہ سوار ہو کر جنت میں جائے گا اور بھی وارد ہے کہ صدقہ فطر ادا کرنے والے کو ہر دانہ کے بدلے میں اللہ ایک سال کی عبادت کا ثواب دیتا ہے اور ہر دانہ کے بدلے میں جنت میں اس کے لیے

ایک گھر بناتا ہے اور ہر دانہ کے بدلہ میں اس کو ایک حور عطا فرمائے گا اور باوجود قدرت کے جو شخص صدقہ فطر ادا نہ کرے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بے شک اس نے نجات پائی جس نے تزکیۂ نفس کیا (رمضان میں روزے رکھے اور اپنے پروردگار کا ذکر کیا (رمضان میں تراویح ادا کی)، اور نماز پڑھی (دوگانہ عید ادا کیا) علاوہ دن کے شب عیدالفطر کے فضائل بھی بکثرت ہیں جس طرح دن میں نماز اور نیک کاموں کا کثیر اجر ملتا ہے اسی طرح رات میں بھی اللہ کو یاد کرنے کا ثواب بے حد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

المجلس الثلثون

فی ذھاب الوقت بلا فائدۃ وصلوٰۃ الاسبوع وسائر الاوقات وغیر ذالک

اوقات گذاری بیفائدہ اور ہفتہ وار نماز اور اوقات وغیرہ کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَصَائِبُ کَثِیْرَۃٌ وَاَعْظَمُ الْمَصَائِبِ ذَھَابُ الْوَقْتِ بِلَا فَائِدَۃٍ (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مصیبتیں بہت ہیں مگر وقت کا بیکار گزرنا بڑی مصیبت ہے) اس حدیث کے راوی کی شان میں احادیث کثیرہ وارد ہیں منجملہ اُن کے یہ ہے عَائِشَۃُ بَیْنَ النِّسَاءِ کَاَبِی الْقَاسِمِ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں اسی طرح افضل ہیں جیسے کہ ابوالقاسم تمام انبیاء میں افضل ہیں) مصیبت کی دو قسمیں ہیں (۱) دینی (۲) دُنیاوی۔ دنیاوی کی بھی تین قسمیں ہیں (۱) مالی (۲) اہلی (۳) نفسی اور دینی مصائب یہ ہیں کہ نماز یا روزہ وغیرہ جاتا رہے مگر سب سے زائد دینی مصیبت یہ ہے کہ وقت بیکار گذر جائے کیونکہ ؎ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" مشہور مثل ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ہر بندے کے سامنے رات دن کے چوبیس صندوق رکھے جائیں گے اور بندے کو اس کے کھولنے کا حکم کیا جائے گا جب وُہ کھلیں گے تو بعض نور سے بعض نار سے پُر ہوں گے اور بعض بالکل خالی ہوں گے ندا ہو گی اے میرے بندے دیکھ جس ساعت

میں تو نے نیک کام کیا اس ساعت کا صندوق نور سے اور جس ساعت میں تو نے بدکام کیا اس ساعت کا صندوق نار سے پُر ہے اور جس ساعت میں تو نے کچھ نہیں کیا وُہ خالی ہے مسلمانو آگاہ ہو جاؤ کہ جب رات آتی ہے تو ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اے زمین کے رہنے والو تم پر رات آئی ہے اس کو غنیمت جانو اور آخرت کے لیے کچھ حصّہ لو اسی طرح دن کو بھی یوں ہی ندا ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کی ایک ساعت بیکار چھوڑنے والا قیامت میں ایسا نادم ہوگا کہ اگر دنیا میں اس کا تمام مال جاتا رہتا تو ویسا پشیمان نہ ہوتا۔ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز قضا ہو گئی تو اس کے عوض میں آپ نے سو گھوڑے ذبح کیے اور چالیس دن تک برابر اس نماز کے قضا ہو جانے کا افسوس کرتے رہے اسی طرح جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری نے ایسا طول کھینچا کہ عبادتِ الٰہی میں آپ کو سستی معلوم ہونے لگی تو بیکار وقت ضائع ہونے کے صدمے میں آپ نے فرمایا رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے رب مجھ کو تکلیف چمٹ گئی) جنگ خندق میں جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہو گئی تو بیکار وقت گذرنے پر بے اختیار ہو کر آپ نے فرمایا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی مَلَأَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا (ہمیں کفار نے نماز عصر سے روک دیا اللہ اُن کے دلوں اور قبروں میں انگارے بھر دے) باوجودیکہ جب کفار نے پتھر مار کر آپ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر دے وُہ مجھے ایذا دیتے ہیں۔ تو اس کا سبب یہی ہے کہ میرا مرتبہ نہیں جانتے۔ علم اور خیر خواہی آپ کی اس درجہ تھی یہ حق نفس تھا آپؐ نے صبر کیا اور ان کے لیے دُعا سے ہدایت فرمائی اور وہ حق اللہ تھا اس کے جاتے رہنے کے صدمے میں بددعا کی۔ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوہِ ابو قبیس پر چڑھے اور ارادہ کیا کہ اوپر پہنچ کر نماز عصر پڑھوں گا مگر قبل اس کے کہ آپ اوپر پہنچیں آفتاب ڈوب گیا اس صدمہ میں آپ نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے نیچے گرا دیا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دُعا فرمائی آفتاب نکل آیا پھر ہنس کر فرمایا اے علی اٹھو دیکھو ابھی تو دھوپ باقی ہے پس فوراً آپ اُٹھے اور نماز عصر ادا کی۔ ایک نماز تہجد کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

سو گئے اور وتر کی نماز قضا ہو گئی جب نماز فجر کے لیے آپ مسجد میں تشریف لائے اور وتر کا فوت ہونا یاد آیا فوراً بیہوش ہو کر گر پڑے جب حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف فرما ہوئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بے قرار ہو کر کہا اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَدْ فَاتَ مِنِّیَ الْوِتْرُ (یارسول اللہ میری فریاد رسی کیجیے مجھ سے وتر فوت ہو گئی ہے) آپ وہیں بیٹھ گئے اور دعا فرماتی حضرت جبرئیل آئے اور پیغام لائے کہ آپ فرمادیں مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلٰوۃِ اَوْنَسِیَھَا اِذَا ذَکَرَھَا فَھُوَ وَقْتُھَا جو شخص نماز کے وقت سو جائے یا بھول جائے تو جس وقت یاد آئے وہی اس کا وقت ہے) ایک بار اتفاقاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ فجر کے وقت سو گئے اور نماز فوت ہو گئی جب آپ بیدار ہوئے تو اس کے غم میں دیر تک گریہ وزاری کرتے رہے ندا ہوئی کہ اے بایزید ہم نے تیری گریہ وزاری قبول کر لی اور اس کی برکت سے تجھے ستر ہزار نمازوں کا ثواب دیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد فجر کے وقت آپ سو گئے شیطان نے آکر آپ کو جگا کر کہا نماز پڑھیے وقت کم ہے آپ نے بیدار ہو کر اس سے پوچھا کہ اے دشمن انسان تیرا تو عین مدعا یہی ہے کہ لوگوں کی نماز فوت ہوں یقیناً کوئی فریب ہے جو تو نے مجھے نماز پڑھنے کو بیدار کیا اور کچھ ایسی گرفت کی کہ مجبوراً اس نے کہا کہ مجھے خیال ہوا کہ ایک دن نماز فوت ہوئی تو آپ نے ایسی گریہ وزاری کی کہ ستر ہزار نمازوں کا ثواب ملا خدا جانے آج نماز فوت ہو جانے میں کتنا ثواب ملے اسی لیے میں نے جگا دیا کہ آپ نماز پڑھ لیں تاکہ ایک ہی نماز کا ثواب ملے۔ ایک بزرگ نے بغداد میں آواز سنی اِنَّ رَبِیْعَ الْخَثِیْمِ قَدْ مَاتَ (ربیع خثیم مر گئے) صبح کو یہ بزرگ اُن کے مکان پر گئے تو انہیں زندہ پایا حضرت ربیع خثیم رحمۃ اللہ اپنی قوت ولایت سے اُن کے آنے کی وجہ سے واقف تھے اُن سے کہا میرے ادائے وظائف میں تاخیر ہو گئی تھی اس لیے ملکوت اعلیٰ میں میری وفات کی خبر دی گئی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ سے غافل مردے سے بدتر ہے حدیث شریف میں ہے اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْھَا طَاعَۃً دنیا ایک ساعت ہے میں اس میں تمہیں طاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں) حضرت جنید رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ دنیا کی ایک ساعت قیامت کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ دن رات میں ہر وقت اللہ کی یاد میں بسر کریں اور

اس کی رحمتِ بے حساب کے خواہاں رہیں۔ اب یہاں سے ہر دن اور رات کی نمازوں کا بیان ہوتا ہے۔ نمازِ شب یکشنبہ بیس رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے اس نماز کے پڑھنے والے کو اللہ قیامت کے خوف سے نڈر کر دے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ نمازِ روز یکشنبہ چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اٰمن الرسول تا آخر سورہ پڑھے ثواب بے حد پائے گا۔ نمازِ شب دوشنبہ چار رکعت اس طرح پر کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ دس مرتبہ دوسری میں بیس مرتبہ تیسری میں تیس مرتبہ چوتھی میں چالیس مرتبہ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد پچھتر مرتبہ قل ہو اللہ اور درود اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اللہ اس کی مراد بر لاوے گا اس نماز کو نمازِ حاجت کہتے ہیں۔ نمازِ روز دوشنبہ طلوع آفتاب کے وقت دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے اور بعد سلام کے دس بار استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا۔ نمازِ شب سہ شنبہ دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھے اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور موت سے پہلے اس کو جنت دکھائے گا۔ نمازِ روز سہ شنبہ دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے تو ستّرہ دن تک اس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے اور اگر اس درمیان میں مرا تو شہید مرے گا اور ستّر برس کے گناہ اللہ معاف کرے گا۔ نمازِ شب چہار شنبہ دو رکعت اس طرح پر کہ رکعت اولیٰ میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق دس مرتبہ اور رکعت ثانیہ میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الناس دس مرتبہ پڑھے تو قیامت تک ستّر ہزار فرشتے اس کا ثواب لکھیں گے۔ نمازِ روز چہار شنبہ طلوع آفتاب کے وقت بارہ رکعتیں اس طرح کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین مرتبہ پڑھے اللہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ نمازِ شب پنجشنبہ بین العشائین دو رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی

اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد استغفار پندرہ مرتبہ پڑھے اللہ اس کو شہید اور صدیقین کا ثواب دے گا۔ نماز روز پنجشنبہ ظہر و عصر کے درمیان میں دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی سو مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد درود سو مرتبہ اور قل ہو اللہ احد سو مرتبہ پڑھے اللہ اس کو صائمین رجب و شعبان و رمضان کا ثواب عطا کرے گا۔ نماز شب جمعہ میں بعد العشا بارہ رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھے ہزار برس کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ نماز روز جمعہ قبل زوال چار رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور قل یا ایہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دس مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد سبحان اللہ العظیم اور درود اور اللّٰھم اغفرلی تا اموت اور استغفار ستر ستر مرتبہ پڑھے حاجت پوری ہو گی اور ستر ہزار برس کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور لوگ اس کو ایذا نہ دیں گے۔ نماز شب شنبہ بارہ رکعتیں اس طرح پر کہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے اللہ اس کے گناہ معاف کرے گا اور جنت عطا کرے گا۔ نماز روز شنبہ چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون تین تین مرتبہ پڑھے ثواب بے حد پائے گا۔ **نماز اشراق** جب آفتاب قریب ایک نیزے کے بلند ہو تو پانچ دوگانے پڑھے پہلے دوگانے کی نیت شکر اللہ تعالیٰ کرے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خالدون تک اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد امن الرسول ختم سورۃ تک پڑھے پھر دوسرا دوگانہ بہ نیت استعاذہ پڑھے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الناس پڑھے پھر تیسرا دوگانہ بہ نیت استخارہ پڑھے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پڑھے پھر چوتھا دوگانہ بہ نیت استحباب پڑھے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ واقعہ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ پڑھے پھر پانچواں دوگانہ بہ نیت اشراق پڑھے اسکی ہر رکعت میں قل ہو اللہ احد فاتحہ کے بعد پانچ پانچ مرتبہ پڑھے۔ **نماز چاشت** چوتھائی دن گذرنے کے بعد بارہ رکعتیں چاشت کی

کی اس طرح پر کہ رکعتِ اوّل میں فاتحہ کے بعد والشمس اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد واللیل اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والضحٰی اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح پڑھے اور باقی آٹھ رکعتوں کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ھو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے۔ **نماز فی الزوال** جب آفتاب سر سے ڈھل جائے تو چار رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ اور بروایت بعض ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ھو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے **نماز حفظ الایمان** ظہر کے بعد دو رکعت اس طرح پر کہ رکعتِ اوّل میں فاتحہ کے بعد اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ تا مُحْسِنِیْنَ اور رکعت ثانی میں فاتحہ کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تا اَحَدًا پڑھے اور سلام کے بعد سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَزَلْ کَمَنْ ھُوَ الْاٰنَ سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَزَالُ یَکُوْنُ کَمَا کَانَ وَکَمَا ھُوَ الْاٰنَ سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَتَغَیَّرُ بِذَاتِہٖ وَلَا صِفَاتِہٖ وَلَا فِیْ اَسْمَائِہٖ بِحُدُوْثِ الْاَکْوَانِ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الْقَائِمِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْخَلَائِقَ وَھُوَ لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ الْمُبْدِیُٔ الْمُعِیْدُ سُبْحَانَ الْبَاقِیْ الْغَنِیِّ سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ پڑھے۔ **نماز کفایت مہمات** نماز سابق کے بعد دس رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخر قرآن تک ایک ایک سورہ پڑھے۔ **صلوٰۃ اوّابین** نماز مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے۔ **صلوٰۃ الواصلین** نماز عشاء کے بعد چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد پانچ مرتبہ پڑھے۔ **صلوٰۃ تہجد** نصف شب کے بعد بارہ رکعتیں پڑھے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تہجد کو پابندی سے ادا کرنے والا جنت میں اس طرح میرے ساتھ رہے گا جیسے یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں اور سبابہ اور وسطیٰ کے اتصال کی جانب اشارہ فرمایا اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ سے کہتا ہے دیکھو میرے بندے اپنی میٹھی نیند ترک کر کے بستر سے اُٹھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ان کے پہلو خوابگاہوں سے خالی ہو جاتے ہیں پکارتے ہیں اپنے رب کو عذاب دوزخ کے خوف سے اور جنت کی طمع سے **صلوٰۃ الذاکرین** چار رکعت

اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھ کر لا الٰہ الا اللہ تیس تیس مرتبہ پڑھے اور رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ سب میں تسبیح مقررہ کے بعد لا اِلٰہ الا اللہ دس دس مرتبہ اور سلام کے بعد لا اِلٰہ الا اللہ تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے بایزید تو نے اچھی نماز اختیار کی ہے جو شخص اپنی تمام عمر میں ایک بار اس نماز کو پڑھے گا اس پر جنت حلال اور دوزخ حرام ہے۔

مترجم کہتا ہے وظائف اور نمازیں تمام سال کی اگر تفصیل سے دیکھنی ہوں تو عمدۃ الوسائل کو دیکھو۔

المجلس الحادی والثلثون ۳۱

فی فضیلۃ کلمۃ التھلیل وثوابھا

فضائل کلمۂ تہلیل اور اُسکے ثواب کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ عَنْ جِبْرِیْلَ وَھُوَ یُخْبِرُنِیْ عَنِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ اَنَّہٗ قَالَ مَا اُنْزِلَتْ کَلِمَۃٌ اَجَلُّ وَاَبْھٰی مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ بِھَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ النَّجَاۃِ اَلَا وَھِیَ الْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ الْمَغْفِرَۃِ اَلَا وَھِیَ الْکَلِمَۃُ الشَّرِیْفَۃُ اَلَا وَھِیَ الْکَلِمَۃُ الْمُبَارَکَۃُ لَوْ وُضِعَتْ فِیْ کَفَّۃِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَفِیْ کَفَّۃٍ ھٰذِہِ الْکَلِمَۃُ رَجَحَتْ بِھِنَّ مَنْ قَالَھَا مَرَّۃً غُفِرَتْ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل نے مجھے اللہ کی طرف سے اس بات کی خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سے زائد افضل اور اعلیٰ کوئی کلمہ زمین پر نازل نہیں کیا اس کی برکت سے ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل اور درخت اور دریا قائم ہیں۔ واقف ہو کہ یہی اخلاص کا کلمہ ہے۔ واقف ہو کہ یہی مغفرت کا کلمہ ہے واقف ہو کہ یہی بزرگ کلمہ ہے۔ واقف ہو کہ یہی مبارک کلمہ ہے اگر زمین اور آسمان ایک پلہ میں اور یہ کلمہ دوسرے پلہ میں ہو تو یہی کلمہ بھاری نکلے گا) اس کلمہ کو ایک بار (صدق دل سے) کہنے والے کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں گو مثل کف دریا کے ہوں۔ نزولِ وحی کی دو قسمیں ہیں (۱) جلی (۲) خفی۔ جلی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) الہام قلبی

بلا واسطہ اس حدیث کو قدسی اور کلام قدسیہ بھی کہتے ہیں (۲) جس کو جبرئیل اللہ کے حکم سے لوحِ محفوظ سے آپ کے پاس لائے ہوں۔ حدیث مذکور قسم جلی سے ہے کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنی سماعت کی آپ کو خبر دی اور بیان کیا کہ بنا بر عظمت و شرف کلمۂ طیبہ کے گیارہ نام ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مختلف ناموں سے فرمایا ہے (۱) کلمۂ طیب اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (اسی کی طرف پاک کلمے صعود کرتے ہیں (۲) کلمہ طیبہ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (۳) کلمۂ استقامت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (بے شک ان لوگوں نے صدق دل سے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی اعتقاد پر جم گئے اور ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر مداومت کی (۴) کلمۂ کلید لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے لیے ہیں) تفسیر ابن عباس میں ہے کہ اس سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے (۵) کلمۂ تقویٰ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ کلمۂ تقویٰ سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے (۶) کلمۂ عدل اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (بیشک اللہ ہر شے میں برابری اور امتیاز اور احسان کا حکم دیتا ہے) احسان سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے (۷) قولِ سدید وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا تم پسندیدہ قول کہو۔ قول پسندیدہ سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے (۸) کلمۂ امن وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ۔ یعنی احسان اسی کا مقبول ہے جو ایمان لایا اور لا الٰہ الا اللہ کہا (۹) کلمۂ عہد اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (وہی فلاح پانے والا ہے جس نے اللہ کے نزدیک عہد کیا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى یعنی جب اللہ نے کہا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو اس کی روح نے کہا بیشک تو ہمارا پروردگار ہے (۱۰) کلمۂ احسان هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ یعنی جس طرح اللہ نے تمہیں انجاس اور ارجاس سے پاک کیا اسی طرح تم لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اپنے کو کفر اور شرک سے پاک رکھو (۱۱) کلمہ دین اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (۱۲) صراط حمید وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ (۱۳) صراطِ مستقیم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۱۴) لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى (۱۵) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ احسان اور دین اور صراطِ حمید اور صراطِ مستقیم اور اَحْسَنُوْا اور قولِ احسن

سب سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب تک دنیا میں ایک کلمہ گو باقی رہے گا قیامت نہ آوے گی۔ یہی کلمہ باعث ایجادِ عالم ہے۔ یہی کلمہ دوزخ سے بچانے والا جنت دلانے والا ہے۔ یہی کلمہ ایمان ہے۔ تمام مخلوق کا یہی وظیفہ اور باعثِ حیات ہے حتیٰ کہ اللہ کا اصدق القول ہے اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء وعظ فرما رہے تھے ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر کہا میں بے حد گنہگار ہوں۔ ختم وعظ کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ بارش کی بوندیوں سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ صحرا کی ریت سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ اللہ کی رحمتوں سے بھی زائد ہیں اس سوال پر وہ خاموش ہو کر رونے لگا۔ آپ نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ اللہ تیرے سب گناہ بخش دے گا اور حدیث میں کہ جب اللہ کا بندہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو عرش ہلنے لگتا ہے حکم ہوتا ہے اے عرش ساکن ہو جا وہ کہتا ہے اے اللہ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ مجھے سکون حاصل ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے بخش دیا۔ حدیث میں ہے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ لا الٰہ اِلّا اللہ کہنے والے کو بیس ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور سو بار کہنے والے کے اور بہشت کے درمیان میں سوا موت کے کوئی حجاب نہیں ہوتا یعنی مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔ اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی دو سو مرتبہ دن کو اور دو سو مرتبہ شب کو یہ کلمہ پڑھے گا تمام فرشتوں اور ساتوں طبق آسمان و زمین کی عبادت کے برابر ثواب پائے گا اور آپ نے فرمایا ہے لا الٰہ الا اللہ بہت کہا کرو تاکہ تم بخشے جاؤ اور فرمایا جو اس کی بے حد تلاوت کرتا ہے اللہ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ قیامت میں ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جائے گا اور ایک پلّہ میں اس کی برائیوں کے ننانوے صندوق رکھے جائیں گے ہر ایک کی درازی منتہائے نظر ہوگی اور دوسرے پلّے میں ایک چھوٹا پرچہ جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا رکھا جائے گا پس یہ دوسرا پلّہ گراں ہو جائے گا

اور اللہ اس شخص کو بخش دے گا۔ اور فرمایا ہے کہ بہتر کلام وُہ ہے جو میں کہتا ہوں اور اسی کو اگلے پیغمبر کہتے تھے اور وُہ یہی کلمہ ہے اور فرمایا ہے جب بندہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندہ تو نے سچ کہا پھر فرشتوں سے خطاب کرتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دیا۔ اور فرمایا کلمہ زبان سے نکل کر عرش تک پہنچتا ہے اور مثل ماہتاب کے چمکتا ہے۔ اور دوسری نیکیاں ستاروں کی طرح اس کے گرد چمکتی ہیں۔ اور فرمایا جو کوئی سات دن برابر کلمہ پڑھے گا اللہ اس کو سات چیزیں دے گا (۱) آسانی سکرات (۲) حُسن خاتمہ (۳) راحتِ قبر (۴) آسانی سوال نکیرین (۵) قیامت میں نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا۔ (۶) نیکی کا پلّہ گراں ہو گا (۷) پل صراط سے بجلی کی طرح گذرے گا۔ لکھا ہے کہ لا الٰہ الّا اللہ میں چوبیس حروف ہیں اور دن رات کی چوبیس ساعتیں ہوتی ہیں پس جو کوئی شبانہ روز میں ایک بار بھی کلمہ پڑھے گا اس کی تمام ساعتوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور فرمایا ہے کلمہ طیبّہ اس طرح گناہوں کو خاک کر دیتا ہے جیسے تیز آگ سوکھی لکڑی کو راکھ بنا دیتی ہے اور جو کوئی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ روزانہ سو بار پڑھے دنیا میں فقر سے اور قبر میں وحشت سے نجات پائے اور عقبیٰ میں جنت حاصل ہو اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا الٰہ الّا اللہ میرا حصار ہے اس حصار میں آنے والا عذاب سے امن میں ہوتا ہے اور فرمایا کہ ایک مجلس میں چالیس مرتبہ لا الٰہ الّا اللہ پڑھنے والے کے ستّر برس کے گناہ معاف ہوتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ نبوی میں جب کوئی مرتا تھا تو ہم لوگ مل کر ایک لاکھ بار کلمہ پڑھ کے اس کا ثواب اس کو بخشتے تھے اور سکرات میں بھی پڑھتے تھے اور اس سے بھی پڑھواتے تھے تاکہ کلمہ پڑھتے پڑھتے یا سنتے سنتے اس کا دم نکلے اور عذاب قبر اور سوال نکیرین سے بآسانی چھٹکارا پا کر جنت میں جاوے۔ مسلمانو آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص جس حال اور شغل میں مرتا ہے اسی حال اور شغل میں ہمیشہ رہتا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا الٰہ الّا اللہ کی اتنی کثرت کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں جو اس حال تک پہنچے گا قیامت کے دن انبیاء اس کا استقبال کریں گے اور فرمایا ہے جو کوئی بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک

لاالٰہ الا اللہ کہتا ہے اور درمیان میں دنیاوی بات نہ کرے تو اللہ اس کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور جو کوئی وضو کرتے وقت لاالٰہ الا اللہ کہے تو اللہ ہر قطرہ کے بدلہ میں ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا ان کی تمام تسبیح کا ثواب اس شخص کو ملے گا اور فرمایا جو شخص سوتے وقت دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے گویا اُس نے اللہ کی راہ میں دو بردے آزاد کیئے اور فرمایا میں اپنے بعد تمہیں لاالٰہ الا اللہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں جس نے اس کی پناہ پکڑی دوزخ سے نجات پائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا تم میرے خالص دوستوں کو جانتے ہو انہوں نے کہا تو ہی عالم و دانا ہے ارشاد ہوا کہ وہ امت محمدی سے ہوں گے جو غزوہ وجہاد میں لشکر و فوج میں پہاڑ کی بلندی و پستی میں صحرا و بیابان میں اعلان کے ساتھ بلند آواز سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوں گے ان کی آواز سے کوہ صحرا ہل جائیں گے وحشی جانور اُن سے اُنس کریں گے ملائکہ ان کی خوش الحانی سے وجد میں آئیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے میرے دیدار کی دولت اور مثل پیغمبروں کے ثواب پائیں گے اور حدیث میں ہے جو شخص فجر کے بعد دس مرتبہ اور ظہر کے بعد بیس مرتبہ اور عصر کے بعد تیس مرتبہ اور مغرب کے بعد چالیس مرتبہ اور عشا کے بعد پچاس مرتبہ اور وتر کے بعد ساٹھ مرتبہ لاالٰہ الا اللہ پڑھے پیغمبروں کا ثواب پائے گا اور جنت میں ایسے ساٹھ شہر اس کو ملیں گے کہ ہر شہر میں ساٹھ ساٹھ محل ہوں گے اور ہر محل میں ساٹھ ساٹھ مکان ہوں گے اور ہر مکان میں ساٹھ ساٹھ تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ایک حور ہو گی۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کے لیے اور تمام مومنین اور مومنات کے لیے آمرزش طلب کرو اور اللہ تمہاری جائے آمد و رفت اور ٹھکانوں کو جانتا ہے) بعض مفسرین کے نزدیک یہ خطاب ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مگر مُراد اس سے غیر ذات نبوی ہے۔ کیونکہ آپ تو خود ہی دانا تھے اور یقیناً جانتے تھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور مجاہد کا قول ہے کہ فاعلم انہ لاالٰہ الا اللہ سے

مراد ہے کہ جان تو یقینی لا الٰہ الا اللہ تمام ذکروں میں افضل ہے جیسا کہ حدیث میں افضل الذکر
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ موجود ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لا الٰہ
الا اللہ سے مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا نہ کوئی ضرر دینے والا نہ نفع دینے والا نہ بلاؤ در
کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا ہے **مترجم** کہتا ہے کہ میں نے لا الٰہ الا اللہ کی ترکیب
اور اس کے تمام معانی کو بہ تفصیل حاشیہ شرح جامی میں درج کیا ہے اور نہایت وضاحت
اور آسان اور کم عبارت میں مقاصد مفیدہ کو بیان کر دیا ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھے انتھٰی
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مومنین اور مومنات اور خود اپنے لیے آمرزش
چاہے تو حضور قلب ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث میں وارد ہے مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَمْ یَحْضُرْ
قَلْبُہٗ مَعَ لِسَانِہٖ لَمْ یُغْفَرْ (جو شخص بخشش چاہے اور دل کو زبان کے ساتھ حاضر نہ
رکھے نہ بخشا جائے گا) حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ تعالیٰ سے
دریافت کیا کیا تو کسی گنہ گار کو بھی دوست رکھتا ہے ارشاد ہوا ہاں میں بخشش چاہنے
والے گنہ گار کو دوست رکھتا ہوں۔

المجلس الثانی والثلثون

فی فضیلۃ کلمۃ الشہادۃ

کلمۂ شہادت کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ ثَمَانِیَۃَ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَآءَ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا کہ جس نے کلمۂ شہادت کہا تو اللہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے کہ جس دروازے سے اس کا دل چاہے جنت میں داخل ہو) جاننا چاہیے کہ کلمۂ شہادت سے یہ مراد ہے کہ وحدانیت الٰہی اور رسالت نبوی کی گواہی دے یہی اصل توحید ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اللہ کی وحدانیت اور پیغمبر کی رسالت پر گواہی دے گا اللہ اس کے لیے بہشت واجب کردے گا اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس کا ضامن ہوں اور فرمایا خلوص سے کلمۂ شہادت پڑھنے والے پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کلمۂ شہادت پڑھ کر مرے اس کے سب گناہ محو کر دیئے جاتے ہیں اور فرمایا ہے کہ اللہ کے پاس ایک نوری ستون ہے جب بندہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ سکون اختیار کر وہ کہتا ہے تو کلمۂ شہادت پڑھنے والے کو بخش دے تو میں سکون اختیار کروں حکم ہوتا ہے ہم نے بخش دیا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ پڑھتا ہے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرو۔ اور فرمایا ہے جو شخص صبح کو دس مرتبہ کلمہ شہادت پڑھے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اور فرمایا ہے جو شخص قبرستان میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے تو پڑھنے والے کو اللہ ہزار نیکیاں دیتا ہے اور اس کی ہزار برائیاں دور کرتا ہے اور ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اس قبرستان کے تمام مُردوں کو بخش دیتا ہے اور فرمایا ہے جو کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ پڑھے اللہ اس کی نیکیوں میں ہزار درجہ بلند کر دیتا ہے اور فرمایا ہے جو کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ پڑھے دوزخ سے نجات پاوے گا اور فرمایا ہے کہ رفع حاجت کے لیے باوضو سو مرتبہ کلمہ شہادت پڑھنا مفید ہے اور فرمایا ہے جنازہ دیکھ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ کہنے والے کو ہر بال کے عوض میں ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور اتنی ہی برائیاں دُور ہوتی ہیں اور اتنے ہی درجے بلند ہوتے ہیں اور فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا وَحَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلٰٓئِکَتِکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ چار مرتبہ پڑھنے والا آتش دوزخ سے نجات پاتا ہے اور فرمایا ہے جو کوئی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہتے وقت رفع سبابہ کرے تو قبر سے اُٹھتے وقت تمام انگلیاں

کلمہ پڑھتی ہوں گی۔ جاننا چاہیے کہ رفع سبابہ مستحب ہے اور نماز میں شہادتین پڑھتے وقت رفع سبابہ کرنے کو علما سنت کہتے ہیں اور فرمایا ہے جو کوئی شب جمعہ کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ تا قَدِیْرٌ چالیس مرتبہ پڑھے ایک حج کا ثواب پاوے گا۔ اور غروب آفتاب کے وقت دس مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھنے والا ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب پائے گا اور فرمایا ہے جو کوئی نماز کے بعد لآ الٰہ الّا اللّٰہ تا قدیر اور اس کے بعد اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ پڑھے ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا اور آپ نے خالد جہنی سے فرمایا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ تا آخر کی برکت سے قبرستان کے مردوں کی بخشش کی بشارت دو اور فرمایا سوتے وقت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تا قَدِیْرٌ پڑھا کرو۔ اسی طرح جب سو کے اٹھو پڑھو اور فرمایا ہے طلوع آفتاب کے وقت اس کو دس بار پڑھا کرو بیحد نیکیاں پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (اللہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ یقینی اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تمام فرشتے اور تمام اہل علم جو عدالت پر قائم ہیں انصاف کے ساتھ یہی کہتے ہیں پھر مکرر یہی فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی غالب حکمت والا ہے) جاننا چاہیئے کہ جب ملائکہ اور عقلاء اور تمام وحوش وطیور اس کی وحدانیت کے قائل ہوں تو انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے سب سے زائد اس کا مقر ہونا چاہیئے اور اُولُوا الْعِلْمِ سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ مشرک گو امور دنیاوی میں عقیل ہوں ہرگز عقلاء میں نہیں گنے جا سکتے اور قرآن شریف میں اللہ نے اکثر مقام پر اپنی وحدانیت کا ذکر فرمایا ہے جو ظاہر ہے محتاج بیان نہیں۔

المجلس الثالث والثلثون

فی فضیلۃ الاستغفار

فضیلت استغفار کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَثَّرَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنائنے فرمایا ہے جس نے استغفار کی کثرت کی اللہ اُس کے لیے ہر ایک ہم اور غم سے کشادگی اور ہر تنگ مقام سے نکلنے کی جگہ عطا کرتا ہے اور بیگمان رزق دیتا ہے) اللہ تعالی فرماتا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا اور فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا۔ اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً (میں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں) اور فرمایا ہے اِسْتَغْفِرُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَغْفِرُوْا فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ (استغفار کرو کیونکہ اگر تم استغفار نہ کروگے تو اللہ تمہیں نہ بخشے گا) اور فرمایا ہے طُوْبٰی لِمَنْ اَذْنَبَ وَاسْتَغْفَرَ (گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کرنے والے کو بشارت ہو) اور فرمایا ہے استغفار گناہوں کو اس طرح خاک کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اور فرمایا ہے ہر چیز کی دوا ہے اور گناہ کی دوا استغفار ہے اور فرمایا مَنْ رُزِقَ الْاِسْتِغْفَارَ لَمْ یُحْرَمِ الْمَغْفِرَۃَ (جو شخص رزق دیا گیا

استغفار سے نہ محروم رہے گا مغفرت سے۔) اور فرمایا ہے جو شخص سوتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے گا اللہ اسکے سب گناہ معاف کر دے گا اور فرمایا ہے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے استغفار کیا کرو تاکہ رحمتِ الٰہی تم سے دُور نہ ہو اور فرمایا ہے ہر نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ ذُنُوْبَ السِّرِّ وَالْجَھْرِ پڑھا کرو اور فرمایا ہے جو گناہ کرتا ہے اور استغفار کر لیتا ہے وُہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا اُس نے گناہ ہی نہیں کیا اور فرمایا ہے استغفار رزق کو بڑھاتا ہے اور فرمایا ہے ہر شب و روز میں تین تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھا کرو اور ایک روایت میں اَتُوْبُ اِلَیْہِ کے بعد وَھُوَ مَعَاذِیْ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ بھی ہے اور فرمایا ہے ہر صبح کو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبِیْ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دس مرتبہ پڑھا کرو۔ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَسْتَعْصِمُہٗ وَاَسْتَغْفِرُہٗ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ روزانہ پڑھنے کے لیے آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تھا اور فرمایا تھا جو اُسے ایک بار پڑھے گا بخشا جائیگا اور جو دو بار پڑھے گا اُس کے والدین بھی بخشے جائیں گے اور جو تین بار پڑھے گا اس کے قرابت والے بھی بخشے جائیں گے اور فرمایا ہے سید الاستغفار یہ ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جاننا چاہیے کہ صرف اپنے لیے ...... استغفار کرنا بخیلی ہے بلکہ استغفار اپنے اور عامہ مومنین کیلیے کرنا چاہیے۔ مشرکین کیلیے استغفار کرنا ناجائز ہے فتح مکہ کے بعد حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ قبرستان میں جا کر اپنے اعزہ اور اقربا، کے لیے آمرزش چاہیں اسوقت یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی (نبی اور مومنین کی یہ شان نہیں ہے کہ مشرکین کیلیے استغفار چاہیں اگرچہ اُن کے قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں) اللہ ہم کو اور اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ اپنے لیے اور تمام مومنین اور مومنات کیلیے ہر وقت استغفار کریں رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

المجلس الرابع والثلثون ۳۴

فی فضیلۃ التسبیح

تسبیح کے فضائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا یَضُرُّکَ بِاَیِّھِنَّ بَدَاْتَ (سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ سب سے زائد چار کلمے محبوب ہیں (۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) لا الٰہ الا اللہ (۴) اللہ اکبر۔ کبھی ضرر اور نقصان نہ ہوگا جو جس نام سے چاہے شروع کرے۔ جاننا چاہیئے کہ تسبیح ایسی اچھی چیز ہے کہ ملائکہ گو انواعِ اقسام کی عبادت کرتے ہیں مگر ان کو تسبیح پر فخر ہے اور کہتے ہیں نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ اللہ تعالیٰ بخطاب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ اور فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے اللہ میری زبان میں لکنت ہے تو میرے بھائی کو میرا وزیر بنا دے تاکہ مجھے فرعون کے مقابلے میں اُن سے مدد ملے اور نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا فارغ البال ہو کر میں تیری کثیر تسبیح اور کثیر ذکر کیا کروں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یُسَبِّحُ لَہٗ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ اور فرماتا ہے وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا اور فرماتا ہے سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مروی ہے کہ ایک بار حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سایہ دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے پس پشت سے مینڈک کی آواز سُنی آپ نے دیکھا

تو وہ ایک پانی سے بھرے ہوئے گڑھے میں بیٹھا چلا رہا ہے اتنے میں حضرت جبریلؑ نے آکر عرض کیا کہ چھ مہینے سے یہ مینڈک پیاس سے بیتاب تھا مگر اس حالت میں بھی ہر وقت اللہ کی تسبیح کرتا رہا جس کے صلے میں آج چالیس دن ہوئے ہیں کہ اللہ نے اس کے لیے پانی برسایا ہے مگر یہ ایسا تسبیح میں مصروف ہے کہ اب تک اُسے پانی میں ہونے کی خبر نہیں آپ نے پوچھا اس کی تسبیح کیا ہے جبریل نے کہا سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَعْبُوْدِ فِیْ زَبَدِ الْبِحَارِ کہتا ہے اسی وجہ سے آپ نے فرمایا ہے لَا تَقْتُلُوا الضِّفْدَعَ فَاِنَّهٗ کَثِیْرُ التَّسْبِیْحِ (مینڈک کو نہ مارو کیونکہ وہ اللہ کی بیحد تسبیح کرتا ہے) پس آپ نے اس مینڈک سے کہا طُوْبٰی لَكَ یَا ضِفْدَعُ بِمَدْحِكَ رَبِّیْ بِلِسَانِ الْعَرَبِیِّ اَنْتَ حَبِیْبِیْ اے مینڈک تیرے لیے بشارت ہو کہ تو میرے رب کی عربی زبان میں تسبیح کرتا ہے تو میرا پیارا ہے) پھر آپ نے پوچھا تو روزانہ کتنی مرتبہ اللہ کا نام لیتا ہے اُس نے کہا دو ہزار مرتبہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کو جو کوئی ایک مرتبہ کہے دس ہزار بردے آزاد کرنے کا ثواب پائے گا اور فرمایا ہے فجر کے وقت سنت و فرض کے درمیان میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ پڑھا کرو اور فرمایا ہے کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ وَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری اور اللہ کو پیارے ہیں (۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ جو کوئی اس کو روزانہ سو بار پڑھے اللہ اس کو بخش دے گا اور فرمایا ہے کہ ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ مرتبہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک مرتبہ پڑھا کرو اور فرمایا ہے اللہ نے آدمی کے تین سو ساٹھ بند بنائے ہیں پس جو کوئی تین سو ساٹھ بار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے یا راستہ سے مسلمانوں کی رفع تکلیف کے خیال سے کنکر پتھر ہٹاوے دوزخ سے رہائی پائے گا اور فرمایا ہے ہر وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھا کرو کیونکہ اس کا ثواب بے حد ہے

اور فرمایا ہے کہ یہ کلمہ قیامت کے دن اوپر نیچے آگے پیچھے نگہبان بن کر اپنے کہنے والے کو تمام آفاتِ محشر سے بچا کر صالحین میں ملاوے گا اور فرمایا ہے کہ اس کلمہ سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے تازیانے سے درخت کے پتّے۔ ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی کہ مجھے ایسی بات سکھا دیجئے جس سے اللہ خوش ہو آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو اس نے کہا یہ تو اللہ کی تسبیح ہے کچھ میرے لیے بھی بتائیے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَتُبْ عَلَیَّ وَارْضَ عَنِّیْ پڑھا کر یہ تیرے لیے کافی ہے اُس نے پوچھا تسبیح پڑھنے سے کیا فائدہ ہو گا آپ نے فرمایا قیامت کے دن سبحان اللہ تیرے آگے اور الحمد للہ پیچھے اور لا الٰہ الا اللہ بائیں اور اللہ اکبر داہنی جانب ہو کر تجھے دوزخ سے بچائے گا اور فرمایا ہے کہ مسجد میں اُس کو زیادہ پڑھا کرو اس کے ہر حرف کے بدلے تمہارے لیے جنت میں ایک میوہ دار درخت لگایا جاتا ہے جس کا ایک ایک پتہ تمام دُنیا کو ڈھانک لے گا۔ اے ابوہریرہ جب بندہ اسے پڑھتا ہے فرشتے اُس کے لیے جنت میں باغ لگاتے ہیں جب بندہ چُپ ہو جاتا ہے فرشتے بھی رُک جاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیّت کی تھی کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھا کرو اسی کے باعث آسمان و زمین قائم ہیں اسی کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی دُعا قبول ہوئی تھی اس کا پڑھنے والا محتاج نہیں ہوتا ہے اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جو کوئی روزانہ تسبیح دس مرتبہ پڑھے رنج و غم میں مبتلا نہ ہو گا اور فرمایا کہ لاحول جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور شفا ہے اور رنج و غم دُور کرتا ہے۔ صلوٰۃ التسبیح چار رکعت ایک سلام سے اس طرح پڑھو کہ رکعت اوّل میں تکبیر تحریمہ کے بعد سبحان اللہ الخ پندرہ مرتبہ پھر قومہ میں دس مرتبہ پھر سجدۂ اوّل میں تسبیح معہود کے بعد دس مرتبہ پھر جلسہ میں دس مرتبہ پھر سجدۂ ثانی میں تسبیح معہود کے بعد دس مرتبہ پھر قیام کرو اسی طرح چاروں رکعتوں میں تین سو بار پڑھو وقت صبح ہو یا شام اس کے پڑھنے والے پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے اگر ہو سکے تو روزانہ پڑھے ورنہ ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھے اس کے پڑھنے سے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (تسبیح کی اللہ کے لیے انہوں نے جو آسمانوں میں ہیں اور انہوں نے جو زمین میں ہیں اور وہ بڑا غالب حکمت والا ہے) جاننا چاہیئے کہ بعض ملائکہ کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ الْحَیِّ الْقَائِمِ اور بعض کی سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اور بعض کی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور بعض کی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ہے اور زمین کے تمام حیوانات جمادات نباتات اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ آپ نے سُنا کہ پہاڑ تسبیح کر رہا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ فِیْنَا النَّارَ وَلَمْ تَحْرِقْنَا (پاکی ہے اس ذات کے لیے جس نے مجھ میں آگ پیدا کی مگر مجھے نہیں جلایا۔ ایک دن آپ درخت کے نیچے تھے اس کو تسبیح کرتے سُنا سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ تَحْتَ ظِلِّیْ سَیِّدَ الْاَنْبِیَاءِ (پاکی ہے اس ذات کے لیے جس نے میرے سائے میں سیدالانبیا کو بٹھایا۔ آپ نے یہ کلام سُن کر تبسّم فرمایا۔

المجلس الخامس والثلثون ۳۵

فی فضیلۃ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل درود شریف کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ مَرَّاتٍ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یقیناً اللہ اور سب فرشتے اسی اللہ کے، درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پس اے لوگو کہ مشرف ایمان سے ہوئے ہو درود بھیجو اُن پر اور سرنگونی کرو پوری سرنگوں کرکے اپنے کو انہیں نبی کے حوالے کردو) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ) **مترجم** کہتا ہے اس آیت میں اللہ نے ایمان والوں کو درود پڑھنے کا حکم کیا ہے واضح ہو کہ امرِ صلوٰۃ سے اللہ نے ہر مسلمان پر درود پڑھنا فرض کیا ہے چونکہ اس امرِ درود کو کسی سبب کے ساتھ متعلق نہیں کیا ہے نہ کسی کیفیت یا تعداد کی قید ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو امر بلا قید سبب یا کیف کے وارد ہو تو دیکھا جائے گا کہ کل اصناف و اطوار اُس فعل کے قدرت بشری ہیں یا نہیں اگر وہ فعل محصور قدرت بشری بلا تکلف ہو سکتا ہے تو کل اصناف اس فعل کے مکلفِ شرعی پر فرض ہو جاتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا اقل ادائے فرضیت کو کافی ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ تعداد درود کا احاطہ قدرت بشری سے باہر ہے پس ناچار تمام عمر

میں ہر مومن کو ایک مرتبہ درُود پڑھنا فرض قطعی ہے اگر کسی مومن نے کسی طرح کسی وقت میں درُود نہیں پڑھا تو گناہگار مرتکب کبیرہ کا ہوگا جیسا کہ تارکِ نماز کا ہوتا ہے۔ اور معاذاللہ درُود کے عبادت ہونے کا منکر بیشک کافر ہے اس آیت کی اشارۃ النص سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذکر باسم صفت فرما کر مومنین کو امر صلّوا کا خطاب ارشاد کیا۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نام یا صفت کے ذکر کا آجانا سامع اور ذاکر دونوں پر درُود پڑھنے کو واجب کر دیتا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رُغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ناک گھسی جائے گی ایسے شخص کی جس کے سامنے میں ذکر کیا جاؤں اور وُہ مجھ پر درُود نہ پڑھے۔ حالانکہ آپ خود احوال قیامت میں اپنی اُمت کے دوزخیوں کو ناک گھسے جانے سے مبرّا کر چکے ہیں پس اس قول سے ثابت ہوا کہ ایسے شخص کو آپ اپنی اُمّت سے خارج فرماتے ہیں اور جو شخص باوجود اقرار رسالت آپ کی اُمّت سے باہر ہو یقینی اُس کے اعمالِ حسنہ رائگاں ہیں جیسا کہ آپ نے فصلِ وضو میں فرمایا ہے لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ہرگز نہیں ہے وضو اس کا جس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا اور فرمایا لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيَّ نماز نہیں ہے اس شخص کی جس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔ حاصل یہ ہُوا کہ جو شخص آپ کا ذکر کرے یا سُنے اور درُود نہ پڑھے اس کی کل عبادتیں رائگاں ہیں اور یہ حال منافق کا بھی ہے پس اس میں وعید منافق ہونے کی پائی گئی لہٰذا آپ کا ذکر سننے والے کو درُود پڑھنا واجب ہے البتہ ذکر طویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس مضمون میں کہ تمام ذکر میں سننے والے کو ایک ہی مرتبہ درُود پڑھنا واجب ہے اور آخر تک پڑھتے رہنا مستحب ہے یا ہر جملہ پر درُود پڑھنا بالاستقلال واجب ہوتا ہے اور ترک واجب حرام ہے تو اختلاف یہ پایا گیا کہ مجلس ذکر میں ایک مرتبہ درود پڑھ کر آخر تک خاموش رہنا اور درُود نہ پڑھنا حرام ہے یا جائز اور اصول کا قاعدہ ہے۔ کہ جس مسئلہ میں حلت اور حُرمت دونوں کی حلّت پائی جائے یا دو مجتہدوں میں حلت اور حرمت میں اختلاف پایا جائے یا جماعت علماء میں دو گروہ مساوی کا حلت وحرمت میں اختلاف پایا جائے تو فتوٰی حرمت ہی پر ہوتا ہے۔ اس مقام پر درود میں سننے والے کو مجلس

ذِکر میں ایک بار درُود پڑھ کر ساکت رہنے میں دو گروہ کا اختلاف پایا گیا اب فتوی اسی پر لازم ہے کہ ایک بار درود پڑھ کر آخر تک ساکت رہنا لازم ہے اور ترکِ حرام واجب ہے پس سامعین ذکر شریف پر تا اتمام درود پڑھتے رہنا واجب اور ساکت رہنا حرام ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اور منافع درود شریف کے بے شمار ہیں۔ حدیث میں ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درُود پڑھا اس پر اللہ ستر رحمتیں نازل کرتا ہے۔ امام بیہقی نے کتاب الاذکار میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی شخص مجھ پر درُود پڑھتا ہے تو درُود اس کے مُنہ سے جلدی کر کے نکلتا ہے اور دنیا کے ہر میدان اور جنگل اور دریا پر گذرتا ہے اور ہر سمت پھرتا ہے ہیں فلاں بن فلاں کا درُود ہوں کہ اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہے پس ہر چیز اُس درُود کے پڑھنے والے کے لیے رحمت مانگتی اور اس درُود سے ایک ایسا پرندہ پیدا کیا جاتا ہے جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار رونگٹے ہوتے ہیں اور ہر رونگٹے میں ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہوتے ہیں اور ہر چہرے میں ستر ہزار منقاریں ہوتی ہیں اور ہر منقار میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور وُہ پرندہ ہر زبان سے ستر ستر ہزار لغت کی تسبیح کرتا ہے اور اس تمام تسبیح کا ثواب اس درُود پڑھنے والے کو ملتا ہے پس خیال کرنا چاہیئے کہ ایک مرتبہ درُود پڑھنے کے عوض میں کتنے کروڑ تسبیح کا ثواب اللہ تعالیٰ اس بندے کو عطا فرماتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مرشد مرشدی حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق قدس سرہٗ جُنْبہ فضیلت میں تحریر فرماتے ہیں یہ جو ایک مرتبہ درود پڑھنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں دس نیکیوں کا ثواب اور کہیں ستر نیکیوں کا ثواب فرمایا اور کہیں اتنی کثرت ثواب کی کہ شمار اس کا مشکل ہے حاصل ہونا فرمایا ہے اس کی تطبیق ہمارے کبار محدثین سابقین ایسا فرماتے ہیں کہ یہ تفاوت ثواب ایک ہی مرتبہ پڑھنے میں جو ارشاد ہوا ہے درُود پڑھنے والے کے کوائفِ حالات کا اظہار ہے جو

جو شخص درود شریف کے مامور ہونے کی وجہ سے خالی الذہن نسبت شان حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھتا ہے تو ایک مرتبہ کے درود پڑھنے میں دس نیکیوں کا اجر ہے یعنی باوجود حضرت کی شان عظمت سے خالی الذہن ہونے کے درود پڑھنے والے کو اللہ جل شانہ دس نیکیوں سے کمی نہیں فرماتا ہے اور جو شخص از راہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب حق ہونے کے آپ پر تعظیم کے لحاظ سے درود پڑھتا ہے اس کو ایک مرتبہ کے درود پڑھنے میں ستر نیکیاں کہ سات سو کو پہنچتی ہیں ملتی ہیں اور جو شخص اپنی صورت شوقیہ میں محض واسطے تلذذ اسم پاک کے بالتعظیم بنظر اہتمام شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب الوہیت کے پڑھتا ہے اس کو ایک مرتبہ کے درود پڑھنے میں کچھ ایسا ثواب ملتا ہے کہ جس کا شمار نہیں۔ انتہی کلامہ الشریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اس مجلس میں مصنف رحمہ اللہ نے فضائل درود شریف بہت لکھے تھے میں نے ان کو ترک کر کے خاص درود شریف کے متعلق ایک جامع تقریر لکھ دی جس کے دیکھنے سے ہر شخص فضائل درود سے کماحقہ آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔

المجلس السادس والثلثون ۳۶

فی الدُّعاءِ والدّعوات الماثورۃ والصّلوٰۃ لِقضاءِ الحاجات

دُعا اور دَعواتِ ماثُورہ اور قضاءِ حاجات کی نماز کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْئٌ اَکْرَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ وازکی التحیات نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک دُعا سے زائد بزرگ کوئی شی نہیں ہے) حضرت آدم علیہ السلام نے دُعا مانگی اور فرمایا ہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ حضرت زکریا علیہ السلام نے دُعا مانگی اور فرمایا رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ اور اللہ نے اپنے بندوں کی صفت میں فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ اور حدیث میں ہے کہ مومنین وہ ہیں جو: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے خطاب میں فرمایا ہے وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ غرض دعا کرنا انبیا کا دستور تھا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَوْلَا الدُّعَاءُ لَتَجَسَّمَ الْبَلَاءُ (اگر دعا نہ ہوتی تو ضرور بلا مجسم ہو جاتی) اور فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰہَ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ (ہر حال میں اللہ کو پکارو) اور فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ

رَأْسُ الْعِبَادَةِ (دُعا عبادتوں کا سر ہے) اور فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِالدُّعَاءِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ وَسِيلَةٍ
تم دُعا کو لازم کرلو کیونکہ دُعا بڑا وسیلہ ہے اور فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دُعا عبادت
کا مغز ہے) اور فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ جَنَاحُ الْعِبَادَةِ (دعا عبادت کا بازو ہے) اور فرمایا
ہے لِكُلِّ شَيْئٍ زِيْنَةٌ وَزِيْنَةُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ (ہر شئی کے لیے زینت ہے اور دُعا
عبادت کی زینت ہے) اور فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ (دعا مانگو اللہ
سے اور قبولیّت کا یقین کرلو) اور فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْفُقَرَاءِ وَمَجَانِيْقُ الضُّعَفَاءِ
وَبِالدُّعَاءِ نَجَا مِنَ الْاَوْلِيَاءِ وَهَلَكَ مِنَ الْاَعْدَاءِ (دُعا فقراء کا ہتھیار اور ضعفاء کا
گوپھن ہے۔ دُعا ہی کی وجہ سے اولیاء نے نجات پائی اور ان کے دشمن ہلاک ہوئے)
اور فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يَرْفَعَ الْعَبْدُ اِلَيْهِ يَدَاهُ فَيَرُدُّهُمَا
صِفْرًا (اللہ غنی اور کریم ہے شرم کرتا ہے اس بات سے کہ بندہ دُعا کے لیے اس کی طرف
ہاتھ اُٹھائے اور وُہ خالی ہاتھ لوٹا دے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (تم
مجھ سے مانگو تاکہ میں تم کو دوں) بعض اخبار میں وارد ہے اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى خَمْسَةٌ مِنِّيْ
وَخَمْسَةٌ مِنْكَ اَلْاُلُوْهِيَّةُ مِنِّيْ وَالْعُبُوْدِيَّةُ مِنْكَ اَلْجَنَّةُ مِنِّيْ وَالطَّاعَةُ مِنْكَ النِّعْمَةُ
مِنِّيْ وَالشُّكْرُ مِنْكَ اَلْقَضَاءُ مِنِّيْ وَالرِّضَاءُ مِنْكَ اَلْاِجَابَةُ مِنِّيْ وَالدُّعَاءُ مِنْكَ اللہ تعالیٰ
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ پانچ چیزیں میری جانب سے ہیں اور پانچ چیزیں
تمہاری جانب سے (۱) الوہیت میری جانب سے اور عبودیّت تمہاری جانب سے (۲) جنت
میری جانب سے اور عبادت تمہاری جانب سے (۳) نعمت میری جانب سے ہے اور شکر
تمہاری جانب سے ہے

قبولیت دُعا کے لیے اکیس ۲۱ آداب ہیں (۱) باوضو ہونا (۲) قبل دُعا دو رکعت نماز ادا کرنا
(۳) حمد و ثنا کرنا (۴) اوّل و آخر درود پڑھنا (۵) دُعا تین یا پانچ یا سات بار کرنا یا اس سے
بھی زائد بعدد طاق (۶) گریہ و زاری کے ساتھ آہستہ دُعا کرنا (۷) گڑگڑا کر مکرر دُعا کرنا (۸)
جیسی حاجت ہو ویسے ہی نام سے التجا کرنا (۹) مبارک اوقات میں دعا کرنا مثلاً عرفہ رمضان
جمعہ عاشورہ وقت صبح صادق زوال آفتاب غروب آفتاب نصف شب وغیرہ میں دُعا

کرے (۱۱) احوال مبارک کا خیال رکھنا مثلاً نزول باراں وغیرہ کے وقت دُعا کرے (۱۱) مجالس ذکرِ الٰہی میں دُعا کرنا (۱۲) دونوں ہاتھ اُٹھانا (۱۳) قبولیّت کا اُمیدوار رہنا (۱۴) انکساری ظاہر کرنا (۱۵) گناہوں سے توبہ کرنا (۱۶) بعد دُعا کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرنا (۱۷) حقوق عباد ادا کرنا (۱۸) خیرات کرنا (۱۹) اپنے گناہوں کو یاد نہ کرنا کیونکہ اس سے نااُمیدی ہوتی ہے۔ (۲۰) الحمدللہ علیٰ کل حال کہنا (۲۱) قبولیت دُعا میں تاخیر سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام زمانہ قحط میں قوم کو ساتھ لے کر دُعا سے استغفار کرنے آبادی سے باہر نکلے اور سب کے ساتھ دُعا کی حکم ہوا اَے موسیٰ جس قوم میں چغل خور ہوتا ہے اس قوم کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ اُنہوں نے کہا اَے اللہ وُہ کون شخص ہے بتا دے تاکہ میں اُسے نکال دُوں۔ ارشاد ہوا کہ میں چغل خور کو بُرا جانتا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں خود چغل خور بنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے توبہ کرائی پھر سب کے ساتھ دُعا کی اللہ نے پانی برسا دیا۔ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا لوگوں نے ویرانے میں جا کر دُعا کی مگر پانی نہ برسا اس زمانے کے نبی پر وحی نازل ہوئی کہ اس قوم پر نزولِ رحمت ناممکن ہے جن کا پیٹ حرام غذاؤں سے پُر ہو فسق وفجور میں مبتلا ہوں۔ قبولیّتِ دُعا کے لیے اکل حلال، صدق مقال، امور شرعیہ کی پابندی بھی لازم ہے۔ حضرت سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا ہے دَعْوَتَانِ لَیْسَ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَھُمَا حِجَابٌ دَعْوَۃُ الْوَالِدَۃِ وَدَعْوَۃُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ (دو دعائیں ہیں جن کے اور اللہ کے درمیان میں حجاب نہیں ہے (۱) والدہ کی دُعا (۲) مسلمان مرد کی دُعا مسلمان بھائی کے حق میں اس کے پیٹھ پیچھے بشرطیکہ غرض دنیاوی شامل نہ ہو) اور فرمایا ہے کہ قیامت میں ایک مژدہ دیا جائے گا لوگ تعجباً پوچھیں گے یہ کس کام کا بدلہ ہے ارشاد ہوگا۔ یہ اس دُعا کا بدلہ ہے جو تم نے دنیا میں کی تھی اور ہم نے درستی عاقبت کے خیال سے وُہ دُعا قبول نہیں کی تھی۔ لوگ کہیں گے کاش دنیا میں ہماری کوئی دُعا قبول نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ پکارو اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے سے بیشک وُہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) رَبُّکُمْ سے اس بات کا یاد

دلانا مقصود ہے کہ دُعا میں رَبَّنَا کہا کرو تَضَرُّعًا سے مراد یہ ہے کہ عاجزی اور گریہ وزاری سے دُعا مانگو۔ دوسرے مقام پر خود فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (سوا خدا کے کون ہے جو مضطر کی دُعا قبول کرتا ہے) حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دُعا زیادہ کیا کرو اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِيْمَانًا دَائِمًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَاَسْاَلُكَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضَاهُ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ اور فرمایا ہے صبح وشام اس کو تین تین بار پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ فَاسْتُوْفِ فَاَتِمَّ نِعْمَتَكَ عَلَيَّ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اور فرمایا ہے صبح وشام تین بار پڑھا کرو رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا اور فرمایا ہے فرض نماز کے اخیر قعدہ میں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اور فرمایا ہے جو شخص قرضدار ہو وہ ہر فرض نماز کے بعد گیارہ بار پڑھے اَللّٰهُمَّ يَا فَارِجَ الْهَمِّ وَيَا كَاشِفَ الْغَمِّ وَيَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا مَنْ رَّحْمَةِ عَمَّنْ سِوَاكَ اور فرمایا ہے حفاظت شر اعداء کے لیے صبح کو پڑھا کرو اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور فرمایا ہے کہ کشادہ کار کے لیے صبح وشام اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَذِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ پڑھا کرو اور فرمایا ہے کہ حفظِ ایمان کے لیے اَللّٰهُمَّ يَا وَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ مَسِّكْنَا بِالْاِسْلَامِ وَثَبِّتْنَا عَلَى الْاِيْمَانِ حَتّٰى نَلْقَاكَ وَاَنْتَ عَنَّا رَاضٍ غَيْرُ غَضْبَانَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ صبح وشام پڑھا کرو جو کوئی سوتے وقت اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْبَيْتِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اِقْرَأْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنِّي السَّلَامَ اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ وَصِلْ وَحْدَتِيْ وَارْحَمْ غُرْبَتِيْ وَارْزُقْنِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پڑھا کرے زیارتِ نبوی سے فائز ہوگا اور فرمایا ہے کہ حاجت روائی

کے لیے اَللّٰھُمَّ یَا دَائِمُ یَا قَائِمُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا سَنَدُ یَا مُسْتَنَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ طلوع آفتاب سے پہلے سو مرتبہ پڑھا کرو اور فرمایا ہے کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُبْلِنَا بِمِحْنَۃٍ وَّلَا تُرْسِلْ عَلَیْنَا نِقْمَۃً وَّلَا تَاْخُذْنَا غَفْلَۃً وَّلَا تَجْعَلْنَا مُثْلَۃً وَّاغْفِرْ لَنَا مَا لَا یَغْفِرُ غَیْرُکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ صبح کو تین مرتبہ پڑھا کرو تمام آفتوں سے بچو گے۔ **مترجم** کہتا ہے یہ امر تو ظاہر ہو گیا کہ دعا بغیر آداب کے درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ خلوصِ نیت اور ترک ریا وسمعہ دعا میں ضروری ہے پس اگر قحط کے زمانہ میں خلاف طریقہ حنفیہ کے کوئی شخص اپنی شہرت اور اظہار ولایت یا ادائے سنتِ آبائی کی غرض سے کوئی فعل کرے تو وہ درست نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے بلائے قحط دفع ہوتی ہے۔ حق یہ ہے کہ خود غرضی اور خود آرائی انسان کو اندھا بنا کر ذلیل وخوار کرتی ہے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے آپ کو دغا بازی مکاری خود غرضی سے بچاویں اور اسلام کے سیدھے راستے پر چلیں۔ (آمین)

نماز قضائے حاجت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے جو کوئی بارہ رکعتیں چھ قعدہ اور ایک سلام سے دن یا رات میں ادا کرے اور نماز کے بعد اللہ کی حمد وثنا اور سو بار درود پڑھے پھر سجدہ کرے اور سجدے سے سر اٹھا کر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ اور دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ مَعَاقِدَ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی کَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ۔ پڑھے اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو کوئی قبل صبح صادق جاگ کر غسل کر کے نیا اور تا امکان سفید کپڑا پہنے اور خوشبو لگائے اور وضو اور مسواک کرے اور دو رکعت نماز اس طرح پر پڑھے کہ رکعت اول میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون سات مرتبہ اور رکعت

ثانیہ میں فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلیٰ سات مرتبہ پڑھے پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سات مرتبہ اور درود سات مرتبہ پھر سجدے سے سر اُٹھا کر سات مرتبہ درُود شریف پڑھ کے حاجت طلب کرے اللہ اس کی حاجت برآری کرے گا اور فرمایا ہے جو کوئی شب جمعہ میں چار رکعت پڑھے اس طرح پر کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سو مرتبہ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو مرتبہ اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ سو مرتبہ اور چوتھی رکعت میں حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ سو مرتبہ اور سلام کے بعد درود سو مرتبہ پڑھ کے رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو مرتبہ پڑھے اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ اور فرمایا ہے جو کوئی چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اکتالیس مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ کرے اس میں یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ اکتالیس مرتبہ پڑھے پھر اپنا داہنا رخسار زمین پر رکھ کر وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ اکتالیس مرتبہ پڑھے۔ حاجت پوری ہوگی۔ مترجم کہتا ہے اس سے زائد تفصیل وظائف اور نمازوں کی اگر دیکھنا ہو تو زواہر عمدہ ترجمہ اردو جواہر خمسہ دیکھو میں نے اُس میں بہت عمدگی سے نمازیں اور وظائف بڑھا دیئے ہیں۔

المجلس السّابع والثلثون

فی فضیلۃ النکاح ومایتعلق بہا

نکاح کے فضائل اور اُن کے متعلقات کے بیان میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نکاح میری سنت ہے جس نے انکار کیا وُہ مجھ سے نہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (نکاح کرو بے نکاحوں کا اپنی اولاد اور عزیز و اقربا سے اور صالحین کا اپنے مملوک میں سے اگر وُہ فقیر ہوں تو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا) اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی مدح میں فرماتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَہُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً (بیشک ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے اور ان کو بیبیاں اور اولاد عطا کی) اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ (جو میرے طریقے کو دوست رکھے چاہیئے میری سنت کی پیروی کرے) اور فرمایا ہے تَنَاکَحُوْا تَوَالَدُوْا فَاِنِّیْ اُبَاھِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ (نکاح کرو بچے جنواؤ بے شک میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اُمم سابقہ پر فخر کروں گا) اور فرمایا ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یَنْقَطِعُ اِلَّا ثَلٰثَۃٌ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْلَہٗ بِالْخَیْرِ وَصَدَقَۃٌ جَارِیَۃٌ وَعِلْمٌ عَلَّمَہُ النَّاسَ فَیَنْتَفِعُوْنَ بِہٖ (اولادِ آدم کے تمام عمل مرتے ہی منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین جاری رہتے ہیں (۱) اولاد صالح جو اس کے لیے دُعائے مغفرت کرے

(۲) صدقہ جاریہ (۳) علم دین جو اس نے لوگوں کو سکھایا ہو جس کا سلسلہ قیامت تک رہے گا) اور فرمایا ہے لَا یَمْنَعُ مِنَ النِّکَاحِ اِلَّا عَجْزٌ اَوْ فُجُوْرٌ (نہیں باز رہتا نکاح سے مگر جو نسل بریدہ یا فاجر ہے) بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین کا قول ہے کہ مفلس اور بوڑھے کو جو اپنے نفس پر پورا قابض ہو نکاح نہ کرنا اولیٰ ہے کیونکہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ هَلَاكُ الرَّجُلِ عَلَی التَّزْوِیْجِ (قریب ہے کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا تنگی کا آویگا کہ مرد تزویج کے باعث یعنی فکرِ معاش کے سبب سے ہلاک ہو جائیگا۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ عیال کا کم ہونا بھی تونگری ہے اور عیال کا زائد ہونا بھی مفلسی ہے۔ حضرت سلیمان دارمی رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ عورتوں سے صبر زائد بہتر ہے اس سے کہ مصیبتوں پر صبر کرے اور کسی بزرگ کا قول ہے کہ اپنے کو آگ میں ڈالنا عورت کرنے سے بہتر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ نکاح میں سات فائدے ہیں (۱) اولاد کا ہونا جو والدین کے لیے دعائے مغفرت کریں گے اور چھوٹے بچے مرتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنے والدین کے شفیع ہوتے ہیں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ الطِّفْلَ یَاْخُذُ ثَوْبَ اَبَوَیْهِ وَیَجُرُّ اِلَی الْجَنَّةِ (قیامت میں چھوٹے بچے اپنے والدین کا دامن پکڑ کر جنت میں کھینچ لے جائیں گے) اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ لَهٗ ثَلٰثَةٌ وَلَدٍ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ اِیَّاهُمْ جس کے تین چھوٹے بچے مرے ہیں اللہ اس کو اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل کرے گا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاثْنَانِ قَالَ وَلَوِ اثْنَانِ کسی نے پوچھا اگر دو مرے ہوں آپ نے فرمایا اس کو بھی جنت ملے گی (۲) شیطان سے بچنا مباشرت کی آرزو کا ٹوٹنا بد نگاہی سے محفوظ رہنا حدیث میں ہے مَنْ نَکَحَ فَقَدْ حَصَّنَ نِصْفَ دِیْنِهٖ (جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنے دین کے نصف حصہ کو قلعہ میں کر لیا) اور بھی وارد ہے کہ جس نے نکاح کیا اس نے شیطان کے شر سے نجات پائی اور بھی آپ نے فرمایا ہے اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَقْبَلَتْ فِیْ صُوْرَةِ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ اِمْرَاَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا (جب عورت سامنے آتی ہے اور دکھائی دیتی ہے بصورتِ شیطان (فریب دینے والی)

پس جب تم میں سے کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے اور وُہ اُسے بھلی معلوم ہو تو اُسے چاہیئے کہ اپنی منکوحہ سے آ کر صحبت کرے بیشک اس منکوحہ کے ساتھ وہی ہے جو اس عورت کے ساتھ ہے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا عَلَى الْفَتَيَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ (نہ جاؤ تم جوان پردہ نشین عورتوں کے پاس تنہائی میں بیشک شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے (۳) دِل خوش ہوتا ہے دل کو عورتوں کے حسن وجمال دیکھنے سے راحت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا (تاکہ تم آرام پکڑو ان کی طرف) یعنی نکاح کرنے کے بعد تم تھکے ماندے کہیں سے گھر میں آؤ گے تو اُن کے پاس آرام پاؤ گے (۴) گھر کی تدبیر اور اس کی آسائش سے فرصت حاصل ہوتی ہے صالح عورت کا گھر میں ہونا اللہ کی نعمت ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ رَجُلٍ غَيْرِ عَمَلٍ صَالِحٍ (ایک صالح عورت ہزار مرد غیر صالح سے بہتر ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ خَيْرٌ مِنِ امْرَأَةٍ صَالِحَةٍ (ایمان کے بعد اللہ نے صالح عورت سے زائد بہتر کوئی چیز نہیں عطا کی) (۵) نکاح مجاہدۂ نفس ہے کیونکہ اس کے بعد حقوق کا لحاظ اور بدخوئی پر صبر اور اصلاح میں کوشش اور عدل بین الازواج لازمی ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے يَوْمٌ مِنْ وَالٍ عَادِلٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً (والی عادل کا ایک دن ستر برس کی عبادت سے افضل ہے) اور فرمایا ہے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (کل تمہارے چرواہے ہیں اور کل تمہارے سوال کیے گئے ہیں اپنی رعیت سے) اور فرماتا ہے مَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ الرَّجُلَ فِي نَفَقَةِ امْرَأَتِهِ يُدْرِكُ دَرَجَةَ الْغَازِي (جو کچھ تم اپنے اہل پر خرچ کرو گے وُہ ثواب میں مثل صدقہ کے ہے اور نفقہ دینے والا مرد غازی کا ثواب پائے گا) اور فرمایا ہے إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْفَقِيرَ الْمُتَعَفِّفَ ذَا الْعِيَالِ (بیشک اللہ فقیر عیالدار پارسا کو دوست رکھتا ہے) حضرت بشر حافی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ پر جنید بغدادی رحمہ اللہ کو فضیلت حاصل ہے اسلیے کہ میں صرف اپنے نفس کیلیے

مجاہدہ کرتا ہوں اور وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے طلب اکل حلال میں مجاہدہ کرتے (۶) نکاح سے قرابت بڑھتی ہے اور محبت کی نسبت غالب ہوتی ہے۔ اسی لیے حدیث میں وارد ہے کہ نکاح اچھے گھرانے میں کیا کرو تاکہ اچھا پانی اچھی زمین میں جائے اور اولاد صالح پیدا ہو (۷) نکاح سے غنا حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اوپر اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ میں بیان ہوچکا ہے۔ نکاح میں تین آفتیں بھی ہیں (۱) زمانہ موجودہ میں حلال روزی میسر نہیں آتی ہے (۲) ادائے حقوق فی زمانہا پورے طور سے نہیں ہوتا ہے فکر معاش کی وجہ سے یادِ الٰہی سے غفلت ہوتی ہے واضح ہو کہ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینا جائز ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ شوال میں نکاح کرنا مستحب ہے نکاح کرتے وقت اقامت دین کا خیال رکھے نہ حظِ نفس کا حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ بِحُسْنِ جَمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَدُنْيَاهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ اور فرمایا ہے اَعْلِنُوا النِّكَاحَ بِالدَّفِّ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ دف سے اعلان نکاح کرو اور مسجد میں نکاح کرو) چھ قسم کی عورتوں سے پرہیز کرنا چاہیے (۱) شداقہ جو بات کرنے میں ہونٹ چبائے اور آواز بنائے (۲) انانہ جو ہمیشہ اپنے کو بیمار بنائے رکھے (۳) منانہ جو شوہر پر احسان جتائے (۴) حداقہ جو بات کرنے میں آنکھیں مٹکائے ابرو سے اشارہ کرے (۵) براقہ جو ہمیشہ برق رہے اگر شوہر ایک کہے تو وہ ستر سنائے (۶) حنانہ جو شوہر اول سے اولاد رکھتی ہو۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ خوب رو نیک خو سیاہ حدقہ دراز مو بزرگ چشم سفید پوست عورت شوہر کی دوست دار ہوتی ہے۔ حوران جنت کی اللہ نے انہیں اوصاف سے تعریف کی ہے۔ اور مہر کم باندھنا بہتر ہے۔ مگر دس درم شرعی سے کم نہ کرے۔ ایسی عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے جو اپنے سے چہارم حصہ عمر میں کم بوڑھی ہو اور کمینی عورت سے نکاح نہ کرنا چاہیے۔ مرد کو نکاح کرنے کے بعد آدابِ نکاح بجا لانا چاہیے (۱) زوجہ کو اپنے گھر میں لانا (۲) زوجہ کی پیشانی کے بالوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا اَللّٰهُمَّ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مِنِّيْ وَمِنْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا (۳) شکرانہ ادا کرنا (۴) پہلی ہی شب میں مباشرت کرنا بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو (۵) دعوتِ ولیمہ کرنا (۷) زوجہ سے خوش خوئی کرنا (۸) زوجہ کے ساتھ خوش طبعی

اور ملاعبت کرنا (۹) زوجہ کو گستاخ نہ بنانا (۱۰) زوجہ کو نصیحت کرنا غیرت دلانا (۱۱) کھانے پینے کی تکلیف نہ دینا (۱۲) زوجہ کو مسائل حیض و نفاس غسل نماز روزہ اور عقائد اسلام سکھانا (۱۳) اگر کئی بیبیاں ہوں تو عدل بین الازواج کرنا (۱۴) آپس کی شکر رنجی کو دفع کرنا (۱۵) آداب مباشرت کی محافظت کرنا۔ بہتر یہ ہے کہ اللہ کے نام سے ابتداء کرے اور قل ھو اللہ احد پڑھے اور تکبیر و تہلیل کہے اور پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنْ كُنْتَ قَدَّرْتَ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ صُلْبِيْ اور قریب انزال دل میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا پڑھے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے مباشرت نہ کرے اور ستر پر نظر نہ ڈالے بہتر ہے کہ چادر اپنے اہل پر ڈال لے برہنہ مثل چارپاؤں کے مباشرت نہ کرے مباشرت سے پہلے ملاعبت کرے اور کنار میں لے کر بوسہ دے بہتر طریقہ مباشرت کا یہ ہے کہ عورت نیچے اور مرد اوپر ہو۔ اس کے علاوہ شکلوں میں طبًّا ضرر ہے۔ بعض علماء کے نزدیک شب جمعہ کو مباشرت کرنا مستحب ہے۔ وطی کے بعد عزل نہ کرے کیونکہ عزل بعض علماء کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض نے رضائے زوجہ پر موقوف رکھا ہے۔ حالتِ جنابت میں اگر کھانا پینا چاہے تو ہاتھ منہ دھوئے غرغرہ کرے پھر کھائے بہتر ہے کہ وضو کرلے اور جماع کے بعد چھوہارے یا شہد کھانا مستحب ہے جب تک عورت کو انزال نہ ہو جدا نہ ہووے عورت کو لازم ہے کہ جماع کے بعد تھوڑی دیر چت لیٹی رہے تاکہ نطفہ رحم میں قرار پکڑ لے۔ عورت اور مرد دونوں کو اپنا بدن صاف کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ کپڑے رکھنا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں مباشرت کرے اور اوّل شب میں بھی درست ہے حالتِ جنابت میں سر کے بال اور ہاتھ پاؤں کے ناخن نہ کٹوائے (۱۰) جماع کے بعد اچھی طرح غسل کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (اگر تم جنب ہو تو غسل کرو) اور غسل کا ثواب بے حد ہے اور حالتِ غسل میں کسی سے بات کرنا مکروہ ہے (۱۷) جب عورت حاملہ ہو تو اس کو غذائے لطیف کھلائے اور خندہ پیشانی سے کلام کرے (۱۸) حالتِ حمل میں عورت کو اللہ کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے اس کو عقیمہ نہیں بنایا (۱۹) لڑکا پیدا ہو تو بے حد خوش ہو اور لڑکی پیدا ہو تو ناراض نہ ہو (۲۰) طلاق ابغض المباحات ہے مرد کو لازم ہے کہ جب تک دینی

یا دُنیوی نقصان نہ دیکھے طلاق نہ دے اور عورت کو بھی چاہیئے کہ طلاق کی طالب نہ ہو حدیث میں ہے اَیُّمَا امْرَأَةٍ سَالَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ لَمْ تَرُحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (جو عورت بغیر عذر کے اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے گی وُہ جنت کی بُو نہ سونگھے گی) اب حقوق زوجین کا بیان ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے زوجہ اپنے زوج کے لیے مثل کنیز کے ہے۔ اُس پر زوج کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ (جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو جنت میں داخل ہو گی) اور فرمایا ہے لَوْ صَلَّتِ امْرَأَةٌ خَمْسًا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَطَاعَتْ زَوْجَهَا دَخَلَتْ جَنَّةَ رَبِّهَا (اگر عورت پنج وقتہ نماز اور رمضان کے روزے رکھتی رہے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت اور شوہر کی اطاعت کرتی رہے تو اپنے رب کے پاس جنت میں داخل ہو گی) زوجہ پر زوج کے اکیس حق حق ہیں (۱) مرد کی خواہش پوری کرے (۲) اپنے آپ کو زوج کی خوشنودی کے لیے آراستہ رکھے (۳) زوج کے گھر سے بغیر اجازت زوج کے کوئی چیز کسی کو نہ دے (۴) نفل کا روزہ بغیر زوج کی اجازت کے نہ رکھے (۵) بغیر زوج کی اجازت کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عورت بغیر شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر نکلتی ہے تو جب تک وُہ گھر میں واپس نہیں آتی فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور فرمایا ہے لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لِغَیْرِ اللّٰہِ لَاَمَرْتُ اَنْ تَسْجُدَ الْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَیْهَا (اگر میں کسی کو سوا اللہ کے کسی کا سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو ہر آئینہ میں حکم کرتا زوجہ کو کہ اپنے زوج کو سجدہ کرے اس کے شرف و عظمت کی وجہ سے جو اس پر ہے) (۶) زوج کی غیبت نہ کرے اور اس کا عیب ظاہر نہ کرے (۷) اپنے کو نامحرم کی نظر سے بچائے (۸) شوہر کی آبرو ریزی اور پردہ دری نہ کرے (۹) شوہر کے مال کی حفاظت کرے (۱۰) عورت کو چاہیئے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہے شوہر کے دوستوں سے آشنائی نہ کرے (۱۱) زوج کی اولاد پر جو زوجہ اُولیٰ سے ہو شفقت کرے (۱۲) اپنے حُسن کی وجہ سے زوج پر فخر نہ کرے اور اور اُس کی بدصورتی کی وجہ سے اُسے حقیر نہ جانے (۱۳) محتاج شوہر کو حقارت سے نہ دیکھے

(۱۴) اس کے اختیار سے باہر فرمائش نہ کرے حدیث میں ہے لَا تُؤْذِیْ اِمْرَاَۃٌ زَوْجَھَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُہٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَا تُؤْذِیْہِ قَاتَلَكِ اللّٰہُ فَاِنَّمَا ھُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا (نہیں ایذا دیتی کوئی زوجہ اپنے زوج کو دنیا میں مگر کہتی ہے زوجہ اس کی جو جنت میں ہے حُور عین سے کہ اے عورت تو اس کو تکلیف نہ دے تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہے بیشک وُہ مرد آج تیرے پاس مہمان ہے عنقریب ہمارے پاس آیا چاہتا ہے (۱۵) بیماری میں پورے طور سے زوج کی تیمارداری کرے۔ (۱۶) اگر زوج فقیر ہو تو زوجہ کو لازم ہے کہ سلائی پسائی وغیرہ کرکے اس کو بھی کھلائے (۱۷) اوقاتِ عبادت میں زوج کی مدد کرے (۱۸) زوجہ کو گھر کا کام بھی کرنا چاہیئے اور چکی پیسنا سنت ہے (۱۹) زوج کو خیر سے یاد کرے (۲۰) زوج کیلئے دُعا کرے (۲۱) شوہر کے مرنے کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرے اس مدت میں عطر نہ لگائے سنگار نہ کرے۔ زوج پر بھی زوجہ کے اکیس حقوق ہیں (۱) مہر ادا کرے (۲) بقدر وسعت نفقہ دے (۳) موافق موسم کپڑا پہنا دے (۴) تیسرے دن صحبت کرے اور چار دن سے زائد وقفہ نہ دے (۵) ضروریات روزمرّہ کا سامان مہیا کردے (۶) اگر خود عطر وغیرہ کا شوق ہو تو زوجہ کے لیے بھی اس کا سامان درست کردے (۷) علیحدہ مکان رہنے کو دے (۸) اگر ہو تو زوجہ کے لیے بھی خادم یا باندی مقرر کرے (۹) زوجہ کو نماز روزہ حج زکوٰۃ حیض نفاس وغیرہ کے مسائل ضروری سکھا دے اگر خود نہ جانتا ہو تو دوسرے سے پُوچھ کر بتا دے (۱۰) زوجہ کو بلا ضرورت شرعی رنجیدہ نہ کرے (۱۱) ترش رُوئی سے پیش نہ آئے (۱۲) محبت سے باتیں کرے (۱۳) اگر قدرت ہو تو زوجہ کو زیور پہنائے (۱۴) زوجہ کے سامنے ان عورتوں کا ذکر نہ کرے جنہیں اس کی زوجہ سے زائد جہیز ملا ہو (۱۵) اگر ایک زوجہ مالدار اور ایک غریب رکھتا ہو تو غریب کی اہانت نہ کرے (۱۶) زوجہ کے قرابتداروں سے وہی برتاؤ کرے جو اپنے قرابت داروں سے کرتا ہے (۱۷) گالی نہ دے (۱۸) زوجہ کو رشک نہ دلائے یعنی اُس کے سامنے لونڈی پر ہاتھ نہ ڈالے (۱۹) زوجہ پر خرچ کرکے احسان نہ جتائے۔ (۲۰) سفر سے زوجہ کے لیے تحفہ لائے (۲۱) زوجہ کے مرنے کے بعد اُس کے اعزہ کی مدارات اور حقوق کی رعایت کرے ❊

المجلس الثامن والثلثون ۳۸

فی فضیلۃ السخاوۃ

سخاوت کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰہِ وَبَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنائے نے فرمایا ہے کہ سخی اللہ سے قریب اور دوزخ سے دور ہے) جاننا چاہیئے کہ سخاوت انبیا کی عادت اور دوزخ سے نجات کا باعث ہے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے خَصْلَتَانِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَلسَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ دو خصلتیں اللہ کو بہت پسند ہیں (۱) سخاوت (۲) خوش خلقی۔ اور فرمایا ہے اَلسَّخَاءُ اَصْلُ الْاِیْمَانِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا یَدْخُلُھَا اِلَّا سَخِیٌّ (سخاوت ایمان کی جڑ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میری عزت اور جلال کی قسم کہ نہ داخل ہو گا جنت میں مگر سخی) اور فرمایا ہے (سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو) اور فرمایا ہے میری اُمت فقط نماز روزے ہی سے جنت میں نہ جائے گی بلکہ اکثر اُمت سخاوت کی برکت سے جنت میں داخل ہو گی۔ اور فرمایا ہے اللہ کے نزدیک جاہل سخی عالم بخیل سے بہتر ہے اور فرمایا ہے سخی خدا کا بھی دوست ہے اور میرا بھی۔ اور فرمایا ہے جس نے سخاوت اختیار کی نجات پائی اور فرمایا ہے اللہ سخی ہے اور سخی کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے سخی کی عمر کا ایک برس بخیل کی عمر کے سو برس سے بہتر ہے۔ اور فرمایا ہے سخی سے دشمنی رکھنا خدا سے دشمنی رکھنا ہے **نقل کیا ھے** کہ ایک بار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہم حج کو جا رہے تھے راہ میں بھوک و پیاس

نے تلوار مانگی آپ نے فوراً دے دی اس نے کہا آپ بڑے دلیر اور سخی ہیں آپ نے فرمایا جب تو نے مانگنے کو ہاتھ پھیلایا تو میں کیوں بخیلی کرتا وہ کافر فوراً مسلمان ہو گیا۔

نقل کیا ھے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے سات آدمیوں کی آوازیں عرش تک پہنچ جاتی ہیں (۱) سخی (۲) غازی (۳) اندوہگین (۴) بیوہ (۵) پرہیزگار (۶) ستم رسیدہ (۷) یتیم اور حدیث میں ہے کہ ان کی فریاد کرنے سے پہلے ان کی حاجت رفع کر دو۔

مترجم کہتا ہے اس مجلس میں گو سخاوت کے بہت قصے درج ہیں مگر میں نے ان میں سے اکثر قصص کو ترک کر دیا ہے اور اُن کے عوض میں ایسے قصے جن کے دیکھنے سے طبیعت سخاوت پر مائل ہو درج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (مثل ان لوگوں کی جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں یعنی غازی اور مجاہد اور غُربا اور مساکین کو دیتے ہیں، مثل اس کے ہے جیسے ایک دانے سے سات بالیاں اُگتی ہیں اور ہر بالی سے سو سو دانے حاصل ہوتے ہیں پس گویا ایک دانے سے سات سو دانے حاصل ہوتے ہیں اور اللہ زیادہ کرتا ہے اس سے بھی جس کے لیے چاہتا ہے موافق اس کی نیت کے اور اللہ بہت کشائش والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی عنایت کا اظہار فرماتا ہے اور خیرات کرنے والوں کو خیرات کرنے کی رغبت دلاتا ہے کیونکہ جب خیرات کرنے والا دیکھے کہ اس کے بدلے اتنا کثیر ثواب ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ہمہ تن خیرات کرنے میں مشغول ہو گا۔ حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے زمین پر قائم کیا۔ زمین کا کانپنا موقوف ہو گیا فرشتوں نے پوچھا اے اللہ کیا تو نے پہاڑ سے زائد بھی کوئی سخت چیز پیدا کی ہے ارشاد ہوا ہاں وہ لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا کیا لوہے سے زائد بھی سخت چیز پیدا کی ہے ارشاد ہوا ہاں وہ آگ ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا کیا آگ سے زائد بھی سخت چیز پیدا کی ہے حکم ہوا ہاں وہ ہوا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا کیا ہوا سے زائد بھی سخت چیز پیدا کی ہے ارشاد ہوا ہاں وہ بنی آدم ہیں اسلیے کہ وہ

اپنے داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتے ہیں کہ اُن کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔
اور آپ نے فرمایا ہے جب صدقہ دینے والا صدقہ دیتا ہے تو اس کا ہاتھ اس سے پانچ
باتیں کہتا ہے (۱) میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا کر دیا تھا (۲) پہلے تو میرا نگہبان تھا اب میں
تیرا نگہبان ہو گیا (۳) پہلے میں تیرا دشمن تھا اب تو نے مجھے دوست بنا لیا (۴) پہلے میں فانی
تھا اب تو نے مجھے باقی کر دیا (۵) پہلے میں تھوڑا تھا اب تو نے مجھے بہت کر دیا۔ اور
فرمایا ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو بھوک بھر کھانا کھلائے اور پیاس بھر پانی پلائے اللہ
اس کو دوزخ سے دُور کر دیتا ہے۔ دوزخ کہتی ہے اے اللہ مجھے سجدۂ شکر کرنے کی اجازت
دے کیونکہ مجھے اُمّتِ محمدیؐ کے صدقے کرنے والے پر عذاب کرتے ہوئے شرم آتی تھی
اور تو نے اُسے مجھ سے آزاد کر دیا۔ ایک بار بنی اسرائیل میں قحط پڑا اس زمانہ میں ایک عورت
کے پاس ایک لقمہ تھا اُس نے اُس کے کھانے کا قصد کیا کہ فقیر نے سوال کیا اُس عورت
نے وُہ لقمہ اُسے دے دیا۔ پھر وُہ عورت اپنے چھوٹے بچے کو لے کر جنگل میں لکڑیاں کاٹنے
گئی اور بچے کو ایک جگہ بٹھا کر لکڑیاں کاٹنے میں مشغول تھی کہ بھیڑیا اس کے بچہ کو اُٹھا کر
بھاگا یہ غل مچاتی اُس کے پیچھے دوڑی اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا انہوں نے بھیڑیئے
کے منہ سے اس بچّے کو چھڑا کر اس عورت کے حوالہ کر دیا اور کہا تو نے اپنے مُنہ کا لقمہ اللہ کی
راہ میں دیا تھا اس کے صلے میں اللہ نے بھیڑیئے کے منہ کا لُقمہ لے کر تجھے دلا دیا۔ ایک
بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آکر ایک چیل نے شکایت کی کہ میں فلاں شخص
کے درخت پر بچے دیتی ہوں اور وُہ میرے بچے اُٹھا لے جاتا ہے آپ نے اس درخت
کے مالک کو بُلا کر منع کیا اور دو جنّوں سے فرمایا کہ سال میں جب یہ چیل بچے دے اور یہ
شخص اُٹھا لے جاوے تو تم اُس شخص کے دو ٹکڑے کر کے ایک مشرق کی طرف اور دوسرا
مغرب کی طرف پھینک دینا۔ جب دوسرا سال آیا تو مالک درخت ممانعت کو بھول گیا
اور درخت پر چڑھ کر بچے نکال لایا اور اس سال میں اُس نے ایک لقمہ اللہ کی راہ میں
دیا تھا۔ چیل نے آکر پھر شکایت کی آپ نے اُن دونوں جنوں کو بلا کر سخت گرفت کی۔
انہوں نے کہا ہم نے حکم بجالانے کا ارادہ کیا مگر چونکہ اُس نے اللہ کی راہ میں ایک لُقمہ

دیا تھا اس کے صلہ میں اللہ نے اس کی نگہبانی کے لیے دو فرشتے بھیج دیئے انہوں نے ہم دونوں کو پکڑ کر ایک کو مشرق کی طرف اور دوسرے کو مغرب کی طرف پھینک دیا۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت جس کا داہنا ہاتھ سوکھا ہوا تھا۔ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئی اور دُعا کی طالب ہوئی۔ آپ نے اُس سے ہاتھ سوکھ جانے کا سبب پوچھا اُس نے کہا میں نے قیامت کو خواب میں دیکھا اور دیکھا کہ میری ماں دوزخ میں ہے اور اس کے ایک ہاتھ چھوٹا سا چربی کا ٹکڑا اور دوسرے میں کپڑے کا ٹکڑا ہے اور ان سے وُہ اپنی جان بچا رہی ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تو نے دنیا میں نیک عمل کیے تھے آج عذاب میں کیوں مبتلا ہے اُس نے کہا میں بخیل تھی یہ اُسی کی سزا ہے اور تمام عمر میں سوا ان دو چیزوں کے جو میرے ہاتھ میں ہیں میں نے کوئی چیز اللہ کی راہ میں نہیں دی تھی آج انہیں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہے میں نے پوچھا میرا باپ کہاں ہے اس نے کہا وُہ سخی تھا جنت میں ہے میں آئی دیکھا کہ وُہ حوض کوثر کے قریب کھڑا ہوا لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔ میں نے کہا میری ماں دوزخ کے عذاب میں مبتلا اور پیاس سے بے تاب ہے تھوڑا پانی دے کہ میں اُسے پلا آؤں اُس نے کہا اللہ نے اپنے حبیبؐ کے حوض کا پانی بخیلوں پر حرام کیا ہے میں نے بغیر اس کی اجازت کے وہاں سے ایک پیالہ پانی لیا اور دوزخ میں آکر اپنی ماں کو پلا دیا۔ ندائے غیبی سُنی اللہ تیرا ہاتھ خشک کر دے جس سے تو نے حوض کوثر کا پانی بخیل کو پلایا ہے۔ بیدار ہو کر میں نے اپنے ہاتھ کو خشک پایا آپ نے اس کے ہاتھ پر اپنا عصا رکھ کر دعا فرمائی اس کا ہاتھ اچھا ہو گیا اور فرمایا سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکتی ہیں جس نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی وُہ درخت اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکتی ہیں جس نے اس کی ایک ٹہنی پکڑی وہ درخت اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ ؎

صدقہ دہ ہر بامداد و ہر پگاہ — تا بلا ہا از تو گرداند اِلٰہ

آنکہ نیکی میکند در حق ناس — بہترین مرداں اور اشناس

ایک بار بنی اسرائیل میں قحط پڑا ایک فقیر نے ایک امیر کے دروازے پر روٹی کے ٹکڑے کا سوال کیا اس امیر کی لڑکی نے تازی روٹی فقیر کو دی وُہ بخیل تھا جب اُسے یہ حال معلوم ہوا تو غصّہ میں آکر لڑکی کا ہاتھ کاٹ ڈالا کچھ دنوں میں وُہ امیر محتاج ہو کر محتاجی کی حالت میں مر گیا۔ اس کی لڑکی بھیک مانگنے لگی۔ ایک دن کسی امیر کے دروازہ پر جاکر اُس نے سوال کیا اُس امیر نے اس کا حُسن وجمال دیکھ کر اپنے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا۔ جب یہ لڑکی رات کو اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھی تو اُس نے بایاں ہاتھ بڑھایا شوہر نے کہا سچ کہا ہے کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں یہ لڑکی چپ ہو گئی اور خیال کیا اگر کہہ دوں کہ میرا داہنا ہاتھ کٹا ہُوا ہے تو شوہر کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی اسی فکر میں تھی کہ اُس نے ندائے غیبی سُنی تو نے داہنے ہاتھ سے ہماری راہ میں روٹی خیرات کی تھی ہم نے اُسی کے عوض میں تیرا داہنا ہاتھ دُرست کر دیا اُس نے باہر نکالا تو بالکل دُرست تھا اور اسی ہاتھ سے کھانا کھایا ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ انتھٰی۔

المجلس التاسع والثلثون

فی فضیلۃ الایثار[1]

خیرات کی فضیلت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ قُوْتُ یَوْمٍ وَاَنْفَقَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ نَادٰی مَلَکٌ مِّنَ السَّمَاءِ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اسْتَاْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غُفِرَتْ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واز کی التحیات نے فرمایا ہے جس کے پاس ایک ہی دن کا کھانا ہو اور وہ اللہ کی راہ پر محتاج کو دیدے تو فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے اے اللہ کے ولی از سرنو عمل کر کیونکہ تیرے پچھلے گناہ سب بخش دیئے گئے) واضح ہو کہ اعلیٰ مرتبہ سخاوت کو ایثار کہتے ہیں ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ حاجتمند کو دینا ایثار اور بلا احتیاج بخش دینے کو سخاوت کہتے ہیں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے ایثار یعنی خیرات کی دوزخ کی آگ سے نجات پائی اور فرمایا ہے جو شخص ایک دانہ خیرات کرتا ہے اللہ اس کو ایک محل جنت میں دیتا ہے۔ جس کا طول چھ مہینے کی راہ اور عرض چار مہینے کی راہ کے بقدر ہوتا ہے اور فرمایا ہے جو شخص اپنی ضرورت کی چیز سائل کو دیدے اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ نقل کیا ھے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کھٹکا ہوا کہ کفار حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالیں گے۔ حضرت علی رضؓ آپ کی جگہ پر سو رہے تاکہ اگر کفار حضرتؐ کو ایذا دینے کا

[1] ایثار کے معنی ایک چیز کو دوسرے پر ترجیح دینے کے ہیں

ارادہ کریں تو پہلے میں فدا ہو جاؤں آپ کے اس ایثار کی وجہ سے اللہ نے حضرت جبرائیلؑ اور میکائیل علیہما السلام کو آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا اور کفار کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھا اور یہ آیت آپ کی شان میں نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (بعض آدمی وہ ہیں جو اللہ کی خوشی کے لیے اپنی جانیں بیچ ڈالتے ہیں) نقل کیا ھے کہ ایک بار تین دن برابر ایسا ہوا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع حضرات حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم کھانا کھانے بیٹھے سائل نے سوال کیا پہلے دن مسکین آیا دوسرے دن یتیم تیسرے دن اسیر آپ نے تمام کھانا ہر روز سائل کو دے دیا اور تینوں دن متواتر سب نے فاقے کیے یہ آیت نازل ہوئی۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (وہ ایسے ہیں کہ باوجود اپنی احتیاج کے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فرمایا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (سوا اس کے نہیں ہے کہ ہم اللہ کے لیے کھانا کھلاتے ہیں اور جزا اور شکر کے طالب نہیں تم سے) چونکہ تین دن برابر کھانا کھلایا اسلیے اللہ نے تین جزائیں دیں اور فرمایا فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (۱) اللہ نے ان کو قیامت کے شر سے بچا لیا (۲) جس وقت سب لوگ پریشان ہوں گے وہ تازگی اور خوشی دیکھیں گے (۳) جزا دے گا ان کو رب ان کا انکے صبر کی وجہ سے جنت رہنے کو اور حریر پہننے کو۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بھوکے کے سامنے کھانا آئے اور وہ دو ایک لقمہ کھائے کہ سائل سوال کرے اور وہ سب کھانا سائل کو دے کر بھوکا رہے اور صبر کرے تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے دیکھو میرا بندہ میرے لیے کھانا لایا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت اس پر حلال کر دی۔ نقل کیا ھے کہ حالتِ نزع میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ سے سائل نے سوال کیا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا اپنا پیراہن اتار کر دے دیا اور خود عاریۃً دوسرے سے کپڑا لے کر پہنا۔ نقل کیا ھے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا ایک خرما کے

باغ میں گذر ہوا وہاں ایک حبشی غلام کو نگہبانی کرتے دیکھا۔ غلام نے روٹی کھانے کو نکالی اتنے میں ایک کتا آیا اس نے ایک روٹی اُسے دیدی وُہ اُسے کھا گیا اور سیر نہ ہوا غرض ایک ایک کر کے سب روٹیاں اس غلام نے اُسے دے دیں اور خود کچھ نہ کھایا آپ نے اس سے پوچھا اب تو کیا کھائے گا اس نے کہا صبر کروں گا میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ میں سیر ہو جاؤں اور یہ بھوکا رہے آپ اس سے بہت خوش ہوئے اس کے بعد اس حبشی کو آپ نے خرید کر کے آزاد کیا اور وُہ باغ خرید کے اُسی کو دیدیا۔ نقل کیا ھے کہ لوگوں نے حضرت احمد جمال سرخسی رحمہ اللہ سے پوچھا آپ کو یہ رتبہ کیونکر ملا آپ نے فرمایا لبظاہر ایثار سے ملا ہے کیونکہ ابتدائے عمر سے میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اپنا حصّہ دوسروں کو کھلا پلا دوں۔ مترجم کہتا ہے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حج سے فارغ ہونے کے بعد موضع حجر اسمٰعیل میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے ہیں جب تم بغداد کے فلاں محلّہ میں پہنچنا تو بہرام مجوسی سے میرا اسلام پہنچانے کے بعد خبر دینا کہ اللہ تجھ سے راضی ہے میں چونک پڑا اور شیطانی خواب سمجھ کر لاحول پڑھی پھر وضو کر کے طواف کعبہ کیا اور سو رہا یہی خواب دیکھا اسی طرح تین مرتبہ میں نے یہ خواب دیکھا پس جب بغداد میں آیا تو اس محلہ میں جا کر بہرام مجوسی کا گھر تلاش کر رہا تھا کہ ایک بڈھا ملا میں نے اس سے پوچھا تو نے کبھی اللہ کے لیے نیک کام بھی کیا ہے اس نے کہا ہاں میں نے بیع سلف جدید لوگوں سے کی ہے اور میں اُسے نیک کام جانتا ہوں میں نے کہا یہ تو شریعتِ محمدی میں حرام ہے۔ اس کے سوا تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میری چار لڑکیاں اور چار لڑکے تھے میں نے آپس میں بھائی بہن کی شادی کر دی مَیں نے کہا یہ بھی حرام ہے تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میں نے لڑکیوں کی شادی کے بعد مجوسیوں کی دعوتِ ولیمہ کی تھی میں نے کہا یہ بھی حرام ہے تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میری ایک لڑکی بہت خوبصورت تھی اس کے ساتھ میں نے خود نکاح کر لیا میں نے کہا یہ بھی حرام ہے تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میں شب زفاف میں اپنی لڑکی کے پاس تھا ایک مسلمان عورت آئی اور میرے چراغ سے چراغ جلا کر چلی اور پھر چراغ بجھا دیا پھر آئی اور چراغ

جلا کر چلی پھر بجھا دیا۔ میں سمجھا کہ یہ چوروں کی جاسوس ہے اس کے پیچھے ہو لیا جب وہ اپنے گھر پہنچی اس کی لڑکیوں نے دیکھ کر اس سے پوچھا اے اماں کیا ہمارے لیے کچھ لائی ہو اب تو ہم میں صبر کی بھی طاقت نہیں رہی اس عورت نے رو کر کہا مجھے اللہ کے سوا کسی سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اور جس کے یہاں میں گئی تھی وہ مجوسی ہے اور مجوسی اللہ کا دشمن ہوتا ہے اس سے سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آئی میں یہ باتیں سن کر گھر آیا اور ایک طباق میں ہر قسم کی چیزیں بھر کر اسے دے آیا وہ خوش ہو گئی۔ میں نے کہا وہ یہی نیکی ہے اور تیرے لیے بشارت ہو کہ تجھ سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہے پھر پورا خواب بیان کر دیا۔ اس نے کلمہ پڑھا اور بے ہوش ہو کر گرا گرتے ہی مر گیا میں نے اسے غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھی۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا علیل ہوئیں اور انار کھانے کی خواہش کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ بازار تشریف لے گئے اور دام پاس نہ ہونے کی وجہ سے ایک درم قرض لے کر انار خریدا گھر آ رہے تھے کہ راہ میں ایک بیمار پڑا دیکھ کر اس سے پوچھا کوئی چیز کھانے کو تیرا دل چاہتا ہے اس نے کہا انار کھانے کو دل چاہتا ہے آپ نے انار اسے دیدیا۔ بیمار اچھا ہو گیا اور آپ شرمندہ گھر واپس آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا آپ شرمندہ نہ ہوں میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ جس وقت آپ نے اس بیمار کو انار کھلایا اسی وقت میرا دل انار سے پھر گیا اور مجھے صحت ہو گئی آپ خوش ہو گئے اتنے میں حضرت سلمان فارسی رضؓ ایک سینی لیے ہوئے حاضر ہوئے اور کہا اللہ نے یہ ہدیہ اپنے رسول کو بھیجا تھا اور اس کے رسول نے آپ کو بھیجا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو کھولا تو اس میں نو انار تھے دیکھ کر فرمایا اگر میرے لیے آتے تو اس میں دس انار ہوتے۔ حضرت سلمان رضؓ ہنسے اور ایک انار اپنی آستین سے نکال کر رکھ دیا اور کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس میں دس انار تھے فقط آپ کے آزمانے کیلئے میں نے ایک انار نکال لیا۔ انتہٰی۔ اللہ تعالیٰ ایثار کرنے والوں کی تعریف میں فرماتا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور ایثار کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو خود بھی حاجت ہو۔ اس کی شان نزول میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ آیت

ایک انصاری کی شان میں نازل ہوئی۔ واقعہ اس کا یہ ہے کہ ایک بار ایک مہمان خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا آپ نے لوگوں سے فرمایا کون ہے جو اس مہمان کو لے جاتے ایک انصاری اس مہمان کو اپنے یہاں لے گئے۔ غربت کی وجہ سے کھانا اس کے یہاں کم تھا انہوں نے اپنی بی بی سے کہا جب میں مہمان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھوں تو تم چراغ بجھا دینا پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھا اور خود بھی بیٹھے ان کی بی بی نے حکم کے موافق چراغ ٹھنڈا کر دیا یہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور خالی ہاتھ پھیر کر منہ کے قریب لے جاتے تھے اور منہ چلاتے تھے تاکہ مہمان پیٹ بھر کے کھالے اور اُسے یہ بھی نہ معلوم ہو کہ یہ خود نہیں کھاتے ہیں۔ غرض مہمان نے خوب آسودہ ہو کر کھانا کھایا۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرما کر کہا لَقَدْ عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ صَنِیْعِکُمْ اِلیٰ ضَیْفِکُمْ (اللہ تمہارے اس کام سے جو تم نے مہمان کے ساتھ کیا تعجّب کرتا ہے) اور بعض کا قول ہے مجروحانِ جنگ کے لیے ایک انصاریہ پانی لے کر آئیں اور ایک صحابی نے کہ جانکنی کی حالت میں تھے ان سے پانی مانگا یہ بی بی پانی لے کر ان کی طرف بڑھی تھیں کہ دوسرے زخمی نے پانی مانگا ان پہلے صحابی نے اشارہ کر کے اُن بی بی سے کہا کہ پہلے اُسے پلا دو جب یہ بی بی اُن کے پاس پہنچیں تیسرے صحابی نے پانی مانگا اور اُن دوسرے صحابی نے فرمایا کہ پہلے ان کو پلا دو غرضکہ اسی طرح سات آدمیوں نے پانی مانگا اور کسی نے نہ پیا جب یہ بی بی ساتویں صحابی کے پاس پانی لے کر پہنچیں تو وُہ شربتِ شہادت نوش فرما چکے تھے مجبورًا واپس ہو کر چھٹے کے پاس آئیں وُہ بھی جامِ شہادت سے سیراب ہو چکے تھے۔ غرضکہ سب نے درجۂ شہادت حاصل کر لیا اور پانی اسی طرح ان بی بی کے پاس باقی رہا۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اسی طرح اور کئی واقعے مفسرین نے اس کی شانِ نزول کے لکھے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

المجلس الاربعون

فی مذمّۃ البخل

بُخل کی مذمّت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ عَدُوٌّ لِلّٰہِ وَاِنْ کَانَ زَاهِدًا (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ زاہد ہو) اور فرمایا ہے بُخل سے دُور ہو کیونکہ تم سے پہلے ایک قوم بُخل کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہے اور فرمایا ہے تین چیزیں آدمی کو ہلاک کرنے والی ہیں (۱) بُخل (۲) خواہش نفسانی (۳) تکبر۔ اور فرمایا ہے کہ اللہ بخیل کو جنت میں داخل نہ کرے گا۔ نقل کیا ھے کہ ایک بار جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم طوافِ کعبہ کر رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص درِ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہُوئے رو رہا ہے اور کہتا ہے یا اللہ اس نماز کی برکت سے میرے گناہ بخش دے آپ نے پوچھا تونے کیا گناہ کیا ہے اس نے کہا میرا گناہ بہت بڑا ہے میں مالدار بخیل ہوں جب فقیر کو دیکھتا ہوں میرے جسم میں آگ لگ جاتی ہے آپ نے فرمایا پیچھے ہٹ کہیں تیری آگ مجھ کو نہ لگ جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ (جو اپنے نفس کی بخیلی کرنے سے باز رہا اُس نے فلاح پائی۔ اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس ہی سے بخیلی کرتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ دو فرشتے روز ندا کرتے ہیں کہ الٰہی جو خرچ کرے اُسے اور دے اور جو جمع کرے اس کا مال ضائع کر اور فرمایا ہے اللہ تین آدمیوں کو دشمن رکھتا ہے (۱) بوڑھا زانی (۲) متکبر مالدار (۳) بخیل۔ اور فرمایا ہے

بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے اگر ایمان غالب ہوتا ہے بخل دُور ہو جاتا ہے اور اگر بخل غالب ہوتا ہے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور فرمایا ہے جو شخص اپنے اوپر بخل کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور فرمایا ہے آدمی کو بخیل اور بُزدل نہ بننا چاہیئے۔ صاحب ذخیرہ نے لکھا ہے کہ بخیل کی گواہی غیر معتبر ہے کیونکہ وُہ بامروّت نہیں ہوتا۔ شعبی رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ دوزخ میں زیادہ جلانے والی دو خصلتیں ہیں بخیلی اور جھوٹ۔ اور لکھا ہے کہ تین آدمیوں کو دنیا دشمن رکھتی ہے (۱) ظالم (۲) بخیل (۳) بہت کھانے والا۔ نقل کیا ھے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ سے لوگوں نے پوچھا دنیا میں سب سے بُری خصلت کون ہے آپ نے فرمایا (۱) بخل (۲) حسد۔ شرع کی مخالفت کرنے کو بخل کہتے ہیں مثلاً زکوٰۃ اور صدقہ نہ دینا، قربانی نہ کرنا، اہل وعیال اور والدین کو باوجود قدرت نفقہ دینے میں کمی کرنا، ولیمہ عقیقہ، ختنہ وغیرہ میں خرچ نہ کرنا۔ اپنے نوکروں کو بھوکا رکھنا۔ بخیل ضرور دوزخ میں جاتے گا اور جو شخص مہمان کی ضیافت نہ کرے اور سائل کا سوال پورا نہ کرے کتے بلی کو ٹکڑا نہ دے وُہ بھی بخیل ہے اور جو شخص ہمسایہ کو بھوکا پائے اور کھانا نہ کھلائے وُہ بھی بخیل ہے اور جو جمعہ یا عید کو باوجود قدرت نیا کپڑا نہ پہنے وُہ بھی بخیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اللہ سے ڈرو اور تا امکان گناہ سے بچو اور احکام الٰہی کو دل سے سُنو اور فرمانبرداری کرو اور اپنے نفع کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور جو لوگ اپنے نفس کے ساتھ بخیلی کرنے سے باز رہے انہوں نے فلاح پائی) ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ سرِ مُو حکم شریعت کے خلاف نہ کرے اور کبائر وصغائر دونوں سے بچے اور صرف سُن لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل بھی کرنا چاہیئے حدیث میں ہے طُوْبٰى لِمَنْ سَمِعَ وَاَطَاعَ (بشارت ہے اس کے لیے جس نے سُنا اور اطاعت کی) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور مزید رحمت کی وجہ سے یہ بھی بتا دیا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تمہارے ہی نفسوں کے لیے ہے۔ دُوسری جگہ فرماتا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی بھلائی کا بدلہ بھلائی اور بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے۔ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے

حدیث میں ہے مَنْ سَخِیَ نَجٰی وَمَنْ بَخِلَ هَلَكَ (جس نے سخاوت کی نجات پائی اور جس نے بخل کیا ہلاک ہوا) مترجم کہتا ہے مشکوٰۃ میں ہے کہ قارون سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زکوٰۃ دینے کو فرمایا پس قارون نے اپنے مال سے مالِ زکوٰۃ نکال کر ایک جگہ جمع کیا تو وہ مثل ایک ٹیلے کے ہو گیا پس اپنے بخل کی وجہ سے اُس نے زکوٰۃ نہ دی اور بنی اسرائیل سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارا مال لینا چاہتے ہیں سب نے کہا جو تم کہو ہم اس پر عمل کریں۔ قارون نے کہا فلاں زانیہ کو لے آؤ تاکہ وہ حضرت موسیٰ پر زنا کی تہمت لگائے لوگ اُسے لے آئے قارون نے اُسے کہا اگر تو موسیٰ پر زنا کی تہمت لگائے اور اس زنا سے اپنے کو حاملہ بتائے تو میں تجھے ہزار دینار دوں گا۔ پھر عید کے دن قارون نے لوگوں کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعظ کہنے کی درخواست کی۔ آپ نے وعظ کہا اور بیان کیا جو چوری کرے ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے اور جو کوئی کسی کو زنا کی تہمت لگائے اس کے کوڑے ماریں گے اور جو باعصمت شخص زنا کرے اُسے سنگسار کریں گے۔ قارون نے کہا اگر خود آپ نے ایسا کیا ہو۔ آپ نے فرمایا میرے لیے بھی یہی سزا ہے۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کا گمان ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا اُسے بلاؤ جب وہ آئی تو آپ نے اسے اللہ اور توراۃ کی قسم دے کر کہا کہ سچ کہہ اُس نے کہا آپ اس سے بری ہیں بلکہ قارون نے مجھے ہزار دینار دینے کو کہا تھا اس شرط پر کہ میں آپ پر زنا کی تہمت لگاؤں لیکن میں اللہ سے ڈرتی ہوں کہ اس کے نبی پر زنا کی تہمت لگاؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور رو کر کہا اے اللہ اگر میں تیرا برحق نبی ہوں تو تو میری فریاد رسی کر۔ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے زمین کو تمہارے حکم میں کر دیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا جو قارون کے ساتھ ہوں وہ اس کی معیت پر ثابت قدم رہیں اور جو میرے ساتھ ہوں وہ اس سے کنارہ کشی کریں پس دو شخصوں کے سوا سب قارون سے الگ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین ان کو لیلے زمین نے انہیں گھٹنے تک لے لیا پھر آپ نے حکم کیا زمین نے کمر تک لے لیا پھر آپ نے حکم کیا گردن تک زمین میں دھنس گئے۔

اور وہ لوگ برابر گریہ وزاری کرتے تھے مگر شدّت غضب کی وجہ سے آپ نے التفات نہ کیا۔ چوتھی مرتبہ آپ کے حکم سے وُہ بالکل زمین میں غائب ہو گئے بنی اسرائیل آپس میں کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ ع نے قارُون کو اس لیے بد دعا دی ہے کہ اس کا مال خود لے لیں جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی دُعا کی اُس کا مال اسباب سب زمین میں سما گیا بخیلی کا نتیجہ پا لیا۔

آنکس کہ بدینار درم خیر نیند وخت سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد
خواہی متمتع شوی از نعمتِ دُنیا با خلق کرم کُن چو خدا با تو کرم کرد

مسلمانوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے) اے اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ تیری اور تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے احکام کی پوری پابندی کریں اور ہمارا خاتمہ بخیر کرنا اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دینا۔

بادشاہا جُرمِ ما را در گذار ما گنہگاریم و تو آمرزگار
بر در آمد بندۂ بگریختہ آبرُوئے خود ز عصیاں ریختہ
مغفرت دارم اُمید از لُطف تو زانکہ خود فرمودۂ لَاتَقْنَطُوْا
چشم دارم از گنہ پاکم کُنی پیش ازاں کاندر لحد خاکم کُنی
اندراں دم کز بدن جانم بری از جہاں با نور ایمانم بری

تَمَّتْ بِالْخَیْر

الحمد للہ کہ "جلیس الناصحین" ترجمہ "انیس الواعظین" (مترجمہ افضل الفضلاء اکمل الکملاء مولانا حافظ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی غفر اللہ القوی) حسب فرمائش ایچ ایم سعید کمپنی، مالکان ایجوکیشنل پریس کراچی زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی۔ اللہ پاک اس سعی کو قبول فرمائیں (آمین)

(مطبوعہ ایجوکیشنل پریس، پاکستان چوک کراچی)